تذکرۃ الشعراء

از

دولت شاہ سمرقندی

بہ تصحیح و تمہید

از

جناب شیخ محمد اقبال صاحب ایم اے گورداسپوری

بفرمایش

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور

سنہ ۱۹۳۹ء

شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور نے عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد عالم [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

اِس ایڈیشن کے لئے میں نے تذکرہ دولت شاہ مطبوعہ بمبئی اور ولایتی ایڈیشن مصحح براؤن صاحب کا مُطالعہ کیا ہے ۔ بمبئی ایڈیشن کو ولایتی ایڈیشن کے مُطابق درست کیا گیا ہے اس ایڈیشن کا متن بمبئی ایڈیشن کے مُطابق ہے مقابلہ کے بعد جہاں کہیں تاریخی اختلاف یا شعر وغیرہ کی خواندگی میں فرق پایا میں نے ولایتی ایڈیشن کو ترجیح دی ہے۔

تذکرہ دولت شاہ کو میں نے زیادہ تر تاریخی نقطۂ نگاہ سے دیکھا ہے۔ ولایتی اور بمبئی ایڈیشنوں کے دیباچہ میں کچھ فرق ہے یعنی ولایتی ایڈیشن میں سلطان حسین شاہ الغازی کی شان میں مدحیہ اشعار زیادہ ہیں۔ دُوسرے مشاہیر کے القاب ولایتی ایڈیشن میں کچھ زیادہ طویل ہیں تیسرے دولت شاہ نے دیباچہ میں کئی صفحے عربی شاعری ومشاہیر پر بھی لکھے ہیں میں نے ان باتوں کے زیادہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی۔ کیونکہ میرے خیال میں ان سے متن پر چنداں اثر نہیں پڑتا۔

خود متن میں خاص قسم کا اختلاف ضرور ہے مثلاً شاعر کے حالات کے بعد جب مصنف اس کے اشعار نقل کرتا ہے۔ تو اس وقت دونوں ایڈیشنوں میں اختلاف ہے مثلاً ولایتی ایڈیشن میں ایسے مقامات پر 'میفرماید' یا 'ولہ' وغیرہ لکھا ہے۔ اور اس ایڈیشن میں بمبئی ایڈیشن کے مُطابق 'میگوید' ہے۔ لیکن یہ ایسا اختلاف ہے جو بآسانی نظر انداز کیا جا سکتا ہے۔

واقعات اور تاریخوں کا مقابلہ کرنے کے لئے میں نے مندرجہ ذیل کتابوں سے مدد لی ہے:-

لٹریری ہسٹری آف پرشیا	مُصنفہ پروفیسر براؤن	حصہ دوم وسوم
شعر العجم	" علامہ شبلی نعمانی	حصہ اول دوم وسوم
چہار مقالہ نظامی عروضی سمرقندی	تعلیقات ولایتی ایڈیشن علامہ محمد بن عبدالوہاب قزوینی	

جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی۔ ۱۸۹۹ء

مقدمہ دولت شاہ۔ ولایتی ایڈیشن۔ پروفیسر براؤن

اس کتاب میں جو ترکی اشعار درج ہیں اُن کے غلط یا صحیح ہونے کی نسبت میں کچھ نہیں کہہ سکتا کیونکہ اس زبان میں مجھے دسترس نہیں۔ دُوسرے میرا یہ خیال ہے کہ ہندوستانی قارئین کو شاید ان سے کوئی دلچسپی نہیں۔ یہ زبان موجودہ ترکی زبان سے مختلف ہے۔ اگرچہ متن کو درست کرنیکی بہت کوشش کی گئی ہے لیکن پھر بھی بعض مقامات پر خاص نوعیت کی غلطیاں رہ گئی ہیں جسکی وجہ یہ ہے کہ بمبئی ایڈیشن کا کاتب ایرانی ہے۔ اور ایرانی لوگ گ اور ک۔ ج اور چ کی کتابت میں فرق نہیں کرتے بعض جگہ زائد نقطے لگا دیتے ہیں۔ جہاں تک ہو سکا میں نے ان کو قرأت کے مطابق بنا دیا ہے۔ لیکن بعض مقامات پر اگر ایسا نہ ہو تو بھی قارئین کے لئے کوئی دِقّت نہیں کیونکہ یہ باتیں عام فہم سے کچھ بہت بالا نہیں ہیں۔

محمد اقبال صادق

تذکرۃ الشعرا

دولت شاہ سمرقندی

حالاتِ زندگی | دولت شاہ کے حالاتِ زندگی کے لئے دو ہی معتبر ماخذ ہیں۔

(۱) دولت شاہ نے خود اسی تذکرہ میں کہیں کہیں اپنی بابت کچھ نوٹ کر دیئے ہیں۔

(۲) مجالس النفائس۔ دیباچہ و مجلس ششم چونکہ اس کا مصنف امیر علی شیر نوائی جو دولت شاہ کا ہمعصر اور مُربی تھا اس لئے اس کے دیئے ہوئے حالات مستند قرار دیئے جا سکتے ہیں اور چونکہ یہ کتاب ترکی زبان میں ہے۔ اور ہماری رسائی سے باہر ہے۔ اس لئے اس مجلس ششم دربارۂ دولت شاہ کے انگریزی ترجمے کے پروفیسر براؤن کے ممنون ہیں۔

امیر دولت شاہ اسفرائن کے ایک شریف خاندان سے تھا۔ اس کا باپ علاء الدولہ بختی

شاہ الغازی شاہرخ سلطان ۸۰۷ھ/۱۴۰۴ء سے ۸۵۰ھ/۱۴۴۷ء جو امیر تیمور کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا، مشہور درباریوں میں سے تھا۔ اس کا چچا فیروز شاہ بیگ اس کے مشاہیر امرا میں سے تھا اس کا بھائی امیر رضی الدین علی جوانمرد عالم اور محدث تھا۔ باپ کی طرح اہل دربار سے تھا۔ فارسی اور ترکی دونوں زبانوں کا شاعر تھا۔

دولت شاہ ایک قابل منکسر المزاج اور ہونہار نوجوان تھا۔ اس نے اپنے آباؤ اجداد کی شان وشوکت اور حکومت کے طریق کو خیرباد کہا معمولی زمینداری کی آمدنی پر قناعت کرکے گوشۂ عافیت اختیار کیا اور کسب علوم وفنون میں پوری کوشش کی۔ تقریباً پچاس سال کی عمر میں تذکرۃ الشعراء لکھنا شروع کیا۔ اور اپنے مربی سلطان حسین غازی کے نام پر معنون کیا۔

دولت شاہ سلطان الغازی کے ہمرکاب چکین سرائے کی لڑائی میں شامل ہوا جو دولت شاہ؟ کے مہارج اور سلطان محمود کے درمیان واقع ہوئی۔

امیر علی شیر نوائی مجالس النفائس کی مجلس ششم میں رقمطراز ہے: تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے کہ مجھے امیر دولت شاہ کی وفات کی خبر ملی ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو خدا تعالیٰ اسے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔

کتاب تذکرۃ الشعراء ۸۹۲ھ مطابق ۱۴۸۶ء میں ختم ہوئی۔

مرآۃ الصفا کے مصنف نے دولت شاہ کا سن وفات ۹۰۰ھ لکھا ہے۔ یہ مصنف دولت شاہ کا ہمعصر تھا۔

دولت شاہ کے زمانے کے عام حالات دولت شاہ ناقدریٔ زمانہ کا بہت شاکی ہے اپنے زمانہ کی بابت لکھتا ہے کہ اس زمانہ میں علم کی کوئی قدر نہیں شعراء کو بہت قلیل صلے ملتے ہیں۔ رذیل اور چھوٹے درجہ کے لوگ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو جاتے ہیں۔ خود اسے باوجود علمی قابلیت خاندانی شرافت اور وسیع تعلقات کے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ ایک مقام پر وہ اس زمانہ کے علمائے دین پر الزام دیتا ہے کہ وہ ابن الوقت اور طامع ہیں شعر گوئی کرنے کے لئے اخلاقی جرأت سے کام نہیں لیتے دوسرے موقع پر اپنے بارِ قرض کا ذکر کرتا ہے۔ اور محصل کی سختی سے نالاں ہے۔ اپنی ناداری کی بات جو کچھ وہ لکھتا ہے۔ اس کی ذمہ دار ممکن ہے اس کی گوشہ نشینی اور منکسر المزاجی ہو جس کی طرف نوائی نے مجالس النفائس کی چھٹی مجلس میں اشارہ کیا ہے۔ اور اغلب ہے کہ اسی وجہ سے باقی زمانہ کی شکایت کردی ہو ورنہ مشکل ہے کہ سلطان حسین کی بادشاہت اور امیر علی شیر نوائی کی وزارت ہو اور

علماء کی بے قدری۔

دولت شاہ کے مواخذ | تذکرۃ الشعراء میں مصنف نے جن کتابوں کا حوالہ دیا ہے اُنکی فہرست یہ ہے

کتاب	مصنف	سنہ	تعداد حوالہ		
(۱) آثار الباقیہ (عربی)	البیرونی	١٠٤٨ء	ایک دفعہ حوالہ دیا ہے		
(۲) احیاء العلوم "	الغزالی	١١١١ء	۱	"	"
(۳) اخبار الطوال "	دینوری	٨٩٥ء	۱	"	"
(۴) جغرافیہ "	الاصطخری	٩٤٠ء	۱	"	"
(۵) تاریخ الشیوخ (فارسی)	حاجی خلیفہ اس کا صرف نام لکھتا ہے مصنف سن وغیرہ معلوم نہیں)		۱	"	"
(۶) تاریخ مستظہاری یا استظہار الاخبار	قاضی احمد دا مغانی (حاجی خلیفہ کچھ نہیں)		۲	"	"
(۷) تاریخ آل ابو طاہر خاتونی سلجوق۔ تاریخ سلاجقہ۔ تاریخ سلجوق	+	+	+	+	
(۸) تاریخ بناکتی	ابو سلیمان داؤد بناکتی	١٣١٧ء	۵	"	"
(۹) تاریخ بیہقی	+	١٠٦٠ء	ایک دفعہ حوالہ دیا ہے		
(۱۰) تاریخ رشیدی یا جامع التواریخ	رشید الدین فضل اللہ	١٣٢٠ء	۲	"	"
(۱۱) تاریخ طبری	مترجمہ بلعمی (ترجمہ)	٩٦٣ء	۱	"	"
(۱۲) مطلع السعدین و مجمع البحرین	کمال الدین عبد الرزاق	١٤٨٢ء	۱	"	"
(۱۳) تاریخ گزیدہ	حمد اللہ مستوفی قزوینی	١٣٣٠ء	۵	"	"
(۱۴) تذکرۃ الاولیا	فرید الدین عطار (قتل فی ١٢٣٠ء)		۲	"	"
(۱۵) ترجمان البلاغۃ	فرخی (حاجی خلیفہ صرف نام جانتا ہے)		۲	"	"
(۱۶) تاریخ ملک شاہی	+	+	۱	"	"
(۱۷) جواہر الاسرار	آذری	+	۸	"	"
(۱۸) جہان کشائے جوینی	علاء الدین عطا ملک جوینی	١٢٦٠ء	۵	"	"
(۱۹) چہار مقالہ	نظامی عروضی سمرقندی تقریباً	١١٦٠ء	۳	"	"
(۲۰) حدائق السحر	رشید الدین وطواط	+	۶	"	"
(۲۱) تاریخ	حمزہ اصفہانی	٩٦٠ء	۱	"	"

(۲۲) ذخیرۂ خوارزم شاہی	زین الدین ابو ابراہیم اسمٰعیل الجرجانی	سنہ ۱۱۰۶-۷ء	۱	″	″
(۲۳) روضۃ الازہار	میر اخواند	سنہ ۱۴۵۷ء	۱	″	″
(۲۴) سیاست نامہ یا سیر الملوک	نظام الملک	(قتل فی سنہ ۱۰۹۲ء)	۱	″	″
(۲۵) شرف النبی	+	+	۱	″	″
(۲۶) صور الاقالیم	ابو سلیمان ذکریا کوفی	+	۵	″	″
(۲۷) طبقات ناصری	جرجانی	سنہ ۱۲۶۰ء	۳	″	″
(۲۸) ظفر نامہ	شرف الدین علی یزدی	سنہ ۱۴۲۵ء	۴	″	″
(۲۹) قابوس نامہ	کیکاؤس بن سکندر بن قابوس بن وشمگیر	سنہ ۱۰۸۲-۳ء	۱	″	″
(۳۰) کتاب آداب العرب والفرس	ابو علی احمد محمد بن مسکویہ	سنہ ۱۰۳۰ء	۱	″	″
(در ذکر شعرائے عرب کہ دریں کتاب موجود نیست)					
(۳۱) کتاب الممالک و المسالک	علی ابن عیسٰی کمال	+	۳	″	″
(۳۲) مناقب الشعرا	ابو طاہر خاتونی (بقول حاجی خلیفہ بفارسی نوشتہ بود) گیارہویں صدی کے اخیر میں		۲	″	″
(۳۳) نزہت القلوب	حمد اللہ مستوفی قزوینی	+	۱	″	″
(۳۴) نصیحت نامہ	نظام الملک	+	۱	″	″
(وصایا - یا نصائح منسوب بہ نظام الملک برائے پسرش فخر الملک - ایں کتاب دراصل در صدی پانزدھم عیسوی نوشتہ شدہ و فسانۂ نظام الملک و حسن صباح و عمر خیام دراں مندرج است)					
(۳۵) نظام التواریخ	البیضاوی	+	۳	″	″
(۳۶) نفحات الانس	جامی	سنہ ۱۴۷۲ء	۲	″	″
(۳۷) نگارستان	معین الدین جوینی	+	۴	″	″

دولت شاہ اپنے خیال میں پہلا آدمی تھا جس نے کہ شعرا کے حالات لکھے ہیں۔ حالانکہ ان مندرجہ بالا کتابوں کے حوالے دیتا ہے جن میں مناقب الشعرا بھی شامل ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے لباب الالباب

عوفی کو نہیں دیکھا۔ کیونکہ وہ اس کا کہیں ذکر نہیں کرتا۔

تذکرۃ الشعرا فارسی تاریخ ادب پر فارسی زبان میں بہترین کتاب ہے۔ یہ ایک مقدمہ سات طبقات اور ایک تتمہ پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں فارسی شعر کی مختصر سی تاریخ لکھی ہے۔ ہر ایک طبقہ میں تقریباً بیس شعرا اور اُن کے مربی بادشاہوں کے حالات درج ہیں۔ تتمہ میں مؤلف نے سلطان حسین غازی اور چھ ہمعصروں کے حالات دیئے ہیں۔ شاعر کے حالات کے بعد اُس کے کلام کا انتخاب درج ہے جو مؤلف کے مذاق کی داد دیتا ہے۔ تذکرۃ الشعرا کو چیدہ اشعار کے مجموعہ کی وجہ سے ایک نفیس بیاض کہا جا سکتا ہے جس میں تقریباً ۱۵۰ شعرا کے منتخب کلام کا انتخاب درج ہے جو مؤلف کی قابلیت اور ذہانت پر دال ہے۔ اس کے مندرجہ اشعار میں سے بعض نایاب ہیں۔ اور بعض غالباً کبھی نہیں چھپے۔ اشعار کے علاوہ عام تاریخی حالات بھی موجود ہیں۔ جو اس زمانہ کے حالات پر روشنی ڈالتے ہیں۔ بہت سی پُرلطف حکایتیں دی ہیں۔ کتاب بحیثیت مجموعی فارسی زبان کے طالب علم کے لئے دلچسپ اور مفید ہے۔ اس کی زبان شیریں اور لطیف ہے۔ انوار سہیلی (جو مؤلف کے ہمعصر ملا حسین واعظ کاشفی کی تصنیفات سے ہے) کی طرح ثقیل بلاغت وغیرہ سے پاک ہے۔

تذکرۃ الشعرا کا ساتواں طبقہ اور تتمہ تاریخی نقطۂ نگاہ سے دلچسپ ہیں۔ دولت شاہ کی معلومات اس طبقہ کی بابت بالکل صحیح اور مستند قرار دی جا سکتی ہیں کیونکہ ان دونوں حصوں میں اُن لوگوں کے حالات درج ہیں جو مؤلف کے ہمعصر تھے۔ باقی کتاب کی نسبت یہ معلوم ہوتا ہے کہ واقعات کے تحریر کرنے میں مؤلف نے احتیاط سے کام نہیں لیا ضعیف یا معتبر روایت جیسی ملی لکھ دی۔ خود اسے پرکھا نہیں۔ اسی وجہ سے کتاب میں بہت سی غلطیاں رہ گئی ہیں جن کی وجہ سے بڑے بڑے فاضل مثل ریو اور علامہ شبلی ٹھوکر کھا گئے ہیں۔ جس قدر واقعات کی تاریخیں بہم پہنچ سکیں مؤلف نے جمع کیں چند ایک نظم میں ہیں اور باقی عربی لفظوں میں۔ تاریخ لکھنے کا یہ بہت محفوظ ذریعہ ہے کیونکہ ہندسوں کے بدل جانے کا اندیشہ دور ہو جاتا ہے۔ اور ایسا اندیشہ مشرقی پرانی کتابوں کی نسبت عام ہو سکتا ہے۔ دولت شاہ کے اس فاضلانہ تاریخیں لکھنے کی نسبت کم از کم یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ مؤلف نے جو لکھی ہونگی وہ تقریباً ویسی ہی ہم تک پہنچ سکی ہیں۔

تاریخی لغزشیں: تذکرۃ الشعرا میں تاریخی لغزشیں بہت ہیں لیکن جو مشاہیر سے تعلق رکھتی ہیں اُن کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

دولت شاہ نے رودکی کا نام وغیرہ نہیں لکھا فقط اس کی کنیت ابوالحسن لکھی ہے لیکن علامہ محمد بن عبدالوہاب قزوینی نے تعلیقات چہار مقالہ میں اس کا نام اور وجہ تخلص یوں لکھی ہے "ابوعبداللہ جعفر بن محمد الرودکی منسوب بہ رودک۔ ناحیہ ایست بسمرقند و در آن ناحیہ قریہ ایست کہ او را بج میگویند و ہذہ القریہ قطب رودک ہی علی فرسخین من سمرقند" قریہ قطب رودک سمرقند سے دو فرسخ کے فاصلے پر ہے۔ اور رودکی اس قریہ کی طرف منسوب ہے علامہ قزوینی کا قول قابل ترجیح ہے اور تازہ تحقیقات پر مبنی ہے علامہ موصوف نے رودکی کا سن وفات ۳۲۹ھ لکھا ہے

دولت شاہ نے رودکی کا قصیدہ "بوئے جوئے مولیاں آید ہمے" کے چند اشعار لکھنے کے بعد اپنی رائے ظاہر کی ہے (کہ یہ اشعار صنائع و بدائع اور متانت سے عاری ہیں) اور اگر ایسے اشعار اس کے زمانہ میں کسی بادشاہ کے دربار میں پڑھے جاتے تو سب لوگ ان کی خوبی کا انکار کرتے لیکن دولت شاہ کی رائے اس معاملہ میں مستند نہیں ممکن ہے کہ زمانہ کے گذرنے سے مذاق بدل گیا ہو اور رودکی کے اشعار کی قدر نہ کر سکتے ہوں حقیقت یہ ہے کہ آدم الشعرا استاد رودکی نے یہ قصیدہ بہت خوب لکھا ہے امیر معزی نے باوجود شیریں کلام شاعر ہونے کے اس کا جو جواب لکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر معزی ایسا کرنے میں کس طرح ناکام رہا ہے مقابلہ سے اندازہ ہو سکتا ہے۔

رودکی　　بوئے جوئے مولیاں آید ہمے　　یاد یار مہرباں آید ہمے

امیر معزی　　رستم از مازندراں آید ہمے　　زین ملک از اصفہاں آید ہمے

دولت شاہ نے غضائری کا نام اور سن وفات نہیں دیا اس کا نام ابوزید محمد بن علی غضائری الرازی ہے اس کی وفات ۴۲۶ھ میں ہوئی۔ تذکرۃ الشعرا میں منوچہری کا نام نہیں دیا گیا۔ تعلیقات چہار مقالہ میں یوں درج ہے ابوالنجم احمد بن قوص الدامغانی کا رہنے والا تھا ۴۳۲ھ تک زندہ رہا۔

بندار رازی۔ دولت شاہ نے اس کا سن وفات نہیں دیا۔ البتہ مجدالدولہ کا سن وفات ۴۲۰ھ لکھا ہے صاحب مجمع الفصحا نے بندار کا سن وفات ۴۰۱ھ لکھا ہے نیز وہ کہتا ہے کہ مجدالدولہ بھی اسی سال قتل ہوا۔ اس بنا پر یا تو بندار کا سن وفات ۴۰۱ھ غلط لکھا ہے ممکن ہے ۴۲۱ھ ہو یا مجدالدولہ کی وفات کے متعلق مجمع الفصحا میں یہ اطلاع غلط ہے۔

دولت شاہ نے استاد عنصری کی تاریخ وفات ۴۳۱ھ مقرر کی ہے نئی تحقیقات کی رو سے اس کی وفات کی تاریخ ۱۰۴۰ء اور ۱۰۵۰ء کے درمیان مقرر کی گئی ہے۔

مسعود بن سلمان کی بابت دولت شاہ نے نہایت اختصار سے کام لیا ہے اس کی ولادت کا سن صحیح اقوال کے مطابق

۴۳۸ھ یا ۴۴۲ھ ہے۔ اور سن وفات ۵۱۵ھ ہے۔ اس کا خاندان ہمدان سے تعلق رکھتا ہے لیکن مسعود ہندوستان میں آیا۔ لاہور اس کے اہل و عیال کا مسکن تھا چنانچہ حبسیات میں لاہور کا مسعود نے ذکر کیا ہے۔

فردوسی۔ دولت شاہ نے فردوسی کا نام حسن بن اسحاق بن شرفشاہ لکھا ہے لیکن پروفیسر براؤن نے اپنی کتاب لٹریری ہسٹری آف پرشیین لٹریچر جلد دوم میں اس کا نام ابوالقاسم حسن بن علی طوسی لکھا ہے۔ دولت شاہ نے فردوسی عنصری عسجدی اور فرخی کی ملاقات کی جو حکایت لکھی ہے اسکے متعلق چہار مقالہ اور لباب الالباب جو پرانے اور مستند تذکرے ہیں خاموش ہیں اس لئے یہ حکایت قابل اعتبار نہیں ہے۔ اسدی طوسی کے ذکر میں دولت شاہ نے لکھا ہے کہ اسدی نے شاہنامہ کے آخری چار ہزار اشعار فردوسی کی فرمایش پر ایک رات اور ایک دن میں کہے۔ اور فردوسی کو جو کہ بستر مرگ پر تھا سنائے۔ یہ حکایت بے بنیاد ہے کیونکہ ایک رات اور ایک دن میں تا نماز دیگر چار ہزار اشعار لکھنا خلاف قیاس ہے۔ پھر دولت شاہ نے لکھا ہے کہ اسدی فردوسی کا استاد ہے۔ یہ بھی قرین صحت نہیں۔

دولت شاہ نے فردوسی کا سن وفات ۴۱۱ھ لکھا ہے لیکن پروفیسر براؤن نے بڑی تحقیق کے بعد ۴۱۶ھ مطابق ۱۰۲۵-۲۶ء مقرر کیا ہے یہ قول دولت شاہ کے قول پر فوقیت رکھتا ہے۔ امیر معزی کی تاریخ وفات کی نسبت دولت شاہ خاموش ہے صحیح ترین اقوال سے امیر معزی کا سن وفات ۵۴۲ھ ہے جو غلطی سے سلطان سنجر کے تیر سے مارا گیا تھا۔

دولت شاہ نے امیر معزی کے حالات کے ساتھ نظام الملک کا ذکر بھی کیا ہے۔ اور چار شعر دیئے ہیں جن کو نظام الملک کی طرف منسوب کیا ہے تیسرے شعر میں نظام الملک کی عمر اور مقام وفات کا ذکر ہے۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ دراصل یہ چاروں شعر برہانی والد معزی نے وفات کے وقت لکھے تھے تیسرا شعر جوں شد...... الخ مصنوعی ہے۔ اصل یوں ہے:۔ آمد چہل و شش ز قضا حارث عمر من + در خدمت درگاہ تو صد سالہ میر و من +

یہ قول نظامی عروضی سمرقندی کا ہے اور دولت شاہ کے قول پر مقدم ہے کیونکہ عروضی نے بالمشافہ امیر معزی سے سنا ہے۔

دولت شاہ نے نظام الملک کا سن وفات ۴۸۲ھ لکھا ہے لیکن پروفیسر براؤن نے ۴۸۵ھ مطابق ۱۰۹۲ء لکھا ہے۔

تذکرۃ الشعرا میں امامی ہروی کا سن نہیں دیا گیا۔ اس کا سن وفات ۶۶۷ھ مطابق ۱۲۶۸-۹ء ہے۔

مجد الدین ہمگر کا سن وفات ۶۷۸ھ مطابق ۱۲۷۹ عیسوی ہے۔ دولت شاہ اس کے متعلق خاموش ہے۔

عراقی کا سن وفات دولت شاہ نے ۷۰۹ھ لکھا ہے لیکن پروفیسر براؤن نے لکھا ہے کہ عراقی نے ۸ ذیقعدہ ۶۸۸ھ مطابق ۱۲۸۹ء کو وفات پائی۔ یہ قول معتبر ہے۔

محمد اقبال صائی ایم۔ اے

بسم الله الرحمن الرحیم

تحمیدی که شاهباز بلند پرواز اندیشه بساحت فضای کبریای آن طیران نتواند نمود و تمجیدی که سیمرغ قلّه قاف عقول انسانی بذروهٔ عزّت و عظمت آن بال نتواند کشود حضرت با رفعت واجب الوجودیرا سزاوارست جلّ شانه و عظم کبریانه که از خواص آبا هفت گانه علوی و آثار امهات چهار گانه سفلی موالید سه گانه را بحیّز وجود موجود ساخت و هر یک را از افراد کائنات بر حسب استعداد و قابلیات به تجلّی و ترقی لائق مرتب و ممتاز گردانید۔ شعر

ففی کل شیءٍ له آیة   تدل علی انه واحد

و از بهر و فطرت نوع انسان را از جمله اجناس موجودات و تمامت کونات بتعدیل مزاج مشرف و ممتاز فرموده تاج کرامت و تشریف هدایت ولقد کرّمنا بنی آدم وحملناهم فی البرّ والبحر ورزقناهم من الطیّبات وفضّلناهم علی کثیرٍ ممن خلقنا تفضیلا بر تارک میمون و فرق همایون ایشان نهاده رقبهٔ زمین و زمان و نبات و حیوان را در ربقهٔ تسخیر این جنس خطیر در آورده قوّت ناطقه را که مفتاح کنوز حقایق و گنجور رموز دقایق است در جیب یا ترجیب آن جماعت موقّع ساخت۔ شعر

قدرت اوست که پرورده بشیرین کاری   طوطی ناطقه را در شکرستان مقال
حکمت اوست که پروانه دین داد بعقل   تا نهد شمع هدایت بشبستان ضلال

لاجرم جمیع انسان عظیم الشان شکرانهٔ نعمت نتیج و موهبت بدیع را در شاهراه بیان و معانی کنه جلالش بپویند و منطق کلام لا احصی ثناء علیک تفسیر تنزیه و تقدیس فی ذات بیمثالش میگویند و علی الدوام بحبل المتین کرمش تمسک می جویند۔ بیت

شکر کرام فضل بجا آورد کسی   حیران بماند هر که درین افتکار کرد
تب علینا فاننا بشر   ما عرفناک حق معرفتک

وآلاف تحیة ورضوان واصناف محمدت وغفران از دل وجان روشن رویان ایمان نثار روضہ منور ومرقد معطر محرم راز وار راز سر ما اوحی ومسند نشین وفی فتدلی شیرین کلام وما ینطق عن الھوی حامل بار کرامت ان ھو الا وحی یوحی دُرّہ التاج سروران ممالک اصطفیٰ ابو القاسم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم باد۔ کما قال اللہ تعالیٰ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یا ایھا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما فصیحی کہ مسیح از عہد عزت بجا ماند وز بان میکشاد وبلیغی کہ عزیز مصر خلافت در ملا خلقش تقدیم میداد۔ بیت

یتیمی کہ نا کردہ قرآن درست　　کتب خانۂ ہفت ملت بشست

صلی اللہ علیہ وآلہ التابعین لا ہم باحسان الی یوم الدین۔

دربیان فضیلت فصاحت بلاغت وتفضیل اصحاب بین منعوطات

بر رای منیر وخاطر خطیر ارباب فضل عزت واصحاب علم وحکمت ظاہر وواضح است کہ حق سبحانہ وتعالیٰ از مکمن عالم غیب واز گنجینہ مخزن لاریب مجموعہ وجود انسان بعد وظہور نیاوردہ ودر حدایق حقایق وشکرستان دقایق بجان فزائی ودل کشائی وشیرین زبانی چون نطق انفاس ناطقہ نطق آدمی طوطی جان از جملہ مرغان اولے اجنحہ بہ نبات حسن نہ پروردہ۔ بیت

نخستین فطرت پسین شمار　　توئی خویشتن را ببازی مدار

اعلیٰ علیین مراتب انسانی علم وحکمت است کہ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ازان عبارت است واسفل السافلین آدمی جہل وحماقت است ثم رددناہ اسفل السافلین بان اشارت است پس از فحوای کلام کریم متقرر شد واز حضیض حقارت مہالک باوج مراتب ملائک جز باوصاف انسانی ومعرفت یزدانی نتوان رسید۔ بیت

تو ز آدم خلیفہ بہ گہر　　قوت خویش را بہ فعل آور

نطق وفصاحت انسانی را کلید ابواب معانی نہادہ اند بلکہ طلسم کنوز دقایق را بدین مفتاح کشادہ اند آدمی بقوت نطق وتمیز از حیوان ممتاز است وگرنہ در وجود با جمیع خلایق انباز است زبان بہایم ودواب بزندان ظلمت وحجاب محبوس است وگرنہ ہمہ اشیای تر وشان محسوس است عارف رومی قدس سرہ درین باب می فرماید۔

حس حیوانی ندارد اعتبار ای اخی درکوی قصابان گذار
فربهی حیوان کند از خورد و نوش می شود انسان قوی از راه گوش

دریغ نباشد که چنین طوطی از شکرستان فصاحت و مقال محروم ماند و تاسف نشاید که مثل این بلبلی از گلستان آمال معدوم گردد عالم ارواح که شفاف و صافی ست فیض آن ارباب فصاحت را وافی و کافی ست۔ بیت

درپس آیینه طوطی صفتم داشته اند آنچه استاد ازل گفت بگو میگویم

صاحبدلی را از انجا که مقام و حال اوست لاشک شاہد عدل قال و مقال اوست پس بدین تقدیر سیاحان وادی حقیقت و سباحان بحار طریقت نه بر عبث در بادیه جان گداز حکمت و معرفت و در بحار خون خوار اندیشه و خلوت سیاحت و سباحت کرده اند بلکه از خار مغیلان این بادیه گلی چیده اند از غواصی این بحر نتناهی پدر روانه رسیده اند۔ بیت

ز آتش فکرت چو پریشان شوند با ملک از جمله خویشان شوند

مسود این سواد نورانی و مصور این صورت پرمعانی اقل عباد اللہ الغنی دولت شاہ بن علاء الدولہ بختی شاہ غازی سمرقندی ختم اللہ لہ بالحسنی بر رای جہان آرای ارباب دین و دولت و اصحاب فضل و فطنت معروض میگرداند که من بنده روزگار شباب ایام فضل و اکتساب جہالت و بطالت بسر بردم و دوسه روزه زندگانی که سرمایه سعادت جاودانی ست بمالایعنی تلف کردم چون از روی محاسبت و مراقبت بروزنامه حیات نظر نمودم دیدم که کاروان عمر گران مایه در بیته گمراہی پنجاه مرحله قطع نموده و از دیوان حکمت عنوان حضرت قدوة المحققین قبلة العارفین نور الملة والدین مولانا عبد الرحمن جامی ادام اللہ تعالی برکات انفاسه الشریفه این رباعی را مناسب حال و برحسب حال خود یافتم۔ رباعیه

تا ده بودم بسی زبون افتاده تا بیست و سی زره برون افتاده
در چهل و عمی داده چهل سال بباد در پنجه پنجهم کنون افتاده

با خود اندیشه کردم که از دفتر دین و دانش که فهرست مجموعه کمالات است حرفی نخوانده و از جاه و مراتب آبا و اجداد بی بهره مانده۔ این چنین عمر تلف شده را چه عوض و این سودای بی سود را چه غرض۔ بعد ما که زخم شمشیر تشویر خوردم و ساعتی بندامت سر فرو بردم دیدم که در دولت گذشته تدبیری

نیست ودر مهلت روزگار حالت تاخیری نه بیتی از تخلصهای شیخ آذری ره باخلاص یادم آمد

بیت آذری عمر ببازیچه و غفلت بگذشت   انچه باقیست مشو غافل و فرصت دریاب

مصرع کی عمر رفته کس بدویدن گرفته است

آخر مصلحت آن دانستم که پیش از آنکه پای مرکب حیات در سنگلاخ اجل مجروح شود مصرع

دست بکاری زنم که غصه سرآید

علم را پایهٔ بلند و مایهٔ ارجمند یافتم اما دیدم که مشاهدهٔ آن عروس جز بمجاهدهٔ روزگار صبا نقش

نبی بندد که العلم فی الصغر کالنقش فی الحجر. اگرچه طفل راهم اما قرین پنجاهم و شاهراه سلوک

بحقیقت اگرچه طریقهٔ واصلان و وظیفهٔ کاملان است. بیت

تا جان نکنی خون نخوری پنجه سال   از قال ترا ره ننماید بحال

من گمراه که بعد از تضییع و اتلاف پنجاه بقالی نرسیده باشم بحال رسیدن محال باشد

قصه و غصه ملازمت درگاه سلاطین را چه گویم اگرچه این طریق شعار و دثار را با واجداد

این مستمند است اما نفس را در هراسم آن خدمت ناموذب دیدم بضرورت پای از کریاس

منیع در کشیدم. بیت

تکیه بر جای بزرگان نتوان زد بگزاف   مگر اسباب بزرگی همه آماده کنی

عاقبت سودا و فکر این زیان بود دماغ ضعیف مرا در ربود. قوت متخیله بدین رباعی ترنم می نمود.

رباعی درد هر مرا نه جاه و مالی حاصل   نه علم و کمال و وجد و حالی حاصل

مردان در مردان زده انا زچه مراست   چون نامردان خواب و خیالی حاصل

آخر از حسرت و پشیمانی و اندوه و پریشانی بزاویه ادبار سجاده گشتم و بگوشه تنهائی معتکف نشستم

از دوالت ملالت بر خاطرم مستولی شد. شعر

ہاتف غیب این ندا در داد

بیت حاصل منشین درقی میخراش   ور نتوانی قلمی می تراش

چون کنوز معانی ظهور نمود دانستم که قلم اژدهای آن گنج بود با قلم دو زبان یکدل شده گفتم.

ای مفتاح کنوز دانش بتو مشورت می کنم که بسبی بنان من و بدندان تو کدام رقم است. قلم بصدای صریر

باسن تقریر کرد - بیت

که هر چیز کان گفتنی گفته اند ... بر و بوم و دانش همه رفته اند

علمای دین داد آثار و اخبار داده اند و ابواب قصص انبیا بر رخ خلق کشاده اند شیخ عطار که مرقد او اندر باصین انوار معطر باد و در تذکرهٔ اولیا ید بیضا نموده و مورخان دانا در تواریخ و مقامات سلاطین توانا مجلدها پرداخته اند و کتابها ساخته و هم چنین در معرفت بلاد و مصلحت عباد و آنچه بایستنی ایست فضلا درآن کار جهد نموده اند و یادگاری گذاشته اند - بیت

انچه مجهول مانده در عالم ... ذکر تاریخ و قصهٔ شعراست

جهت آنکه علما باوجود کمال و فضل بدین افسانهٔ محقر قلم رنجه نکرده و به همت فرو نیاورده و دیگرانرا اوقات مساعدت نکرده بلکه بضاعت آن نداشته اند القصه تاریخ و تذکره و حالات این طائفه را هیچ آفریده از فضلا ضبط ننموده اگر رقمی بر وجه ثواب درین ابواب نموده آید حقا که بر وجه صلاح خواهد بود این شکسته چون از خازن گنجینه معنی این رموز اصغا نموده دانستم که این صید از قید صیادان این صناعت جسته و این در بر روی ارباب طلب بسته است از آنچه شکسته بسته در مدت العمر دیده و از ان خوشه که از خرمن کرام چیده بودم از تواریخ معتبره و از دواوین استادان ماضی و اشعار متقدمین و متاخرین از رسائل متفرقه و کتب سیر غیره ذلک تاریخ و مقامات و حالات شعرای بزرگ که ذکر دواوین اشعار ایشان در اقالیم مشهور و مذکور است جمع نمودم از عهد اسلام الی یومنا هذا و بتقریب شمه از تواریخ سلاطین بزرگ که شعرای نامدار بروزگار آن طایفه بوده اند درین تذکره بقلم آوردم و از منشیات اکابر و لطائف اعاظم و تحقیق معرفت بلدان آنچه توانستم بقدر الوسع والامکان درین تذکره بایراد رسانیدم چون این عروس حقایق از حجلهٔ غیب روی نمود تامل نمودم که در حمایت شبستان کرم کدام صاحب دل تواند بود و قدر این مخدرهٔ عصمت که دامن طهارت آن آلودهٔ خبث و خباثت نیست - کدام معصوم خواهد دانست و این در معانی قابل گوش کدام اهل هوش است عقل دانا ملهم ساخت - مصرع

قدر زر زرگر شناسد قدر جوهر جوهری

از رموز ملهم دولت یقینم شد که این خدمت جز صدر رفیع که پیمی را شایسته نیست که امور و فضل بدولت او منتظم و بنای جهل از هیبت و جلالت او منهدم است -

ذکر مجالس صاحب دولتی که این خدمت و تحفه احسان اوست

اعنی امیر الکبیر الاعظم ناصب رایات العدالت والنصفه والکرم امیر الامرا والحکام والی ولایت الایام ناظم دواوین الملوک والخواقین اعدل من حبل المائه والطین نظام الممالک ملجأ الضعفا من ورطات المهالک ذی المفاخر والمآثر راسخ کمالات الاوایل والاواخر موسس بنیان المکارم مجدد مراسم الاکابر والاعاظم معین العلما مربی الفضلا مقوی الفقرا وافضل الامرا العظام ولی النعم والایادی الجسام ناقد فنون العلم بمعیار الطبع السلیم عارف المعارف بمیزان ذهن المستقیم. بیت

بحق مالک رقاب کلک و شمشیر نظام الملة والدین علی شیر

زین الله سریر الوجود بعزه وافاض علی المسلمین سحاب معدلة وجوده بزرگی که ممدوح اکابر آفاق است و منظوری که مجموع مکارم اخلاق ذات ملک صفاتش عنصر کرم و مروت و همت کیمیا خاصیتش عین شفقت و رافت ارباب فضل را سده منیعش مقری معین و اصحاب علت فاقه را دار الشفا کرمش مفرّی مهین عمارت گل اگرچه ظاهر شعار اوست اما بحقیقت عمارت دل نیز پیشه و کار اوست ایزد سبحانه و تعالی درین هر دو طریق ثابت قدم و راسخ دم دارد که شیوه اول سبب معموری بلاد و شفقت بر عباد است و طریق ثانی اصل اخلاص و محفل رشاد معمار سعی جمیلش ویرانی ملک را معمور ساخته و ساقی کرمش مخموران ستم را مسرور گردانیده لمؤلفه

درزمانش چون ز ویرانی نمی بیند اثر جغد ازین وسواس و سودا میکند نوحه گری

پاکبازی بجلوهٔ ابکار معانی قناعت نموده عیسی صفت از الایش طبیعت مجرد بوده و خیرات حسان یادگار اوست والباقیات الصالحات مونس روزگار او انّا آثارنا تدلّ علینا انظروا بعدنا الی الآثار

رعیت پناها دلت شاد باد بسعیت مسلمانی آباد باد
خدایت همه چیز شایسته داد جوانمردی و دانش و دین و داد
ز فضلت خراسان فرخنده بوم شرف برد بر خاک یونان و روم
ترا فضل رحمت و بخشش طریق همین کن که توفیق بادت رفیق
ترا و از جهان نام نیکست و بس بجز نام نیکو نماند ز کس
ترا خیر و احسان و نیکی و نام بماناد تا جاودان والسلام

رجا رواثق بلکہ یقین صادق ہست کہ تحفہ حقیر این فقیر کہ بتحقیق بردن شبہ بدکان جوہریست عرض نور بہا در جنب مشتری درنظر قول خداوندے مردود نہ گردد۔ بیت

پائے ملخے نزد سلیمان بردن … عیب است ولیکن ہنر است از موری

بیان آئین این کتاب و تعیین طبقات و اسم و ابواب آن خواہم آوردن مقامات و حالات شعرا امر متعذر است چہ از روزگار قدیم این طریق بین الناس متداول بودہ و از ہمت تغییر لغات کہ بمرور دہور و اعوام از حالے بحالے و امرے بامرے مبدل میگردد اسامی اکثر این جماعت در ستر خفا است و اما از آنہا کہ اسامی سامئ ایشان و تواریخ و رسایل مذکور ہست و ذکر ایشان درمیان مردم مشہور جمعی را اختیار نمودیم کہ جملہ فاضل و درین علم ماہر بودہ آند و بنزد سلاطین مقبول و محترم و این کتاب را بر طریق طبقات افلاک بر ہفت طبقہ قسمت نمودیم کہ در ہر طبقہ ذکر بیست فاضل تخمیناً مسطور باشد و خاتمہ برین طبقات افزودیم و ذکر حالات فضلا و شعرا کہ امروز جہان بذات شریفشان آراستہ ہست مقرر نمودیم امید کہ فضلا چون برین جرأت صاحب وقوف شوند ذیل عفو و اصلاح بر ہفوات این کمینہ بوشند و در تقبیح نکوشند۔ بیت

مگر عذرم بزرگان در پذیرند … بزرگان خوردہ بر خوردان نگیرند

وعین الرضا عن کل عیب کلیلۃ … ولکن عین السخط تبدی المساویا

کہ در بحر لولو و صدف نیز ہست … درخت بلند است در باغ و پست

قبا گر حریر است و گر پرنیان … بناچار حشوش بود درمیان

طبقہ اوّل و درین طبقہ ذکر بیست فاضل است

اُستاد رودکی	اُستاد غضایری رازی	اُستاد اسدی طوسی
منوچہری شصت کلہ	پندار رازی	اُستاد عنصری
عسجدی بخاری	مسعود سعد سلیمان	فردوسی طوسی
فرخی	امیر معزی	نظامی عروضی سمرقندی
حکیم ناصر خسرو	عمعق بخاری	قطران بن منصور اجلی
فصیحی جرجانی	فرخاری	ابو العلا گنجوی

ملک عماد زوزنی　　استاد ابوالفرج

طبقهٔ ثانی نیز ذکر بیست فاضل است

حکیم ارزقی　　عبدالواسع جبلی　　ابوالمفاخر رازی
افضل الدین خاقانی　　اوحدالدین انوری　　رشیدالدین وطواط
ادیب صابر　　عثمان مختاری　　حکیم سنائی غزنوی
حکیم سوزنی سمرقندی　　فلکی شیروانی　　سید حسن غزنوی
فرید کاتب　　سیفی نیشاپوری　　حکیم روحانی سمرقندی
ظهیرالدین فاریابی　　مجیرالدین بیلقانی　　جوهری زرگر
اثیرالدین اخسیکتی　　سیف الدین اسفرنگی

طبقهٔ ثالث درین طبقه ذکر شانزده فاضل است

شیخ نظامی گنجوی　　سید ذوالفقار شروانی　　شاهفور اشهری نیشاپوری
جمال الدین محمد عبدالرزاق　　کمال الدین اسماعیل اصفهانی　　شرف الدین شفروه اصفهانی
رفیع الدین لبنانی　　سعید هروی　　قاضی شمس الدین طبسی
امامی هروی　　فرید احول　　اثیرالدین اومانی
رکن الدین قبائی　　مجدالدین همگر　　پوربهائی جامی
عبدالقادر نائینی

طبقهٔ رابع درین طبقه ذکر بیست فاضل است

شیخ فریدالدین عطار　　مولانا جلال الدین رومی　　شیخ سعدی شیرازی
شیخ اوحدالدین مراغه　　شیخ فخرالدین عراقی　　خواجه همام تبریزی
بادر جاجرمی　　شیخ پورحسن اسفرائنی　　امیر سید حسینی

ابن نصوح فارسی	فخر بناکتی	جلال الدین جعفر فراہانی
محمد بن حسام الدین	حکیم نزاری قہستانی	سراج الدین قمری
رکن صاین	امیر خسرو دہلوی	خواجہ حسن دہلوی
خواجو کرمانی	میر میراں امیر کرمانی	

طبقۂ خامس

خواجہ عماد فقیہ کرمانی	خواجہ سلمان ساوجی	مولانا مظفر ہروی
مولانا حسن متکلم کاشی	ناصر بخاری	امیر یمین الدین محمود طغرائی فریومدی
ابن یمین فریومدی	عبید زاکانی	سید جلال عضد یزدی
مولانا حسن کاشی	جلال طبیب شیرازی	خواجہ حافظ شیرازی
شرف الدین کرمانی	شیخ کجج تبریزی	مولانا لطف اللہ نیشاپوری
شیخ کمال الدین خجندی	خواجہ عبد الملک سمرقندی	

طبقۂ سادس

امیر سید نعمت اللہ ولی بساطی سمرقندی	مولانا معین جوینی	امیر سید قاسم انوار
خواجہ عصمت اللہ بخاری	ابو اسحٰق شیرازی	مولانا برندق سمرقندی
خواجہ رستم خوریانی	مولانا بدر شیروانی	مولانا شرف الدین علی یزدی
مولانا علی استرآبادی	مولانا کاتبی ترشیزی	مولانا علی شہاب ترشیزی
شیخ آذری اسفرائنی	مولانا سیمی نیشاپوری	مولانا یحییٰ سیبک نیشاپوری
مولانا غیاث الدین شیرازی	مولانا بدخشی	مولانا خیالی بخاری
بابا سودائی ابیوردی	طالب جاجرمی	امیر شاہی سبزواری

طبقۂ سابع

مولانا حسن سلیمی
مولانا جنونی
امیر یمین الدین نزلابادی
خواجہ منصور قرابوغہ
حافظ حلوائی
طاہر بخاری
محمود برسہ

مولانا محمد بن حسام
مولانا یوسف امیری
درویش قاسم تونی
مولانا طوسی
مولانا طوطی ترشیزی
مولانا ولی قلندر

مولانا عارفی ہروی
خواجہ اوحدی مستوفی سبزواری
مولانا صاحب بلخی
سید شرف الدین ضیائی سبزواری
قنبری نیشاپوری
امیرزادہ یادگار بیگ

خاتمہ

در ذکر اکابر و افاضل کہ الیوم جمال روزگار بزیور فضل و کمال ایشان آراستہ است مد اللہ تعالی ظلال فضایلھم و ابّد دولتھم و درین محل ذکر شش تن از فضلا و امرا ثبت میشود و اللہ اعلم مقدارھم۔

نور الملۃ و الدین مولانا عبد الرحمن جامی
امیر شیخ احمد سہیلی
خواجہ عبد اللہ مروارید

امیر کبیر امیر نظام الحق و الدین علی شیر
خواجہ افضل الدین محمود وزیر
مولانا خواجہ آصفی

طبقهٔ اوّل

حوادث آباد عالم مقامیست منقلب که بهر حادثه بنوعی بگردد و قرنی و قومی و زمانی
ولغتی وزبانی پدید آید - بیت

شاهد دهر فریبنده عروسیست ولی　　نیست معلوم که کاوس کیش دارا بود

طوفانات و حادثات و انقلاب و قتل عام همه باعث آنست که تبدیل احوال شود و علماء و فضلاء
بزبان فارسی قبل از اسلام شعر نیافته اند و ذکر اسامی شعرا را نیافته اند اما در افواه افتاده که اول کسیکه شعر گفت
بزبان فارسی بهرام گور بود و سبب آن بود که او را محبوبه بود که وی را دل آرام چنگی میگفته اند و آن منظوره
ظریفه و نکته دان و راست طبع و موزون حرکات بوده چنانکه این بیت شامل حال وی است

ای زسرتا پا چو چشم خویش عین مردمی　　مینوانند بود چندین حسن در یک آدمی

و بهرام بدو عاشق بود و آن کنیزک را دائم بتماشای شکارگاه بردی و دوست کامی و عشرت
بهم کردی روزی بهرام بحضور دل آرام در بیشه بشیری در آویخت و آن شیر را دو گوش گرفته برهم بست
و از غایت تفاخر بر زبان بهرام گذشت که منم آن پیل دمان و منم آن شیر یله و هر سخنی که از بهرام وقوع شدی
دل آرام مناسب آن جوابی گفتی بهرام گفت جواب این سخن داری دلارام مناسب این بگفت نام
بهرام ترا و پدرت بوجبله پادشاه را طرز آن کلام بمذاق موافق افتاد بحکما این سخن را عرض کرد
در نظم قانونی پیدا کردند فاما از یک بیت زیاده نگفتندی ابوطاهر خاتونی گفته که بعهد عضد الدوله دیلمی
هنوز قصر شیرین که بنواحی خانقین است بالکل ویران نشده بود و در کتابه آن قصر نوشته یافتند که
بدستور فارسی قدیم است این است

هژبرا بکیهان انوشه بزی　　جهانرا بدیدار توشه بزی

پس ازین تقریر باید بود که پیش از اسلام شعر فارسی نیز میگفتند اما چون ملک اکاسره عجم بدست
عرب افتاد و آن قوم مبارک بدین اسلام و ظاهر کردن شریعت میکوشیدند و راه رسم عجم را میپوشیدند
میشاید که منع شعر نیز کرده باشند و یا از جهت قرات شعر مجهول شده باشد و در زمان بنی امیه و خلفای بنی عباس
که خود حکام این دیار عرب بوده اند شعر و انشا داشتند بزبان عرب بوده و خواجه نظام الملک در سیر الملوک

حکایت کنند که از زمان خلفائے راشدین تا بوقت سلطان محمود غزنوی قانون و دفاتر و امثلہ و مناشیر از
درگاه سلاطین بعربی می نوشته اند و بفارسی از درگاه سلاطین امثلہ نوشتن عیب بود چون وقت وزارت
عبدالملک ابونصر کندری رسید که او وزیر الب ارسلان بن چقربیگ سلجوقی بود از کم بضاعتے خود فرمود
تا آن قاعده را برطرف ساختند و امثلہ را از دواوین سلاطین بفارسی نوشتند و نیز حکایت کنند که
امیر عبداللہ بن طاہر که بروزگار خلفائے عباسی امیر خراسان بود روزے در نیشاپور نشسته بود شخصے
کتابے آورد و بہ تحفہ پیش او نہاد پرسید که این چه کتاب ست گفت این قصہ وامق و عذرا ست و خوب
حکایتے است که حکما بنام شاه انوشیروان جمع کرده اند امیر عبداللہ فرمود که ما مردم قرآن خوانیم و بغیر از قرآن
و شریعت پیغمبر ما را ازین نوع کتاب در کار نیست و این کتاب تالیف مغانست و پیش ما مردود است
و فرمود تا آن کتاب را در آب انداختند و حکم کرد که در قلمرو سر جا از تصانیف مقال عجم کتابے باشد جمله را
بسوزند ازین جہت تا روز آل سامان اشعار عجم را ندیده اند اگر احیاناً نیز شعرے گفته باشند مدون
نکرده اند حکایت کنند که یعقوب بن لیث صفار که در دیار عجم اول کسیکه بر خلفائے بنی عباس خروج کرد
او بود پسرے داشت کوچک نے لیث او را دوست میداشت روز عید آن کودک با کودکان دیگر جوز میباخت
امیر بسر کوئے رسید و بتماشائے فرزند ساعتے بایستاد فرزندش جوز میباخت و ہفت جوز بگو افتاده
یکے بیرون جست امیرزاده نا امید شد پس از لمحہ آن جوز بر سبیل رجع القہقری بجانب گو غلطان شد
امیرزاده مسرور گشت و از غایت ابتہاج بر زبانش گذشت ع

غلطان غلطان ہمی رود تا لب گو

یعقوب را این کلام بمذاق خوش آمد ندما و وزرا را حاضر گردانیدند گفتند از جنس شعر است و ابو دلف
عجلی و ال کعب باتفاق تحقیق و تقطیع مشغول شدند این مصرع را نوعے از ہزج یافتند مصرعے دیگر بتقطیع
موافق این بدین مصرع افزودند و یک بیت دیگر موافق آن ساختند و دوبیتی نام کردند و چندگاہے
میگفتند تا آنکه لفظ دوبیتی نیکو ندیدند گفتند که این چہار مصراعی است رباعی میشاید گفتن و چنان گاه
اہالی فضائل برباعی مشغول بودند و خوش خوش باصناف سخنورے مشغول شدند ع

گل بود بسبزه نیز آراسته شد

امّا بروز آل سامان شعر فارسی رونق یافت و استاد رودکی درین علم سرآمد بود و قبل از وے

شاعرے کہ صاحب دیوان باشد شنودہ ایم پس واجب بود کہ ابتدا از استاد نمائیم

ذکر مقدمۃ الشعرا ابو الحسن رودکی

استاد ابو الحسن رودکی در روزگار دولت سامانیان ندیم مجلس امیر نصر بن احمد بودہ وجہ تخلص رودکی
گویند از آن جہت است کہ رودکی را در علم موسیقی مہارتے عظیم بودہ بربط را نیکو نواختے بعضے گویند کہ رودک
موضعے است از اعمال بخارا و رودکی از انجا ست فی الجملہ طبعے کریم و ذہنے مستقیم داشتہ و از جملہ استادان
فن شعر است و کتاب کلیلہ و دمنہ در قید نظم آوردہ و امیر نصر را در حق او صلات گرانمایہ بود چنانچہ استاد
عنصری شرح انعام در قصاید خود میگوید حمد اللہ مستوفی در تاریخ گزیدہ مے گوید کہ امیر نصر بن احمد را چون ملک
خراسان مسلم شد و بدار الملک ہرات رسید با د شمال و ہوائی اعتدال آن شہر جنت مثال امیر را ملائم طبع فتاد
نو بہار سرخس و تموز کہسار باد غیس و خزان پر نعمت ہرات و حوالی شہر مشاہدہ میکرد و امیر را دار الملک
بخارا کہ تخت گاہ اصلی آن خاندان است از خاطر محو شد امرائے دولت و ارکان حضرت سلطنت را
چون وطن و مسکن و ضیاع و عقار از قدیم الایام در بخارا بود از مکث امیر در ہرات ملول شدند و ہیچ حیلہ
امیر قصد بخارا نمے کرد آخر الامر استعانت باستاد رودکی بردند تا امیر را در مجلس انس بر عزیمت بخارا تحریص
کند و مال عظیم استاد را تقبل کردند روزے امیر را در مجلس شراب و ذکر نعیم بخارا و ہوائے آن ملک جنت مثال
بر زبان گذشت استاد رودکی بدیہہ این ابیات نظم کردہ بعرض رسانید

یاد جوے مولیان آید ہمے — یاد یار مہربان آید ہمے
ریگ آموی با درشتیہائے آن — زیر پائم پرنیان آید ہمے
آب جیحون با ہمہ پہناوری — خنگ ما را تا میان آید ہمے
اے بخارا شاد باش و شاد زی — شاہ نزدت میہمان آید ہمے
میر ماہ است و بخارا آسمان — ماہ سوئے آسمان آید ہمے
میر سرو است و بخارا بوستان — سرو سوئے بوستان آید ہمے

این قصیدہ ایست طویل ایراد مجموع آن را این کتاب تحمل نیاورد گویند کہ امیر را چنان این قصیدہ
بخاطر ملائم افتاد کہ موزہ در پا ناکردہ سوار شد و عزیمت بخارا کرد عقلا را این حکایت بخاطر عجیب مینماید

کہ این نظمت سادہ از صنایع و بدایع و متانت عاری چہ کہ اگر دریں روزگار سخن ورے این نوع سخن
در مجلس سلاطین و امرا عرض کند مستوجب انکار ہمگنان شود اما مے شاید کہ چون استاد را در او تار و
موسیقی وقوف تمام بودہ قولے و تصنیفے ساختہ باشد و باہنگ اغانی و ساز این شعر را عرض کردہ در محل
قبول افتادہ باشد القصہ استاد را انکار نشاید کرد بمجرد این سخن بلکہ او را در فنون علم و فضایل وقوف است
قصاید و مثنوی را نیکو میگوید استاد رودکی عظیم الشان و مقبول خاص و عام بودہ نقل است کہ چون رودکی
درگذشت دویست غلام ہندو و ترک گذاشت قیاس اموال دیگر ازیں توان کرد این قطعہ از اشعار اوست

دردا و حسرتا کہ مرا دور روزگار　　بے آلت و سلاح بزد راہ کاروان

چون دولتے نبود مرا محنتے فزود　　بیکردن شگفت نبود ست گر زیان

اما امیر وی ابو الفوارس نصر بن احمد بن اسمٰعیل بن سامان پادشاہ ہنرمند ہنرپرور بود ماوراء النہر و
خراسان را مستخلص ساخت و سی سال بعدل و داد و نشر ایادی و قہر اعادی روزگار گذرانید
و آخر بدست غلامان خود سعادت شہادت یافت در سنہ ۳۳۱ھ و استاد عنصری در تعداد سلاطین
آن خاندان مبارک گوید - بیت

نہ کس بودند ز آل سامان مذکور　　و اندر بہ امارت خراسان مشہور

بود اسمٰعیل و احمدی و نصری　　دو نوح و دو عبد الملک و دو منصور

یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب -

ذکر عضایری رازی

از اکابر شعراست در روزگار سلطان محمود سبکتگین بودہ و از ولایت ری بعزم خدمت سلطان متوجہ
غزنین شدہ و با شعرای دار الملک مشاعرہ و معارضہ مشغول شد و در مدح سلطان قصیدہ انشا کرد کہ مطلع
آن قصیدہ این است -

اگر مرا د بجاہ اندر است جاہ و جمال　　مرا ببین کہ ببینی جمال را بکمال

منم آنکسم کہ من تا بحشر فخر کنند　　ہر آنکہ بر سر یک بیت بر نویسد قال

و دریں قصیدہ اغراقی ہست کہ سلطان عضایری را صلہ آن ہفت بدرہ زر بخشید کہ از چہار دہ ہزار

درم مملو بود وانیست آں اغراق

صواب کرد که پیدا نه کرد هر دو جهاں　　یگانه ایزد دادار بے نظیر و همال
دگر نه هر دو ببخشیده روز عطا　　امید بنده نبودی به ایزد متعال

وعضایری راقوت کامل درفن شاعری هست خصوصًا در صنعت اغراق و اشتقاق و فضلاء شعراو را دریں دو صنعت مسلم میدارند ما آثر و مناقب سلطان یمین الدوله ابوالقاسم محمود انار الله برهانه از آفتاب روشن تر است پادشاهے بود موفق بتوفیق یزدانی عدل شامل و فضل کامل داشته علما را موقر داشتے و با فقرا و صلحا و زهاد در مقام خدمت و شفقت زندگانی میکرد لاجرم هنوز نام شریفش عاقبت او محمود است و در تاج الفتوح چنیں آورده است که سلطان محمود ممالک غزنین و خراسان را مستخلص ساخت او را ذوق آں شد که از دار الخلافه بلقبے مشرفش گردانند و امام منصور ثعالبی را برسالت بدار الخلافه فرستاد و امام قریب یک سال بجهت ایں مهم در دار الخلافه تردد میکرد مثیر آخر الامر امام ایں صورت را بعرض خلیفه رسانید که امروز سلطان محمود پادشاه بزرگ منش و باشوکت و در اعلای اعلام دین میکوشد و چندیں هزار بتکده بسعی او مساجد شده و چندیں هزار کفار بشرف اسلام مشرف شده اند نشاید چنیں پادشاهے غازی دین دار را از لقب محروم کردن خلیفه از سخن امام متامل شد که ایں شخص بنده زاده است او را لقبے از القاب سلاطین چگونه تواں داد و اگر مضایقه کنیم مردے است بزرگ و پرشوکت مبادا اگر قصدے و عصیانے از او در وجود آید با اکابر حضرت دریں امر مشاورت کرد اتفاق کردند که او را لقبے باید نوشت که احتمال مدح و ذم داشته باشد و نوشتند که سلطان یمین الدوله ولی امیر المومنین و ولی در لغت هر دوست را گفته و هم مملوک را پس ایں کلمه بر هر دو جانب شامل باشد چوں منشور از دار الخلافه بدیں لقب صادر شد ابونصر کیفیت ایں لقب بحضرت سلطان عرضه داشت کرد سلطان از غایت بزرگی و کیاست احتمال طرف ذم را ملاحظه کرد و فی الحال صد هزار درم بحضرت رسالت رواں کرد و بخلیفه نوشت که محمود مدت سی سال بحرب کفا جهت تعظیم شرع خاندان مصطفے صلے الله علیه وسلم روزگار گذرانیده باشد و اکنوں یک الف بصد هزار درم میخرد و خلیفه که ثمرهٔ شجرهٔ مروت و فتوت است اگر یک حرف بصد هزار درم نه فروشد و مضایقه کند کمال بے مروتی باشد چوں رسول سلطان مال و مکتوب بدار الخلافه رسانید اکابر و فضلا بعرض خلیفه رسانیدند که مقصود محمود از

خریدن یک حرف الحاق الفیست در لقب که الی امیر المومنین شود و منظنه طرف دوم بر طرف باشد خلیفه از کمال فضل و کیاست سلطان تعجب کرد با لقاب الی سالها امثله و مناشیر از دار الخلافه در حق سلطان صادر میشد وفات سلطان در سنه عشرین و اربعمائه بوده و شصت و نه سال عمر یافت و سی و چهار سال سلطنت اکثر ایران بدو متعلق بود۔

ذکر اسدی طوسی رہ

از جمله متقدمان شعراست طبع مستقیم داشته و فردوسی شاگرد اوست در روزگار سلطان محمود استاد فرقه شعرای خراسان است و او را بکرات تکلیف نظم شاهنامه کرده اند استعفا خواسته پیری و ضعف را بهانه ساخت و حالا دیوان او متعارف نیست اما در مجموعها سخن او مسطور است و مناظرها را بغایت نیکو گفته و از طرز کلام او معلوم میشود که مرد فاضلی بوده و فردوسی را بنظم شاهنامه ایما و اشارت مے کرده که این کار باست تو درست خواهد شد نقل است که چون فردوسی از غزنی فرار کرده بطوس آمد از طوس برستمدار افتاد بعد از مدتے که از رستمدار و طالقان مراجعت کرده بوطن مالوف آمد و دران حین چون وفاتش نزدیک شد اسدی را طلب کرده و گفت اے استاد وقت رحیل در رسید و از نظم شاهنامه قلیلے مانده است مے ترسم که چون من رحلت کنم کسے را قوت آن نباشد که باقی را بقید نظم در آورد استاد گفت اے فرزند غمگین مباش که اگر حیات باشد بعد از تو من این شغل را با تمام رسانم فردوسی گفت اے استاد تو پیری مشکل که این کار بدست تو کفایت شود اسدی گفت انشاء الله تعالی شود از پیش فردوسی بیرون شد و آن شب و از روز تا نماز دیگر چهار هزار بیت باقی شاهنامه را بنظم آورد و هنوز فردوسی در حال حیات بود که سواد آن ابیات مطالعه نمود بر ذهن مستقیم استاد آفرین گفت و آن نظم از اول استیلای عرب است بر عجم در آخر شاهنامه و آمدن مغیره بن شعبه برسالت نزد یزد جرد شهریار و حرب سعد بن وقاص بملوک عجم و ختم کتاب شاهنامه و فضلا بر انند که آن جا نظم فردوسی آخر شده و بنظم اسدی رسیده۔ ظاهر آبه فراست معلوم میتوان کرد و از مناظرات اسدی مناظره شب و روز انوشتیم و درین روزگار اشعار مناظره کمتر میگویند۔

رخ آفاق زمین خوب نماید تو زشت | دیدهٔ خلق زمین نور فزاید ز تو هم
هر مرا گونهٔ اسلام ترا گونهٔ کفر | هر مرا جامهٔ شادیست ترا جامهٔ غم
تو چه از حبشی فخر کنی به حسن ار چه کنی | حبشی را چه رسد حسن اگر هست ستم
سپه و نیل و نجوم ارچه شناسند که پاک | بگریزند چو خورشید من افراخت علم
چه زبان کت بنهی پیش زمین داشت خدا | دهنی نیز هم از پیش سمیعت اصم
خلق الموت بخوان گرچه حیات از پس او | به زمو نیست به هر حال حیوة آخر هم
گر زماه تو شناسند مه و سال عرب | ز آفتابم همه دانند مه و سال عجم
گرچه زرد آمده خورشید هم او به زمن است | اگرچه زرد آمده دینار هم او به ز درم
سه فریضه ز نماز است به روز و دو به شب | زان نماز تو کم آید که زمن هستی کم
گر ز خورشید سکندر رود او پیک ولیست | پیک البته سکندر نهد از شاه قدم
در نقوطم نبوی راضی و خواهی که بود | در میان حکم کنی عدل خداوند حکم
یا پسندار بگفتار شه عادل ز او | یا رضا ده که رئیس الوزرا کان کرم
کار بو نصر خلیل احمد کز نصرت و نام | افسر جاه و جلال است هم ملک و علم

ذکر ملک الکلام ابوالفرج سجزی

استاد ابوالفرج در زمان حکومت امیر ابوعلی سیمجور ظهور یافته و مدح آن خاندان بسیار گفته و بغایت محتشم و صاحب جاه بوده و از اکابر آل سیمجور انعام و اکرام بی پایان بدو عاید شده در علم شعر بغایت ماهر و صاحب فن است چنانکه چند نسخه درین علم نفیس تالیف دارد و ملک الشعرای عنصری شاگرد اوست و سبقت فی الاصل است و در بیشتر مجموعها از اشعار او نیز نوشته اند و بعد ابوالفرج بلخی بود اما الفضل للمتقدم دیوان او متعارف نیست اما در مجموعها اشعار او نوشته دیدم و اکابر در رسایل خود اشعار استاد ابوالفرج را بر استشهاد کرده اند و او راست

عنای مفریب است درین ورطه همی | خاص از برای محنت و رنجست آدمی
چندانکه گرد صورت عالم برآمدیم | غمخوارهٔ ادهم آمد و بیچاره آدمی

هرکس بقدر خویش گرفتار محنت اند — کس را نداده اند برات مسلمی

نقل است که امیر ابوعلی سیمجور پیش از حکومت آل سبکتگین از قبل سلاطین سامانیه حاکم خراسان بود و چون امیر ناصر الدین را با سبکتگین منازعت افتاد و در این فتنه خراسان خراب شد و عاقبت امیر ابوعلی بر دست سلطان محمود گرفتار شد و پادشاهی خراسان باستقلال و انفراد بتصرف سلطان محمود افتاد و آل سیمجور استاد ابوالفرج را میفرمودند که هجو آل سبکتگین میگفته و در حقارت نسب ایشان اشعار از و آل سیمجور مستاصل شدند و سلطنت خراسان بر آل سبکتگین قرار گرفت سلطان محمود بغایت از استاد ابوالفرج در خشم بود خواست تا او را هلاک سازد و عقوبت فرماید او در خفیه استعانت باستاد عنصری برده عنصری شفیع او شده جریمهٔ او را از سلطان درخواست کرد و سلطان از جریمهٔ او درگذشت و او را با اموال و جهات باستاد عنصری بخشید و استاد عنصری اموال گران مایه از استاد ابوالفرج آورد و از روی حقوق استادی و سماحت نصف اموال را به ابوالفرج بخشید و استاد ابوالفرج عنصری را دعا کرد و قصاید در مدح و ثنا گفته دارد.

ذکر ملک الفصحا منوچهر شصت کله

در زمان دولت سلطان محمود غزنوی بوده از ولایت بلخ است یا او غزنی بوده و او را از شعرا سلطان محمود شمرده اند شاعری ملائم گوی متین سخن است و او شاگرد استاد ابوالفرج سگزیست از اقران ملک الکلام عنصری بوده و اشعار او مقبول طبع فضلا است و دیوان او در ایران زمین معروف و مشهور است بغایت متمول و صاحب مال بوده و شصت کله از آن مشهور شده است و جمع اموال و سبب شعر و شاعری حاصل شده استاد عنصری اشعار او را بسیار معتقد است و مربی او بوده و او را در مدح استاد عنصری قصاید غراست و از آن جمله قصیده میگوید و خطاب بشمع میکند بر طریقت لغز و تخلص بمدح استاد عنصری مینماید و چند بیت از آن قصیده وارد میگردد

ای نهاده بر میان فرق جان خویشتن — جسم ما زنده بجان و جان تو زنده بتن

گر نه کوکب چرا پیدا نگردی جز بشب — ور نه عاشق چرا گریی همی بر خویشتن

کوکبی آری ولیکن آسمان تست موم — عاشقی آری ولیکن هست معشوقت لگن

پیرهن در زیر تن داری و پوشد هر کسی — پیرهن بر تن تو تن پوشی همی بر پیرهن

گر همی آتش اندر تو رسد زنده شوی — چون شوی بیمار خوشتر گردی از گردن زدن

تا همی خندی همی گریی و این بس نادر است — هم تو معشوقی و هم تو عاشقی بر خویشتن

بشکفی بی نوبهار و پژمری بی مهرگان — بگریی بی دیدگان و باز خندی بی دهن

تو مرا مانی بعینه من ترا مانم همی — دشمن خویشیم هر دو دوستدار انجمن

خویشتن سوزیم هر دو بر مراد دوستان — دوستان در راحتند از ما و ما اندر حزن

هر دو گریانیم و هر دو زرد و هر دو در گداز — هر دو سوزانیم هر دو فرد و هر دو ممتحن

آنچه من در دل نهادم بر سرت بینم همی — وانچه تو بر سر نهادی در دلم دارد وطن

روی تو چون شنبلیدی بر شکفته بامداد — وان من چون شنبلید ناشکفته در چمن

از فراق روی تو گشتیم [illegible] آفتاب — در فراق تو شب تاری شدستم مفتتن

من دگر یاران خود را آزمودم خاص و عام — [illegible]گاری زیاست تن نه وفا اندر دو تن

راز دار من تویی ای شمع یار من تویی — غمگسار من تویی من آن تو تو آن من

تو همی تابی و من بر تو همی خوانم بمهر — هر شبی تا روز دیوان ابوالقاسم حسن

اوستاد اوستادان زمانه عنصری — عنصرش بی عیب و دل بی غش و دینش بی فتن

شعر او چون فضل او هم بی تکلف هم بدیع — فضل او چون شعر او هم نازنین و هم حسن

زین فروتر شاعران دعوی بلاف و گزاف — این حکیمان دگر یک فن و او بسیار فن

در زغن هرگز نباشد فن اسپ راهوار — گرچه باشد چون صهیل اسپ آواز زغن

تا همی خوانی تو اشعار [illegible] — تا همی بویی تو با آتش همی بوی سمن

الحق این قصیده بر شناخت طبع و سخنوری او گواه عدل است والسلام۔

ذکر ملک الکلام پندار رازی ره

شاعر مجد الدوله ابوطالب بن فخر الدوله دیلمی بوده سخنی متین و طبعی قادر داشته و به سه زبان سخنوری میکند عربی و فارسی و دیلمی و از قهستان ری است صاحب اسمعیل بن عباد که کریم جهان بوده مربی پندار است

و از مقالات استاد عنصری بدین قدر کفایت کنیم چه دیوان استاد عنصری قریب سه هزار
بیت است مجموع آن اشعار مصنوع و معارف و توحید و مثنوی و مقطعات و مولد استاد عنصری ولایت
بلخ است و مسکن دار الملک غزنین و وفات یافتن استاد عنصری در شهور سنه احدی و ثلاثین و اربعمائة
در زمان دولت سلطان مسعود بن محمود غزنوی بود اما سلطان مسعود پسر مهتر سلطان محمود است و سلطان
محمد بن محمود برادر کهتر سلطان مسعود و بعد از سلطان محمود این دو برادر را منازعت افتاد و سلطان محمود
وصیت کرده بود که خراسان و عراق و جرجان و مضافات سلطان مسعود را باشد و غزنین و کابل و هند
محمد را و سلطان مسعود از برادر التماس کرد که تا او را در خطبه شریک سازد محمد ابا کرد و سلطان مسعود
(refused)
بخصومت او لشکر برد اهل لشکر محمد مسعود را اسیر کرد و بقتل رسانید و در ثانی الحال مودود بن مسعود
بر عم خروج کرد و بقصاص پدر عم و فرزندان آن را بکشت و صبح اقبال آل سبکتگین بشام ادبار مبدل شد
و در آن خصومت آل سلجوق خروج کردند و خراسان و عراق را مسخر ساختند و سلطان مسعود پادشاه
مردانه با رای و تدبیر بوده —

تا بخت که خواهد میلش بکه باشد   let us see

ذکر عسجدی نوّر قبره

[illegible] calls him a مرد
man of

عسجدی هروی است قصاید را متین و کلام مستحکم بود و از جمله شاگردان استاد عنصری است و همواره
(recorded)
در رکاب سلطان محمود بوده و دیوان عسجدی مشتمل بر لطایف است از سخن او در مجموعها و رسایل مسطور
و مذکور است. [illegible]

silvery double chin
repent of body fair with chin I do repent & wine talk & wine
از [illegible] و [illegible] شراب [illegible] [illegible] تو بیم
moonlike ... [illegible]
A life-repentance & a lustful heart
[illegible] گناه [illegible] توبه   [illegible] آن [illegible] توبه
O God, forgive thy penitence & mine

ذکر ابو الفخر مسعود بن سعد سلمان نوّر قبره

جرجانی است و دیوان او در عراق و طبرستان و دار المرز شهرتی عظیم دارد و در زمان دولت امیر
عنصر المعالی منوچهر بن قابوس بوده و در حضرت اهل فضل بوده و اشعار عربی بسیار دارد و در آخر عمر ترک

مداحی سلاطین و امرا نموده و قصاید توحید و معارف دارد مشتمل بر زهدیات و ترک دنیا فضلا و اکابر اشعار
او را معتقدند چنانکه فلکی شروانی در منقبت خود میگوید و ذکر سخن مسعود میکند این است - بیت
گر این طرز سخن در شاعری مسعود را بودے بجان صد آفرین کردی روان سعد سلمانش
و این قطعه مسعود راست -

چون بدیدم بدیدهٔ تحقیق — که جهان منزل فناست کنون
زاد مردان نیک محضر را — روی در برقع قفاست کنون
آسمان چون حریف نا منصف — برره عشوه و دغاست کنون
طبع بیمار من ز بستر آز — شکر یزدان که رستگاست کنون
وز عقاقیر خانهٔ توبه — نوشدارو صادق خواست کنون
زان مقدس زبان جهان خدیو سرا — یا در حضرت خداست کنون
لحن نونوای خوش نغمه — بلبل باغ مصطفی است کنون
عزت جامه که اهل یمن — چون فنزون شد خرو بکاست کنون
سر آسوده و تن آزاده — پنج گز پشم و پنبه راست کنون
مدتے خدمت شما کردم — نوبت خدمت خداست کنون

اما امیر شمس المعالی قابوس بن وشمگیر والی جرجان و دار المرز و طبرستان و گیلان بوده پادشاه دانا
و عالم و عادل و فاضل بوده حکما و علما را موقر داشتے و اشعار عربی و فارسی بسیار گفته است و حسب کلیم
سنائی است درین باب که این بیت دلالت بر قابوس میکند

ققنه خوان لیک در جهنم جاه — ناجو قابوس و شمگیر مباش

میان او و فخر الدوله دیلمی خصومت افتاد و او را از جرجان اخراج کرد و قابوس به نیشاپور آمده و التجا
به امیر علی سیمجور تاش حاجب آورد که والی خراسان بود از قبل نوح بن منصور سامانی و مدت هفت سال
در نیشاپور بسر برده وزرا و صلحا را انعام داده و در مدت غربت قاعده که در دار الملک خود داشت ذره
تجاوز نکرده امام ابوسهل صعلوکی که در آن حین اقضی القضاة خراسان و سر آمد آن روزگار بوده در مدایح
قابوس قصاید و تصانیف دارد چون فخر الدوله وفات یافت باز امیر قابوس قصد جرجان و مملکت

موروث خود کرد بدست آورد و دران حین بدست خاصان خود و سعی منوچهر فرزندش در قلعه جناشک
که از اعمال جرجان است شهید شد و سبب قتل امیر قابوس آن بوده که او مردی بغایت متکبر و بدخو
بوده و بسیار اکابر بر دست او هلاک شده‌اند و او در ریختن خون حریص تمام بوده عاقبت ارکان
دولت از وی متنفر شده‌اند و منوچهر را بطلب آورده‌اند تا او را گرفته محبوس ساخت و در اثنای حبس بهلاک
او رضا داد حکایت کنند که در وقتی که منوچهر قابوس را گرفت به عبدالله جمازه سپرد تا او را در قلعه باران جرجان
محبوس سازد و در راه قلعه امیر قابوس از عبدالله سوال کرد که آخر شما بان را چه برین داشت که بر آزار من
جرأت کردید عبدالله گفت ای امیر تو مردم را بسیار می‌کشتی ازین جهت ترا حبس کردیم امیر قابوس گفت
خلاف این است من مردم را کمتر میکشتم ازین جهت بدین بلا گرفتار شدم اگر مردم را بسیار کشتمی اول
ترا میکشتم تا امروز بدین خواری بدست تو گرفتار نمیشدم و شیخ الرئیس ابوعلی سینا معاصر امیر قابوس
بوده است و او را حجة الحق گفته اند اصلاً بخارائیست و پدر او عبدالله سینا دانشمند و حکیم بود و شیخ ابوعلی
در دوازده سالگی با دانشمندان بخارا مناظره کردی و ایشان را ملزم ساختی در خوارزم هفت سال
درس گفته و از انجا بجرجان و عراق عجم افتاده وزیر عادالدوله دیلمی شد و در خطهٔ اصفهان بمرض اسهال
و رنج در گذشت و این قطعه در حق او گفته شد.

حجة الحق ابوعلی سینا — در شجع آمد از عدم بوجود
در شصا کسب کرد جمله علوم — در تکز کرد این جهان بدرود

ذکر سحبان العجم فردوسی رحمة الله

اکابر و افاضل متفق اند که شاعری درین مدت روزگار اسلام مثل فردوسی از کتم عدم پای
بمعمورهٔ وجود ننهاده و الحق داد سخنوری و فصاحت داده و شاهد عدل بر صدق این دعوی کتاب
شاهنامه است که درین پانصد سال گذشته از شاعران و فصیحان روزگار هیچ آفریده را یارای
جواب شاهنامه نبوده این حالت از شاعران هیچکس را مسلم نبوده و نیست و این معنی بدایت
خدائیست در حق فردوسی گفته اند. بیت

سکهٔ کاندر سخن فردوسی طوسی نشاند — کافرم گر هیچکس از جمله فری نشاند

اول از بالائے کرسی بر زمین آمد سخن　　　او سخن را باز بالا برد و بر کرسی نشاند

و عزیزے دیگر راست - بیت

در شعر سه تن پیمبرانند　　　هر چند که لا نبی بعدی

اوصاف و قصیده و غزل را　　　فردوسی و انوری و سعدی

انصاف آنست که مثل قصاید انوری قصاید خاقانی را توان گرفت باندکے کم و زیاد و مثل غزلیات شیخ بزرگوار سعدی غزلیات خواجه خسرو خواهد بود اما مثل اوصاف و سخن گذاری فردوسی کدام فاضل شعر گوید و کرا باشد و میتواند بود که شخصے این سخن را مسلم ندارد و گوید شیخ نظامی را درین باب ید بیضا است و درین سخن مضایقه نیست و شیخ نظامی بزرگ بوده و سخن او بلند و متین و بے معا نیست اما از راه انصاف تامل در هر دو شیوه گو بکن و ممیز بوده حکم براستی گو در میان بیاور اما اسم فردوسی حسن بن اسحاق بن شرف شاه است و در بعضے سخن ابن شرف شاه تخلص میکند و از دهاقین طوس بوده و گویند از قریه رزان است من اعمال طوس و بعضے گویند سوری بن ابو معشر که او را عمید خراسانی میگفتند او در روستاق طوس کاریزی و چهار باغے داشته فردوس نام و پدر فردوسی باغبان آن مزرعه بوده و وجه تخلص فردوسی آن هست والعهدة علی الراوی ابتدائے حال فردوسی آن است که عامل طوس بر او جور و بیدادی کرده و بشکایت عامل طوس بغزنین رفته مدتے بدرگاه سلطان محمود تردد میکرد و مهم او میسر نشد و بخرج الیوم درماند شاعری پیشه ساخته قطعه و قصاید مے گفت از عام و خاص وجه معاش بدو مے رسید و در سر او آرزوی صحبت استاد عنصری بود و از غایت جاه عنصری او را این آرزو میسر نمیشد تا روزے بحیله خود را در مجلس عنصری گنجانید و دران مجلس عسجدی و فرخی که هر دو شاگرد عنصری بودند حاضر بودند استاد عنصری فردوسی را چون مرد روستائی شکل دید از روے ظرافت گفت اے برادر در مجلس شعرا جز شاعرے نگنجد فردوسی گفت بنده را درین فن اندک مایه هست استاد عنصری جهت آزمودن طبع او گفت ما هر یک مصرعے میگوئیم اگر تو مصرع دیگر گوئی ترا مسلم داریم عنصری گفت چون عارض تو ماه نباشد روشن عسجدی گفت مانند رخت گل نبود در گلشن فرخی گفت مژگانت گذر همی کند از جوشن فردوسی گفت مانند سنان گیو در جنگ پشن همگنان از حسن کلام او تعجب کردند و آفرین گفتند و استاد عنصری فردوسی را گفت زیبا گفتی مگر ترا در تاریخ سلاطین عجم وقوفی هست گفت بلے

تاریخ ملوک عجم همراه دارم عنصری اورا در ابیات و اشعار مشکله امتحان کرد فردوسی را در شیوهٔ شاعری و سخنوری قادر یافت گفت ای برادر معذور دار که ما فضل ترا نشناختیم واو را مصاحب خود ساخت و سلطان محمود عنصری را فرموده بود که تاریخ ملوک عجم را بقید نظم در آورد و عنصری از کثرت اشتغال بهانها میکرد و میتواند بود که طبعش بر نظم شاهنامه قادر نبوده باشد و هیچکس را در آن روزگار نیافته که اهل این کار بوده باشد. القصه فردوسی را پرسید که نتوانی که نظم شاهنامه گوئی فردوسی گفت بلی انشاء الله استاد عنصری ازین معنی خرم شد و فی الحال بعرض سلطان رسانید که جوانی خراسانی آمده بسیار خوش طبع و سخنوری قادر است گمان بنده آنست که از عهده نظم تاریخ عجم بیرون تواند آمد سلطان گفت اورا بگو که در مدح من چند بیت بگوید عنصری فردوسی را بمدح سلطان اشارت کرد فردوسی چند بیت در مدح سلطان بگفت بدیهه و این بیت از انجمله است

چو کودک لب از شیر مادر بشست ... بگهواره محمود گوید نخست

سلطان را بغایت ازین بیت خوش آمد فردوسی را فرمود تا بر نظم شاهنامه قیام نماید گویند که اورا در سرا بوستان خاص محمود تا حجره مسکن او ندو مشاهره و وجه معاش مقرر کردند و مدت چهار سال در خطهٔ غزنین بنظم شاهنامه مشغول بود و بعد ازان اجازت حاصل کرده که بوطن رود و بنظم شاهنامه مشغول باشد و مدت چهار سال دیگر بطوس ساکن و باز بغزنین رجوع کرد چهار دانگ شاهنامه را بنظم آورده بود بعرض سلطان رسانید و مقبول نظر کیمیا خاصیت سلطانی شد و باز بطریق اول بکار مشغول شد و سلطان گاه گاه اورا نوازش و تفقدی فرموده و مربی او شمس الکفاة خواجه احمد بن حسن المیمندی بود و مدح او گفتی و التفات بایاز که از جمله خاصان سلطان بود نمیکرد ایاز ازین معنی تافته شد و از روی معادات در مجلس خاص بعرض رسانید که فردوسی رافضی است و سلطان محمود در دین و مذهب بغایت صلب بوده و در نظر او هیچ طایفه دشمن تر از رفضه نبوده اند خاطر سلطان ازین سبب بر فردوسی متغیر شد روزی اورا طلب فرمود و از روی عتاب با او گفت که تو قرمطی بوده بفرمایم تا ترا در زیر پای فیلان هلاک کنند تا جمیع قرامطه را عبرت باشد فردوسی فی الحال در پای سلطان افتاد که من قرمطی نیستم بلکه از اهل سنت و جماعتم و برمن افترا کرده اند سلطان فرمود که مجتهدان بزرگ شیعه از طوس بوده اند اما من ترا بخشیدم بشرط آنکه ازین مذهب رجوع نمائی فردوسی بعد ازان از سلطان هراسان شد و در حق او نیز بدگمان گشت بهر کیفیت

کہ بود نظم کتاب شاہنامہ با تمام رسانید و او را طمع آں بود کہ سلطان در حق او احسان بزرگ بجائے آورد مثل ندیمے مجلس خاص و اقطاع چوں خاطر سلطان بدو گران شدہ بود و صلہ کتاب شاہنامہ شصت ہزار درم نقرہ انعام فرمود کہ بیتے را درم نقرہ باشد و فردوسی بغایت ایں انعام را در نظر خود حقیر دانست ابابت نمود و بازار شد و بحمام در آمد و بیست ہزار درم اجرت حمامے بداد و بیست ہزار درم را فقاعی خرید و بیست ہزار درم مستحقان قسمت نمود و خود را در شہر غزنین مخفی ساخت و بعد ازاں بحیلہ کتاب شاہنامہ را از کتاب دار سلطان بدست آورد چند بیت در مذمت سلطان بداں الحاق کرد کہ ایں ابیات ازاں جملہ است۔ بیت

بسے سال بردم بشہ نامہ رنج | کہ تا شاہ بخشد مرا تاج و گنج
بجز خون دل ہیچ چیزم نداد | نشار حاصل من از و غیر باد
اگر شاہ را شاہ بودے پدر | بسر بر نہادی مرا تاج زر
اگر مادر شاہ بانو بدے | مرا سیم و زر تا بزانو بدے
چو اندر تبارش بزرگی نبود | نیارست نام بزرگاں شنود

و باقی ایں ابیات شہرتے عظیم دارد بنوشتن تمام احتیاج نبود و فردوسی مدت چہار ماہ در غزنین متواری بود و بعد ازاں مخفی بہراۃ آمد و در خانہ ابو المعالی صحاف چندگاہ بسر برد و آخر رسولاں سلطان بتفحص فردوسی میرسیدند و در شہرہا منادی میکردند فردوسی خود را بمشقت تمام بطوس رسانید دراں جا نیز نتواں ست بودن اہل و عیال و اقربا را وداع کرد و عازم رستمدار شد و دراں حین اسپہبد جرجانی از قبل منوچہر بن قابوس حاکم رستمدار بود بدو پناہ آورد و سپہبد او را مراعاتی کردہ از فردوسی ابیات ہجو سلطان را بیک صد و شصت مثقال طلا بخرید کہ از شاہنامہ محو سازد و او اجابت کرد و دیگر بار بطوس رجوع نمود و پیری بر و مستولی شدہ بود و در وطن مالوف متواری میبود وقتے سلطان در سفر ہند نامہ بملک دہلی نوشت و بخواجہ حسن میمندی کرد کہ اگر جواب ہندو نہ بر وفق مراد ما آید تدبیر چیست خواجہ ایں بیت از شاہنامہ خواند۔

اگر جز بکام من آید جواب | من و گرز و میدان افراسیاب

سلطان را رقتے پیدا شد گفت در حق فردوسی جفا و کم عنایتے کردم آیا احوال او چیست خواجہ

چوں محل و تقریب یافت بعرض رسانید کہ فردوسی پیر و عاجز و مستمند شدہ و در طوس متواری بود سلطان از غایت عنایت و شفقت فرمودہ تا دوازدہ شتر از نیل بار کردہ جہت انعام فردوسی بطوس فرستاد رسیدن شتران نیل بدروازہ رودبار طوس ہماں بود و بیرون رفتن جنازۂ فردوسی بدروازہ لرزان ہماں بعد ازاں آں جہات را خواستند کہ بخواہرش دہند قبول نہ کرد و از غایت زہد گفت ع

مرا بمال سلاطین چہ احتیاجی نیست

و وفات فردوسی در شہور سنہ ۴۱۱ احدی عشر و اربعمائہ بود و قبر او در شہر طوس است بجنب مزار عباسیہ و الیوم مرقد شریف او متعین است و زوار را بدان مرقد التجا است چنیں گویند کہ شیخ ابو القاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ بر فردوسی نماز نکرد کہ او مدح مجوس گفتہ آں شب در خواب دید کہ فردوسی را در بہشت عدن درجات عالی است ازو سوال کرد کہ ایں درجہ بچہ یافتی گفت بدان یک بیت کہ در توحید گفتم ایں است۔ بیت

جہاں را بلندی و پستی توئی نہ دانم چہ ہر چہ ہستی توئی

اما سپہبد پسر خال امیر شمس المعالی قابوس است و رباط عشق کہ در جنب دربند زنقان است و بر سر راہے واقع است کہ از خراسان بجرجان و استرآباد میروند از بناہائے اوست و دیواران چوں عہد خوبان ستمگار در ہم شکستہ بود و سقف آں چوں محنت عاشقاں برہم نشستہ امروز ازاں جز رسوم و طللی باقی نبود معمار لطف امیر کبیر عالم عادل مؤید مفضل نظام الحق و الدین علی شیر خلد اللہ تعالی ایام دولتہ بعمارت آں رباط مسافر پناہ اشارت فرمود و باندک مایہ روزگارے دیواران چوں سد سکندر محکم و سقف آں چوں طاق فلک معظم امروز دریں اقلیم مثل آں عمارتے نشان نمیدہند پناہ مسافران و شکوہ مجاوران آں دیار است حق تعالی ذات ملک صفات ایں امیر خیر را مستدام دارد۔

الٰہی تا جہاں را آب و رنگست فلک را دور و گیتی را درنگست

ممتع دارش از عمر جوانی زہر چیزش فزوں دہ زندگانی

ذکر ملک الشعرا فرخی رحمۃ اللہ

استاد فرخی ترمذی است و شاگرد استاد عنصری است ذہنی سلیم و طبعی مستقیم داشتہ استاد رشید وطواط

میگوید که فرخی عجم را همچنان است که متنبی عرب را و هر دو فاضل سخن را سهل ممتنع میگویند و فرخی مادح امیر مظفر بن امیر نصر بن ناصرالدین است که در روزگار سلطان محمود بن سبکتگین والی بلخ بود و در صفت داغگاه امیر ابوالمظفر و راست

تا پرند نیلگون بر روی پوشد مرغزار　　پرنیان هفت رنگ اندر سر آرد کوهسار

خاک را چون ناف آهو مشک زاید بی‌قیاس　　بید را چون پر طوطی برگ روید بی‌شمار

دوش وقت نیمشب بوی بهار آورد باد　　حبذا باد شمال و فرخا باد بهار

باد گوئی مشک سوده دارد اندر آستین　　باغ گوئی لعبتان جلوه دارد در کنار

نسترن لؤلؤی بیضا دارد اندر مرسله　　ارغوان لعل بدخشی دارد اندر گوشوار

تا برآرد جامهای سرخ گل بر شاخ گل　　پنجهای دست مردم سر فرو کرد از چنار

باغ بوقلمون لباس و شاخ بوقلمون نمائے　　آب مروارید رنگ و ابر مروارید بار

راست پنداری که خلعتهای رنگین یافتند　　باغهائے پرنگار از داغ گاه شهریار

داغ گاه شهریار اکنون چنان خرم شود　　کاندر او از خرمی خیره بماند روزگار

سبزه اندر سبزه بینی چون سپهر اندر سپهر　　خیمه اندر خیمه بینی چون حصار اندر حصار

هر کجا خیمه است خفته عاشقی با دوست مست　　هر کجا سبزه است شادان یاری از دیدار یار

سبزها با بانگ چنگ و مطربان نغزگوے　　خیمها با بانگ نوش و ساقیان میگسار

عاشقان بوس و کنار و نیکوان ناز و عتاب　　مطربان رود و سرود و خفتگان خواب و خمار

بر در پرده سرای خسرو پیروزبخت　　از پی داغ آتشی افروخته خورشیدوار

برکشیده آتشی چون مطرد دیبائے زرد　　گرم چون طبع جوانان زرد چون زر عیار

داغها چون شاخهاے بسد یاقوت رنگ　　هر یکے چون ناردانه گشته اندر زیر نار

کودکان خواب نادیده مصاف اندر مصاف　　مرکبان داغ ناکرده قطار اندر قطار

خسرو فرخ سیر بر باره دریاگذار　　با کمند اندر میان دشت چون اسفندیار

همچو زلف نیکوان خردسال تاب خورد　　همچو عهد دوستان سالخورده استوار

میر عادل بوالمظفر شاه با پیوستگان　　شهریار شیرگیر و پادشاه شهردار

هر کرا اندر کمند تاب خورده افگند | گشت نامش بر سرین و شانه و ریش نگار
هر چه زین سوداغ کرد از سوئے دیگر بدید داد | شاعران را با لگام و زایران را با فسار

واستاد فرخی را در بلاغت و فصاحت بے نظیر شمرده اند و کتاب ترجمان البلاغت در صنائع شعر از جملہ مؤلفات اوست و سخن او را فضلا باستشهاد میآورند و دیوان فرخی در ماوراء النهر شهرتے دارد و حالا در خراسان مجهول و متروک است۔

ذکر امیر معزی رہ

از اکابر و فضلا است و مدتے تحصیل علوم کرده و مرتبۂ دانشمندی حاصل نموده و در علم شعر سر آمد روزگار خود بوده اصلش از ولایت نسا است ابتدای حال سپاهی بوده و در خدمت سلطان ملک شاه از خراسان باصفهان افتاد و او را مرتبہ امارت دست داد و نظامی عروضی سمرقندی کہ مؤلف کتاب چهار مقاله است میگوید کہ بسے با فضلا و اکابر صحبت داشتم در مروت و عقل و رائے و ظرافت طبع مثل امیر معزی ندیدم و اول شهرت امیر معزی و تعیین ملک الشعرائی او در درگاه سلطان ملک شاه آں بود کہ شب عید سلطان و ارکان دولت جهت رویۃ هلال عید بر بام قصر بر آمدند و باشکال تمام شکل هلالے مرئی می شد تا اکابر و اعیان جملہ از دیدن ماه عاجز شدند ناگاه چشم سلطان بر ماه افتاد و باشارت انگشت مبارک بتمام اکابر نمود و از غایت بہجت و سرور با امیر معزی مثال داد کہ دریں محل شعرے بعرض رساند شاعر برایں صورت استاد بدیهہ ایں رباعی انشا کرد و ماه نو را بچهار تشبیہ مطلق بیان کرد۔ رباعی

اے ماه کمان شہریارے گوئی | یا ابروی آں طرفہ نگاری گوئی
نعلے زده از زر عیاری گوئی | در گوش سپهر گوشواری گوئی

سلطان آں را پسند فرمود و مرتبہ امیر معزی روز بروز در ترقی نهاد تا بدان جا کہ سلطان رسالت و هم بدان فرمود گویند چهار قطار شتر قماش باصفهان آورد و دیوان امیر معزی مشهور و متداول است و خاقانی معتقد اوست و منکر رشید وطواط و امیر معزی قصیدۂ ذو قافیتین را نیکو گفتہ و شعرا بیشتر شعر آں قصیده را تتبع کرده اند و مطلع آں قصیده ایں است۔

ای تازه ترا ز برگ گل تازه به بر بر — پرورده ترا دایهٔ فردوس به بر بر

امیر معزی از امیر عنصری محکم تر گفته است۔

تا باد خزان حلهٔ برون کرد ز گلزار — ابر آمد و پیچید قصب بر سر کهسار

اما سلطان جلال الدین ملک شاه ولیعهد امیر شجاع الب ارسلان است و خلاصهٔ دودمان سلجوقی بوده روزگار در دولت او چون عروسی بود آراسته و خلایق رفاهیتے که در عهد او دیده اند از زمان آدم الی یومنا هذا در هیچ عهد نشان نداده اند گویند که در حرمین شریفین خطبه بنام ملک شاه خوانده اند و از عنایت الٰهی در حق سلطان ملک شاه یکے آں بوده که وزیرے ہمچوں خواجه دنیا و آخرت نظام الملک بدو ارزانی داشت که بعلم و عدل و خیرات مثل او وزیرے نشان نداده اند و سلطان در آخر دولت و عمر خود بر خواجه متغیر شد و ترکان خاتون که حرم بزرگ سلطان بود بتربیت ابو الغنایم تاج الملک فارسی مشغول شده از سلطان برای او وزارت بستد و یکسال و چهار ماه تاج الملک باستحقاق وزارت کرده خواطر مصادرها مید او تحمل میکرد تا وقت یورش بغداد در حدود نهاوند ملاحده خواجه را بدرجه شهادت رسانیدند و در وقت وفات این قطعه بسلطان فرستاد۔

چهل سال بالطاف تو اے شاه جہاں بخت — زنگ ستم از چهره آفاق سترودم
طغرائی نکو نامی و منشور سعادت — پیش ملک العرش بتوقیع تو بردم
چوں شد ز قضا مدت عمرم نود و شش — در حد نهاوند زیک زخم بمردم
بگذاشتم آں خدمت دیرینه بفرزند — او را بخدا و بخداوند سپردم

و عزل خواجه نظام الملک بر سلطان ملک شاه مبارک نیامده و ناگاه در اثنائے آں حال در حوالی بغداد بجوار حق پیوست بعد از شهادت خواجه بچهل روز امیر معزی حسب الحال این رباعی انشا کرد۔ رباعی

شناخت ملک سعادت اندر خویش — در منقبت وزیر خدمت گر خویش
بگماشت بلائے تاج بر لشکر خویش — تا در سر تاج کرد تاج سر خویش

ولہ

رفت در یک مه بفردوس برین دستور پیر — شاه برنا در پے او رفت در ماهی دگر

اے دریغا آں جہاں شاہے زبیے انجنیں قہر بزدوانی ببین وعجز سلطانی نگر

وکان ذالک فی شھور سنہ اثنی وثمانین واربعمائۃ عمر سلطنتہ ۳۰

ذکر نظامی عروضی سمرقندی

از اہل فضل بودہ وطبعے لطیف داشتہ از جملہ شاگردان امیر معزی است ودر علم شعر ماہر بودہ کتاب داستان ویس ورامین بنظم آوردہ گویند کہ این داستان را شیخ بزرگوار نظامی گنجوی نظم کردہ قبل از خمسہ وکتاب چہار مقالہ از تصانیف نظامی عروضی است وآں نسخہ الیست مفید در آداب معاشرت وحکمت عملی ودر آئین خدمت ملوک وغیر ذالک واین بیت از داستان ویس ورامین از نظم عروضی آوردہ میشود تا وزن ابیات آں نسخہ معلوم باشد۔

ازاں گویند آرش را کمان گیر کہ از آمل بمرو انداخت او تیر

واین حقیقت حال آن است کہ آرش برادر زادہ طہمورث است اقالیم را قسمت کردہ اند وآں دیواریست کہ حالا اثر واطلال آں باقیست از حدود آمل تا ابیورد ومرو وانطرف جیحون تا حدود فرغانہ وخجند میکشد وآرش از عم التماس کردہ یک تیر پرتاب در قسمت ملک از عم او مرضا التقہ نکرد وعم یک تیر پرتاب باو دادہ وحکما تیرے مجوف کردہ از سیماب داو وبہ پر کردہ اند تا در وقت طلوع آفتاب مقابل آفتاب انداختہ وحرارت آفتاب آں را جذب کردہ از آمل تا بمرو رسید ودر بعضے تواریخ این صورت نوشتہ اند واین حالت عقل دور مینماید کہ تیرے مستعمل چہل مرحلہ برود اما شیخ آذری در جواہر الاسرار میآورد کہ شیخ ابو علی سینا این صورت را منکر نیست کہ از حکمت دور نیست تاویل آن است کہ نو دیہ دہی است در یک فرسنگی مرد آمل نام ہمچناں کہ دہی است در سمرقند سبزوار نام ودر خوارزم دہی است بغداد نام۔

ذکر امیر ناصر خسرو

اصل او از اصفہان است ودر باب او سخن بسیار گفتہ اند بعضے گفتہ اند موحد عارف است وبعضے طعن میکنند کہ طبیعی ودہری بودہ مذہب تناسخ داشتہ والعلم عند اللہ بہمہ حال مردے حکیم و

فاضل و اہل ریاضت بودہ و تخلص حجت میکنند چہ او در آداب بحث با علما و حکما بسیار بود و حجت و برہان
محکم داشتہ و در حال از اصفہان بگیلان و سمندر افتادہ و مدتے با علمائے آنجا بحث کردہ قصد قتل او کردند
بطرف خراسان گریخت و بصحبت شیخ المشائخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ العزیز مشرف شد و شیخ
را از روئے کرامت احوال او معلوم شدہ بود و با اصحاب گفتہ کہ فردا مردے حجتی باین شکل و صفت
بدینجا خواہد رسید او را اعزاز و احترام نمایند اگر امتحانے از علوم ظاہر درمیان آورد بگوئید شیخ
نامردے دہقان و امی است و آن شیخ را پیش من آرید چون حکیم ناصر بدر خانقاہ رسید مردان
بفرمودہ شیخ عمل کردہ او را بخانہ شیخ او را اعزاز و اکرام فرمود حکیم ناصر گفت اے شیخ بزرگوار میخواہم ازیں
قیل و قال درگذرم و پناہ باہل حال آورم شیخ تبسمی کرد و گفت اے سادہ دل بیچارہ تو چگونہ با من
ہمصحبتی توانی کرد سالہا است اسیر عقل ناقص ماندہ و من اول روز کہ قدم بدرجہ مردان نہادم
سہ طلاق بر گوشہ چادر این مکارہ بستہ ام حکیم گفت چگونہ شیخ را معلوم شد کہ عقل ناقص است بلکہ
ما خلق اللہ العقل گفتہ اند شیخ فرمود کہ آن عقل انبیا است دلیرے دران میدان مکن کہ عقل ناقص
عقل تو و عقل پور سینا است کہ ہر دو بدان مغرور شدہ آید و دلیل بر آن قصیدہ است کہ دوش گفتہ و
بنداشتہ کہ ہر کان کن فکان عقل است غلط کردہ کہ آن گوہر عشق است فی الحال بزبان مبارک
شیخ مطلع آن قصیدہ گذرانیدہ شد و مطلع آن قصیدہ این است

بالائے ہفت طاق مقرنس دو گوہر اند کز کائنات و ہرچہ در او ہست برتر اند

حکیم چون آن فراست از شیخ بدید مبہوت شد چہ این قصیدہ را ہم دران شب نظم کردہ بود و
ہیچ آفریدہ را بدان اطلاع نبود و اعتقاد و اخلاص او باستانہ شیخ درجہ عالی یافت و چند وقت در خدمت
شیخ روزگار گذرانید و بریاضت و تصفیہ باطن مشغول شد اما شیخ او را اجازت سفر دادہ بجانب خراسان
آمد و از علوم غریبہ و تسخیر سخن گفت علمائے خراسان بقصد او برخاستند و دران اوان قاضی القضاۃ ابوسہل
صعلوکی امام و بزرگ خراسان بود در نیشاپور میبود حکیم را گفت تو مرد فاضل و بزرگی و چون امتحان بسیار
میکنی سخن تو بلندتر واقع شدہ چنین کہ ملاحظہ میکنم علمائے ظاہر خراسان قصد تو دارند صلاح در آنست کہ
ازیں دیار سفر اختیار کنی حکیم از نیشاپور فرار نمودہ به بلخ افتاد و آنجا نیز متواری میبود و در آخر حال
بکوہستان بدخشان افتاد و این قصیدہ در شکایت اہل خراسان گوید :—

بنالم بتو اے قدیم و قدیر — زاہل خراسان صغیر و کبیر

چہ کردم کہ از من رمیدہ شدند — ہمہ خویش و بیگانہ خیر و خبیر

مقرم بفرمان پیغمبرت — نہ انباز گفتم ترا نہ نظیر

بامت رسانیم پیغام تو — محمد رسولت بشیر و نذیر

قرآن را بہ پیغمبرت ناوریہ — مگر جبرائیل آن مبارک سفیر

مقرم بحشر و بمرگ و حساب — کتابت زبر دارم اندر ضمیر

واین قصیدہ الیست مطول کہ اعتقاد خود بیان میکند چوں مطلع قصیدہ اول بزبان مبارک شیخ ابوالحسن گذشتہ از باقی قصیدہ چند بیت نوشتہ خواہد شد۔

پروردگان دایۂ قدس اند در قدم — گوہر نیند گرچہ باوصاف گوہر اند

بیبال در مشیمت سفلی کشادہ بال — بے پر بر آشیانہ علوی ہمی پرند

از نور تا بظلمت و از اوج تا حضیض — از باختر بخاور و از بحر تا برند

ہستند و نیستند و نہانند و آشکار — ہم بے نوا اند و با تو بیک خانہ اندرند

بے دانشاں اگرچہ نکوہش کنند شاں — آخر مدبران سپہر مدور اند

و بعد در بیان نفس کل و عقل کل چند بیت در نکوہش اہل روزگار میگوید۔

گوئی مرا کہ جوہر دیواں ز آتش است — دیوان این زمان ہمہ از گل مخمر اند

جز آدمی نزاد ز آدم درین جہاں — اینہا ز آدمند چرا جملگی خرند

دعوی کنند آنکہ براہیم زادہ ایم — چوں نیک بنگری ہمہ شاگرد آزرند

در بزمگاہ مالک و طوقی زبانی اند — این ابلہاں کہ در طلب حوض کوثر اند

خویشے کجا بود کہ دراں جا برادراں — از بہر لقمۂ ہمہ خصم برادرند

آں سنیاں کہ سیرتشاں بغض حیدر است — حقا کہ دشمناں ابوبکر و عمر اند

و آنانکہ نیستند محبان اہل بیت — مومن مخوانشاں کہ بکافر برابرند

گر عاقلی ز ہر دو جماعت سخن مگوی — بگذارشاں بہم کہ نہ سلطانی نہ قنبرند

ہاں تا ازاں گروہ نباشی کہ در جہاں — چوں گاؤ میخورند و چو گرگاں ہمی درند

همسایگان من نه مسلمان نه کافراند   نه کافرے بقاعده نه مؤمنی بشرط

ودیوان امیر ناصر خسرو سی هزار بیت باشد مجموع حکمت و موعظه وسخنان محکم ومتین وکتاب روشنائی نامه درنظم وکنز الحقائق درنثر او راست وظهور حکیم ناصر خسرو در روزگار سلطان محمود غزنوی بوده و معاصر شیخ الرئیس ابوعلی سینا بوده وگویند هردو باهم صحبت داشته اند اما سخن عوام است ودرهیچ نسخه وتاریخ ندیده ام وقبر حکیم ناصر خسرو در درهٔ یمگان است از اعمال بدخشان ومردم کوهستان را با میر ناصر خسرو اعتقاد بلیغ است بعضے او را سلطان میبو یسند وبعضے شاه وبعضے امیر وبعضے گویند که سید بوده وآنکه میگویند چندگاه در طاق کوه نشسته وبوئے طعام زنده مانده سخن عوام است اعتبارے ندارد واین ضعیف این حالت را از شاه شهید سلطان محمد بدخشی سؤال کردم فرمود که اصلی ندارد ووفات حکیم در شهور سنه احدی وثلاثین واربعمائه بوده۔

ذکر عمعق بخاری رہ

از شعرائے بزرگ است ودر زمان سلطان سنجر بوده وقصهٔ یوسف را نظم کرده است که در دو بحر توان خواندن استاد رشید وطواط سخنان او را در حدائق السحر باستشهاد میآورد ومعتقد اوست وحمید بن عمعق پسر اوست که در روزگار سوزنی بوده وسوزنی را هجو کرده این قطعه حمید راست۔

دوش درخواب دیدم آدم را   دست حوا گرفته اندر دست
گفتمش سوزنی نبیرهٔ تست   گفت حوا به سه طلاق اربهست

وعمعق را در شیوهٔ مرثیه گفتن ید بیضا است وابوطاهر خاتونی در تاریخ آل سلجوق میگوید که چون ماه ملک خاتون دختر سلطان سنجر درگذشت که در حبالهٔ سلطان محمود بن محمد بن ملکشاه بود سلطان سنجر از وفات او بسیار تنگدل شد وعمعق را از انجا طلب کرد تا مرثیه خاتون بگوید چون عمعق آمد پیر وعاجز ونابینا بود از قصیدهٔ مطول استعفا خواست واین ابیات بگفت واین واقعه در فصل بهار بود

هنگام آنکه گل دمد از صحن بوستان   رفت آن گل شگفته ودرخاک شد نهان
هنگام آنکه شاخ شجر نم کشد ز ابر   بے آب مانده نرگس آن تازه بوستان

این مرثیه را عمعق نیکو گفته ودیوان او مجموع آن مشکل است اما مناقب ومآثر سلطان سنجر اظهر

من الشمس است هفتاد و شش سال عمر یافت پادشاهے بود صاحب دولت و درویش دوست و عادل سیرت و فرشته طاعت مدت شصت سال باستقلال سلطنت ایران و توران کرد بیست سال بنیابت پدر و برادران و چهل سال بانفراد و استبداد صاحب تاریخ آل سلجوق گوید که من در رادگان در ملازمت سلطان بودم معاینه مشاهده کردم که کنجشکے بر شامیانه سلطان اشیانه کرده بود و بیضه نهاده چون وقت رحلت ازاں منزل رسید که سلطان فراشی را متعهد شامیانه گذاشت تا وقتے آں که کنجشک بچه بپرورد و بپراند سائبان را فرو نیارد و محافظت نماید غرض که پریشانی کنجشک روا نداشت لاجرم ذکر او باقی مانده و خواهد ماند۔ شعر

عادل کن زانکه در ولایت دل در پیغمبری زند عادل

امّا از شعرا بزرگ که در دور سلطان سنجر بوده اند و مدح سلطان گفته اند و صله و تربیت یافته ادیب صابر است و رشید وطواط و عبد الواسع جبلی و فرید کاتب و انوری خاوری و عماد زوزنی و سید حسن غزنوی و مهستی دبیره که محبوبه سلطان و ظریفه روزگار بوده نقل است که شبے در مجلس سلطان بود چوں بیروں آمد سلطان استفسار هوا میکرد برف مے بارید مهستی ایں رباعی را بدیهه نظم کرده بعرض رسانید۔

شاها فلکت اسب سعادت زیں کرد وز جمله خسرواں ترا تحسیں کرد
تا در حرکت سمند زریں نعلت برگل ننهد پائے زمیں سیمیں کرد

سلطان را ایں رباعی بسیار خوش آمد و من بعد مهستی مقرب حضرت سلطان شد امّا مولانا فاضل ابی سلمان بن ذکریا کوفی در کتاب اقالیم آورده که چوں سلطان سنجر بغداد را مستخلص ساخت قصد سامره کرد و در جامع سامره غارے است که زعم شیعه آنست امام محمد مهدی ازاں غار خواهد خروج کرد و هر جمعه بعد از ادا صلوة اسپے ابلق بازین طلا بر در غار منتظر نگاه دارند و گویند یا امام بسم الله سلطان چوں ایں حال مشاهده کرد و کیفیت پرسید اسپے دید بغایت رعنا و بے نظیر پای بر آں مرکب نهاد و سوار شد و گفت ایں اسپ بدست من امانت است هرگاه که امام خروج کند تسلیم کنم ایں صورت بر سلطان مبارک نیامد و ایں بے حرمتی هرچند از ظرافت طبع سلطان خوش نمود امّا پسندیده نداشتند و در آخر دولت معاش ادرار علما و مواجب و وظیفه صلحا را بر بست و ایں نیز سبب زوال و دولت شد و غزان بر وخروج کردند

مدتی محبوس و مقید بود و اکثر ولایات و ممالک خراسان و ماوراءالنهر و عراقین بلکه اکثر معمورهٔ عالم در آن غوغا خراب و بی آب شد امیر خاقانی دران وقایع میگوید

آن مصر مملکت که تو دیدی خراب شد. و آن نیل مکرمت که شنیدی سراب شد
گردون سر محمد یحیی بباد داد. محنت نصیب سنجر مالک رقاب شد.

و امام محمد یحیی نیشاپوری تلمیذ امام غزالی است و سرآمد علمای روزگار بوده غزان او را بشکنجه کشیدند و بعقوبت هلاک کردند و سلطان بعد ازان که از قید غزان خلاص یافت پیر و فرتوت شده بود و از دهم ربیع الثانی سنه اثنی و خمسین و خمسمائه در مرو بجوار حق پیوست و در وقت وفات این قطعه نظم کرده. قطعه

بزخم تیر جهان گیر و گرز قلعه کشائی جهان مسخر من شد چو تن مسخر رای
بسی قلاع گشودم بیک نمودن دست بسی مصاف شکستم بیک فشردن پای
چو مرگ تاختن آورد هیچ سود نداشت بقا بقای خدا ایست و ملک ملک خدای

ذکر امیر قطران بن منصور ترمذی

ترمذی از جملهٔ استادان شعر است انوری شاگرد او بوده و ترمذیست اما در بلخ میبوده است دیوان او در عراق عجم مشهور است و در قوس نامه نسخه نظم کرده است بنام امیر محمد بن قماج که در روزگار سلطان سنجر والی بلخ بوده و رشید سمرقندی و روحی و لوایحی و شمس سمکش و عارفانی و پسر تمخانه و اکثر شعرای بلخ و ماوراءالنهر شاگرد قطران بوده اند و در آخر حال قطران بعراق افتاد و آنجا اقامت کرد در علم شعر ماهر و صاحب تصانیف است و رشید وطواط میگوید که من در روزگار خود قطران را در شاعری مسلم دارم و باقی را شاعر نمیدانم قطران در اشعار مربع و مخمس و ذوقافیتین وغیره ذالک بسیار کوشیده این ترجیع ذوقافیتین او راست

یافت از ین دریا دگر بار ابر گوهر بار بار باغ و بستان یافت دیگر ز ابر گوهر بار بار
چون نه بارید نیش هر دم این زمین خرم شود بر زمین هر دم ز چشم خویش گوهر بار بار
هر کجا گلزار بود اندر جهان گلزار شد مرغ شبگیران سرایان بر سر گلزار زار

باد بفشاندہ ہمے بر سنبل و عنبر عبیر　　ابر بفروزد ہمے بر لالہ و گلنار نار

تا شمر گشت از صبا پر چین چو پر باز باز　　باغ بفروداندرو چوں لعبت طناز ناز

چوں بطرف جوئے نہاید گل خود روئے روئے　　جائے با معشوق میخوردن کنار جوئے جوئے

بردہ از مرجاں بگونہ لالہ نعمان سبق　　بردہ از مطرب بدستاں بلبل خوشگوئے گوئے

بستد از یاقوت و بسد لالہ گلنار رنگ　　یافت از کافور و عنبر خیری شب بوئے بوئے

از نسیم سنبل و گلگشت چوں قرقیر باغ　　وز دم زلف بت من گشت چین مشکوئے کوئے

چشم من چوں چشمۂ اموی گشت از ہجر او　　تن بخوں در خوں بمیاں چشمہ آمونے موئے

کو زگردد بر سپہر از عشق او ہر ماہ ماہ　　خون دل ہر شب کند زیں چشم من بیراہ راہ

ولہ

اے بخوبی بر بتان کابل و کشمیر میر　　ما ندم از بس کاوری در وعدہا تاخیر خیر

ہست مردم را شب و شبگیر روئے موئے تو　　موئے را شب کن قیاس و روی را شبگیر گیر

لالہ سرخی یافتہ قسم از تو ہنگام بہار　　آیے از من یافتہ زردی بماہ تیر تیر

غمزۂ تو بیدلاں را دل بدوزد بے جگر　　ہمچو شہرہ بر زحل دوزد بنوک تیر تیر

بو انجلیل آں روئے گیتی زو شدہ موجود جود　　جعفر آتش چوب گشت از طالع مسعود عود

ذکر فصیحی جرجانی

از جملہ ملازمان عنصر المعالی کیکاوس ابن اسکندر بن قابوس است و قصہ وامق و عذرا را بنظم آوردہ و بسیار خوب گفتہ است و من ورقی چند از آں دیدم ابتر در ہوس باقی بودم نیافتم و ایں بیت را ازاں داستان یاد داشتم نوشتم و او دراں داستان حال خود و ذکر ایام دولت خاندان ملک قابوس را یاد میکند و از غایت تاسف ایں بیت میگوید - بیت

چہ فرخ وجودے کہ از ہمتش　　بمیرد بپائے ولی نعمتش

اما امیر کیکاوس نبیرۂ پادشاہ قابوس است مردے اہل فضل بودہ و کتاب قابوس نامہ را او تصنیف کردہ و ہفت سال ندیم مجلس سلطان سعید مودود بن مسعود بن محمود غزنوی بودہ است

و در آخر عمر روی از دنیا گردانید و در گیلان بطاعت و عبادت مشغول شد و او را هوس غزا در دل افتاد
همراه امیر ابو السوار که والی گنجه و بردع بوده بغزای گرجستان رفت و آنجا بسعادت شهادت رسید
در حالتی که زخم وار شده بود نزدیک بمرگ رسید این قطعه گفت

کیکاوس ای عاجز گرداب اجل را   آهنگ شدن کن که اجل از بام در آمد
روزت بنماز دگر آمد بهمه حال   شب زود در آید چو نماز دگر آمد

ذکر فرخاری رح

فرخار موضعیست در بدخشان فوق طالقان و فرخار نام در ولایت ختلان موضعی دیگر نیز هست
در میان خطا و کاشغر ولایتیست فرخار نام غالباً فرخاری که شعرا اوصاف هوا و خوبان فرخار کرده اند
فرخار ترکستان است چنانچه سلمان ساوجی این بیت میگوید. بیت

بت فرخار ندیدیم بدین حسن و جمال   بت ماچین نشنیدیم بدین شیوه و دل

معلوم نیست که فرخاری از کدام فرخار بوده است و او راست. بیت

اسپی دارد که هرگز ایزد   قانع تر از او نیافریند
تا روز ز عشق جو همه شب   از خرمن ماه خوشه چیند
گفتند که جو نماند ازین غم   می خواهد و تعزیت گزیند
پوسیده پلاس و پاره کاه   می خواهد تا در و نشیند

ذکر ابو العلائی گنجوی رح

او را استاد الشعرا می نویسند در روزگار شیروانشاه کبیر جلال الدنیا والدین اخستان منوچهر
ملک الشعرای ملک شیروان و مضافات آن بوده عظیم الشان صاحب جاه بوده است و خاقانی و فلکی
شیروانی هر دو شاگرد او بوده اند و خواجه حمد الله مستوفی قزوینی در تاریخ گزیده میاورد که ابو العلا دختر خود را
بخاقانی داد و فلکی را نیز [illegible] استاد بود چون دست [illegible] او برنجید میخواست که تا سفر کند استاد
جهت رضای او بیست هزار درم بدو بخشید و گفت ای فرزند این بهای پنجاه کنیزک ترکیه است

که همه بهتر از دختر ابو العلا اند فلکی بدان راضی و خوشنود شد و چون خاقانی جاه و شهرت یافت نخوت کرد و باستاد التفات نمیکرد ابو العلا این ابیات در هجو او گوید۔

تو اے افضل الدین اگر راست پرسی ... بجان عزیزت که از تو نشادم
دروگر پسر بود نامت بشروان ... بخاقانیت من لقب بر نهادم
بجائے تو بسیار کردم نکوئی ... ترا دختر و مال و شهرت بدادم
چرا حرمت من نداری که من خود ... ترا هم پدر خوانده هم اوستادم
بمن چند گوئی که گفتی سخنها ... کز ینسان سخنها نباشد بیادم
بگفتم نگفتم نگفتم بگفتم ... بکردم بکردم نکردم نکردم

اما ملک منوچهر چراغ دودمان سلاطین شروان بوده است شعرا را دوست داشتے و علما فضلا در مجلس او محترم بودندے کرم و صیت بزرگی او در آفاق منتشر شد و شعرا اطراف بجد مشش مائل شدند و در عهد او چند شاعر بزرگ در شروان اجتماع داشتند مثل شیخ بزرگ شیخ نظامی گنجوی و ابو العلا و فلکی و خاقانی و سید ذو الفقار و شاهفور و قاضی ابو سعید عبد الله بیضاوی و قاضی بیضاوی در نظام التواریخ میآورد که ملوک شروان از نسل بهرام چوبین اند و بهرام بچند پشت باردشیر بابکان میرسد۔

ذکر ملک عماد زوزنی رہ

بسیار فاضل و دانشمند بوده در علم شعر شاگرد سید حسن غزنویست مدت مدید شاعری کرده روزے در حالت سیاحت بطوس افتاد و او را ذوق صحبت حجة الاسلام محمد غزالی پیدا شد و بے وسیله نتوانست بصحبت امام رفتن این قطعه را نظم کرده و بزیارت امام رفت۔

خرد را دوش میگفتم که این کهنه جهان تاکی ... شد از غوغای شیطان و ز سودائے هوا خالی
خرد گفتا عجب دانم که میدانی و میپرسی ... بعهد علم غزالی بعهد علم غزالی

امام را چون چشم بر ملک افتاد از رشتے فراست دریافت که صاحب کمال و مدرک است گفتش اے یار نکو خصال چنین که شعر و منظر و سیرت تو زیباست چرا بتصفیه باطن و عمارت دل نکوشی تا از ابرار باشی عار نداری که فردا قیامت ترا از زمرهٔ الشعراء یتبعهم الغاوون شمارند ملک را این سخن مؤثر افتاد

وردے در دلش پیدا شد و بدست امام توبه کرد و بعبادت و علم و تهذیب اخلاق مشغول گشت و از امام
درخواست که املاک و جهات خود که میراث یافته بود وقف علما و زهاد کند امام منع فرمود که گر این آرزو بگردد که
رعونتے ازین حسنات در دل تو پیدا شود که مباهی جهد و کوشش تو شود پس ملک امام را گفت چه کنم
این جهات را امام گفت بسر آں مرد هر که خواهد قبول کند ملک همچناں کرد والله اعلم۔

طبقه دوم در ذکر بیست فاضل است

ذکر حکیم ازرقی رہ

بسیار فاضل بوده او را حکیم میخوانند از مرو است ظهور او در روزگار سلطان طغان شاه سلجوقی بود که
در خاندان سلجوق از او سلطان تر پادشاهے نشان نداده اند چند تصنیف بنام طغان شاه پرداخته مخبر بناکتی
در تاریخ خود میاورد که طغان شاه را قوت رجولیت کمتر بود و اطباء و حکماء روزگار بسیار جهد نمودند مفید
نیامد حکیم ازرقی کتاب الفیه و شلفیه تالیف کرد تا هر گاه سلطان دراں کتاب و تصنیف و تصویران نظر
کردے قوت شهوانی در حرکت آمدی و بدین وسیله ازرقی صاحب جاه و ندیم مجلس خاص شد صاحب
کتاب چهار مقاله گوید که روزے طغان شاه نرد میباخت و چندانکه شش می خواست سه یک میآمد
سلطان ازین صورت متغیر شد حکیم ازرقی این رباعی بدیهه انشا کرد۔

گر شاه شش خواست سه یک زخم افتاد   تا ظن نبری که کعبتین داد نداد
شش چوں نگریست حشمت حضرت شاه   از هیبت شاه روئے بر خاک نهاد

اما سلطان طغان شاه پادشاهے نکو صورت پاک سیرت بود مقر سلطنت او در نیشاپور بوده است
چهار باغے و قصرے در نیشاپور ساخته بنام نگارستان و امروز آں موضع از محلات شهر نیشاپور است
و اطلال آں قصر را طغان شاه میگویند و سلطان طغان شاه در اوان جوانی با ابراهیم بن ینال مصاف
کرده و بدست او گرفتار شد و آں روسیاه کور باطن چشم جهاں بیں او را آسیب رسانید و او در حسرت
چشم خود این بیت بگفت۔

نادست قضا چشم مرا میل کشید فریاد ز عالم جوانی برخاست

طغرل بیگ که خال او بود بدین انتقام ابراهیم را بکشت چون این بیت بشنید زار زار بگریست وگفت ای کاش مرا میسر شدے تا من یک چشم خود بدین جوان جهان نادیده دادمی و بیک چشم قناعت کردمے پس طغانشاه از خال خود درخواست تا او را ملول نه گذارد و ندیمان خوشگو و جلیسان خوشخوی با او مصاحب سازد طغرل بیگ التماس او را بجا آورد۔

ذکر استاد عبدالواسع جبلی

اصل و منشاء او از ولایت گرجستان است در روزگار سلطان سنجر بوده و طبعے قادر داشته و اشعار مشکل بسیار گوید در اول حال از جبال گرجستان بدار الملک هرات افتاد و از آن جا بغزنین رفت بخدمت سلطان بهرام شاه بن مسعود که سلطان غزنین بوده است رفته و در غزنین بخدمت او مشغول شد مدت چهار سال مدایح او گفته چون سلطان سنجر بمدد و تقویت بهرام شاه که خواهرزادهٔ پدر بش بود لشکر بغزنین کشید عبدالواسع این قصیده را انشا کرد

زعدل کامل خسرو زامن شامل سلطان تدرو و کبک و گور و مور گشتند در گیهان
یکے همخانهٔ شاهین دوم همخانهٔ طغرل سه دیگر مونس ضیغم چهارم محرم ثعبان
خداوند جهان سنجر که همواره چهار آلت بود در رایت و رای و جبین و روئے او پنهان
یکے پیروزی دولت دوم بهروزی ملت سه دیگر زینت دنیا چهارم نصرت ایمان
بنان اوست در بخشش سنان اوست در کوشش لقائے اوست در مجلس لوائے اوست در میدان
یکے ارزاق را باسط دوم ارواح را قابض سه دیگر سعد را مایه چهارم فتح را برهان
یکے ناموس کیخسرو دوم مقدار اسکندر سه دیگر نام آفریدون چهارم ذکر نوشروان
شاند رفرن او باطل شد اندر عصر او ناقص شاند رفرق او حاصل شد اندر وقت او نقصان

و آنچه مشهور است که عبدالواسع در اول جلاف عامی بوده و آنها که بروے بندد که در اول چگونه شعر میگفت سخن عوام است و در تواریخ ندیده از ین جهت بقلم در نیاید چون اصلے ندارد چه شخصے که در سخنورے یکے از بے نظیران روزگار بوده باشد عقل قبول نمے کند و در پایان شباب چنین عامی بوده باشد

بتربیت اهل شده باشد اما سلطان بهرام شاه پادشاه فاضلی بوده و دانشمند دوست و شاعر پرور و عالم
نواز بوده است دار الملک غزنین بروزگار او مرکز اهل فضل شده و تربیت این فرقه را از و بهتر کسی نکرده
است کتاب کلیله و دمنه را در روزگار او حمید الدین نصر الله که تلمیذ استاد ابو حامد غزنوی بوده است
از عربی بفارسی ترجمه کرده و بنام بهرام شاه پرداخته و الحق داد فصاحت و بلاغت دران کتاب داده است
و شیخ عارف سنائی حدیقه را بنام او میگوید و این بیت از وست - بیت

گر فلک هیچ یار گاه هستی　　شاه بهرام شاه شاهستی

خواجه رشید وزیر در تاریخ جامع خود می آورد که ملک علاء الدین از سلاطین غور قصد بهرام شاه کرد
با او در کنار آب باران مصاف نموده با وجود آنکه دویست فیل جنگی داشت از علاء الدین منهزم شد و شب
از شدت سرما پناه بخرابه دهقان مردی برد گفت طعام چه داری مرد دهقان فطیرے و پودنه
لب جوئی پیش آورد چون تناول کرد باستراحت مشغول شد پوشش خواست دهقان گفت ای جوان
خدا میداند که بغیر از جل گاو هیچ چیز ندارم سلطان گفت ای بدبخت نامش را چرا بردی خاموش باش
و بپوشش چون آن شب دهقان از صورت و سیرت سلطان فهم کرد که او سلطان است بامداد
از سلطان سوال کرد که بحق خدای تو سلطانی - گفت هستم گفت ای مخدوم جهانیان با وجود این تهور
و شجاعت و لشکر جرار و فیلان جنگی چه افتاده است که از غوری بدگهری روی بهزیمت نهادی سلطان
دهقان را گفت پیل بردار پیل برداشت یک چوبه تیر از پیل گذرانید و تا سوفار در خاک نشست و تبسمی کرد
و گفت این است اما بخت روگردان است و دران هزیمت هندوستان رفت و علاء الدین غزنی را
بعد از انکه قتل و غارت کرد به برادر داد و بهرات آمد و سلطان بهرام شاه از هند بازگردید و برادر ملک
علاء الدین را بر گاوی نشاند و گرد غزنین محلات بگردانید و شعرائی که معاصر او بودند شیخ سنائی غزنوی و سید حسن
و عثمان مختاری و علی فتحی بکرات و مرات گفتی که از لقمهٔ از فطیر دهقان در عمر خود لذیذ تر نخورده ام و آسایش
تر از جل گاو هرگز پوششی نیافتم و وفات سلطان بهرام شاه در شهور سنه ثلاث و اربعین و خمسمائه بوده -

ذکر استاد الشعرا ابو المفاخر رازی

در روزگار سلطان غیاث الدین محمد ملکشاه بوده و دانشمند کامل و شاعری فاضل بود و در فنون

علوم بهره تمام داشت و او را یکے از استادان مے دانند و در شاعری او را انواع فضایل است
و اشعار او بیشتر بر طریق لغز واقع است و این صنعت او را مسلّم است و در مناقب سلطان الاولیا
و برهان الاتقیا علی بن موسی الرضا علیه التحیة والثنا چند قصیده دارد جمله مصنوع و متین اما آنچه شهرت
دارد و اکثر شعرا در جواب آن اقدام نموده اند اینست. بیت

بال مرصّع بسوخت مرغ ملمع بدن ... اشک زلیخا بریخت یوسف گل پیرهن

و اکابر طبعها درین باب گفته اند غالباً در صفت طلوع آفتاب بدین سیاق نگفته باشند و
بعضے صفت غروب آفتاب نیز گفته اند و جواب اکابر مر این قصیده را در ذیل ذکر فضلا خواهد آمد
و شیخ ابو المفاخر نزد سلاطین و حکام قبولی تمام یافته اما صاحب تاریخ سلجوقی میگوید که سلطان مسعود بن محمد
ابن ملکشاه در ولایت ری بوقت عزیمت مازندران نزول کرد و لشکریان او در مزارع اهالی رے
چهارپا گذاشتند و بے رسمی و بے ضبطی میکردند ابو المفاخر این قطعه بسلطان فرستاد و لشکریان را از
خرابی منع و زجر نموده قطعه این است. قطعه

اے خسروے که سایهٔ حکم تو بر فلک ... برتر ز طاق طارم کیوان نشسته است
لطفت بآستین کرم پاک مے کند ... گردے که بر صحیفهٔ دوران نشسته است
بر تخت رے تو ساکنی و از حکم نافذت ... در ملک چین بمرتبه خاقان نشسته است
شاها سپاه تو که چو مورند و چون ملخ ... بر گرد و خل و دانهٔ دهقان نشسته است
باران عدل بار که این خاک سالهاست ... تا بر امید وعدهٔ باران نشسته است

اما سلطان غیاث الدین ابو الفتح محمد بن ملکشاه پادشاهے دیندار و مؤید موفق سعادتمند بود
میان او و برادرش برکیارق خصومت افتاد برکیارق دران حین فوت شد و سلطنت ایران بر محمد قرار
یافت دوازده سال بعدل و داد و تعظیم علما گذرانید و در دین و مذهب و ملت صلب بوده و در هر جا
بدمذهبی نشان داده در استیصال او کوشیدے و از حقوق او بر اسلام و اسلامیان یکے آنست
که در قلع و قمع ملاحده کوشید و قلعه شاه و زرا فتح کرد و عبد الملک بن عطاش را فرود آورده بر گاوے
نشاند و در بازار و محلات اصفهان بگردانید و آخر بزاے زارش هلاک گردانید و مسلمانان او را درین
کار خیر دعا کنند و چنین گویند که عبد الملک ملحد علم رمل را نیک دانستے وقتیکه سلطان قلعه را محاصره کرد

بسلطان نوشت که درین هفته عظمت و شوکت من در اصفهان مرتبه شود که بوصف آن نگنجد خواص و عام
بر من گرد آیند و مامور من باشند و بعد از هفته گرفتار شد و آن چنان که ذکر رفت به تگاپوی تشهیرش کردند
سلطان بدو گفت ای بدبخت حکم تو کارگر نشد عبدالملک گفت آنچه من حکم کردم ظاهر شد اما بر طریق
فضیحت نه بر طریق حکومت سلطان تبسمی کرد و گفت ای بدبخت انشاء الله که حکم مخدومان تو در الموت
نیز بدین نوع کارگر آید سلطان سوگند یاد کرد که اگر خدا خواسته باشد و عمر امان دهد با خداوندان تو همه کنم که با تو
کردم آخر الامر اجل امان نداد و سلطان درگذشت و الا سلطان بالکل ملاحده را استیصال می ساخت و
بعد از وفات او ملاحده قوت گرفتند و فساد آن ملاعین تا روزگار هلاکو خان بمسلمانان می رسید از
شعرای بزرگ که در زمان سلطان محمد بوده اند ابن المعالی نحاس و ابو المفاخر و منجیک و شبل الدوله بود
رحمهم الله علیهم اجمعین عمره بیست و هفت سال سلطنت دوازده سال وفات در ۴۹۸ھ۔

ذکر ملک الشعرا خاقانی حقایقی رہ

نام او فضل الدین ابراهیم بن علی شروانیست فضل و جاه و قبول سلاطین و حکام او را میسر شده
در علم بی نظیر و در شعر استاد بوده و در جاه مشار الیه چنانچه استاد او ماهر ملیح او گفته اند و در
قصیده که آن را صفیر الضمیر نام کرده این بیت میگوید۔

ز دیوان ازل منشور کاول در میان آمد — امیری جهان دادند و سلطانی بخاقانی
براتی حجت معنی برای من پدید آمد — ز پشت آزر صنعت علی نجار شروانی

در آخر حال او را ذوق فقر و شکست نفس و صفائی باطن ظاهر و دامنگیر شد و از خاقان کبیر منوچهر
انار الله برهانه از ملازمت و خدمت استعفا میخواست که بخدمت اهل سلوک مشغول گردد خاقان چون
دل وابسته صحبت او بود اجازت عزیمت نمیداد تا آنکه بی اجازت خاقان از شروان گریخت
و به بیلقان آمد گماشتگان شروان شاه او را گرفته بدرگاه فرستادند و خاقان او را بند فرمود در قلعه
شابران مدت هفت ماه مقید و محبوس از غایت ملالت و دل تنگی در قلعه این قصیده میگوید و حالات
ترسایان و لغات و اصطلاحات ایشان بیان میکند و این قصیده مشکل است و شیخ عارف آذری
شرح این ابیات مشکله در جواهر الاسرار میکند و چند بیت از آن قصیده این است۔

فلک کج‌روتر است از خط ترسا — مرا دارد مسلسل راهب آسا

پس از تعلیم کرین از هفت مردان — پس از تنزیل وحی از هفت قرا

پس از میقات حج وسعی و عمره — پس از قرآن و تعظیم مصلا

مرا از بعد پنجه سال اسلام — نزیبد چون صلیبم بند برپا

دوم زنار بندم زین تحکم — روم ناقوس بوسم زین تعدا

دگر قیصر سگالد راز زردشت — کنم زنده رسوم زند و استا

بسر گیرن خر عیسی را به بندم — رعاف جاثلیق ناشکیبا

وچون این قصیده موقوف شرح است زیاده ازین نقلم ننمود خاقانی بعد از حبس دیگر بملازمت مشغول نشد و درد طلب دامن گیر او شد مشرب فقر دریافت و بعزیمت حج از شروان بیرون آمد همراهیش موفق التوفیق که کریم جهان بود جمال الدین موصلی سفر حجاز پیش گرفت و این قصیده را در راه مکه میگوید وصف بادیه میکند چهار مطلع درین قصیده بکار داشته که مطلع اول آن قصیده است-

سر قد بادیه است روا نباشد بر سرش — تریاق روح کن ز سموم معطرش

در آخر این قصیده تخلص باسم جمال موصلی میکند و جاه او را متین میسازد و درین بیت

سلطان دل خلیفه همم خانمش از آن — سلطان پدر نوشت و خلیفه برادرش

صاحب خلاصه بناکتی میگوید که خاقانی نزد خاقان بسیار مقرب بود و در اول حال حقایقی تخلص داشت و خاقان کبیر او را منصب خاقانی ارزانی داشت و از لطائف او یکی آنست که

این بیت بخاقان فرستاد

ششئی ده که در برهم گیرد — پادشاهی که درپیش گیرم

وشش موئینه النامی را گویند و وشاق چهره امرد است چون خاقان این بیت مطالعه کرد حکم کشتن خاقانی کرد چون این حکم بخاقانی رسید از روے فراست دریافت کسی را بال و پر برکند و نزد خاقان فرستاد که گناه از من نیست از آن کس است که باو خاقانی را پادشاهی ساخته خاقان دریافت و دل خوش کرد نازکی آن است که خاقانی از خاقانی رنجیده کرچه [illegible] طلب نکرده که گرده است من قصورے دیده خاقانی پادشاهی طلبیده که هر دو باهم بزرگان آن زمان چنین بوده و لطائف

طبع شعرا بدین مثابه اکنون اگر شاعری از ممدوح خود دو خروار شلغم طلب کند حقیر ندارند و منت دارند که تخفیف تصدیع میکند و فاضل زمان اثیر الدین اخسیکتی معاصر خاقانی بوده و از دیار فرغانه و ترکستان با رزدے مشاعره آهنگ خاقانی و ملک شروان کرد در راه بخدمت سلطان السلاطین ارسلان بن طغرل بپیوست و ارسلان بن طغرل او را تربیت کلی کرد و اثیر همواره معارض خاقانی میبوده و سخن خود از سخن خاقانی مقدم میدانست و این قطعه را خاقانی نزد اثیر فرستاد قطعه

خرد خریطه کش خامهٔ بنان من است — سخن جنیبه بر خاطر و بیان من است

بکردگار که دور زمان پدید آورد — که دور دور من است و زمان زمان من است

منم که یوسف عهدم بقحط سال سخن — که میزبان گرسنه دلان زبان من است

بشرق و غرب ترد نامهٔ ضمیرم از آنک — کبوتر فلکی پیک رایگان من است

زناز خوانی هر ابلهے بترسم از آنک — هنوز در عدم است آنکه هم قران من است

منم بوحی معانی پیمبر شعرا — که معجز سخن امروز در بیان من است

تونی که صاحب قدح منی اگر روزے — یقین که شته شوی پس شرف همان من است

و اثیر الدین این قطعه در جواب نوشته است

گره کشائی سخن خامهٔ توان من است — خزینه دار روان خاطر روان من است

کشید زین من این دیدهٔ هلال رکاب — از آنکه شهپر روح القدس عنان من است

کنار و دامن جان همچو بحر پر در کشید — که در ولایت معنی کرانے کان من است

من ارسلان شه ملک قناعتم زین روی — جهان قیصر و خان همه یک جهان من است

کمان من بکشا دست کو بازوئے شروان — که تیر چرخ یک انداز ے از کمان من است

من آن قرین وجودم بشهر بود گفتن — هنوز در عدم است آنکه هم قران من است

زبان زمان و زمین گستر و خرد بخش است — مجال باشد گفتن زبان زمان من است

دگر زبان هنر هیسر آید این دعوی — بحکم عقل سجل میکنم که آن من است

و میان اثیر و خاقانی معارضات بسیار است و هر دو فاضل و دانشمند و خوش گوئی بوده اند وفات خاقانی در شهر تبریز بوده شهور سنه اثنین و خمسمایه و در شهر خابسا تبریز آسوده است و هر قلم

او الیوم مشهور و مقرر است قبر افضل الزمان ظهیر الدین طاهر بن محمد فاریابی ره و ملک الشعرا شاهفور بن محمد اشهری نیشاپوری هر دو پهلوی خاقانیست ره اما سلطان غیاث الدین ارسلان بن طغرل پادشاه ظریف طبع و معاشر بود شعرا را دوست داشتے و همواره مجلس او از حضور شعرا و ندما خالی نبودے صاحب تاریخ آل سلجوق آورده است که یک روز عید سلطان در همدان سوار شد بعزم عیدگاه دران عید حاضر بودم و بر سر راهے که موقف سلطان گذشت حساب کردم هفت سوار کجواب دیبا پوش شمردم که همراه سلطان بعیدگاه میرفتند و در عهد او جامه ابریشمی بهای تمام یافت و سلطان با یوز و سگ شکارے ذوقے تمام یافت و گویند چهار صد یوز داشت مجوع با قلاده زر و جل سقرلاط و ممدوح اثیر الدین اخسکتی است و این قصیده را اثیر در حق او میگوید۔

بفراخت رایت حق بر تافت دست باطل   الپ ارسلان ثانی شاه ارسلان طغرل

و کمال الدین اسمعیل اصفهانی و خواجه سلمان ساوجی هر دو جواب آن گفته اند این بیت از کمال الدین است۔

اے در محیط عشقت سر گشته نقطه دل   وے از فروغ رویت خوش گشته مرکز گل

سلمان این بیت میگوید

زنجیر بند زلفت زو نقطه برد در دل   خیل خیال خالت در دیده ساخت منزل

و از شعرا بزرگ که در روزگار الپ ارسلان بوده اند خاقانی و ظهیر فاریابی و اثیر الدین اخسیکتی و مجیر الدین بیلقانی و کمال الدین نخجوانی و شاهفور نیشاپوری و ذو الفقار شروانی و سید عز الدین علوی است۔

ذکر حکیم اوحد الدین انوری ره

اوصاف سخنورے و فضیلت او اظهر من الشمس است از شعرا روزگار کم کسے در دانشمندی و انواع فضایل همتا ے او بوده اصل او از ولایت ابیورد است از دهی که آنرا بدنه گویند بجنب مهنه و آن صحرا را دشت خاوران میگویند و او در اول حال خاوری تخلص میکرد و استاد او عماره التماس نمود که انوری تخلص کند و انوری در مدرسه منصوریه طوس بتحصیل علوم مشغول مے بود چنانکه رسم است فلاکت و افلاس بدو عاید شد و بخرج الیوم فرو ماند که دران حالت موکب تجرے بنواحی راد کان نزول کرد و انوری بر در

مدرسه نشسته بود دید که مردی محتشم با غلام و اسباب تمام می گذرد و پرسید که این کیست گفتند مرد
شاعر است انوری گفت سبحان الله پایه علم بدین بلندی و من چنین مفلوک و پایه شاعری بدین پستی
و او چنین محتشم با عزت و جلال ذوالجلال که من بعد الیوم بشاعری که دون مراتب من است مشغول
خواهم شد و دران شب بنام سنجر این قصیده گفت مطلع آن اینست۔

گر دل و دست بحر و کان باشد   دل و دست خدایگان باشد

وعلی الصباح قصد درگاه سلطان کرد و قصیده را گذرانید سلطان بغایت سخن شناس بود
طرز کلام او را دانست که دانشمندانه و متین است بغایت مستحسن داشت و از و سوال کرد که ذوق
ملازمت داری یا بجهت طمع آمده انوری زمین خدمت بوسه داد و گفت بیت

جز آستان توام در جهان پناهی نیست   سر مرا بجز این در حواله گاهی نیست

سلطان مشاهره و جایگی او را ارزانی فرمود و دران سفر تا مرو ملازم درگاه بود و دران سفر
چند قصیده عرض کرد مثل این که مطلع آنست۔

باز این چه جوانی و جمال است جهان را   وین حال که نو گشت زمین را و زمان را

و این قصیده مشکل است و محتاج شرح و بغایت این قصیده را خوش گفته و انوری در علم
نجوم سرآمد روزگار خود بود چنانچه مفید در نجوم و چند نسخه دیگر تالیف کرده چنین گویند که از خاک
خاوران چهار بزرگ فاضل خواسته اند که نجم ایشان نبوده چنانچه درین باب گفته اند بیت

تا سپهر صیت گردان شد بچاکب او ولی   تا شبانگاه آمدش چار آفتاب خاوری
خواجهٔ چون بوعلی شادان که وزیر نامدار   عالمی چون اسعد مهنه زهر شینی بری
صوفی صافی چو سلطان طریقت بوسعید   شاعر قادر چو مشهور خراسان انوری

اما خواجه ابوعلی احمد شادان خاوری وزیر طغرل بیگ بن میکائیل سلجوقی بوده مردی خردمند
عاقل مدبر کاردان بود و خواجه نظام الملک در اول حال ملازم او بوده و گویند که خویشاوند او ست و
خواجه نظام الملک را بعد ازان که از وزارت استعفا خواست بواسطه پیری و ضعف بجای خود
بوزارت الب ارسلان از نظام الملک کفایتی و کاری نیکو دیده بر روح خواجه ابوعلی دعای خیر کردی
اما استاد اسعد مهنه از فحول علما بوده و در مجلس سلطان محمد ابن ملکشاه با امام حجة الاسلام

ابو حامد محمد غزالی مناظره کرد و علما خراسان تقویت استاد اسعد کردند و در مجلس سلطان محمد اوّل
سوالے که بر امام کرد این بود گفت که تو مذهب حنفی داری یا شافعی امام در جواب گفت من در
عقلیات مذهب برهان دارم و در شرعیات مذهب قرآن نه ابوحنیفه بر من خطے دارد و نه شافعی
براتی استاد اسعد گفت که این سخن خطا است امام گفت اے بیچاره اگر تو از علم الیقین شمه میدانستی
نمی گفتی که من خطا میگویم اما در قید ظاهر ماندهٔ و معذوری و اگر حرمت پیرے و مقدمے تو نبودے
با تو مناظره کردمے و راه تحقیق بتو نمودمے حکایت کنند که در روزگار انوری بعهد سلطان سنجر چنان
اتفاق افتاد که هفت کوکب سیاره در برج میزان اجتماع کردند و حکیم انوری حکم کرد که دران ماه اکثر
بناها و اشجار قدیم را باد بر کند و شهرها را خراب کند عوام الناس ازین حکم متوهم و ترسناک شدند و
سرد آبها کندند در روز قران در آنجا خزیدند اتفاقاً دران شب که انوری حکم کرده بود شخصے بر سر منارهٔ
مرو چراغے برافروخت چندان باد نبود که چراغ بنشاند صباح سلطان سنجر انوری را طلب کرد و باد عتاب
نمود که چرا چنین حکم غلط میکنی انوری معذرت آغاز کرد که آثار قرانات فوری نمیباشد بلکه بتدریج ظاهر
مے شود دران سال چندان باد نبود که خرمنها مزارع مرو پاک کنند و تمامی خرمنها تا بهار دیگر در صحرا بماند
انوری ازین تشویر بگریخت و به بلخ رفت مدت مدید در بلخ بسر مے برد و بعلم نجوم مشغول بودے آنکه
ازاری از بلخیان با در رسانه که هجو مردم بلخ گفته بود مردم بدو بیرون آمدند و معجر بر سر او مے کردند و میخواستند
که از شهرش بیرون کنند قاضی القضاة حمید الدین لوالجی که فاضل روزگار بود حامی انوری شده و
ورا ازان بلیه خلاص کرد و سوگندنامه در آن باب میگوید که

ای مسلمانان فغان از دور چرخ چنبری — وز نفاق تیر و جور ماه و کید مشتری

و در همین قصیده میگوید بیت

بر سر من مغفری کردی کلاه ان در گذشت — بگذرد بر طیلسانم نیز دور معجری

و فرید کاتب در همین باب گوید

گفت انوری که از جهت بادهای سخت — ویران شود عمارت و که نیز بر سری
در روز حکم او نوزیده است هیچ باد — یا مرسل الریاح تو دانی و انوری

وایضاً

میگفت انوری که درین سال بادها — چندان وزد که کوه بجنبد تو بنگری
بگذشت سال و برگ نه جنبید از درخت — ای مرسل الریاح تو دانی نه انوری

وفات انوری در سال سبع و اربعین و خمسمایه در بلخ بوده و قبر او هم در بلخ است در جنب مزار سلطان احمد خضرویه ره۔

ذکر افضل الفضلا رشید وطواط

و هو رشید الدین محمد بن عبد الجلیل الکاتب العمری نسب او با امیرالمؤمنین عمر بن الخطاب رضی الله عنه میرسد بزرگ فاضل نحوی و ادیب ذوفنون عالم بوده و بزرگواری و فضل او را همگنان معترف اند و ظهور او در روزگار اتسز بن قطب الدین محمد خوارزمشاه بوده است اصل او از بلخ است اما در خوارزم مسکن داشته و در روزگار خود استاد فرقه شعرا و فصحا بوده و همواره شعرا اطراف از نزدیک و دور قصد ملازمت او میکردند و باستفاده شعر و دیگر علوم مشغول میبوده اند و او را در رای شاعری جاه و مراتب عظیمی دست داده مردی تیز زبان و فصیح بوده در سخن شعرا اطراف ایراد و تخطیه گرفتی و بیشتر شعرا با او خوش نبوده اند و اکثر او را هجوهای رکیک گفته اند و حکایات حسدانه ساخته اند و این افتراعات بهر است در فضل او هیچ سخن نیست و او مردی تیز زبان و حقیر الجثه بوده از آن جهت او را وطواط میخوانند و وطواط مرغکیست که او را فرشتوک میخوانند نقل است که روزی در خوارزم علما مناظره میکردند در مجلس خوارزمشاه و رشید در آن مجلس مناظره بحث و تیز زبانی آغاز کرد خوارزمشاه دید که مردی بدین خوردی بحث میکند و دواتی پیش رشید نهاده بود خوارزمشاه از روی ظرافت گفت دوات را بردارید تا معلوم شود که درپس دوات کیست که سخن میکند رشید گفت المرء باصغریه قلبه و لسانه خوارزمشاه را کیاست و فضل و بلاغت او معلوم شد و او را محترم و موقر داشتی و بانعامات مستفیدش میساخت و او را در مدح خوارزمشاه قصاید غراست و این قصیده از آن جمله است۔

شاها بپایگاه تو کیوان نمی رسد — در ساحت تو گنبد گردان نمیرسد
جائے رسیدۂ بمعالی همتت — کانجا بجهد فکرت انسان نمیرسد
جز امر تو بمشرق و مغرب نمیرود — جز امر تو بتازی و دهقان نمیرسد

یک خطه نیست در همه اطراف خافقین | کانجا ز بارگاه تو فرمان نمیرسد
فریاد ازین جهان که خردمند را ازو | بهره بجز نوایب و حرمان نمیرسد
جهال در تنعم و ارباب فضل را | بی صد هزار غصه یکی نان نمیرسد
جاهل نشسته اندر و عالم برون در | جوید بحیله راه بدربان نمیرسد
آزرده شد بحرص و رم جان عالمان | وین خواری از گزاف بایشان نمیرسد
دردا و حسرتا که بپایان رسید عمر | وین حرص مرده ریگ بپایان نمیرسد
منت خدای را که مرا در پناه تو | آسیب حادثه بدل و جان نمیرسد
تا دامن جلال تو بگرفته ام مرا | دست بلا بریش و گریبان نمیرسد
یک روز نیست کز تو هزاران هزار نوع | در حق من کرامت و احسان نمیرسد
آنم که چون بخنگ فصاحت شوم سوار | در گرد من فصاحت سحبان نمیرسد
از نظم من بخاک خراسان خزانها است | گر شخص من بخاک خراسان نمیرسد
تا آدمی بفضل و کمالی که ممکن است | کو در علم جز بقوت و برهان نمیرسد
بگذار ماه روزه بطاعت که دشمنت | گر بگذرد ز روزه بقربان نمیرسد

و دیوان رشید قریب پانزده هزار بیت است اکثر آن مصنوع و مرصع و ذو قافیتین و غیر ذالک و قصیده میگوید تمامی آن مرصع و بعضی ابیات آن مرصع مع التجنیس و دعوی کرده که بیشتر از وی هیچ آفریده قصیده نگفته است که تمامی آن مرصع بوده باشد خواه بعربی و خواه بفارسی و این است مطلع آن قصیده و هفتاد بیت است مجموع او مرصع -

ای منور بتو نجوم جلال | وی مقرر ز تو رسوم کمال
حضرت تو معول دولت | ساحت تو مقبل اقبال

و رشید عمر دراز یافت و بعد از وفات اتسز خوارزمشاه تا زمان سلطان شاه بن ایل ارسلان بن اتسز در حیات بود و سلطان شاه را آرزوی صحبت رشید در سر افتاد گفته اند که پیر و ضعیف شده گفت البته او را بحضور من رسانید رشید را در محفه نشانده بحضور او بردند و چون چشم او بر سلطان افتاد این رباعی انشا کرد. رباعی

جدت ورق زمانہ از ظلم بشست ‏ ‏ ‏ ‏ عدل پدرت شکستگی کرد درست
اے بر تو قبائے سلطنت آمدہ چست ‏ ‏ ‏ ‏ ہاں تا چہ کنی کہ نوبت دولت تست

اما خوارزم شاہ بن قطب الدین محمد بن نوشتگین قراچہ غلام زادہ سلطان ملک شاہ سلجوقی است
مال و منال خوارزم در زمان ملک شاہ بر طشت خانۂ سلطان صرف شدے و نوشتگین جہتر طشت داران
بود سلطان او را بحکومت خوارزم فرستادہ مرتبے متعین بود و قطب الدین محمد فرزند او مرتبہ خوارزم
شاہی یافت علما را احترام نمودے و اتسز پسر او ست و در خوارزم متمکن شد و نزد سلطان سنجر
تقربے تمام یافت ہر سال یکبار بمرو آمدے و ملازمت سلطان کردے و باز بخوارزم مراجعت
کردے اصحاب اغراض حسودے کردند و سلطان را باو بدگمان ساختند از مرو بگریخت و در خوارزم
با سلطان آغاز عصیان کرد و استیلائے تمام یافت و ہموارہ با کفار تاتار غزا کردے و غنیمت بسیار
یافتے تا درجہ او بداں رسید کہ لشکریان از سلطان مے گریختند و بدو مے پیوستند سلطان بالضرور
لشکر بخوارزم کشید و انوری دراں سفر ملازم بود چوں بنواحی ہزار اسپ رسیدند و قلعہ را محاصرہ کردند
انوری ایں رباعی بگفت و بر تیرے نوشتہ بقلعہ انداختند۔

اے شاہ ہمہ ملک جہاں حسب تراست ‏ ‏ ‏ ‏ ور دولت و اقبال جہاں کسب تراست
امروز بیک حملہ ہزار اسپ بگیر ‏ ‏ ‏ ‏ فردا خوارزم و صد ہزار اسپ تراست

رشید در قلعہ بود در ملازمت اتسز ایں بیت در جواب رباعی انوری نوشت و بعرض فرستاد
و در عسکر سلطان انداخت بدیں نسق کہ

گر خصم تو اے شاہ بود رستم گرد ‏ ‏ ‏ ‏ یک خر ز ہزار اسپ تو نتواند برد

سلطان بغایت از وطواط در خشم شد و سوگند خورد اگر وطواط بدست من افتد او را ہفت
پارہ سازم و ایں قصیدہ را نیز سلطان شنیدہ بود کہ وطواط گفتہ است و مطلع اینست۔

اتسز غازی بہ تخت ملک بر آمد ‏ ‏ ‏ ‏ دولت سلجوق و آل او بسر آمد

و کینۂ قدیم در دل سلطان بود و چوں مدتے محاصرہ کردند اتسز قوت مقاومت نداشت
از قلعہ بگریخت و قلعہ ہزار اسپ را سلطان گرفت و رشید پنہاں شد منادی و تفحص حاضرش کردند
سلطان فرمود کہ ہفت پارہ اش کنند رشید بشفاعت رقعہ پیش منتخب الدین بدیع کاتب کہ منشی

دیوان اعلی و منصب تدبیر با شغل انشا منضم داشت فرستاد تا گناه او را از سلطان درخواهد
منتجب الدین بدیع سلطان عرضه داشت کرد که وطواط مردکی است بسیار خرد و ضعیف او را
هفت پاره نمیتوان کرد آنکه سلطان فرماید او را دو پاره کنند سلطان بخندید و باین لطیفه بخون وطواط
درگذشت و وطواط خلاص یافته به ترمذ رفت و مدتی در ترمذ بود تا اتسز از خوارزم لشکر کشید و بوقت
گرفتاری سنجر اکثر خراسان را مسخر ساخت رشید از ترمذ قصد ملازمت اتسز کرد و در جبوشان بعسکر اتسز
رسید مصاحب اتسز بود ناگاه اتسز در خرم دره جبوشان بقضا جا درگذشت و در شهور سنه احدی و
خمسین و خمسمائه رشید بر سر تابوت اتسز میگریست و این رباعی میگفت . رباعی

شاها فلک از سیاستت می لرزید پیش تو بطبع بندگی میورزید
صاحب نظری کجاست تا در نگرد تا آن همه سلطنت بدین می ارزید

وفات رشید در خوارزم سنه ثمان و سبعین و خمسمائه بود مدت عمر او نود و هفت سال بود و
قبر او در جرجانیه خوارزم است و او را در علم معانی و بیان تصانیف مرغوب است کتاب حدایق السحر
از تصنیفات اوست که در صنایع علم شعر از آن مفیدتر نساخته اند و ترجمه صد کلمه حضرت امیر المؤمنین
علی بن ابی طالب نوشته و چند نسخه دیگر در علم شعر و کتابت و استیفا و ترسل تصنیف دارد .

ذکر استاد شهاب الدین صابر

دانشمندی بود ماهر و فاضل و در عهد دولت سلطان سنجر از ترمذ بمرو افتاد و اصل او از بخارا است
اما در خراسان نشو و نما یافته و معارض رشید وطواط است تا حدیکه یکدیگر را هجو ها رکیک گفته اند
و ایراد آن هجویات ازین کتاب دور نمود خاقانی معتقد اوست و بر خلاف وطواط انوری صابر را در
شاعری مسلم دارد و الحق صابر بغایت خوش گو بوده است و سخن او صاف و روان است و بطبائع
نزدیک تر از اشعار اقران او بوده مربی صابر سید ابو جعفر علی بن حسین قدامه موسوی است که او را در تعظیم
و قدر رئیس خراسان مینوشته اند و سلطان سنجر او را برادر خوانده و مسکن سید نیشاپور بوده و ضیاع و عقار
و احتشام او در خراسان بی نهایت بوده و بغایت سید کریم و مدبر و صاحب ناموس بوده و این سوگند
نامه را صابر بطرح سید الشا نموده است و بعضی این است .

تنم بهر اسیر است و دل بعشق فدی | همی بگوش من آید ز لفظ عشق ندی
دلم فدا شد و چشم ندید روئے خلاص | خلاص نیست اسیران عشق را بفدی
من و تو ایم نگارا که عشق و خوبی را | ز نام لیلی و مجنوں بروں بریم همی
ملالتست ازیں عشق و عشق بر مجنوں | غرامتست ازیں حسن و حسن بر لیلی
ازاں سبب که عسل را حلاوت از لب تست | خدائے عزّ و جلّ در عسل نهاد شفی

و در تهنیت آنکه سلطان سنجر پدر برادرخواند قصیده ے گوید این بیت از انجا است ۔

اگرچه بهترین خلق آدم را پسر باشد | بزرگی را پدر شد تا برادرخواند سلطانش

وصابر نزد سلطان سنجر ارکان دولت او محترم بودے و چوں اتسز خوارزمشاه با سلطان در خوارزم عصیان ظاهر کرد سلطان ادیب صابر را مخفی بخوارزم فرستاد تا دائم متحفظ حالات و متفحص و منهی اخبار باشد اتسز شخصے فدائی را فرستاد تا روز جمعه سلطان را زخم زند و هلاک کند ادیب صابر صورت آں شخص را بر کاغذ تصویر کرد و بمرو فرستاد تا آں شخص را طلب کردہ و او را یافتند و سیاست کردند و ادیب در خوارزم بود اتسز خبر یافت که صابر چنیں کارے کرده ادیب را دست و پا بسته و در جیحوں انداخت و غرق ساخت و کان ذلک فی شهور سنه ست و اربعین و خمسمائه ۔

ذکر عثمان مختاری رہ

(۱)

غزنوی است و از اقران حکیم سنائی است و در روزگار سلطان ابراهیم بن مسعود شاعر دار الملک غزنی مختاری بوده است و طبعے قادر داشته چنانکه سنائی قصیده چند در مدح او گفته و مطلع یک قصیده این است ۔

نبود پیش دو خورشید و دو ماه تا ری تیر | که بود لمعه از خاطر مختارے تیر

و عثمان مختاری این قصیده را نیکو گفته در مدح سلطان ابراهیم ۔ بیت

مسلمانان ولے دارم که صلح است بیشو و جانش | در افتادم بآں دردی که پیدا نیست درمانش

و بسیارے از اکابر این قصیده را جواب گفته اند همانان بزیبائی این قصیده نگفته باشند و جواب گفته خاقانی این قصیده مطلعش اینست ۔

مرا دل پیر تعلیمست و من طفل زبان دانش　　دم تعلیم سر عشر و سر زانو دبستانش

و خواجہ خسرو دہلوی در جواب ایں قصیدہ داد سخنورے داد و دریں روزگار طبع نقاد جوہرے باز آں سخن وراں عارف عبدالرحمٰن جامی جواب ایں قصیدہ شدہ و اسحٰق حقایق و معارف و حکمت را نوعی در شیوۂ نظم آوردہ کہ در حیز وصف نمیگنجد و بعضے افاضل دریں امر تتبع نمودہ اند اما سلطان ابراہیم بن مسعود بن محمود غزنوی پادشاہ دیندار ہویدا بودہ از ولایت بہرہ داشتہ ہفتاد و شش سال عمر یافت و تا مدت شصت و دو سال سلطنت کرد و در مدت سلطنت یکخشت جہت منظر و اساس سلطنت بر زمین نینداخت و قریب چہار صد خانقاہ و رباط و مساجد و مدارس در راہ خدا بنا کرد و صاحب مقامات ناصری مے گوید سلطان ابراہیم شبہا گرد محلات غزنین بر آمدے و بیوہ زنان و محتاجان را طعام دادے و بعہد او در غزنین دارو ے چشم و اشربہ و ادویہ تمام امراض از خزینہ او بردندے و سلاطین سلجوقیہ او را تعظیم کردندے و پدر بزرگ نوشتندے و وفات او در شہور سنہ اثنی و تسعین و اربعمائہ بودہ۔

ذکر شیخ العارف ابوالمجد محمد آدم السنائی رہ

از بزرگان دین و اشراف روزگار است ہمہ با نہا ستودہ و در مشرب فقر آں چاشنی کہ خدائے تعالیٰ او را ارزانی داشتہ در صفت نہ گنجد مولانا جلال الدین رومی با وجود کمال و فضل او خود را از متابعان شیخ سنائی میداند و میگوید بدیت

عطار روحے بود و سنائی دو چشم او　　ما از پے سنائی و عطار آمدیم

و جائے دیگر در مثنوی میفرماید۔

ترک جوشی کردہ ام من نیم خام　　از حکیم غزنوی بشنو تمام

و در آخر حال مرتاض بودہ از دنیا و ما فیہا معرض شدہ تا حدیکہ سلطان بہرام شاہ غزنوی میخواست کہ ہمشیرۂ خود را بنکاح شیخ در آورد ابا نمود و عزیمت حج کردہ بخراسان آمد و دریں باب در معذرت سلطان بہرام شاہ میفرماید۔

من نہ مرد زن و زر و جاہم　　بخدا گر کنم و گر خواہم

گر تو تاجم دہی ز احسانم　　بسر تو کہ تاج نستانم

وچون از غزنین بخراسان آمد و دست ارادت در دامن تربیت شیخ المشائخ ابو یوسف
همدانی قدس سره زد و در خلوت نشست و عزلت اختیار کرد و شیخ ابو یوسف همدانی از بزرگواران
دین بود و خانقاه او را از تعظیم و قدر کعبهٔ خراسان میگفتند و مرید شیخ العارفین ابو علی فارمدی است و امام
غزالی با وجود فضل و کمال معتقد شیخ ابو علی بوده و در آخر مرید او شد و فارمد قریه ایست از اعمال طوس
اما سبب توبه حکیم سنائی این بود که او مدح سلاطین گفتی و ملازمت حکام کردی نوبتی در غزنین
مدحی جهت سلطان ابو اسحاق گفته و سلطان عزیمت هند داشت بتسخیر قلاع کفار حکیم میخواست
که بتعجیل قصیده را بگذراند قصد ملازمت سلطان کرد در غزنین دیوانه بود که او را لای خوار گفتندی و
از معنی خالی نبود همواره در شراب خانه درد شراب جمع کردی و در گلخنها تجرع نمودی چون حکیم
بدر گلخن رسید از گلخن ترنمی شنود قصد کرده شنود که لای خوار با ساقی می گوید پر کن قدحی تا بکوری
چشم ابراهیمک غزنوی بنوشیم ساقی گفت این سخن را خطا گفتی چه ابراهیم پادشاهیست عادل مذمت
او مکن دیوانه گفت چنین است اما مردکی ناخشنود و ناانصاف است غزنین را چنانکه شرط است
ضبط ناکرده در چنین زمستانی سرد میل ولایتی دیگر دارد و چون آن ولایت بگیرد آرزوی ملک
دیگر خواهد کرد و آن قدح بستد و نوش کرد و ساقی را گفت پر کن پر کن قدحی تا بکوری سنائیک شاعر
بنوشیم ساقی دیگر گفت این خطا از اصلاح دور است در باب سنائی طعن مکن که او مردی ظریف و
خوش طبع و مقبول خاص و عام است گفت غلط مکن که مردکی احمق است لافی و گزافی چند فراهم
آورده و نام او شعر کرده و از سر طمع هر روز دست بر دست نهاده در پیش ابلهی بپای ایستاده خوش
آمدی میگوید و این قدر نمیداند که او را از برای هرزه گوئی نیافریده اند اگر روز عرض اکبر از وی سوال کنند
که ای سنائی بحضرت ما چه آوردی چه عذر خواهد آورد و این چنین کسی را چرا ابله و فضول نشاید
گفت حکیم چون این بشنید از حال بحال رفت و این سخن کارگر آمد دل او از خدمت مخلوق بگردید و
renunciation
از دنیا دل سرد شده دیوان مدح ملوک را در آب انداخت و طریق انقطاع و زهد و عبادت شعار ساخت
و ریاضت بمرتبه رسانید که همواره در غزنین پای برهنه می گردید دوستان و خویشان بر حال او
گریان شدندی و اقربا را گفتی که بر حال من غمگین نباشید بلکه طرب و خوشدلی کنید دوستان جهت
او کفش آوردند و التماس کردند در پای کند قبول کرد روز دیگر کفش را بحضور یاران آورده رد کرد

وگفت آن سنائی دیروز در نظر شما بودم وامروز خلاف آنم غالبا سدّ راه این کفش است و خسرو درین معنی خوش گفته نیست لذّت اهل ترک ار خود ندارد و کفش از آنکه هر شگاف از پا ستایش دین و دولت را درست اما از گفته حکیم سنائی کتاب حدیقه است که هر چمن از آن حدیقه ریاض حقیقت و طریقت است و اهل توحید و تصوّف اغلب ابیات این کتاب را در رسایل با ستشهاد میارند

واز حدیقه این تمثیل دراین کتاب لایق آمد

داشت لقمان یکے وثاقی تنگ	چون گلوگاه نای حلقه چنگ
شب همه شب بر آن وثاق بشدے	روز همه در آفتاب شدے
بوالفضولے سوال کرد از وے	کین چه جائیست یک بدست و دو پے
بادم سرد و چشم گریان پیر	گفت هذا لمن یموت کثیر

باوجود این فضل وکمال چون کتاب حدیقه تمام کرد علما ظاهر غزنین بر حکیم طعن کردند و اعتراض نمودند آن کتاب را بدار الاسلام بغداد فرستاد و بدار الخلافه عرض کرد و از علما بغداد و ائمه انجا بار صحت عقیده خود فتوے حاصل کرد و از غزنین عزیمت خراسان نمود و چند گاه در حلقه درویشان شیخ ابو یعقوب یوسف بسلوک مشغول شد و باز بغزنین رجوع کرد و در آخر حال جز توحید و معارف و حقایق نگفته و چند قصیده او در توحید و معارف بے نظیر است و بزرگان تتبع آن نموده اند قصیده

طلب اے عاشقان خوش رفتار	طرب اے شاهدان شیرین کار
در جهان شاهدی وما فارغ	در قدح جرعهٔ وما هشیار
خیز تا ز آب دیده بنشانیم	گرد این خاک تودهٔ غدار
بن بجاروب لا فرو روبیم	کوکب از سقف گنبد دوار
تا زه خود بشنود نه از من و تو	لمن الملک واحد القهار
اے هواهاے تو هوا انگیز	اے خدایان تو خدا آزار

واین قصیده را شیخ اوحد الدین کرمانی و شیخ فخر الدین عراقی و غیر ایشان تتبع کرده اند وجواب گفته اند

مکن در جسم و جان منزل که این دون است و آن والا	قدم زین هر دو بیرون نه نه اینجا باش و نه آنجا

واین قصیده را خواجه سلمان ساوجی جواب گفته اگرچه شاعرانه است اما حکیم درین قصیده سخن را
بلند مے گوید و دیوان حکیم سنائی سی هزار بیت زیاده است مجموع حقایق و معارف و ترک دنیا
و سخن حکیم اصحاب طریقت و سلوک را شیوهٔ ترک دنیا و مذمت این خاکدان تحریض تمام میکند وفات
حکیم سنائی در محروسهٔ غزنین در شهور سنه ست و سبعین و خمسمایه بوده الیوم مرقد شریف او [illegible]
و خانقاه او معمور است و اهل غزنین را بدان مرقد التجاست و از شعرا سید حسن غزنوی و عثمان
مختاری و عمادی و حکیم سوزنی و انباری ترمذی و نجیب الدین درکانی معاصر شیخ سنائی بوده اند۔

ذکر محمد غزالی رح

محمد غزالی از قریه ایست من اعمال طوس نام آن غزال بوده و نیز گویند که غزال ریسمان فروش را
میگویند و او فرموده که مادر خود که رشته بود در بازار مے فروخت از آن جهت بغزالی اشتهار یافت از
جملهٔ تلامذه ابوالمعالی امام الحرمین عبدالملک بن محمد جوینی بوده و شیخ ابوبکر نساج را در طفولیت دریافته و
شیخ ابوبکر آب دهن مبارک خود در دهان او انداخته برکت او عالم ربانی شد اکابر اتفاق دارند که غزالی از
صدیقان امت است گویند هفتاد نوع علم خوانده که کشاد کار من در کدام باشد از هیچ علوم او را فتحے حاصل نشده
رجوع بصوفیه نموده زهد و عبادت اختیار کرده و سخن شرع با سخن صوفیه مخلوط کرده گفتی و حجت و برهان قلم
بر کاغذ نهادی و حکمت هر علمی دانستی لاجرم علماء ظاهر بر وی طعن کردند از خراسان بحجاز رفت و از انجا
بشام افتاد و ده سال در دیار عرب بتدریس و افاده مشغول بود و کتاب احیاء العلوم و جواهر القرآن را در
دمشق تصنیف کرده است باز بخراسان رجوع نموده و عزلت ورزیده و پیش گرفته از دنیا و اهل دنیا
بغایت معرض بود صاحب تاریخ استظهاری گوید که مؤید الملک بن نظام الملک امام را بجهت تدریس
مدرسهٔ نظامیه در بغداد طلب کرد و او این مکتوب در جواب نوشت هذا المکتوب الحمد لله رب العالمین
والصلوٰة والسلام علی محمد واله وعترته اجمعین اما بعد خدمت خواجه ملجاء جهانیان متع الله المسلمین
بطول بقائه این ضعیف را از حضیض خرابهٔ طوس باوج معمورهٔ دار السلام بغداد بنحو اکرام و بزرگی
مے نماید برین حقیر نیز واجب است که خواجه را از حضیض بشرے باوج مراتب ملکی برساند
اے عزیز از طوس و بغداد اداره بخدا همه یکسان است اما از اوج انسان تا حضیض حیوان تفاوت –

بسیار است والتماس حضور فقیر که فرمودند لاشک این فقیر را وقت فراق است نه وقت عزیمت عراق ای عزیز فرض کن که غزالی ببغداد رسید و متعاقب فرمان در رسید نه فکر مدرسه دیگر باید کرد امروز را همان روز انگار و دست ازین بی سر و پا بدار و والسلام والاکرام و وفات و عمر غزالی ازین بیت معلوم میشود

نصیب حجة الاسلام ازین سرای سپنج   حیات پنجه و چار و ممات پانصد و پنج

ذکر حکیم سوزنی رہ

سمرقندی است خوش طبع و ظریف است در ابتداء حال تحصیل کردی اما طبع او بهزل مایل بودی علماء مدرسه اتفاق کردند و پسر خمار را برایں داشتند که هجو سوزنی بکند و او هجوهای رکیک گفت و سوزنی نیز با او معارض شده و ابتراوان هجویات درین کتاب پسندیده نیامد اما حکیم سوزنی را در آخر توبه نصوح واقع شد و حج گذارد و در توحید و نصایح و زهدیات و معارف قصاید غرا دارد و از انجمله این قصیده ثبت شد

چون بر هوائی دل تن من گشت پادشا   آمد بپیش سینه ام از سفه سپاه
لشکر گه سفاهت من عرض داده بود   من ایستاده همبر عارض بعرض گاه
دیو سپید گلیم برآں بود تا کند   همچون گلیم خویش لباس و قلم سیاه
بنمود خیل خیل گنه پیش چشم من   تا در کدام خیل کنم بیشتر نگاه
تا خیل را بچشم من آرایشی دهد   زان نوع دانه ساز و دو دام افگند براه
رفتم براه دیو فتادم بدام او   و ز دیو دیو تر شدم از سیرت تباه
یک روز بیگناه نبودم بعمر خویش   گویا که بود بیگنهی نزد من گناه
هر گونه گناه ز اعضاء من بپاست   چون از زمین نم زده از گونه گیاه
فردا بروز حشر که امروز منکرند   اعضاء من شوند بر اعمال من گواه
ای تن که پادشاه شدی بر هوای دل   هم بندهٔ از انکه اله است پادشاه
در قدرت اله نگه کن بچشم عجز   تا عجز خویش بینی در قدرت اله

قامت دوتاه کردی یکتا شو و مباش — همتاے دیو تا نزوی در چهار تاه

پیرے رسید و موئے سیاهت سفید شد — یار سفید روئے سیه موئے را مخواه

گر آب و جاه میطلبی معصیت مورز — از طاعت خداے طلب آبرو و جاه

نیران دوزخ از تو بر آرد شرار و دود — گر از ندم نبارے از دیدگان میاه

اے سوزنی اگر تنت از کوه آهن است — در کوه دل آر چو سوزن ز غم بکاه

در پیش چشم عقل جهان فراخ و پهن — چون چشم سوزنے کن و بندیش گاه گاه

گر از عذاب نار بترسی پناه جوے — تو توبه را و سایه طوبی شمر پناه

نا آمد از تو هیچ گناهے ز کوه کم — یا هیچ طاعتے ز تو آمد فزون ز کاه

ز اهل سموم و هاویه اے دل طمع مکن — تا نزد تو نسیم شمال آید از هراه

عصیان کنی و جائے مطیعان طمع کنی — بسیار کلهاست بسودائے این کلاه

با توبه آشنا شو و بیگانه شو ز جرم — تا در بحار رحمت رحمان زنی شناه

اے قادرے که هست بتقدیر حکم تو — گردنده چرخ اخضر و تابنده مهر و ماه

یارب بلطف خویش ببخشاے ایکریم — برمن بیگانه عاصی بر جمله عصاه

هستم بیگانه عاصی عاصی چو من بسیست — جمله نیازمند بفضل تو سال و ماه

کافی توئی و قاضی حاجات ما توئی — ما را مران بقصد قضا و درکفاه

ایمان ما و قوت اسلام و دین ما — از ما جدا مکن بجدا گشتن جباه

بر ما لباس خاک چو جیب کلیم کن — تا چون کف کلیم بر آریم از و جباه

اے اوی این قصیده بخوان و مرا ببین — السمع للمعیدی خیر من ان تراه

والاهی بخاری و جلبی و لسفی و شمس حاله و شطرنجی شاگردان سوزنی اند این مطلع سوزنی است

تا کے ز گردش فلک آبگینه رنگ — بر آبگینه خانهٔ طاعت زنیم سنگ

درکن جاین این قصیده را جواب گفته هم بطرز حکیم سوزنی و شاه ابو اسحق او را رفت بدرهٔ زر صله داد و مطلع آن قصیده بجاے گاه خود برسد وفات حکیم سوزنی در سمرقند بوده و در شهور سنه تسع و ستین و خمسمائه و قبر او در مقبره جاکردیزه است بقرب مزار امام العالمین ابو منصور ماتریدی و شهاب الدین

ابو حفص عمر نسفی۔

ذکر ملک الشعرا فلکی شروانی رہ

بغایت خوشگوی بوده از اقران فضل الدین خاقانی است و بعضے گویند استاد خاقانیست و این درست نیست بلکه شیخ العارف آذرے رہ در جواهر الاسرار آورده که خاقانی و فلکی هر دو شاگرد ابو العلا گنجه اند رحمة الله مستوفی فلکی را استاده خاقانی میداند فی کل حال طبع قادر داشته و این قصیده اوراست در مدح شروان شاه۔

سپهر مجد و معالی محیط نقطهٔ عالم	جهان جود و معانی چراغ دودهٔ آدم
خدیو کشور تحسیم یگانه انجم هشتم	جم دوم سعطی خدایگان معظم
زحل محل و قضا یدقدر مراد فلک پاس	شمال طبع و صبا فر مسیح دین و ملک قسم
ستوده رای چو ارش سخا فزای چو بهمن	جهان کشای چو رستم هنر نمای چو نیرم

و این قصیده مطول است و ایراد مجموع ابیات آن از تکلفے خالی نه بود و اگر فضلا همه این قصیده را بخوانند بر فلکی آفرین کنند و خواجه عصمت الله بخاری این قصیده را جواب گفته در مدح سلطان سعید خلیل الله و دیوان فلکی را نزد پادشاه میرزا الغ بیگ گورگان بردند مطالعه کرد و پسند فرمود اما گفت تخلص عجب دارد و تفال خوب نیست۔

ذکر سید اشرف حسن الحسینی رہ

بزرگوار و فاضل و دانشمند و اهل دل بوده قصیده فخریه را او میگوید و شعرا بعضے جواب آن گفته اند از اکابر مثل مجیر بیلقانی و کمال الدین اسمٰعیل و از متاخران شیخ آذرے نیز گفته اما قبل از سید حسن کسے مثل این قصیده نگفته است۔

داند جهان که قرهٔ عین پیمبرم	شایسته میوهٔ دل زهرا و حیدرم

کمال الدین اسمٰعیل میفرماید۔

روزے سے وطاق کحلی شب بر سر آورم	بگریزم از جهان که جهان نیست در خورم

و مجیر الدین بیلقانی این بیت گفته است۔

ہر شب کہ سر بجیب تفکر فرو برم ٭ سر بر فلک بدرم واز سدرہ بگذرم

اما خاکساران عالم خاک انکسار و کمی مے طلبند واز مقام فخر عار دارند گویند روزے سید حسن در غزنین وعظ میگفت ہفتاد ہزار مرد در پائے منبر او جمع شدہ بودند سلطان بہرام شاہ را خوش نیامد و دو شمشیر نزد سید فرستاد تا در یک غلاف کند سید رنجیدہ از غزنین بیروں آمد و عزیمت کرد کہ بحج رود چوں بزیارت مرقد مطہر حضرت سید المرسلین علیہ افضل التحیۃ رسید این ترجیع بند گفت والتماس خلعت کرد۔

یارب این مائیم و این درگاہ صدر انبیا ست ٭ یارب این مائیم و این خاک جناب مصطفیٰ است

و ترجیع بند عربی گفته این است۔

سلموا یا قوم بل صلوا علی الصدر الامین ٭ مصطفیٰ ما جاء الا رحمۃ للعالمین

و در حسن الطلب این بیت فرمود۔

لاف فرزندی نیارم زد درین حضرت ولے ٭ مدحتے آوردہ ام اینک خلعتے بیروں فرست

خواجہ حمد اللہ مستوفی در تاریخ گزیدہ خود در اثنائے تذکرہ شعرائے آوردہ کہ خلعت از روضہ حضرت رسالت بجہت سید بیروں آمد و بر صحبت ابن الطباطبائی میکنند و چوں از حج باز گردید بار دوم آں کرامت پدید آمد بسیار معتقد او شدند و در ہیں حین سلطان مسعود بن محمد بن ملک شاہ در دار السلام بغداد بودہ بروزگار خلیفہ عباسی و سلطان مسعود در اکرام و اعزاز سید مبالغہ بسیار نمودہ تحفہ نذرانہ در ترتیب کردہ سید را بطرف غزنین روانہ ساخت چوں سید بولایت جوین رسید در قصبہ آزاد وار فجاءۃ بجوار رحمت ایزدی انتقال کرد فی شہور سنہ خمس و ثلثین و خمسمایہ و اکنوں تربت شریف او در قصبہ آزاد وار مذکور است و معروف آزاد وار مسقط الراس و موطن مالوف خواجہ شمس الدین محمد صاحب دیوان جوینی و برادر او خواجہ علاء الدین عطا ملک کہ تاریخ جہاں کشا او نوشتہ بودہ است و این دو خواجہ از کریمان جہانند و ہر دو فاضل و صاحب جاہ و عالم پرور و خوش طبع و صاحب ناموس اند و فضیلت خواجہ علاء الدین را کتاب جہاں کشائی گواہ عادل است و بزرگواری خواجہ شمس الدین صاحب دیوان اظہر من الشمس است و کتاب شمسیہ را بنام او تصنیف نمودہ اند

واو شرح برین کتاب نوشته قضا و قدر رقصهٔ ودیعت حیات او نمودند وآن کار ناتمام مانده گویند روزے خواجه شمس الدین در صدر جاه قبول عوام وخاص بر مسند خواجگی متمکن بود بدر جاجرمی این رباعی بگذرانید بنزد خواجه۔

دنیا چو محیط است و کف خواجه نقط | پیوسته بگرد نقطه میگردد خط
پروردهٔ تو که و مه و دون و وسط | دولت ندهد خدائے کس را بغلط

خواجه دوات و قلم خواست و بپشت رقعهٔ شاعر بدیهه این رباعی نوشت

سیصد برهٔ سفید چون شیشهٔ بط | دروی ز سیاهی نبود هیچ نقط
از گلهٔ خاص ما نه از جائے غلط | چوں بد بد بدست وارندهٔ خط

اما در روزگار اباقاخان خواجه علاؤ الدین متکفل مهام دار السلام بغداد بود مجد الملک یزدی بر و تقریر کرد و بداں سبب خواجه را چهار صد هزار درم مصادره افتاد و عاقبت خیانت مجد الملک ظاهر شد و اباقاخان برو متغیر گشت او را بیاساق رسانیدند و اعضا او را به اقالیم بجهته عبرت عمله فرستادند و خواجه درین باب مے گوید۔

روزے دو سه سر دفتر تزویر شدی | جوینده ملک ومال و توقیر شدی
اعضائے تو هر یکے گرفت اقلیمے | القصه بیک هفته جهانگیر شدی

و قاضی بیضاوی در نظام التواریخ میآورد که خواجه شمس الدین محمد و خواجه علاؤ الدین اباً عن جد از صنادید خراسان بوده اند و قتل خواجه شمس الدین محمد بحکم ارغون خان در قراباغ در چهارم شعبان سنه ثلاث و ثمانین و ستمائة بوده و خواجه مجد الدین همگر فارسی این رباعی در مرثیه صاحب دیوان گفته و شیخ بزرگوار سعدی این رباعی را بشنود و گریان شد و بر روح خواجه دعائے خیر گفت و خواجه مجد را تحسین نمود۔

در ماتم شمس از شفق خوں بچکید | مه روے بکند و زهره گیسو ببرید
شب جامه سیه کرد در ماتم و صبح | بر زد نفسے سرد و گریباں بدرید

~~~~~~~~~~~~~~~~

تمام کرد
~~~~~~~~~~~~~~~~

ذکر فرید کاتب

شاگرد انوری است خوشگوی و لطیف طبع بود و ہموارہ ملازم درگاہ سلطان سنجر بودے
و این سوال و جواب او راست۔

گفتم بدان نگار کہ خورشید انوری گفتا ز روے نکو ترم از یک بنگری
گفتم مہ چہار دہی بر سپہر حسن گفتا مہ مراست ہزار از تو مشتری
گفتم بہ بندگی تو اقرار مے کنم گفتا چو تو بسے است کنونم بچاکری

صاحب مقامات ناصری گوید کہ چوں سلطان سنجر کرت دوم بتسخیر مملکت ما وراء النہر لشکر کشید
و سلاطین ترکستان با گور خان جمعیتے کردند و از حد و ولایت مرغ کہ از اعمال قرشی است کہ
در قدیم الایام آں ولایت را نسف مے خواندند مصاف عظیم دست داد و شکست بر جانب سلطان
افتاد کہ سلطان می خواست کہ بہ ثبات قدم پیش برد دشمنان پس و پیش گرفتند ملک تاج الدین ابو الفضل
سیستانی عنان اسب سلطان بگرفت کہ اے خداوند چہ محل قرار است و مردانگی نمودہ سلطان را از
جنگ گاہ بیروں آورد و با معدودے چند از آب جیحوں عمارت بستہ عبور کردند و آں شکست در ناموس
سلطان سنجر نقصان کلی کرد و فرید ملازم او بود دریں باب ایں رباعی میگوید۔

شاہا ز سنان تو جہانے شد راست تیغ تو چہل سال ز اعدا کین خواست
گر چشم بدے رسید آنہم ز قضا است آنکس کہ بیک حال بماند است خدا است

اما ملک تاج الدین ابو الفضل سیستانی از ملوک سیستان است و نبیرۂ نصیر الدین بن خلف است
کہ در زمان سلطان محمود سبکتگین بودہ با سلطان محمود بکرات مصاف دادہ و مرد محتشم و متہور بود و ملک
تاج الدین مقرب بودہ در روزگار سلطان سنجر سلطان صفیہ خاتون خواہر خود را بہ نکاح ملک دادہ بود
و ملوک سیستان خاندان بزرگ قدیم اند و دریں روزگار جاہ و منصب ایشاں بر قاعدہ نماندہ و ایشان از
نسل یعقوب بن لیث صفار ند کہ اول کسے از عجم کہ بر خلفائے بنی عباس خروج کرد او بود و بعد از یعقوب
عمرو بن لیث برادر او مرتبہ عالی یافت سی صد ہزار سوار لشکر داشت بر دست امیر اسماعیل سامانی
اسیر شد و در بند و در حبس المعتضد خلیفہ بغداد از گرسنگی بمرد در سنہ ۲۸۷ گویند کہ ہشتاد قطار شتر مطبخ او را

میکشیدند والله اعلم۔

ذکر سیفی نیشاپوری رح

شاعرے محکم گواست و شاگرد فرید کاتب است و علم شعر را نیکو میدانسته این قصیده که سنگ و سیم را در هر مصرع لازم داشته او راست۔

ای نگار سنگدل وی لعبت سیمین عذار — مهر تو اندر دلم چون سیم در سنگ استوار
سنگدل یارے و سیمین بر نگارے ای عجب — همچو نقش سیم و سنگے در دل من پایدار
من چو سنگم صلب در عهد تو چون سیمی ولیک — همچو سیم از سنگ ناگاهم برفتے از کنار
من ترا چو سیم و تو مرا رانی بسنگ — لاجرم سنگ و در سیم از سنگ گوئی یادگار

اما چند سیفی دیگر بوده اند امیر حاجی سیف الدین که از امرای بزرگ امیر تیمور گورگانی بوده شعر فارسی و ترکی را خوب گفته و سیفی تخلص میکرده درین روزگار مولانا سیفی بخاری مرد فاضل و ظریفیست و ذکر او در خاتمه کتاب خواهد آمد اما سیفی نیشاپوری شاعر تکش خان خوارزم شاه که لقب او علاؤالدین بوده استقلال او درجه عالی یافت و تمامی خراسان را مسخر کرده و مرد خیر بوده مسجد جامع سبزوار او بنا کرده خواجه علاؤالدین عطا ملک جوینی در تاریخ جهان کشای می آرد که تکش خان عزیمت عراق کرد و در صحرای رے با طغرل بن ارسلان سلجوقی که ولی نعمت زاده او بود مصاف داد و طغرل نام و نسب میگفت و جنگ میکرد تا اسیر شد و او را پیش تکش خان بردند تکش از و سوال کرد که با وجود مردانگی و لشکر جرار و سلاح چه افتاد که چنین آسان اسیر شدی طغرل از شاهنامه این بیت برخواند۔ بیت

ز بیژن فزون بود هومان بزور — هنر عیب گردد چو برگشت هور

حکایت کنند که آن ناحق شناس ولی نعمت زاده خود را بر سر دار کرد و آن حال بر و مبارک نیامد و اندک مایه روزگارے بعلت خناق درگذشت و آخر ملوک آل سلجوق طغرل بوده و بعد از قتل طغرل سلطنت از خاندان آل سلجوق انتقال کرده بخوارزم شاهیان افتاد فی شهور سنه ۵۶۱ بحمد الله با تشار و تثبیت و عنایته اتم الکتاب۔

ذکر حکیم روحانی ره

خوش گوئے بوده و شاگرد رشیدی هست و رشیدی استاد سیف الدین اسفرنگی بوده و گویند رشیدی از اقران مولانا سیف الدین است والعهدة علی الراوی و این قطعه روحانی راست در مذمت کدخدائی و قرض کردن۔

مرد آزاده بگیتی نکند میل دو کار	تا وجودش همه روزه بسلامت باشد
زن نخواهد اگرش دختر قیصر بدهند	وام نستاند اگر وعده قیامت باشد

ذکر ملک الکلام ظهیر فاریابی

وهو ظهیر الدین طاهر ابن محمد فاریابی بغایت فاضل و اهل بوده و در شاعری و فضل بی‌نظیر بوده اکابر و افاضل متفق اند که سخن او نازکتر و با طراوت تر از سخن انوری است و بعضے قبول نکرده اند و از خواجه مجد الدین همگر فارسی فتوی خواسته اند او گفت سخن انوری افضل است فی کل حال و در شیوهٔ شاعری مشار الیه است و در علم و فضل بی‌نظیر بوده و اصل او از فاریاب است اما در روزگار اتابک قزل ارسلان بن اتابک ایلدگز بعراق و آذربایجان افتاده مداح قزل ارسلان بوده و خواجه ظهیر شاگرد استاد رشیدی سمرقندیست که قصه مهر و وفا بنظم آورده و داد سخنورے در نظم آن داستان داده و در باب دیوان ظهیر فضلا گفته اند که معلوم نیست چند هزار بیت است و گفته اند۔

دیوان ظهیر فاریابی	در کعبه بدزد اگر بیابی

و چون خواجه ظهیر خوشگوست واجب نمود که از دیوان او قصیدهٔ و قطعه و غزلے در این تذکره بقلم آید و این قصیده را در مدح قزل ارسلان میگوید۔

گیتی بیمن دولت فرمان ده جهان	مانند بروضهٔ ارم و عرصهٔ جنان
از هر طرف که چشم نهی جلوهٔ ظفر	وز هر طرف که گوش کنی مژدهٔ امان
بالید از این نشاط تن تخت بر زمین	بگذشت از این شکوه سر تاج ز آسمان
افسانه گشت قصهٔ دارا و کیقباد	منسوخ شد سیاست جمشید از دول

ملکے چنین مظفر و شاہے چنیں مطاع — دیر یست تا زمانہ ندارد ز کس نشاں

در اول حال ظہیر از فاریاب به نیشاپور آمد و دراں حین سلطان طغان شاه حاکم نیشاپور بود و در خاندان سلجوق دو طغان شاه بوده اند و این طغان شاه بعد از سلطان سنجر بر تخت نشست و پنج نوبت زد اما خوارزم شاه امان او نداد و طغان شاه قدیم ممدوح حکیم ارزقی است روزے سلطان طغان شاه ثانی بتماشائے کان فیروزه رفته بود و خواجه ظہیر ملازم بوده - این قصیده گوہر ردیف را مناسب آں حال میگوید -

ترا است لعل شکر بار و در میاں گوہر — میان لعل چرا کردۂ نہاں گوہر

بخنده چوں لب یاقوت رنگ بکشائے — ز شرم زرد شود ہمچو زعفراں گوہر

رخم چو زر شد از جزع دیده ہر ساعت — فشاندم از غم آں لعل درفشاں گوہر

مرا بیاوده گرچه خاکسارم از آنک — بخاک تیره کنند بیشتر مکاں گوہر

اگرچه سیم و زرم نیست ہست گوہر اشک — که نزد عقل به از صد ہزار کاں گوہر

سزد که ننگ نیاید ترا ز صحبت من — چرا که ننگ ندارد ز ریسماں گوہر

چناں بچشم تو بنشینم ز بے درمی — که روز بزم بچشم خدایگاں گوہر

ہمیں بس است که الماس طبع من دارد — چو خنجر ملک شرق در میاں گوہر

خدایگان ملوک جہاں طغانشه از آنک — که بذل میکند از جود بر جہاں گوہر

ز بسکه خون معاند بریخت روز مصاف — گرفت در دل کاں رنگ ارغواں گوہر

ہمیں بخت چو گیرد قلم بدست کند — بصورت شبه از نوک آں رواں گوہر

سپہر را که ز دست خرد نمے باشد — بقدر جود تو در گنج شایگاں گوہر

اگر تو دست سخاوت کشیده تر نکنی — به ہیچ کاں ندہد ہیچکس نشاں گوہر

خروس عدل تو با پر ز دست در عالم — بجائے بیضه نہاد ست ماکیاں گوہر

نہے زمانه که بعد از ہزار غصه و رنج — مرا نہاد ز مدح تو در دہاں گوہر

اگرچه موج بر آورد سالہا دریا — به ہیچ وجه نیفگند بر کراں گوہر

زمانه گرچه ثنا زار دم نمیدارد — کسے نیفگند از دست رایگاں گوہر

intellect

درین دیار بسے شاعران باہنر ند — کہ نور فطرت ایشان دہد بکان گوہر

قصیدۂ کہ بمدح تو گفت بندہ چو زر — ردیف ساختش از بہر امتحان گوہر

سزد بنظم چنیں گوہرے کنند قیام — ازانکہ خوب نماید بتوامان گوہر

ہمیشہ تاکہ بہنگام نوبہار سحاب — کند نثار بر اطراف بوستان گوہر

نثار مجلست از چرخ گوہرے بادا — کہ در حساب نیارد بہاچنان گوہر

گویند کہ ظہیر از نیشاپور بطریق سیاحت باصفہان افتاد و در اں حین صدر الدین عبد اللطیف
خجندی قاضی القضاۃ و مشار الیہ آں ملک بود روزے بسلام خواجہ رفت دید کہ صدر خواجہ مسکن
علما و فضلا است سلام کرد و غریب وار بجائے نشست التفاتے چنانکہ مے خواست نیافت تا
شاد و بدیہہ این قطعہ را گفت و بدست خواجہ داد۔ قطعہ

بزرگوارا دنیا ندارد آں عظمت — کہ ہیچ کس را زیبد بداں سر افرازی

ز جلیست کہ اہل ہنر راست کہ تمیز — بدیں نعیم مزور چرا ہمیں نازی

شرف بفضل و ہنر باشد و ترا ہمہ ہست — تو نیز ہم بہنر در زمانہ ممتازی

بمن نگہ تو بیازی مکن ازانکہ بفضل — دلم بگیسوے حوراں ہمی کند بازی

اگرچہ نیست خوشت یک سخن ز من بشنو — چنانکہ اوراد ستور حال خود سازی

تو این سپہر کہ زد نیا کشیدہ بر رسے — بروز عرض مظالم چناں بیندازی

کہ از جواب سلامے کہ خلق را برتست — بہیچ مظلمۂ دیگرے نپردازی

و چندانکہ خواجہ مراعات و مردمی کرد ش در اصفہان اقامت نکرد و آذربایجان رفت اتابک
مظفر الدین محمد ایلدگز اورا تربیت کلی کرد و مدت دہ سال در رکاب اتابک بود و قصیدۂ کہ شکایت نامہ
باتابک فرستاد این است۔

شاید کہ بعد خدمت دہ سالہ در عراق — نانم ہنوز خسرو مازندراں دہد

بعد از وفات اتابک قزل ارسلان بن ایلدگز متصدی حکومت عراق و آذربایجان بود و اتابک
نصرت الدین ابوبکر بن محمد ایلدگز را میل آں بود کہ ظہیر ملازم او باشد و ظہیر بجانب ابوبکر مایل بود و در
آخر از قزل ارسلان بگریخت و با ابوبکر پیوست و قزل ارسلان برغم ظہیر مجیر الدین بیلقانی را

تربیتهائے کلی کرد چنانکه هر هفته اورا جامۂ کمخاب واطلس بخشیدے ومجیر تفاخر پوشیدے وفضلا آں رعونت را پسندیده نداشتند وظهیر در باب مجیر گفته۔

گر بار بیاہاے فاخر آدمی گردد کسے　　پس در اطلس چیست گرگ در عبائے سوسمار

وبعد ازانکه ظهیر مدتے بملازمت سلاطین وحکام نمود آخر استعفا خواست وبطاعت وعلم مشغول گشت ودر محروسۂ تبریز ساکن شد وفات او در تبریز بوده در شهور سنه ثمان وتسعین وخمسمائه بروزگار دولت اتابک بن قزل ارسلان وظهیر الدین فاریابی بسرخاب مدفون است ودر جنب خاقانی ومجیر الدین بیلقانی وکمال نخجوانی وشرف الدین شفروه ومحمد بن علی کراج اصفهانی وجوهری زرگر معاصر خواجه ظهیر بوده اند اما اتابک سعید قزل ارسلان ابن اتابک ایلدگز از جمله موالی سلطان مسعود بن محمد بن ملک شاه است جاهے وسلطنتے بر کمال یافت وپادشاه نشان بود وطغرل بن ارسلان کوچک بود وامور سلطنت عراق وآذربایجان بعد از وفات اتابک بقزل ارسلان متعلق گشت اومردے مهیب باسیاست وصاحب تجمل بود اتامے خواست همچنانکه پدر وبرادرش کفیل مهمات آں سلجوق بودند او نیز باشد طغرل بزرگ شد واز اتابک برگشت ومکاتب پیاپی بخوارزم شاه تکش مینوشت که عزیمت عراق کند وشر قزل ارسلان کفایت نماید ودر اثنائے این حال بر در شهر همدان شبے ارسلان را بر تخت کشته یافتند وکسے ندانست که آں کار که کرده همچنانکه ذکر شد تکش در صحرائے رے طغرل را بردار کرد وحدیث نبوی کار گر آمد که من اعان ظالماً فقد سلطه الله۔

ذکر ملک الکلام مجیر الدین بیلقانی رہ

بغایت خوشگوی وظریف طبع وفاضل بوده از اقران خواجه ظهیر فاریابی است ودر پیش ایلدگز را تقرب ونیابت داشت وهمواره باستعداد وتجمل معاش کردے وشعرا چنانکه رسم است بر وحسد بردند واورا بجهته تحصیل وجوه از دیوان اتابکی باصفهان فرستادند افاضل اصفهان چنانکه شرط است پروای او نکردند در هجو مردم اصفهان این رباعی گفت۔ رباعی

گفتم ز صفاهاں مدد جاں خیزد　　لعلیست مروت که ازاں کاں خیزد

شمع جلال تو باد یار به نیک اختری   پیکرش از باختر تافته تا قیروان

اما اتابک ایلدگز در زمان دولت سلطان مسعود محمد بن ملکشاه کافی و مدبر ملوک آل سلجوق بوده و بعد از وفات سلطان مسعود شاه پادشاه نشان شده و والده ارسلان بن طغرل به نکاح خود در آورد و مردی متدین و عادل بوده و علما را دوست داشتی و او را استیلا و احتشام بسیار دست داد چنانکه در روزگار او اولاد ملوک در سلطنت سلجوق جز اسمی نداشتند و اتابک ایلدگز در شهر همدان مدرسهٔ عالی ساخته و اوقاف بسیار دارد و درین روزگار خراب است و وفات اتابک ایلدگز در شهور سنه ثلث و ستین و خمسمائه بوده و مرقد او و منکوحهٔ او در جوار مدرسه ایست که در همدان بنا کرده و شعراء بزرگ که بروزگار اتابک ایلدگز بوده اند و فرزندان او اتابک جهان پهلوان محمد و اتابک قزل ارسلان اثیر الدین اخسیکتی و مجیر الدین بیلقانی و ظهیر الدین فاریابی و شیخ نظامی گنجوی و قوامی مطرزی و یوسف فضولیست بوده اند. اما بیلقان از اعمال آذربایجان است و در جوار قراباغ که قشلاق سلاطین است چنانکه صاحب صور اقالیم میگوید که چون لشکر هلاکو خان قلعهٔ بیلقان را محاصره کرد بمدت مدید فتح قلعه میسر نشد عاجز شدند چه در نواحی بیلقان خاک است و دشت و سنگ بجهت منجنیق نمی یافتند خواجه نصیر الدین طوسی تعلیم داد تا درختهای بزرگ افگندند و از چوب بشکل سنگ منجنیق تراشیدند و مدور و در میان ارزیر ریختند و بجای سنگ انداختند و برج و بارو و بناهای قلعه ویران شد بدین حیله شهر را گرفتند و قتل فراوان کردند و از آن روزگار شهر بیلقان خراب است و از او جز اسمی نمانده اما خاقان سعید شاهرخ سلطان میخواست که آن شهر را عمارت کنند بیران مملکت صواب ندیدند که چون آن شهر معمور شود خلایق و چهارپا جمع شود و نقصان در علفخوار قشلاق پدید آید و نیز زلزله در آن شهر عام بود و چند نوبت از آسیب زلزله خراب شده بملاحظهٔ زلزله نیز کردند و ترک عمارت آن شهر نمودند اما به حفر جوی بیلقان شاهرخ سلطان امر نمود و آن جوی را جاری ساخته اند و طواحین و اثر کرده اند و الیوم برقرار است۔

ذکر جوهری زرگر

سخندان دلپذیر دارد و مردی ندیم شیوه بوده و شاگرد استاد ادیب صابر است و از اقران

اثیر الدین اخسیکتی بوده و اصلش از بخارا ست اما بطریق سیاحت بعراق افتاده بوده و در اصفهان ساکن بوده مردے متمول و همواره شعرا را خلعت دادی و خدمت کردے و از اشعار او قصیده نوشته میشود که جهت شراب گفته۔

چون صبح برکشد علم ساده پرنیان	باید کشید رایت عشرت بر آسمان

زان پیش کآفتاب سر از کوه برزند	باید مئے ببوئے گل و رنگ ارغوان

آن بادۂ بنور مه و عکس آفتاب	کز آفتاب ماه دهد روز و شب نشان

معیار عقل و دارو‌ئے خواب و فروغ وے	درمان درد و قوت جسم و غذائے جان

اصل سخا و عنصر مردی و ذات حسن	عین تواضع و تن لطف و سر بیان

هضم طعام و نفی غم و مایۂ نشاط	قوت دل و توان تن زار و ناتوان

دارد نگاه آنکه کنی رنگش آزمون	باشد ببوئے آنکه کنی بویش امتحان

رنگ عقیق و گونۂ یاقوت لون لعل	بوئے عبیر و نکهت مشک و نسیم جان

در فعل او نهاده که تربیت فلک	در طبع او سرشته که تقویت زبان

نور سهیل و تابش مریخ و تاب ماه	آرام کهل و حرمت پیر و لطف جوان

آن می که گر ز دور ببارد ز عکس او	شنگرف سوده گردد مغز اندر استخوان

گردد ز فعل او تن بی زور زورمند	باشد ز طبع او دل غمناک شادمان

چون آب نار خوان بود اندر قدح اگر	آمیخته بمشک بود آب ناردان

آن را که سودها بزیان آورد فلک	چون زد بخورد سود شمارد همه زیان

روئے چو زعفران شود از وے معصفری	وز خرمی نشاط دل آرد چو زعفران

در باغ و بوستان ز تماشا نیافت بهر	بی می هر آنکه تافت سوئے باغ و بوستان

بر گلشن مراد بود باده تازه گل	بر کشتی مراد بود باده بادبان

آن دستگیر پیر شد و پیر و رهسپار	ناگاه آفت جوان و جوان بوده در خزان

رو جلیست بیکشافت و شمسے است بی کسوف	نوریست بی تغیر و ناریست بی دخان

میخواه و می گسار و همی شاد باش از آنک	ما را خدائے وعده همی کرد در جنان

دردہ شراب ناب کہ باشد حرام خواب — چوں تیغ آفتاب زند چرخ زرفشاں

تا جوہری زرگر جام شراب پر — نوشد بیاد مجلس بزم خدائگاں

ممدوح جوہرے سلطان سلیمان شاہ بن محمد بن ملک شاہ است و در مدح آں قصائد
غرا دارد و داستان احمد و ہستی را نظم کردہ و گویند کہ حضرت شیخ بزرگوار نظامی قدس سرہ
گفتہ والعلم عند اللہ اما سلطان مغیث الدین سلیمان شاہ پادشاہ نیکو بودہ و بعد از طغرل بن
محمد بن ملک شاہ بر تخت ملک نشست و اتابک ایلدگز ولیعہدے بارسلان بن
طغرل داد و ہموارہ بعشرت و شراب مشغول شدہ بود و از حرم بیروں نیامدی و دور او چوں
دوران گل دو ہفتہ پیش نبود و دوران خار محنت در راہ او انداخت و حریف لجباز فلک با او
دغا باخت کدام دوحۂ سعادت کہ از تند باد شقاوت از بیخ کندہ نشد و کدام گلبرگ تر اقبال
کہ از صرصر تند باد پراگندہ نشد عاقبت ایں سفلۂ جہان کشیست و حاصل از دور روزہ بقائے
زمان ملامت کشی خوشا وقت آں کسیکہ از دروازۂ ہستی بہ بیابان عدم بیروں رفت
بلکہ ازیں دروازہ ہرگز در نیامد سلیمان شاہ از سلیمان بحشمت بیشتر نبود بادے کہ تخت
او را بر میداشت بخت ایں را بر باد داد و از جفائے روزگار کہ داد کس نداد و فریاد از
روزگارے کہ نمیرسد بہ فریاد۔

میکند بلبل خوش گوی خوش الحاں فریاد — کہ کجا رفت اویس و حسن کو دل شاد

پیش ازیں باد بفرمان سلیمان بودے — میدہد ہر کنوں خاک سلیمان برباد

ذکر اثیر الدین اخسیکتی رہ

دانشمند و فاضل بودہ و در سخنوری مرتبۂ اعلیٰ دارد و از اقران امیر خاقانی است اصلش از
ترکستان است از ناحیہ اخسیکت من اعمال فرغانہ اما در عراق عجم و بلاد آذربایجان ساکن شدہ و حاکم
خلخال و ماسولہ او را بر خود خواندہ و در آخر عمر دراں دیار بسر بردہ و اتابک ایلدگز طالب صحبت
اثیر بودہ ملاقات کرد اما صحبت و ملازمت میسر نشد و تجریدے تمام داشت و ایں قصیدہ را
در جواب خاقانی گفتہ کہ مطلع قصیدۂ خاقانی است۔

رخ پر سرشک کن چو فلک وقت شام از آنک — در بحر روز اشک شفق نیز احمر است

در قرص مهر گرده ماه ننگری از آنک — بے این همه صداع تو نانے میسر است

در عهد ما که مادر راحت عقیم ماند — شادی ز خلق چهره نهفته چو دختر است

گفتم گفت آفت سر است خموشی خلاص جان — در اختیار از این دو یکے تن مخیر است

از سرو تا بسوسن آزاده کس نماند — الا دلے که بنده شاه مظفر است

در پائے بزم و رزم که از جود و حزم او — دائم صدف بگهرده ماهی زره ور است

چون پشت بر سر گنبد روی دولت است — چون روی در مصاف کند پشت لشکر است

معمار عدل و بحذاقت مهندس است — عطار خلق او و بعبارت شکر گر است

آن ابر رزق است حسامش که در مصاف — هر قطره که رشح کند بحر اخضر است

در شان اندر خت چگوید خرد کزو — فرخنده میوه چو قزل ارسلان بر است

تنزیل صادق است مراد ثنائے شاه — لیکن برائے مصلحتے نا مفسر است

بانگ خروس حربه دیو است پس کجاست — تفسیر آن بر حمت الله اکبر است

هر کس ز بحر فکر بر آرد درے ولیک — در دانهائے خاطرم از بحر دیگر است

نهاده اندر پر خند و غراب و زاغ — آن جائے که در پر باز سپید پر است

بر لشکر یاجین گلز است سلطنت — کورئ کو کنار که حمال افسر است

ثنار شاک فیل را بسنان بر زمین زند — لیکن نه مرد پنجه و بازوئے صرصر است

سوگند مے خورم بجام سر افگنت — کانے است با لطفا که رو عکس آذر است

کاندیشه خلاف رضائے تو بنده را — بر تخته تخیل هم نامصور است

در گم کنم رضائے تو شاه فرشته خلق — پس با همچو خلق دیو تو هم منبع شر است

در عهد دولت تو که طور معاش را — منزلگه تباهی انسان روز محشر است

گه چوب آستان توام ناز بالش است — گه خاک بارگاه توام ناز بستر است

با دم زبان ز خنجر روشندل تو قطع — گر نه درین زبانم با دل برابر است

تو همچنان مکن که چو بیند مرا حسود — گوید بطعن حال فلان از که کمتر است

گر من خریده کرم این برادرم | او هم گزیده نظر آن برادر است
صد قصه و قصیده و پیغام و ماجرا | در بطن این دو کلمه مستتر است
تا پاسبان معتمد ملک خاتم است | تا راز دار مؤمن فکر و فقر است
آن روزنامه باد ضمیر تو کاندرو | اسرار هفت خاتم گردنده مضمر است

عمرت دراز باد که چرخ عطیه بخش
از هر عطیه که دهد عمر خوشتر است

ارباب فضل اثیر را در شاعری مسلم میدارند و بعضے بر آنند که سخن او به از سخن انوری و خاقانیست و بعضے این دعوی را مسلم ندارند انصاف آن است که هر یک ازین سه فاضل را شیوه ایست که دیگرے را نیست اثیر سخن را دانشمندانه میگوید و انوری سلیقه سخن نهایت تر رعایت میکند و خاقانی از طمطراق لفظ بر همه تفصیل دارد۔ ع)

هر خوش پسرے را حرکات دگر است

اینها غواصان بحار معانی بوده اند و هر یک بقدر کوشش ازین بحر در دانه بیرون آورده اند نظیر خویش نه بگذاشتند و بگذشتند خدائے عز و جل جمله را بیامرزاد

ذکر مولانا سیف الدین اسفرنگی

اسفرنگ در ما وراء النهر موضعے است و مولنا سیف الدین مرد طالب علم بوده در سخنوری مرتبه عالی دارد و دیوان او متعارف است و در مجلس الغ بیگ دیوان او را و ایما علما و فضلا مطالعه کردندے و سخن او را بر سخن اثیر ترجیح داده اند اما این حال مکابره عظیم است مولانا سیف الدین در اوایل روزگار ایل ارسلان خوارزمشاه از بخارا قصد خوارزم کرد و ایل ارسلان او را مراعات کلی نموده فرمود که جواب قصیده خاقانی بگوید مطلع این است۔

صبح دم چون کله بندد آه دود آساے من | چون شفق در خون نشیند چشم شب پیماے من

مولانا سیف الدین این قصیده را در بحر و ردیف موافق جواب گفته اما در قافیه مخالف است چون بمجلس بر د آن قصیده را فضلا نه پسندیدند مطلع آن قصیده اینست۔

شب چو بردارد نقاب از چہرۂ صبح ایار من   خفتہ گیرد صبح را چشم و دل بیدار من

مولانا سیف الدین در معذرت گفت کہ این قافیہ را بطبع خوش شنیدہ تر یافتم بعد ازاں قصیدہ

خاقانی را بہماں قافیہ و ردیف جواب میگوید مطلعش این است۔

تا ز اکسیر قناعت شد طلا سیمائے من   گنج باد آورد و گینی گشت خاکپائے من

از کلاہ فقر تا ترکی کمر آید نصیب   جبہہ اکلیل ساید فرق گردونسائے من

و درین قصیدہ لطایف و نازکیہا بسیار دارد و قصاید فضلا را جواب و شرح بسیار گفتہ و

معارض قصیدۂ ظہیر شدہ و مطلع آں اینست۔

شرح غم تو لذت شادی بجہاں دہد   ذکر لب تو طعم شکر در دہاں دہد

مطلع قصیدہ مولانا سیف الدین است۔

آں را کہ غمزہ تو زکشتن اماں دہد   این است خوں بہا کہ بیاد تو جاں دہد

دیوان مولانا سیف الدین دوازدہ ہزار بیت است۔ جمہور علما و شعرا در نغز گوئی متابع

مولانا بدر الدین شاشی است و پسر عطار بخاری کہ بعلائی عطار مشہور است و عزنائی و ملک شانہ تراش

شاگردان مولانا سیف الدین بودہ اند وایل ارسلان بعد از اتسز بر تخت خوارزم جلوس کردہ بر خراسان

مستولی شد و سید الحکما و الفضلا سید اسمٰعیل جرجانی کتاب اغراض و خفی علائی را بنام او نوشتہ و در علم طب

کتاب فارسی چند مفید تر از اغراض ننوشتہ اند و اغراض انتخاب ذخیرہ خوارزم شاہیست

وایل ارسلان در شہور سنہ ۵۶۸ و دیعت حیوۃ بموکلان قضا و قدر سپرد و بعد ازو میان فرزندان او سلطان

شاہ محمود و علاؤ الدین تکش خان جہت سلطنت خراسان نزاع بود و در آں غوغا پریشانی تمام برعایا

خراسان رسید سلطان شاہ این رباعی بتکش فرستاد۔

میخانہ ترا مصاف میدان مارا   کاشانہ ترا نبرد و جولان مارا

خواہی کہ نزاع از میاں برخیزد   خوارزم ترا ملک خراسان مارا

تکش در جواب این رباعی فرستاد۔

این غم ز چہ جنون و سودا گیرد   وین قصہ نہ در شمانہ در ما گیرد

تا قبضۂ شمشیر کہ خون پالاید   تا دولت و اقبال کہ بالا گیرد

تا در سرخس میان هر دو برادر مصاف واقع شد تکش ظفر یافت و سلطان شاه بخوارزم گریخت
آنجا نیز پیش نگذاشتند و در صحراها می گردید تا فوت شد و فاتش در سنه تسع و ثمانین و خمسمایه بود
و سلطنت باستقلال به تکش خان مقرر شد۔

طبقه ثالث و درین طبقه ذکر بیست فاضل ثبت است

ذکر شیخ نظامی گنجوی رہ

مولد شریف او گنجه است و در صور اقالیم آن ولایت را جنزه نوشته اند و در بزرگواری و فضیلت
وکمال شیخ زبان تحریر و بیان تقریر عاجز است سخن او در طور شاعری ملاحت و وافی است که
صاحب کمالان طالب اند و لقب شیخ نظام الدین ابو محمد بن یوسف بن مؤید است و مطرزی مشهور شده
و شیخ برادر قوامی مطرزی است که یکی از استادان شاعران بوده و قصیده میگوید که تمام صنایع شعری در آن
مندرج است و ذکر او و ایراد او و بعضی از آن قصیده ثبت خواهد شد و گویند شیخ در آخر عمر منزوی و
صاحب خلوت شده و با مردم کمتر اختلاط کردی و درین باب میگوید۔

گل رعنا درون غنچه حزین   همچو من گشته اعتکاف نشین

و اتابک قزل ارسلان را آرزوی صحبت شیخ بودی و بطلب شیخ کس فرستاده نمودند که شیخ
منزوی است و بسلاطین و حکام صحبت نمیدارد اتابک از روی امتحان بدیدن شیخ رفت شیخ از روی
کرامت دانست که از روی امتحان می آید و بچشم حقارت می نگرد شیخ از عالم غیب شمه بچشم
اتابک نمود اتابک دید تخت پادشاهانه نهاده انداز جواهر و کرسی دید که صد هزار چاکر و سپاهی و تجمل
پادشاهانه و غلامان با کمر مرصع و حاجبان و ندیمان بر پای ایستاده و شیخ پادشاهانه بر تخت نشسته
و دوات و قلمی و مصحفی و مصلائی و عصایی و کاغذی چند پیش شیخ نهاده است بتواضع دست شیخ را
بوسیده و اعتقاد او نسبت بشیخ درجه عالی یافت و شیخ نیز گوشه خاطری بد حواله کرد و گاه گاهی
بدیدن اتابک آمدی و صحبت داشتی و شیخ بیان این حال درین بیت میگوید۔

بگفتم بو مش ہمچوں زمیں پائے　　چو دیدم آسماں برخواست از جائے

وشیخ از مریدان اخی فرج زنجانیست قدس سرہ و دیوان شیخ نظامی ورائے خمسہ بیست ہزار بیت است غزلیات مطبوع و موشحات مصنوع چوں قصہ خسرو شیریں را بالتماس قزل ارسلان نظم کرد چہار دیہ معمور مزروع صلہ آں کتاب بشیخ بخشید و شیخ شکر آں انعام میگوید۔

نظر بر حمد و بر اخلاص من کرد　　دیہ حمد و نیان را خاص من کرد

واین فارسی از اشعار شیخ است۔

جہاں تیرہ است و تشکل جنیبت اعناں درکش　　زمانی رخت ہستی را بخلوت گاہ جاں درکش

کلاغان طبیعت را زباغ انس بیروں کن　　ہمایان سعادت را بدام امتحاں درکش

چو خاص الخاص حق گشتی ز صوت پائے نیرل　　ہزاراں شربت معنی بیکدم رائگاں درکش

گرانجانی مکن ہرگز تو در بزم سبک روحاں　　چو ساقی گرم رو گردو سبک رطل گراں درکش

بہشت و دوزخش بینی مشو مشغول ایں ہر دو　　قدم بر فرق دوزخ نہ خطے گرد جناں درکش

چو مست حضرتش گشتی فلک را خیمہ بر ہم زن　　ستون عرش در جنبان طناب آسماں درکش

طریقش بیقدم میبر جمالش بے بصر مے بیں　　حدیثش بیزباں بشنو شرابش بیدہاں درکش

نظامی ایں چہ اسرار است کز خاطر بروں دادے　　کسے رمزت نمیداند زباں درکش زباں درکش

وشیخ قبل از خمسہ آوان شباب داستان ویسہ و رامین را بنام سلطان محمود بن محمد بن ملک شاہ نظم آوردہ و بعضے گویند آں را نظامی عروضی سمرقندی نظم کردہ در عہد سلطان ملک شاہ و شکے نیست کہ بنام سلطان محمود نظم کردہ اند و ایں بعہد شیخ نظامی اقرب است اما سلطان محمود محمد پادشاہے سعادت مند و صاحب تدبیر بودہ و در روزگار سلطان سنجر ہشت سال بنیابت او لشکر کشید و سلطان محمود در صحرائے ری با سلطان مصاف کرد و شکست خورد روز دیگر پیادہ سوار پیرا پردہ سنجری در آمد و فی الحال عم راسلام کرد سلطان را شفقت عمومت در کار آمد فرمود کہ پہلوے خیمہ خود خیمہ جہت او مہیا کردند و طبخ و شیخ و فواکہ پیش محمود فرستاد و اول خود تناول میکرد بعد از اں بادمے داد روز دیگر محمود را بسلطنت عراق باز نامزد کرد و بتاج مرصع و جامہائے طلا دوز مشرف ساخت و اکابر و سرداران عراق را نیز دلجوئی و رعایت نمود و تشریف داد و روز سوم سلطان بطرف

خراسان و محمود بجانب اصفهان روانه شدند و کان ذلک فی عشر بن جمادی اولی سنه ۵۰۹ و
سلطان سنجر خاتون دختر خود را بنکاح سلطان محمود در آورد و در آن فرصت آن ملکه بجوار رحمت حق
پیوست عوض او دختر دیگر ماه ملک خاتون نام با مهد مرصع و تجمل بسیار دیگر سال بجهة سلطان محمود
فرستاد و وفات شیخ نظامی در عهد سلطان طغرل بن ارسلان از شهور سنه سبعین و خمسمائه بود و
مرقد شیخ در گنجه است و در روزگار شیخ خمسه را جمع نکرده بودند و هر یک داستان جدا جدا بوده
بعد از وفات شیخ این پنج کتاب را در یک جا جمع کردند و فضلا آن کتاب را خمسه نام نهادند۔

ذکر سید ذوالفقار شیروانی ره

سید ذوالفقار شیروانی است و از افاضل عهد خود است و ظهور او در روزگار دولت سلطان محمد
بن تکش خوارزمشاه بوده است در علم شعر بغایت ماهر است و قبل از خواجه سلمان ساوجی کسے در صنعت
شعر و قصیده مثل قصیده ذوالفقار نگفته که مجموع صنایع و بدایع شعر را شامل باشد و این قصیده
مشتمل است بر توشیحات ذو دوایر و ذو فقرات و از هر یک بیت چندین ابیات و مصارع و ملون
در بحور مختلفه اخراج مے شود و خواجه سلمان بصنعت چند در قصیده خود زیاده ساخته و گویند خواجه
غیاث الدین محمد رشید صاحب دیوان که خواجه سلمان قصیده خارج دیوان خود را بنام او گفته
چنانکه خواجه سلمان را مدعا بوده صله آن نداده خواجه سلمان پیش خواجه غیاث محمد گله کرد که صدر
سعید المناشری که سید ذوالفقار قصیده مصنوع خود را بنام او نوشته او را بصفت خروار ابریشم کرم کرد
و با وجود آنکه او وزیر شیروان پیش نبود و خواجه که امروز بدولت صاحب دیوان ممالک ایران و توران است
با وجود آنکه از قصیده من تا قصیده او تفاوت باهر و ظاهر است و باضعاف آن صنائع و بدائع
در آن مندرج است راضیم که خواجه بعشر عشیر آن در حق من کرامت فرماید خواجه از سخن سلمان خیره شد
و گفت از علی ابو طالب تا سلمان نیز تفاوت نا هست یعنی او را پایه و شرف سیادت هست
و ترانه سید ذوالفقار در باب عراق قصد ملازمت سلطان محمد خوارزمشاه نموده سلطان او را
مراعات کردی و مقامات و تواریخ سلطان آنچه میگذشت نظم میکرد و از قصیده مصنوع سید
بعضی نوشته خواهد شد تا نمودار باشد۔

چمن شد از گل صد برگ تازه دلبر وار بهار یافت بہارے زباد ور گلزار
نہال چوں قد دلبر جہاں شود در رقص لیسان فاختہ چوں بیدلاں بنالد زار
از نہم زرد ہے تنا سنح بہوستاں آید خزاں خزاں چو در آید بباغ بباد بہار
واز ہر سہ بیت ایں قصیدہ بینی اخراج مے شود و بدیں نسق در بحور مختلفہ
گل صد برگ دلبر وار چوں در بوستاں آید بہارے باد در گلزار چوں بیدل خزاں آید

ذکر محمد خوارزم شاہ

اما سلطان محمد خوارزم شاہ پادشاہے قاہر و صاحب دولت بود کوکب اقبال او ارتفاع یافت و ملوک اطراف انقیاد امر او را کمر مطابعت بستند و جز صلح با او مصلحت ندیدند خراسان و ماوراء النہر و کاشغر و اکثر عراق را مسخر ساخت و مملکت غور و ہرات ما از تصرف ملوک غور بیرون آورد و شوکت او بمرتبہ رسید کہ ہفتاد خر وار نقارہ و کوس طلا و نقرہ بر درگاہ دولت او نوبت زد بلے و ہر دو ہفتا نے را در دور دولت او طور تکاش و تجمل مثل پادشاہے بود کہ بوصف در نیاید و دختر بنجان سمرقند داد و از خان کاشغر دختر خواست و بہت ایں دو موہبت عظمے در کہدستان ہمراہ طوی عظیم فرمود کہ چشم روزگار ندیدہ بود در اثنائے آں حال تفحص فرمود کہ ہیچ پیرے باشد کہ ملازمت سلطاناں ماضیہ نمودہ باشد تا از او استفسار رود کہ مثل ایں عظمت و تجمل از سلطانے وجود یافتہ باشد گفتند بدیں صفت منقرب الدین بن فلک الدین است کہ از بزرگ زادگان دولت سنجری بودہ است او را بحضور خود طلب داشت و استفسار کرد او گفت خوش عظمتی است و مزیدے بریں متصور نیست چوں زیادت الحاح نمود گفت اے سلطان نوبتے سلطان سنجر ہمیں جایگاہ جشنے ساخت کہ ہرچہ تو نہوی بکار بردہ او دہ کہنگی دراں جشن بکار بردہ بود سلطان خیرہ شد گفت آیا دراں روز مرتبہ تو چہ باشد گفت اے خداوند در ہماں روز منشور ہفتاد کس نوشتند کہ سلطان ایشاں را اقطاع ارزانی داشتہ بود پدرم ابعد از سی کس نوبت زانو زدن رسید و پدر بزرگترا کہ مطلع خوارزم بود از چہل و پنج کس آں گاہ سلطان اشارت کرد کہ ایں ہر دو را بخانہ خود روانہ کنید کہ پیش ازیں مصلحت بودن وایں جانیست صاحب تاریخ جہاں کشای بگوید کہ چوں سلطان محمد

بر اکثر بلاد ایران استیلا یافت غرور و نخوت کرد با ناصر خلیفهٔ عباسی کدورت ظاهر ساخت و وحشت
درمیانه بدانجا رسید که سلطان از علما و ائمهٔ روزگار فتوی حاصل کرد که بنی عباس در امر خلافت
بغیر استحقاق‌اند و خلافت حق اولاد امیر المومنین علی بن ابی طالب است و خاکم زاده علاء الملک را
از سادات ترمذ بخلاف ناصر و فرمود و خود عزیمت بغداد کرد تا خلیفه را معزول کند و سید حسینی را
منسوب سازد و ناصر خلیفه شیخ الشیوخ العارف شهاب الدین عمر سهروردی را برسالت پیش
سلطان فرستاد که صلح کند و شیخ در حدود نهاوند بعسکر سلطان رسید و عظمت تمام مشاهده کرد و او را
بخرگاه سلطان بردند درآمد و سلام کرد سلطان شیخ را رخصت نشستن داد و همچنان برپای خطبه
در منقبت آل عباس بخواند و گفت این خاندانیست مبارک آزار این مردم میمون نیست
سلطان از سر خشم جواب داد که هرچند این خاندان را شما مبارک ساخته آید اما مبارک تر از خاندان
رسول نیست و تحکم و تقویت شما این خاندان را مبارک شده همانا این افعال که ازین مردم میشنوم
بشامت نزدیک تر است اگر عمر امان دهد خاندان رسول را بر شما مبارک تر سازم پس شیخ اگر ترا ذوق
محبت حق میبود بمصالحهٔ ناصر و من مشغول نمیشدی بلا باز گرد و خلیفه را بگو تا فکر نزول من کند که
رسیدم شیخ رنجیده از بارگاه بیرون آمد و گفت الهی این مرد را بدست بدان گرفتار کنی و زوال دولت
سلطان محمد گویند ازین دعا بود لاجرم چنین است۔

تا دل مرد خدا نامد بدرد ‌‌ ‌ هیچ قومے را خدا رسوا نکرد

سلطان چون عزیمت بغداد کرد و بدینور رسید برف بے حد در عقبهاے دینور ببارید و سرما
سخت واقع شد که اکثر چهارپایان معسکر تلف شدند سلطان بازگردید و آفتاب اقبال او آهنگ
زوال کرد و چون اندک روزے گذشت چنگیز خان بر وی خروج کرد و در شهور سنه سبع عشر و ستمایه
لشکر مغول بحدود ترکستان و اُترار رسید سلطان چند نوبت با ایشان مصاف داد و هزیمت یافت و بعد ازان
سلطان هرچند روبرو شدے باوجود صد هزار سوار مسلح بے جنگ ازان قوم روگردان شدے
نوبتی سلطان جلال الدین که پسر مهتر سلطان بود از پدر سوال کرد که جهانبانان را مردانگی و سیاست
شما معلوم است بیست سال باستقلال و کامرانی حکومت ایران زمین کردے اکنون ازین
مشتے بیدین میگریزی و مسلمانان را بدست کفار مخاذیل گرفتار میسازی سلطان در جواب

گفت ای پسر آنچه من میشنوم تو نمی‌شنوی جلال الدین گفت چه نوع سخن است سلطان گفت هرگاه که صف قتال راست میکنم می‌شنوم که جمعی رجال الله از غیب می‌گویند ایها الکفره اقتلوا الفجره لاجرم رعب و وحشت بر من مستولی می‌گردد ای فرزند اگر مرا معذور داری بیشاید و از اصحاب کشف و بزرگان دین منقول است که در پیش سپاه چنگیز خان رجال الله و خضر پیغمبر را دیده اند که رهنمائی آن لشکر می‌کرده اند عقل عقلا ازین حال مبهوت و حکمت حکما ازین حکم فرتوت یفعل الله ما یشاء و یحکم ما یرید و شیخ ابو الجناب نجم الملة والدین الکبری قدس سره در آن فرصت این رباعی گفت۔

ای رازق مور و مار و زاغ و بلبل　　گشتند هلاک بندگان تو بکل
مشتی سگ را بهانه تو ساختهٔ　　از تست تو میکنی چه تاتار و مغل

سلطان را با لشکر مغول بهیچ وجه پای استقامت نبود و در شعبان سنه سبع و ستمایه بکلی روی بهزیمت نهادند و مسلمانان فریاد میکردند که ما را به بلای مغول گرفتار مساز در جواب میگفت که حصارها بسازید مسلمانان از فرو ماندگی در هر شهر و قصبه و مواضع حصارها عمارت میکردند و اکثر حصون مختصر تا بدین روزگار باقی مانده و اکنون نیز السبت و سلطان از نیشاپور قصد ری کرد و آنجا نیز استقامت نکرد جمعی گفتند مازندران جای محکم است از یک طرف دریا و طرف دیگر بیشه و جبال از طرفی نزدیک خوارزم است که تخت گاه اصلیست سلطان از ری بر شتاب آمد و از آنجا بجزیره آبسکون قرار گرفت و از غایت التهاب و آتش درون و اندوه بر سلطان علت جرب عارض شد و خواجه علاء الدین عطا ملک که صاحب تاریخ جهانگشای است میگوید که پدرم نزد سلطان مقرب بود چنین تقریر نمود که روزی سلطان در اثنای سفر بر سر پشته بآسایش با معدودی چند فرود آمد و من همراه کوچ می‌گذشتم مرا طلب کرد رفتم سلطان دست بمحاسن فرود آورد و تمام سفید شده بود آهی برکشید و گفت ای جوینی می‌بینی که روزگار غدار بغدر مشغول شد و بخت ستمگار تمام از سر گرفت جوانی به پیری بدل شد و سیاهی مو به سفیدی مبدل شد صحت منعدم و مرض ملتزم گشت این درد را چه دوا و این غم را چه تدبیر و این ابیات را بدیهه انشا کرد و از من دوات و قلم خواست و زار زار میگریست و این ابیات می‌نوشت۔

بروز نکبت اگر برج قلعهٔ فلکست　　چو شاه معرکه چرخ مسکن باد است

یقین بدان که بوقت نزول تیر قضا　　حصار محکم تو همچو دامن صحراست

بروز دولت اگر مسکن تو هامون است　　ترا گشادگی ارض گنبد خضراست

تو کار نیک و بد خویش کن بحق تفویض　　بروز نکبت و دولت که کارکار خداست

وبعد از اندک مایهٔ فرصتی سلطان را بیمارئ صعب روی نمود واز هوای عفن مازندران واندوه نامرادی در جزیره آبسکون رخت بقا از دروازهٔ فنا بیرون برد وجان بجان بخش سپرد وکان ذالک فی بیست ودوم ذی حجته الحرام سنه سبع عشر وستمایه واز اکابر عصر که در روزگار سلطان محمد ظهور یافته اند از مشایخ طریقت سلطان المحققین نجم الملته والدین احمد الخیوقی المعروف بکبری بوده است واتباع واصحاب او واز علما وائمه فخر الملته والدین محمد بن عمر الرازی واز شعرا بزرگ محمد بن عبد الرزاق اصفهانی وپسر او کمال الدین اسمٰعیل وسید ذو الفقار شیروانی ووفات امام فخر الدین درهرات بوده ومدفن مبارک او درخیابانست وعزیزی در تاریخ امام گوید۔

امام عالم وعادل محمد الرازی　　که کس ندید ونه بیند ورا نظیر وهمال

بسال ششصد وشش شد گذشته شد بهراة　　نماز دیگر اثنین غرهٔ شوال

ذکر ملک الکلام شاهفور بن محمد نیشاپوری

خوش طبع وفاضل بوده شاگرد ظهیر الدین فاریابی است ودر روزگار سلطان محمد بن تکش منصب انشا بدو متعلق بوده رساله شاهفوری بدو منسوب است ودر علم استیفا چند رساله دیگر در القاب وانشا تصنیف کرده است ونور الدین منشی که وزیر سلطان جلال الدین بود بسیار اهل بوده اما علی الدوام بشرب خمر مشغول است شاهفور این رباعیه گفت وبمجلس خواجه فرستاد۔

فضل تو واین باده پرستی باهم　　مانند بلندی است وپستی باهم

حال تو بچشم ماهرویان ماند　　کانجاست مدام نور ومستی باهم

واین غزل هم از وست۔

روزگار آشفته تر یا زلف تو یا کار من　　ذره کمتر یا دهانت یا دل غمخوار من

شب سیہ تر یا دولت یا حال من یا خال تو　　شہد خوشتر یا لبت یا لفظ گوہر بار من

نظم پروین خوبتر یا دُر و یا دندان تو　　قامت تو راستر یا سرو یا گفتار من

وصل تو دلجوئی تر یا شعرہائے نغز من　　ہجر تو دلسوز تر یا نالہائے زار من

مہر و مہ رخشندہ تر یا رائے من یا روئے تو　　آسمان گردندہ تر یا خوی تو یا کار من

وعدہ تو کوز تر یا پشت من یا ابرویت　　قول تو بے اصل تر یا باد یا پندار من

صبر من کم یا وفائے نیکوان یا شرم تو　　خوبی تو بیشتر یا اندوہ تیمار من

چشم تو خونریز تر یا چرخ یا شمشیر شاہ　　غمزہ تو تیز تر یا تیغ یا بازار من

ونسب شاہفور بحکیم عمر خیام میرسد و وفات شاہفور در تبریز بودہ در شہور سنہ ستمایہ وقبر او در سرخاب تبریز است در جنب خاقانی و ظہیر فاریابی رہ اما عمر خیام نیشاپوریست بسیار فاضل بودہ و در علم نجوم و احکام سرآمد روزگار خود بودہ سلاطین او را بسیار عزیز داشتندے چنانچہ سلطان سنجر او را بر تخت پہلوے خود نشاندے و خواجہ نصیرالدین طوسی این صورت بعرض ہلاکو خان رسانید کہ فضل من صد برابر فضل عمر خیام است اما تعظیم علما درین روزگار بقانون نمانده صاحب تاریخ استظہاری میگوید کہ خواجہ نظام الملک طوسی و عمر خیام و حسن صباح در نیشاپور تحصیل میکردند و ہمہ کار در س بودندے و با یکدیگر عقد اخوت بستہ بودند خواجہ نظام الملک را کوکب اقبال ارتفاع یافت و باستحقاق وزیر ممالک شد حسن صباح و عمر خیام قصد ملازمت خواجہ نمودند و آہنگ اصفہان کردند چون ملاقات میسر شد خواجہ مقدم ایشان را با نواع اکرام تلقی فرمود و بعد از چند گاہ گفت داعیہ شما چیست عمر خیام گفت داعیہ من آن ہست کہ اوراد معاش من در نیشاپور مہیا سازی تا بفراغت معاش بگذرانم چنان کرد و بعد از ان حسن را گفت کہ تو چہ میگوئی گفت التفات من بشغل دنیاست خواجہ عمل ہمدان و دینور بدو نامزد کرد حسن را داعیہ بود کہ خواجہ در وزارت او را شریک سازد ازین عمل عار کرد و بر خواجہ دل گران شد و بمعادات او برخاست و ہموارہ بندہ بار سلطان ملکشاہ اختلاط کردے و بہ نرد و شطرنج مشغول شدے تا مقربان و ندیمان سلطان را بفریفت و بعرض سلطان رسید کہ بیست سال است سلطان پادشاہی میکند لابد است کہ سلطان بمجمل جمع و خرج ممالک خود و اموال خود صاحب وقوف شد سلطان خواجہ نظام الملک را

طلب کرد و گفت مجمل جمع و خرج ممالک بچند گاه تکمیل توانی کرد خواجه گفت از دولت پادشاه
امروز از حد ممالک کاشغر است تا ملک انطاقیه در روم اگرچه با وکوشش نمایند بیکسال این مهم
منتمشی کرد و شب دیگر حسن صباح بسلطان گفت اگر سلطان این شغل بمن تفویض کند و دست مرا
قوی گرداند من بچهل روز این مهم مجمل را تکمیل کرده بعرض رسانم سلطان اختیار دفترخانه بدست
حسن داد و امر فرمود تا محاسبان و مستوفیان محکوم حسن باشند و این شغل را بچهل روز تمام سازند
حسن بکار دفتر مشغول شد و از چهل روز قلیلی ماند که حسن کار را تمام کرد و خواجه نظام الملک دانست
که این کار بدست حسن تمام خواهد شد حیله نمود و در کار باز خود را گفت تا بغلام حسن دوستی کند و زر و
مال بسیار بدو دهد و غلام خود را گفت روز چهلم که حسن دفتر را تکمیل سازد من و او بخرگاه سلطان
در آئیم تو غلام حسن را بگو که میخواهم دفتر خواجه نزا ببینیم که چون نوشته اند آن دفتر بهتر است یا دفتر خواجه
من چون دفتر بدست تو در آید دفتر را برهم بپاش و پریشان بساز بدین طریق مقرر شد و غلام خواجه
روز چهلم دفتر حسن را پریشان ساخت و خواجه نظام الملک و حسن هر دو به مجلس سلطان آمدند سلطان
حسن را گفت که دفتر را تکمیل کرده گفت بلے گفت بیار حسن دفتر بحضور سلطان بکشاد سلطان از ری
بپرسید از روم ورق ظاهر میشد حسن دریافت که خواجه نظام الملک کیدے کرده مشوش شد و
دست و پاے او میلرزید و به تعجیل دفتر فراهم مے برد سلطان با تاسف برو زد و خواجه بعرض رسانید که
اے خداوند بنده در اوّل حال دانستم که این مرد دیوانه است اما چون پادشاه باو رجوع کرد دم
نیارستم زد چگونه قانون ملک بدین وسعت را بچهل روز تکمیل توان کرد و اهل مجلس یار خواجه شدند
و نکوهش حسن کردند سلطان فرمود که حسن را بسیلی از خرگاه بیرون کردند و او متواری شده از اصفهان
از خانه بخانه مے گریخت و او را دوستی بود رئیس ابوالفضل نام بخانه او پناه برد و رئیس هر اعانت او کردے
و رئیس را بمذهب زندقه و الحاد فریب داد شبے رئیس را گفت که اگر مرا یارے باشد من ملک این
ترکمان را و وزارت [illegible] [illegible] آنقدر کرد [illegible] از کاشغر تا مصر باشد این مرد با یک
یار چگونه برهم زند همانا این مرد را علتے ما خولیا طاری شده آن روز روغن بادام و افتیمون آورد در طعام
زعفران داد و به که مناسب دفع سودا است اضافه کرد حسن دریافت از خانه رئیس بگریخت
و قصد قلعه الموت کرد که در قهستان دیلم است و بعبادت مشغول گشت و کوتوال قلعه را فریفت و مرید

خود ساخت و ہموارہ بیرون قلعہ در منارہ ساکن بودے و بدیں مشغول و بطاعت اشتغال داشتے حاکم قلعہ از حسن التماس کرد کہ بدرون قلعہ تشریف فرمائے حسن گفت من در ملک کسے طاعت نہ کنم برابر پوست گاؤے زمین بفروش تا من در ملک خود بعبادت مشغول باشم کوتوال بقدر پوست گاوے زمین بدو بفروخت و چوں بقلعہ درآمد تمام اہل قلعہ را بفریفت و مرید خود ساخت و پوست گاو را دوال دوال کرد و از یک طرف دروازہ بگرد قلعہ بگردانید و صباح کس با میر قلعہ فرستاد کہ قلعہ ملک منست و بمن فروختہ در ملک من مباش و بیرون رو و چوں اہل قلعہ تمام مرید حسن بودند حاکم مضطر شدہ چارہ ندید از قلعہ بیرون آمد و حسن بدیں حیلہ قلعہ را مسخر ساخت و بہار قلعہ را بر رئیس ابوالفضل نوشت و گفت من ہنوز یارے ندارم اگر یارے میسر شود کار با پیش خواہم برد و آں ملعون داعیان باطراف فرستاد تا خلق را گمراہ میساختند و مذہب زندقہ و الحاد ظاہر کرد و بیشتر اہل ایران و توران بہ بلائے آں مخاذیل سالہا گرفتار بودند اگر ذکر حالات ایشان زیادہ ازیں گفتہ شود تطویل مے انجامد و در روزگار ہلاکو خان بالکل قلاع و بقاع ملاحدہ فتح شد و سلطنت ایشان پری گشت و خواجہ نصیر دریں باب میفرماید۔

سال عرب چو ششصد و پنجاہ و چہار بود ۔۔۔ روز دوشنبہ اوّل ذی القعدہ بامداد
خورشاہ پادشاہ سماعیلیاں ز تخت ۔۔۔ برخواست پیش تخت ہلاکو بایستاد

ذکر جمال الدین محمد عبدالرزاق اصفہانی

از صنادید و اکابر علمائے اصفہان است شاعرے خوش گوے بودہ و کمال الدین اسمٰعیل پسر اوست سلطان سعید الغ بیگ گورگان سخن جمال الدین محمد را بر سخن کمال ترجیح مے نہد و بارہا گفتے عجب دارم کہ سخن پدر پاکیزہ تر است و شاعرانہ تر چگونہ سخن پسر شہرت زیادہ یافت اما این سخن مکابرہ است چہ سخن کمال نازک افتادہ و سہل ممتنع است اما بر سخن پادشاہاں ایراد عوام نیست و خواجہ جمال الدین محمد عبدالرزاق در روزگار دولت سلطان جلال الدین خوارزم شاہ ظہور یافتہ و مداح خاندان صاعدیہ است و این ترجیع حضرت رسالت ؐ اوراست۔

اے از بر سدرہ شاہ راہت ۔۔۔ وے قبۂ عرش بارگاہت
اے طاق نہم رواق بالا ۔۔۔ بشکستہ ز گوشہ کلاہت

هم عقل دویده در رکابت — هم عرش خزینه دار پناهت
ای چرخ کبود ژنده دلق — در گردن پیر خانقاهت
مه تا سک گردن سمندت — شب طرهٔ گیسوی سیاهت
چرخ ارچه رفیع خاک پایت — عقل ارچه بزرگ طفل راهت
جبریل مقیم آستانت — افلاک حریم بارگاهت
خورشید قدرزری تعظیم — سوگند بروی همچو ماهت
ایزد که رفیق جان خرد کرد — نام تو ردیف نام خود کرد

واین ترجیع را بغایت خوب گفته و خواجه سلمان جواب را بسیار خوب گفته واین قصیده هم اوراست در حقیقت احوال روز قیامت۔

چو در نوردد فراش امر کن فیکون — سرای پردهٔ سیماب رنگ آینه گون
چو قلعه گرد و میخ طناب دهر دو رنگ — چهار طاق عناصر شود شکسته ستون
مخدرات سماوی تتق بر اندازند — بجای ماند این هفت قلعهٔ مدهون
نه کله بندد شام از حریر غالیه رنگ — نه حله بندد صبح از نسیج سقلاطون
عدم بگیرد ناگه عنان دهر شموس — فنا در آرد در زیر ران خیال حرون
فلک بسر برد ادوار شغل کون و فساد — قمر بریزد ادوار عادکا لعرجون
مکونات همه داغ نیستی گیرند — که کس نماند از ضربت زوال مصون
بقذف مهر برآید ز معده مغرب — چنانکه گوئی این ماهیست آن ذوالنون
باحتساب ببازار قهر تازد کون — زهم بدرد این کفه هائے ناموزون
عدم براند سیلان بر جهان وجود — چنانکه خرد کند موج هفت چرخ نگون
نه صبح بندد بر سر عمامهائے قصب — نه شام گیرد بر سفت حلهٔ اکسون
چهار مادر کون از قضا عقیم شوند — بصلب هفت پدر تا سلاله گردد خون
ز روی چرخ بریزد قراضهائے منیر — ز زیر خاک برافتد ذخیرهٔ قارون
ز هفت بحر جهان منقطع شود نم کاب — هم کنند تیمم ز چشمهٔ جیحون

بدست امر شود طے صحایف ملکوت   بپای قهر شود پست قبهٔ گردون
چهار ماشطهٔ قابلهٔ طفل حدوث   سبک گریزند از رخنهٔ عدم بیرون
نموده مرکز غبرا سوی عدم حرکت   چو یافت قبهٔ خضرا ز فور دور سکون
نه خاک تیره بماند نه آسمان لطیف   نه روح قدس بماند نه نجد ذی شئون
به نفخ صور شود مطرب فنا موسوم   برقص و ضرب به ایقاع کوهها هامون
همه زوال پذیرند غیر ذات خدای   قدیم و قادر و حی و مدبر و بیچون
چو خطبهٔ ملک الموت در جهان خوانند   نظام ملک ازل با ابد شود مقرون
ندا رسد سوی اجزای مرگ فرسوده   که چند خواب گران گر نخورده افیون
برون جهند ز کتم عدم عظام رمیم   که مانده بود بمطمورهٔ عدم مسجون
همه گرآید هر جزو سوی مرکز خویش   که هیچ جزو نگردد ز جزو خویش فزون
عظام سوی عظام و عروق سوی عروق   جفون بسوی جفون و عیون بسوی عیون
باقتضای مقدر دیر بلیتم گردد   نه هیچ جزو بنقصان کل خود مغبون
چو ورد مند بناقوس لشکر ارواح   چو جیل نحل شود منتشر بسوی هامون
بقصر جسم در آیند باز هودج روح   سوار قالب بار دگر شود مسکون
پس آنگهی ز صواب و عقاب حکم کنند   بجنب کردهٔ خود هر یکی شود مرهون
یکی بحکم ازل مالک نعیم بود   یکی به سبق قضا هالک عذاب الهون
هر آنکه معتقد او نه این بود جاهل   وگر حکیم ارسطالس است وافلاطون

ذکر سلطان جلال الدین خوارزمشاه

پادشاهی بود مردانه و شجاع و نیکو صورت و تمام قد در فرصتی که از لشکر مغول پدرش منهزم شد او بطرف کابل روان شد و چنگیز خان ایلغار لشکر در عقب او روانه ساخت و سلطان جلال الدین در نواحی پهیر که از اعمال کابل است لشکر مغول را بشکست خان را ضرورت شد از عقب جلال الدین رفتن بنفس خود از حدود بامرغ و قرشی جیحون را عبور کرد و براه بامیان بغزنین رفت و در کنار آب سند

هر دو لشکر بهم رسیدند و جلال الدین را قوت مقاومت نبود لشکر او پریشان شد و خان در کنارهٔ
آب فرود آمد و جلال الدین اسب را در آب سند راند و فی الحال از آب عبور کرد و تمام لشکر
خان مشاهده میکردند جلال الدین دران طرف آب از اسب فرود آمد و نیزه بر زمین زد و بنشست
و دستار و لباس و اسلحه را بر نیزه فگند تا خشک شود خان بر لب آب آمده بر مردانگی او آفرین کرد
و خان نعرهٔ زد که ای پادشاه زاده می شنوم که قد و بالای رعنا داری برخیز تا بالای ترا تماشا
کنم جلال الدین بر پای خاست باز خان نعرهٔ زد که بنشین در صفت قد و بالا و منظر تو هر چه شنیده بودم
صد چند الست سلطان جلال الدین بنشست خان آواز داد که مرا مطلوب همین بود که تو محکوم من باشی
اکنون بسلامت برو خان از کنار آب مراجعت کرد و از افراد لشکر جلال الدین قریب هفتاد در که
بهر نوع که بود خود را بسلطان رسانیدند و کاروان افغانی که از کبر و سواد طرف مولتان میرفتند در نواحی
لها ور غارت کردند و قوت و سلاح یافتند و از مردم افغان چهار صد مرد جنگی بسلطان ملحق شدند
و در آن حین هزارهٔ لاچین که امیر خسرو دهلوی از آن مردم است از آنجیز بلخ از لشکر مغل رسیده بودند
هشت صد مرد دیگر بسلطان جمع شدند و قلعهٔ کرکس بالرالفتح کردند و پادشاه ملتان با سلطان صلح
کرده علاء الدین کیقباد که پادشاهزاده اصلی هند بود دختر بسلطان داد و سلطان را در دیار هند سه
سال و هفت ماه سلطنت باستقلال دست داد چون خبر مراجعت چنگیز خان بطرف دشت قبچاق
شنود از دیار هند براه کیچ و مکران بکرمان آمد و براق حاجب که از امراء پدرش بود و حاکم کرمان سلطان را
منزل و مال بسیار داد اما از قلعه بیرون نیامد سلطان از کرمان بفارس آمد و اتابک سعد بن زنگی
او را پذیره شد و مال داد سلطان باصفهان آمد و عراق و آذربائیجان را مسخر ساخت و مردم دیار
خراسان و عراق از آمدن سلطان شادیها کردند و شحنگان مغل را می کشتند و می آویختند و میسوختند
و سلطان بعدل و داد چند سال در ایران زمین حکومت و غیاث الدین برادر او یکی از خاصان
او را در مجلس شراب بکشت و از بیم بگریخت و چند نوبت با سلطان جلال الدین عصیان ظاهر
کرد تا آخر حال بدست براق حاجب که سلاطین کرمان از نسل او بودند کشته شد و پادشاهی
بانفراد بحکم بید تصرف جلال الدین افتاد تا وقتیکه ایمه و سلتهای بهادر با سی هزار مغول باز
بایران آمد سلطان باز از اصفهان بگریخت و بآذربایجان رفت و آنجا نیز استقامت نکرد و بیا لیس

افتاد و دختر ملک اشرف را بنکاح خود درآورد و لشکر مغول باز قصد او کردند ملک اشرف بارها میگفت
که لشکر مغول میرسد سلطان بسخن او التفات نمی کرد که این سخن از برائے آن میگوید که من از ملک
او بیرون بروم تا شبے لشکر مغول بدر شهر رسیدند با دختر ملک خفته بود سلطان را بیدار کردند
که لشکر رسید سلطان دختر ملک را گفت پدرت حقیقت راست گفت و ما غرض مے پنداشتیم
اکنون چه میگوئی درین حال با من موافقت مے توانی کرد دختر گفت بلے سلطان را چندان مجال
نه شد تا آب گرم کند طهرهٔ آب خنک بر سر ریخت و دختر را سوار ساخت و هر دو در نیم شب
بگریختند و بعضے گویند سلطان تنها فرار کرد والقصه سلطان عروس مملکت را سه طلاق داده بر گوشه چادر بست
و چندگاه در بیابانها و صحراها میگردید و خاتمه کار سلطان نزد مورخان معلوم نه شد و گفته اند در اسپ
و لباس او طمع کردند و بکشتند و بعضے گفته اند از سلطنت و شغل دنیا دل سرد شد و در لباس فقرا درآمد
و متواری شد و در روم و شام زندگانی میکرد و کسے او را نمیشناخت بارے تا مدت دو سال
آوازهٔ او هر چندگاه میرسید که سلطان از جائے پیدا شد مردمان طبل بشارت میزدند و بر لشکر
مغول خروج میکردند و آن اصلے نداشت بسیار بندگان خدا ازین جهت بدست لشکر مغول شهید
شدند و آوازهٔ سلطان چون عنقا وجود او چون کیمیا اما این حکایت از شیخ عارف رکن الدین شیخ
علاء الدوله سمنانی قدس سره العزیز نقل است که فرموده اند یک روز در بغداد و در خدمت شیخ خود
نور الدین عبد الرحمن اسفراینی نشسته بودیم ایشان از مجلس برخاستند و بیرون رفتند و مریدان و
اصحاب را باز گردانیدند و سه شبانه روز بخانقاه نیامدند مریدان مضطرب شدند که شیخ را چه افتاده
باشد بتفحص مشغول شدند تا حدیکه ویرانها و حیاض بغداد را احتیاط کردند ناگاه نماز شامے بخانقاه آمد
و اصحاب شادمان شدند من از حقیقت غیبت شیخ سؤال کردم فرمودند که سلطان جلال الدین خود را
از سلطنت معزول کرده و در حلقه درویشان درآمده بود و سالها بعبادت مشغول بوده و بدرجه رجال الله
رسیده بود درین روزها در قریهٔ صرصر از اعمال بغداد بحرفهٔ پنبه دوزی مشغول بوده و بجوار رحمت
ایزدی پیوسته بود مرا از عالم غیب خبر کردند و رفتم بتکفین و تجهیز و درین دو سه روز مشغول بودم
شیخ علاء الدوله گوید من و اصحاب تعجب کردیم و این آیت خواندیم لمن الملک الیوم لله الواحد القهار
هر آئینه هر کس که عروس ملک فانی را مطلقهٔ ثلاثه سازد حق سبحانه و تعالی مقام ابرار و اقطاب بدو

ارزانی داد۔

چیست دنیا و خلق و استظهار　　خاک دانی پراز سگ مردار

بہر یک خانہ این ہمہ فریاد　　سلطان جلال الدین نامدار

بمردار خواران مغول باز نگذاشت از غوغائے سگان مغول خلاص نیافت تا بیش از مرگ اضطراری بموت اختیاری نرسید راحتے از خور و خواب ندید و از عہدے کہ او اسلطنت را گذاشت تا بتاریخ آنکہ از دنیا رحلت کرد قریب پنجاہ سال باشد کہ از شکنجہ صورت کیں اندوزی براحت نعیم پنبہ دوزی افتاد۔

بمیرائے دوست پیش از مرگ اگر تو زندگی خواہی　　کہ ادریس از چنیں مردن بہشتی گشت پیش از ما

ذکر خلاق المعانی کمال الدین اسمٰعیل بن جمال الدین محمد عبدالرزاق اصفہانی

خلف صدق و سلف الکرم بودہ و جمال الدین محمد را دو پسر بودہ معین الدین عبدالکریم و کمال الدین اسمٰعیل و معین الدین دانشمند بودہ و کمال الدین اسمٰعیل نیز دانشمند و فاضل بودہ خاندان ایشاں در اصفہان محترم بودہ و اکابر صاعدیہ بتربیت کمال الدین اسمٰعیل مشغول شدند و او را در مدح خاندان ایشاں قصیدہ غراست چنانکہ مے گوید و مطلع آن است۔

رکن دین ساعد مسعود کہ در نوبت او　　جائے تشویش خم موے بتان یغماست

و دریں قصیدہ در ہر بیتے موئے لازم مندرج ست و ممتنع الجواب چہ معانی بسیار و نازکہا در و درج کردہ ہذا مطلع القصیدہ۔

اے کہ از ہر سر موئے تو دلے اندر واست　　یک سر موئے ترا ہر دو جہاں نیم بہاست

خواجہ سلمان و بعضے فضلا جواب ایں قصیدہ گفتہ اند اما اکابر شعر کمال الدین اسمٰعیل را خلاق المعانی مے گویند چہ در سخن او معانی دقیقہ مضمر است کہ بعد از چند نوبت کہ مطالعہ کردہ ظاہر میشود و ازیں دو بیت شمہ طبع سلیم معلوم کنید انلست۔

بخاک پات کہ آبحیات از و بچکد　　اگر مسودۂ شعر من بیفشاری

سزد کہ خوار ہمی خواہی کشد معانی من　　بلے کشند غریباں ہر آئینہ خواری

در موعظه و حکمت گوید انیست۔

وقت آنست دلم را که بسامان گردد   کار دریابد و از کرده پشیمان گردد

عشق بازی هوس و نوبت خود داشت کنون   وقت آنست که دل کار به ایمان گردد

دل که برگرد رخ خوب تو گردد ناچار   که بهر بادے چو زلف پریشان گردد

هر سیه دل که شد از جام هوست مغرور   فتنه انگیز تر از غمزه خوبان گردد

چون خط خوب که هر روز سیه روئے تر است   هر که پیرامن زلف و لب ایشان گردد

اے تن از حجره دل رخت خرد بیرون نه   تا ولت منظره رحمت رحمان گردد

مهبط نور الهی نشود خانه دیو   بلکه لولی کی منزل سلطان گردد

عقل را بنده شیطان مکن آن را نه رواست   که ملک بنده کیش مطبخ شیطان گردد

خویشتن را همه در عشق گداز از سر سوز   تا ببینی که چو شمعت همه تن جان گردد

بت شکن همچو براهیم شو ار میخواهی   که ترا آتش نمرود گلستان گردد

چون سلیمان همه بر پشت سپاه بنشین   گر ترا دیو هوائی تو بفرمان گردد

اهل دنیا ال رها کن چو ره قدس روی   تا رفیق دل تو موسی عمران گردد

مال دنیا که برو تکیه زدستی چو عصا   اگر از دست بیندازی ثعبان گردد

کام دل مطلبی بنده ناکامی باش   تا همان درد ترا مایه درمان گردد

دل برین گنبد گردنده منه کین دولاب   آسیائیست که بر خون عزیزان گردد

حرص تست اینکه همه چیز ترا نایاب است   آز کم کن تو که نرخ همه ارزان گردد

کار دنیا که تو دشوار گرفتی بر خود   گر تو بر خویشتن آسان کنی آسان گردد

هر زمان از پے خاییدن عرض دگرے   راست چون اره زبانت همه دندان گردد

از پے شغل دنیا سر هرمه خواهی   که ترا عمر کم و سیم فراوان گردد

آدمی از ره صورت متساوی صفتند   متفاوت همه از طاعت و عصیان گردد

پاره سیم شود حلقه فرج استر   پاره دیگر از آن مهر سلیمان گردد

خود گرفتم که پس از سعی تکاپوی دراز   کار از انساں که دلت خواست بسامان گردد

How are you safe

بر چه ایمن ازین عالم ناپایدار جائی	که بیک دم زدنش کار دگرسان گردد
صبح پیری نه همه سوی سرت تاج برزد	انجم اشک تو وقتست که ریزان گردد
گر تو در کارگه صنع بنظاره شوی	زین عجائب دهن فکر تو خندان گردد
در قیامت ز سر شعر بفریاد کسی	ور بسر اسم سخنت حکمت یونان گردد
فضل دین نزد کسی باشد کو از سر حق	تابع امر خداوند جهانبان گردد
جان زین منزل غولان بسلامت نبرد	جز کسی کو بسر تحقیق مسلمان گردد
جاودان زنده اگر حب رسول و اصحاب	بر سر نامه گفتارم عنوان گردد

و دیوان کمال الدین اسمعیل نزد فضلا قدری دارد و کمال او از وصف مستغنی هست و شهرت سخن او در آفاق منتشر گویند که او را اسباب و نیاوتی استعداد کلی فراهم آمده بود و همواره فرومانندگان را از اموال خود بطریق معامله دستگیری کردی و بعضی مردم اصفهان بد و بدمعاملگی کردند و منکر شدند و او از آن مردم برنجید و درین باب در مذمت مردم اصفهان میگوید

ای خداوند هفت سیاره	پادشاهی فرست خونخواره
تا در و کوه را چو دشت کند	جوی خون آورد ز جوباره
عدد مردمان بیفزاید	هر یکی را کند بصد پاره.

جوباره یکی از محلات اصفهان است و دردشت نیز یکی دیگر و عنقریب لشکر اوکتای قاآن در رسید و قتل عام در اصفهان واقع شد و کمال الدین اسمعیل نیز در آن غوغا شهید شد و سبب کشتن او آنست که چون لشکر مغول رسید کمال در خرقه صوفیه و فقرا درآمده در بیرون شهر زاویه اختیار کرده و آن مردم او را نرنجانیدند و احترام مینمودند و اهل شهر و محلات رخوت و اموال را بزاویه او پنهان کردند و آن جمله در چاهی بود در میان سرای یک نوبت مغل بچه کمان در دست بزاویه کمان درآمده سنگی بر مرغی انداخت زه گیر از دست او بیفتاد و غلطان بچاه رفت بطلب زه گیر سر چاه را بگشادند و آن اموال را بیافتند و کمال را مطالبه دیگر اموال کردند تا در شکنجه هلاک شد و در وقت جان دادن بخون خود این رباعی نوشت این است

دل خون شد و شرط جانگدازی اینست	در حضرت او کمینه بازی اینست
با این همه هیچ نمی یارم گفت	شاید که مگر بنده نوازی اینست

قد وقع شهادته فی ثانی جمادی الاول سنه خمس و ثلاثین و ستمائه -

ذکر اوکتائی قاآن

Omitted

بعد از چنگیز خان باستحقاق بر تخت خانی نشست و برادران و اعمام او بتفویض میفرمودند
از روی استعفا می‌خواست تا بعد از قوریلتای بزرگ تولی خان بازوی او را گرفته او را بر تخت
سلطنت نشاند و در سیرت و صورت قاآن اصحاب تواریخ را تأکیدات و اطنابی دارد که در حیز وصف
نمی‌گنجد هرچند از دین بیگانه بود اما مروت آشنا است صاحب تاریخ طبقات ناصری میآورد که
نوبتی قاآن بار و بازار می‌گذشت چشم او بر عناب افتاد آرزو کرد غلام را فرمود که یک بدره زر
ببرد عناب بخرد و بیارد گفتند که چندین عناب که این بقال دارد دو دینار بهای آن را کافیست خان گفت
چنین است تا این فقیر سالها است که نشسته است بامید چنین سودائی و هیچ خریداری هرگز بدست
او نیفتاده و نخواهد افتاد و آن بدره زر بفرمود تا در بهای یک من عناب تسلیم بقال کنند و صاحب
تاریخ جهان‌کشای گوید که در یاسای مغول هر کس که بروز در آب رود و غسل کند کشتنی باشد چه آنرا
بفال بد گرفته اند نوبتی قاآن میگذشت چغتای با او همراه بود مسلمانی را دید که در آب رفته
غسل می‌کند قاآن را گفت این شخص را میباید کشتن و تو اهمال میکنی مردم دلیر میشوند قاآن گفت
مگر این شخص غریب است و از یاسای ما خبر ندارد و چغتای بغایت متهور و بیباک بود گفت اگر
خبردار است یا نیست بجهت تشدید یاسا کشتنی است هرچند قاآن این نوع سخنان میگفت
چغتای بقبول نمیکرد قاآن بعد از قیل و قال فرمود که امروز بیگاه شده است فردا بر غور رسیم و این
مرد را به حبس نگهدارید باز در یاسا فرمایم و آن شب مسلمان را طلب کرد و گفت تو بگو یا سائی
ما را ندانستم که چنین گستاخی آن بیچاره زاری میکرد که ندانستم قاآن فرمود که یک بدره زر بدو دادند
و گفت برو زر در همان جوی آب انداز و فردا که ترا طلب کنیم بگوی که زر در آب پنهان کرده بودم
و من غریبم آنچنان کرد خلاص شد بدره زر بحضور قاآن آوردند قاآن گفت تو و اولاد تو درین چند
روز تفرقه مشوش بوده اید و از کسب معاش باز مانده اید برو و این زر را بعیش و عشرت بخور و
بر من دعا خیر کن سیرت نیکو بیگانگان را چنین محترم میسازد و اگر هشیاران را مساعدت نماید نور علی نور
باشد و رفیع لبنانی و اثیر الدین اومانی و شرف الدین شفروه از اقران کمال الدین اسمعیل اند

رحمهم الله علیهم

ذکر شرف الدین شفروه

اصفهانیست وصاحب قابلیت وفاضل وذوفنون در اصفهان در روزگار دولت اتابک شیرگیر اورا ملک الشعرا مینوشتند وهمواره با شعرا اطراف درفنون شعر بحث کردے وجمال الدین محمد پدر کمال الدین اسمعیل اورا هجوها کرده ودر مدح سلطان طغرل بن ارسلان این قصیده گفته است

پیش سلطان اند در فرمان بری — آدمی ووحشی ودیو وپری
طغرل آنکه هفت سلطان ار داد — تاج وتخت وافسر وانگشتری
مطرب وطباخ ونعل وکاتبش — زهره وخورشید وماه ومشتری
باد وخاک وآب وآتش پیدرش — حاجب ودربان وپیک ولشکری
درپناه عدل او باهم برار — شیر وآهو گرگ ومیش ومرغ وباز
درکف خدام وغلمانش بهم — نیزه وزوبین وشمشیر وقلم
باد فراش آسمانش تا زند — بارگاه وسندلان چتر وعلم
برسر خوانش برائے میهمان — گاو وماهی اشتر واسپ وغنم
بحر وکان کرده نثار حضرتش — لؤلؤ وفیروزه وزر ودرم
مطربان دربزمگاه او بکف — بربط وچنگ ورباب ونائے ودف
کرده دربستان عیش او وطن — گلبن وشمشاد وسرو ونارون
صید باز ویوز وچرغ او شده — کرگس وسیمرغ وفیل وکرگدن
برتن بدخواه او چیره شده — خارپشت ولک لک وزاغ وزغن
روزها دربوستانش ساخته — بلبل وقمری وکبک وفاخته
باد در باغ مرادش جلوه گر — عندلیب وطوطی وطاؤس نر
کرده از لعل سمندش خسروان — گوشوار ویاره وطوق وکمر
پاره پاره برتن بدخواه او — جوشن وخود وقز آگند وسپر

کار گر بر پیکر خصمان او   گرز و تیغ و نیزه و تیر و تبر

بار ور در صد هزارش شهر و ده   سیب و نارنج و ترنج و نار و به

ذکر ملک الشعرا رفیع الدین لنبانی رح

از اقران خواجه جمال الدین محمد است و لنبان از قرای اصفهان است بدر دروازه و موضع نزه و جای دلکشای است و رفیع از انجاست شاعری خوشگو بوده و در اوان جوانی ازین جهان فانی تحویل نموده و اثیر الدین اوصاف سخنوری او را بسیار نظم آورده است و رفیع معاصر سعید هروی است و این قصیده او راست در مدح سید اجل فخر الدین زید بن حسن حسینی که از اکابر سادات ری است و احتشام و مکنت او در ری بسیار بوده است۔

جانا حدیث عشق بگوشت کجا رسد   هرگز بود که دولت وصلت بما رسد

من کیستم که صافی وصلت کنم طمع   اینم نه بس که درد می هجرت مرا رسد

خاک رهت بدیده رسد نه چه جای آن   هرگز چنین سزا بمن ناسزا رسد

الحق رسید آنچه رسید از هوا بمن   آری بهر دم آنچه رسد از هوا رسد

پشتم دو تا شد از غم و هم نیست روی آنک   دستم یکی بدان بر زلف دو تا رسد

رویم چو کهربا شد و هر ساعت از غمت   چون شاخ لب داست که بر کهربا رسد

جانم چو شمع در شب هجرت بلب رسید   چون نیست روز وصل تو بگذار تا رسد

گر صد هزار پاره کنند این دل مرا   هر پاره را ز عشق تو سوزی جدا رسد

بیگانه از هزار بود آشنا یکی   تیرت باتفاق بدان آشنا رسد

ملکیست محنت تو و خلقی است منتظر   این کار دولتست کنون تا کرا رسد

بشنو حدیث من که بسی قصه های من   از عاجزان ببارگه پادشا رسد

دستت ز جفا بدار و بیندیش زانکه زود   در دو دل و جفای من اندر وفا رسد

ترسم خجل شوی چو صدای جفای تو   از بالب سید اجل مجتبی رسد

فرخنده فخر دولت و دین زید بن حسن   کز لفظ او بگوش اهل مرحبا رسد

دامن ز رنگ سنبل و گل در کشد صبا — گر بوی خلق او بمشام صبا رسد
سر در نشیب خدمتش آرد سوی زمین — هر روز کآفتاب بوسط السما رسد
ای آنکه چشم انجم روشن شود ز نور — از خاک پایت او بافلاک توتیا رسد
در نوبتی که اهل کرم چون توئی بود — پیدا بود که همت ما تا کجا رسد
چندانکه مدح خواند بلبل بتهنیت — کی هیچ گل بتاج و کلاه و قبا رسد
پاینده باش تا ز گل و بلبل و طرب — دائم بگوش و چشم تو برگ و نوا رسد

و دیوان اثیر اومانی در فصیح در عراق عجم بسیار مشهور است و اشعار این هر دو را اشهر تمام است اما در خراسان و ماوراء النهر متروک است۔

ذکر ملک الکلام سعید هروی رح

زیبا سخن و لطیف طبع بوده از اقران قاضی شمس الدین طبسی بوده و مداح خواجه عز الدین طاهر فریومدیست که در زمان سلطنت اولاد چنگیز خان وزیر خراسان بوده است و در طوس مسکن داشته و بروزگار هلاکو خان بسعی امیر ارغون آقا از وزارت عزل شد و بلیغ مصادره داد و خواجه وجیه الدین زنگی وزیر باستقلال بوده و پسر خواجه عز الدین طاهر است و سعید بسیار نازک سخن است و پوربها شاگرد سعید است و در مدح خواجه عز الدین طاهر گوید۔

ببرد دردی نگارم ز ماه تابان گوی — دلم ببرد و خم زلف او چو چوگان گوی
بتی که گوی زنخدان او بیاره تی لب — ز لعل اسب بهر دو ز آب حیوان گوی
اگر بسر امیر میدان سخن بران باشند — بدلبری برباید ز پیش ایشان گوی
بیا نسیم صبا پیش آن نگارین شو — حدیث درد دلم را بگوش وریان گوی
گرت هواست که گل پیش تو فرو ریزد — به پیش او سخن از حسن روی جانان گوی
ورت رضاست که سرو سهی ز جا برود — حکایت قد رعنای آن گلستان گوی
همان زمان که من این با صبا همی گفتم — در آمد از در من آن حبیب پنهان گوی
چو دید پیش خم زلف همچو چوگانی — فتاد در قدمم و سرم چو غلطان گوی

بگفتمش که سر زلف تو ربود دلم — بخیره گفت زهے هرزگی پریشان گوئے

جواب دادم و گفتم که اے نگار ظریف — اگرچه جان جهانی سخن بسامان گوئے

من آں کسم که کسے با من ایں سخن گوید؟ — که برده ام بسخن از همه خراسان گوئے

ز شاعران همه امروز در بسیط زمیں — که برده ام بفصاحت ز جمله اقران گوئے

خیال پرور و ایهام گوے و دور اندیش — لطیفه ساز و صناعت نمائے آسان گوئے

چنیں که بر گل رویت غزل سرایانم — مرا نگوے که شاعر هزار دستان گوئے

کسے که دی بر قاضی بفضل دعوے کرد — کجا اشاره است با آنکه نظم بریان گوئے

چو تا بر اگر نه کرد ز دعوے رجوع گو پیش آی — ثنائے صدر صدور جهاں از ایں ساں گوئے

ستوده عز دول آنکه در جهان کامل — ببرد ذات شریفش ز نوع انساں گوئے

جهان معدلت و جود طاهر آن که ز فضل — بصولجان هنر مے برد بپایاں گوئے

ز کائنات بروں برد گوئی رفعت از آنکه — که هست منطقه چوگان او و کیواں گوئے

فلک مسخر تدبیر حکم اوست چناں — که در تصرف چوگاں بود بفرماں گوئے

اگر ز جودش دریا شکایتے دارد — بآب دیده بیا گو بابر نیساں گوئے

اگر تو رفع تمکین او چنیں باشد — بروں برد بجلال از جهاں بکیهاں گوئے

زمانه خاک درش را که سر مه شرف است — اگر بجاں بفروشد هنوز ارزاں گوئے

کسے که تابع فرمان او نشد ادرا — اسیر حادثه دان و ذلیل حرمان گوئے

خرد پناها چوں خلق مصطفےٰ داری — بمدح خویش رهی را عدیل حسان گوئے

چنیں لطیف سخن در جهان کرا باشد — برائے من نه ز بهر رضائے یزداں گوئے

نظر بحال دعاگو بچشم مرحمت کن — حدیث خلعت بنده بگوش شهان گوئے

بقائے جاه تو بادا و هر که دیں دارد — دعائے عمر تو گو یا چو بنده از جاں گوئے

اما در روزگار دولت منکوقا آن هلاکو خان بپادشاهی ایران زمین موسوم شد و در چهار رس
ئیل سنه تسع و اربعین و ستمایه بعد از جانقی و قوریلتهائے بزرگ با نود هزار مرد متوجه ایران شد
و او پسر تولی بن چنگیز خان است بغایت قاهر و صاحب دولت و صاحب رائے بوده تمام ایران

زمین بروزگار او مسخر شد و تلافی خرابیها که در روزگار فترات واقع شده بود نمود و بدعتها را برانداخت و قانون ممالک بر وجهی ظاهر ساخت که هر یکی بر آن متصور نباشد و قصبه‌ها و قلاع ملاحده کرد و حصون بلاد ایشان را مسخر ساخت و خواجه نصیر طوسی در آن روز ببلاد و جبال ملاحده افتاده بود بخدمت خان شتافت و چند سال ملازم بود و خان را در حق او اعتقاد عظیم دست داد و خواجه در مراغه رصد بست و زیج ایلخانی استخراج نمود باتفاق مؤید الدین العرضی و نجم الدین و غیرهما و استیصال آل عباس و خلفا ببغداد نمود و قتل و غارت بغداد و هلاک المستعصم بالله که آخر خلفاست شهرت عظیم دارد و در تواریخ مذکور و بین الناس مشهور و وفات هلاکو خان در شهور سنه ثلاث و ستین و ستمایه عمر هلاکو خان چهل و هشت سال بوده است والله اعلم۔

ذکر ملک الفضلا شمس الدین طبسی ره

ازصنادید علما و فضلا خراسان است هر چند قاضی زاده طبس است اما در دار السلطنه هراة مسکن داشته با وجود فضل و کمال در شاعری مرتبهٔ عالی داشته و خوش خلق و خوش منظر بوده و سلطان سعید بایسنغر فرمود که دیوان مولانا شمس الدین خطاط کتابت کرده که مشهور است برئیس الکتاب بارها بایسنغر می گفته که این گونه شعر و خط که عطاست در حق این دو شمس از نوادر است و قاضی شمس الدین معاصر سلطان الفضلا صدر الشریعه است و صدر الشریعه از اکابر فضلاست و با یکدیگر صحبت داشته اند و گفته اند قاضی شمس الدین آوازهٔ فضل و کمال صدر الشریعه شنوده عزیمت بخارا نمود و روزی که بار یافتن صدر الشریعه رفت و آن شب صدر الشریعه قصیده گفته بود و بعد از آنکه طلبه را درس گفت این قصیده را میخواندند و فضلا در غث و سمین این سخن می گفتند و این است بعضی از قصیدهٔ صدر الشریعه۔

برخیز که صبح است و شراب است و من و تو	آواز خروس سحری خاست ز هر سو
برخیز که برخاست پیاله بیکی پای	بنشین که نشسته است صراحی بدو زانو
مینوش از آن پیش که معشوقهٔ شب را	تا صبح بگیرند و ببرند دو گیسو
در شیشهٔ مینا می رنگین خور و پندار	سنگی تو درین شیشه گر و نادره یاتو

اے آہوے رعنائے تراصید دل من　　　شد زلف پریشان تو چون نافہ آہو

از حسرت شفتالوے سرخ لب لعلت　　　نیلی رخ سرخم بطپانچہ است چو آلو

مولانا شمس الدین از مجلس برخاست و فی الحال بطریق بدیہہ این قصیدہ را جواب گفت

و بحضور صدر الشریعہ آورد و این چند بیت از آن است قصیدہ

از روئے تو چون کرد صبا طرہ یکسو　　　فریاد برآورد شب غالیہ گیسو

از زلف سیاہ تو اگر شد گرہی باز　　　کز مشک برآورد فلک تعبیہ ہر سو

از شرم خط غالیہ تاثیر تو ماندہ است　　　در وادی غم با جگر سوختہ آہو

خواہی کہ صدف دیدہ گہربار ندارد　　　ہنگام سخن عرضہ مکن رشتۂ لولو

اے زلف شب انگیز و رخ روز نمایت　　　چون عنبر و کافور بہم ساختہ ہر دو

آخر دل رنجور مرا چند برآری　　　زنجیر کشان تا بسر طاق دو ابرو

گفتی کہ بزرگار تو روزے شمرہ گردد　　　آرے ہمہ امید من اینست ولے کو

تبسم در آنا لیشہ کہ چیزے نکشاید　　　زین جانہ شش گوشہ و این پردہ نہ تو

چون صدر الشریعہ این ابیات مطالعہ کرد بر ذہن مستقیم او آفرین کرد و او در حلقہ درس مولینا

صدر الشریعہ بطلب علوم مشغول بودہ و در علم و ادب کامل روزگار خود شد و امام صدر الشریعہ از اکابر

بخارا است با وجود فضل و کمال در شاعری بینظیر بودہ و در لطائف و ظرائف یگانہ دور بسیط زمین تصانیف

او منتشر شدہ و این قطعہ او راست ۔

یکے دو پنج و سی و ز بیست نیمے　　　دگر دست و ہد فرہنگی چند

پس آنگہ دست ما و دامن دوست　　　گنہ از بندہ و عفو از خداوند

و بعد از انصراف بخارا بطرف خراسان مولانا شمس الدین ندیم مجلس وزیر باستحقاق

نظام الملک کہ بوقت سلطان جلال الدین وزیر خراسان بودہ متمکن شدہ و در مدح او قصاید

غرا دارد و از جملہ قصاید یکے اینست

خیزاے گرفتہ روے گل از عارض تو خوی　　　تا باغ عمر تازہ کنیم از نسیم مے

پرخندہ دار صبح دم از مے لب طرب　　　تا کے ہم زمانہ خوری چون دہان نے

دامن کشان بخدمت سلطان کجخرام — تا سرو در هوای تو بندد میان چو نے

بلبل نگر که در طلب باغ عارضت — فرسوده کرد عرصهٔ آفاق زیر پے

ای دلبری که قرطهٔ زنگار فام گل — از رشک چهرهٔ تو قبا شد هزار پے

از یک نظر که نزهت رخساره تو کرد — لطف بهار تعبیه شد در نهاد دے

گل پارهٔ حریر فرو رفته پیش نیست — مگذار تا عذار تو نسبت کند بوے

از نرگس سیه دل جادو سوال کن — کین جور تا چه مدت و این عشوه تا بکے

عدل خدایگان و وزارت جهان گرفت — زین پیش تیغ جور مکش چون نمانده پے

فرخنده صاحب دولت و دین آنکه دست او — بر هم شکست قاعدهٔ خاندان طے

عادل نظام ملک محمد که رای او — بر روی شهریار کواکب نهاد کے

چون روزگار کار سماحت بدو سپرد — منسوخ شد مآثر و دستور [illegible]

تقدیر با اشارت رای رفیع او — در چند و چون نیارد [illegible]

آندم که زاد ذات مبارک لقای او — اقبال گفت [illegible]

طبعش باز گفت که سیم و درم مخواه — کین یک سبیل آمد و آن یک [illegible]

جائے که لعل ابرش خوش گام او رسد — گردون چگونه میل کند سوی تاج کے

آنکس که نور ناصیه آفتاب دید — داند که طبع او [illegible]

ای چرخ رفعتی که چو کیوان سپرده — از پایهٔ قدر فرق مبارک [illegible]

پیش کف تو چگونه ستایم محیط را — کس گفت پیش چشمهٔ کوثر حدیث [illegible]

از خاک درگه تو که اکسیر دولت است — پیرایه ایست مردمک دیده [illegible]

تا لازم حیات بود اعتدال طبع — باد ارسیده صیت جلال تو [illegible]

مولینا شمس الدین روزی مفلس بود از خدمت وزیر صاحب الدین نظام الملک یک هزار دینار قرض خواست و تمسکی مرهون بدین منوال انشا کرده بخدمت وزیر فرستاد که قال الله سبحانه و تعالی واقرضوا الله قرضا حسنا مقصود ازین حکمت آنست که خداوندان نعم و ارباب علو همم از انعام عام و اکرام تمام اهل الله را دستگیری کرده اند و آنرا در ذمهٔ فیض الهی قرض شمرده اند بنا برین مقدمه قرض داد خزانه دا

سخاوکرم مخدوم معظم سلطان الوزرا فی العالم خواجه نظام الملک محمد اعزالله دولته القاهره و اعوان
حضرة الزاهره از نقره رائج من فضه واکواب بکاتب حروف ناما لوف بنده ملهوف شمس طبسی
دادوا و بدین مبلغ مذکور مدیون گشت هر شخص عوض این مبلغ بحکم آیه کریمه فله عشر امثالها بر کرم
باری عز شانه است اما رهن کرد مقر مذکور و مستقرض مسطور عوض امهال را در مقر له اعز نصره و اید
عصره جمله باغی کجنة قطوفها دانیة در شهرستان بلدة طیبه و رب غفور و در محکمه الذین اوتوا العلم
درجات مزارع آن کمثل الحرث کشجرة مبارکة لا شرقیة ولا غربیه موصوف است باصلها ثابت
وفرعها فی السماء بنات آن انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة هر یک از حباب سنابل آن
کانها کوکب دری شرب آن از بحر و کاسا دهاقا فادخل ان ادخلوها بسلام آمنین بساحت عرضها
کعرض السموات والارض و آن باغ را چهار حد است حد اول بسر بوستان عقل حد دوم بحجره خیال حد
سیوم بشارع فکر حد چهارم بکوچه دهم رهنی درست و شرعی و بعد از آن راهن ملهوف باغ معروف را
از مرتهن مذکوره باجاره گرفت تا بوقت استماع ندای یا ایها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة
مرضیة بحکم لهم اجر عظیم هر سال به پنجاه عقد گهر سلک نظم که هر عقد آن من الشعر لحکمة معدن عقود
همین باغ معهود محدود عبارت از هر عقد ے قصیده متین غرا که اگر بر کوه خوانند لارایته خاشعاً
متصدعاً من خشیة الله و متاجر ملتزم و متکفل شد که مال اجاره را بے اهمال و امهال
جواب گوید بشهادت وکفی بالله شهیداً ۔

M.F. = D 667 1268-9

ذکر ملک الفضلا امامی هروی

از جمله فضلاء ممالک خراسان است و با وجود علم و فضل شاعری بے نظیر بوده و با شیخ مصلح الدین
سعدی شیرازی و مجدالدین همگر فارسی معاصر است صاحب نزهت القلوب گوید که
روزے خواجه شمس الدین محمد صاحب دیوان و ملک معین الدین پروانه که در عهد اباقاخان حاکم
ممالک روم بود و مولانا نورالدین رصدی و ملک افتخارالدین که از نثر او ملک زور نست هر چهار
فاضل باتفاق قطعه بحضور خواجه مجدالدین فارسی فرستادند و از و استفسار کردند ۔ پروانه گفت

زشمع فارس مجد ملت و دین سوالے مے کند پروانه روم

ملک افتخار الدین و نور الدین رصدی گفتند۔

زشاگردان تو هستند حاضر | بهی و افتخار و نور مظلوم

صاحب دیوان گفت۔

چو دولت حضرتت را هست لازم | دعاگو صاحب دیوان لازم
زشعر تو و سعدی و امامی | کدایین به پسندند اندرین بوم
تو کن تعیین او چون ملک انصاف | بود در دست تو چون مهره موم

خواجه مجد الدین این رباعی در جواب فرستاد

با آنکه بنطق طوطی خوش نفسیم | بر شکر گفتهای سعدی مگسیم
در شیوه شاعری باجماع امم | هرگز من و سعدی با امامی نرسیم

واین فضل که در حق امامی گفته اند در شیوه بدایع و صنایع شعری بوده باشد اما سخن شیخ سعدی مراتب عالی دارد و مشرب او را درجه وافی هست از حقیقت و طریقت سخن او نشانی میدهد و از نمکدان الطاف آن نیز وارد و امامی از صنادید علماء هرات است اما در کرمان و اصفهان در بعضی اوقات مسکن داشته و قضاة هراة از نسل امامی اند خواجه فخر الملک که از بقیه وزراء و صدور خراسان است مربی مولانا امامی بوده و این قصیده را در حق فخر الملک میگوید۔

چون کبک شسته لب بشراب مروقی | کبکی از آن بطوق معنبر مطوقی
در بزم خوبتر ز تذرو بلوسی | اندر مصاف چیره تر از باز ازرقی
بر آفتاب طنز کنی و مسلمی | بر مشتری و ماه بخندی و برحقی
گر ماه در لباس کبود منقط است | تو شاه در لباس نسیج مغرقی
مانند همین بروشنی ماهتاب از آب | سیماب هست بر زبر نغلطاق فستقی
بر آب دیده پیش تو زورق روان کنم | گر زانکه بینمت که تو مایل بزورقی
گر حور عین ببیند عناب شکرت | آیا که چون گزند سر انگشت فندقی
گر پادشاه حسنی اندر بساط دهر | ده صدر خواجه به نوبت جائے بیذقی
تاج امم خدیو جهان فخر ملک و دین | کز آدم است او و زروسنگند باقی

نه کم ز گربه بود بیست گربه صیاد   که مرغ بیند و بر شاخ پنجه بگشاید

اگر ایسا عادت همین خود تمری دارد   بخون گربه همان به که دست نالاید

بقای قمری و عمر کبوتر ار خواهد   قرارگاه قفس را بلند فرماید

اما اباقاخان بعد از هلاکوخان بر سریر ملک جلوس کرد پادشاهی قاهر و دانا و با رای و تدبیر بود و وزارت بصاحب مغفور خواجه شمس الدین صاحب دیوان داد و لشکر بروم فرستاد و بعضی از روم مسخر کرد و رصد مراغه را خواجه نصیر الدین اگرچه بروزگار هلاکوخان بنیاد کرده در عهد اباقاخان باتمام رسانید سی تومان اباقاخان بر آنجا خرج داد اباقاخان تابستان در الاتاق و زمستان در مراغه بودی و هفت سال در اکثر ایران زمین بتنها پادشاهی کرد شبی در مرغزار اوجان در حوالی تبریز نشسته بود ناگاه وحشتی در وی ظاهر شد و گفت مرغی عظیم قصد من دارد تیر و کمان بمن دهید چون تیر و کمان بدست گرفت فی الحال بیفتاد و جان بحق تسلیم کرد و کان ذلک فی شهور سنه اربع و سبعین و ستمایه ـ 674

ذکر ملک الشعرا فرید احول رحمه الله

از اقران امامی هرویست و در اصفهان در زمان صاحب دیوان ظهور یافته و در شاعری مکمل است و این قصیده را در صفت شب محکم گفته است

نماز شام کز امواج این دریای دولابی   فرو شد زورق زرین برآمد طشت سیمابی

ز اوج موج این دریا برآید صد هزار انجم   چو بر روی محیط از گل نشاد در خیل مرغابی

صفت انجم که وقت طلوع نیر اعظم بوده است و در آخر این قصیده بیان کرده و چه خیالات در این قصیده کارها دارد و سلطان سعید بایسنغر میرزا بابا سودائی را جواب این قصیده فرموده و مطلع قصیده بابا سودائی این است

حمل انجم چو زد بر چرخ شادروان ارابی   برآمد شاه قاقم پوش زین ایوان سیمابی

و فرید در تعجیل که ذهن او در این قصیده مبادرت کرد و بتعجب این بیت میگوید بیاسا هفته

یا سفاهان فرید این بیت انشا کرد عجائب و اشد به طبع او از این نیز نسبه در اشنائی و بابا سودائی

صورتے از نوادر دریں بیت ہا زمینما آید بیک ساعت بگفت این شعر در بارہ دو سوداتی اندر سپاہان
اگرچہ گفت آں را باشتابی غالباً لفظ یک ساعت از عقل دور مینماید چہ ہشتاد بیت متین در ساعتے
گفتن مشکل است تاویل آنست کہ در عرف عوام ہست کہ برائے یک ساعت عمر غم جاودانی مخور
یعنی اندک فرصتے را یک ساعت گویند و استاد راست نگہدار فرصت کہ عالم دمے است
و می پیش دانا بہ از عالمی است قال رسول اللہ الدنیا ساعۃ فیجعلہا طاعۃ ۔

ذکر اثیر الدین اومانی رہ

مرد خوش طبع و فاضل بودہ و دیوان او مشہور است و در علم شاگرد نصیر الدین طوسی نور اللہ قبرہ
بودہ اصل او از ہمدان است اشعار عربی بسیار دارد و سخن را دانشمندانہ میگوید و ایں قصیدہ
در صفت زمستان گفتہ در مدح اتابک ابن محمد قصیدہ ۔

بہار دار زداد بار برد در بہمن ۔۔۔ چنیں کہ ویدہ بنفشہ کہ ریخت برگ سمن
بادو دود سیہ ماند ابر و ایں عجب است ۔۔۔ کہ دود عود بکافور باشد آبستن
چنیں کہ جوشن سیماب یافت آب ہمی بینیم ۔۔۔ چگونہ کار کند تیغ خور بران جوشن
ز آب بنگر و باد آور از شمال قدیم ۔۔۔ بزال مادر ہند ماندہ از بہمن
ز رشتہا ے سفید سحاب تافتہ ام ۔۔۔ کہ مے نہ بینم از مہر یک سر سوزن
برہنہ بود جہاں رستے و درزی ابر ۔۔۔ بدوخت از پے عالم سفید پیراہن
اگر ز چشمہ خضر است و پردہ ظلمات ۔۔۔ چرا در ابر نہان است چشمہ روشن
ببست آب رواں ہمچنانکہ گوئی ہست ۔۔۔ بسان خنجر خسرو ہم آب و ہم آہن
ملک مظفر دین خسرو جہاں ازبک ۔۔۔ کہ روح کشور ہستیست او و عالم تن
تخلصے بشنوائے یگانہ خسرو وقت ۔۔۔ ز عنصری کہ بود اوستاد اہل سخن
بہ تیغ کہ کہ بطال ابر گستر و کرباس ۔۔۔ کہ تا بہ پیش تو آرد زمانہ تیغ و کفن
چراغ روز نمیتابد از سپہر بخواہ ۔۔۔ چراغ مے کہ برا ز ظلمت است خانہ تن
بیار بادہ روشن اگرچہ تیرہ ہوا است ۔۔۔ کہ چوں پیالہ ہمی روشن است دیدہ من

مگر خدنگ تو مرغے است آہنین منقار   کہ ہست چینۂ او دانہ دل دشمن
خدایگانا تیغت وبال خصم آمد   گرفت خواہد خصمت وبال در گردن
چو عاشقان چہ عجب گر ز عشق طلعت او   ہزار چاک زند آخر الزمان دامن
ہنر پناہا تشریف تو ہمایون باد   بر آفتاب بزرگان شہر صدر زمن
مجیر دولت و دین مفخر صدور عراق   کہ ہست گاہ کفایت چہ صد نظام حسن
بعہد مملکت جم گر آصف او بودے   نیوفتادی خاتم بدست اہرمن
ہمیشہ ابلق ایام تند رام تو باد   اگرچہ ابلق ایام ہست مرد افگن

ذکر مولانا رکن الدین قبائی رہ

از جملہ شاعران متعین بودہ شاگرد اثیر الدین اومانی و استاد پور بہاے جامیست و از ترکستان بطریق سیاحت بعراق عجم افتادہ و با بدر الدین جاجرمی در اصفہان مشاہرہ و معارضہ و مشاعرہ دارد فاما سخن او از سخن بدر افضل است و مجیری شاعر نیز کہ استاد بدر جاجرمی است معاصر قبائی بودہ و قبائی در حق بدر جاجرمی گوید۔

نحل اشعار ہم قبائی زان سبب وارم لقب   چوں زنان اے بدر جاجرمی ببین مجیری

مولانا رکن الدین در حق خواجہ عز الدین این قطعہ گوید۔

چہ شد امثال آخر اے مخدوم   کہ من رنج دیدۂ مظلوم
بعد دہ سال حق برین دولت   گشتم از ہر مراد دل محروم
ساہ من بندہ خدمت و دعا   و ندرین ہر دو بودہ ام ملزوم
دہر و دوران ہماں ستمگارند   و آدمی ہمچناں جہول و ظلوم
نہ منم عاطل از فنون ہنر   نہ توئی عاری از فروع علوم
نہ تو مفلس شدی نہ من منعم   نہ تو خادم شدی نہ من مخدوم
تو ہماں مالکے و من مملوک   تو ہماں حاکمے و من محکوم
ہست این بیت نظم مالک فضل   رحمۃ اللہ سنائی مرحوم

رزق بر تست ہر چہ خواہی کن   خواہ احسان شمار خواہ رسوم

گویند قبا ولایت نزہ و دلکشا ست و در اقصائے ترکستان است و شہرے عظیم بودہ اکنون شہر خراب شدہ آں دیار مسکن قزل قلماق است و خواجہ نصیر الدین طوسی نور اللہ مرقدہ در کتاب خلافت نامہ الٰہی میاورد کہ پیغو بن طغان در زمان سلطان محمود سبکتگین حاکم قبا بودہ و او مردے عادل و خیر بود و در نہایت پیری گوش او گراں شد زار زار می گریست کہ بعد ازیں آواز داد خواہان چگونہ شنوم اما روز جمعہ فرمودے تا تخت او را در میدان نہادندے و بر تخت نشستے و فرمودے تا ہر کرا تظلمے بودے جامہ سرخ پوشیدے آنکس را طلب فرمودے و کیفیت بر کاغذے نوشتہ بدست او دادے و بغور او رسیدے چوں دعوت حق را لبیک اجابت گفت و ازیں جہان فانی و از خاکدان ظلمانی رخت بر ریاض جاودانی برد و پنج پسر داشت ملک را بر پسران پنجگانہ قسمت نمود و سلطان محمود چوں سمرقند و ماوراء النہر مسخر ساخت ازاں پنج برادر کہ حاکم قبا بودند خراج خواست ایں قطعہ بسلطان فرستادند۔

ما پنج برادر از قبائیم   دریا دل و آفتاب رائیم
ما ملک زمین ہمہ گرفتیم   اکنوں بتفکر شمائیم
گر چرخ بکام ما نگردد   چنبر ز ہمش فرو کشائیم

سلطان دریافت کہ غرور نخوت در دماغ ایشان متمکن شدہ پنداشتہ اند کہ غیر از قبا ملکے دیگر نیست کہ گفتہ اند ما ملک زمین ہمہ گرفتیم عنصری را گفت تا جواب ایشان را دو بیت انشا کرد این است۔

نمرود بگاہ پور آذر   مے گفت خدائے خلق مائیم
جبار بہ نیم پشہ او را   خوش داد سزا کہ ماگوائیم

ارسلان جاذب را با لشکر انبوہ فرستاد گوشمال ایشان را بدہد ارسلان مدتے شہر قبا را محاصرہ کرد و در قلعہ و شہر قحط خاست و آں پنج برادر عاجز شدند و از روئے عجز ایں قطعہ دیگر بار بسلطان فرستاد۔

ما پنج برادر قبائیم   در قحط و نیاز مبتلائیم

شاها تو عزیز ملک مصری   اخوان گناه گار مائیم
ما را که بضاعتیست مزجاة   شرمنده ز حضرت شمائیم
بر حالت زار ما ببخشای   از فضل و کرم که بینوائیم

سلطان چون این شعر مطالعه کرد رحم آمدش و گفت قطعه اول از غرور بود و واجب نمود گوشمال دادن و این قطعه از عجز و نامرادی در طریقت این زمان از جریمه ایشان در گذشتن خوب مینماید فرمود تا لشکر از ولایت ایشان برخاستند و مملکت را بر سنجر برادر مسلم داشت حکایت کنند که ارسلان جاذب بروزگار سلطان محمود حاکم طوس و نیشاپور بود و امیر بزرگ بود در تاریخ سلاجقه آورده اند که ارسلان با سلطان خویشاوندی داشت و مرد صاحب خیر و مردانه بود و رباط سنگ بست که بر سر چهار راهی واقعست راهی از نیشاپور بمرو و راهی از طوس بهراة او ساخته است و در روی زمین رباطی از آن عالی تر هیچ مسافری نشان نمیدهد و امروز ویران است و قبر ارسلان در رباط مذکور است و این ترکیب بر گرد قبر او نوشته اند کل ملك سیفوت کل ناس سیموت لیس للانسان حیاة سرمدا الا الملك الحی الذی لا یموت.

چون ضمیر منیر امیر کبیر عالم فاضل معین العلما و مربی الفضلا و مقصد الفقرا الذی قصر لسان القلم عن وصف ذات نظام الحق والدین علی شیر خلد الله ظلال دولته علی روس المسلمین دائما بتجدید سنت سنیه اکابر مصروف است در جنب آن رباط رباطی مجددا احداث فرمود که چشم روزگار چنان عمارتی ندیده و امروز مقصد مسافران و مطلوب مجاوران این دیار است و در زیبائی چون عروس آراسته و در رعنائی چون بوستانی پیراسته حق تعالی وجود شریف این معدن خیرات و مبرات را همیشه در پناه خود محفوظ دارد۔

پدر بجای پسر هرگز آن کرم نکند   که دست جود تو با خاندان آدم کرد

ذکر ملک الفضلا خواجه مجدالدین همگر فارسی

مرد فاضل و هنرمند بود و در روزگار خود در فضل و استعداد ظاهر و باطن نظیر نداشت و خوشنویس و خوشگوی و ندیم مجلس سلاطین و حکما و حکام بوده و نسب او بکسری نوشیروان بن قباد میرسد

چوں نسب وحسب اوراد ست فراہم دادہ نزد حکام واشراف قبول تمام یافتہ ودر روزگار خود ملک الشعرا فارس وعراق عجم بودہ وہر مشکل کہ در علم شعر دراں دیار واقع شدے ہمگناں باو رجوع کردندے ودیوان خواجہ مجد الدین در عراق شہرتے عظیم دارد ولطائف او بین الخواص والعوام مذکور ومشہور گویند ہمہ روز خواجہ مجد الدین با اتابک بن ابوبکر زنگی نرد باختی وچناں واقع شد کہ اتابک ترک لعب نرد کرد وبریں یکسال گذشت وخواجہ مجد الدین ایں قطعہ بخدمت اتابک فرستاد قطعہ

خسروا دانشت سخائے تو مرا یار چنانک کاں نیارست زدن لاف زہستی با من

آسماں باہمہ تعظیم وبلندی کوراست میزد از روئے تواضع دم پستی با من

تا تو بر داشتی اکنوں زسرم دست کرم میزند از سر کیں تیغ دو دستی با من

یاد میدار از انشب کہ رہے را گفتی ہمہ با فی نشیں خوش چو نشستی با من

آں شب آں بود کہ در سر ہوس نرد نت بود نرد من بردم عمدا تو شکستی با من

یارب امسال چہ تدبیر کنم کو کہ چو پار شہ بیا زد نرد مستی با من

اتابک سعد در جواب فرستاد۔

از صرہ ہای مصرے یکصرہ الف دینار بے لعب نرد کردم ہر سالہ بر تو ادرار

گویند مدتے ہا ایں سیورغال در حق خواجہ مجد الدین مجرائے بودے اما بتقریب شمہ از آثار نوشیروان عادل واجب بود نوشتن سیرت پسندیدہ او تا مرتبہ بود کہ شیخ سنائی در حدیقہ خود ذکر آں کردہ است۔ بیت

حاجبے برد جام نوشروان شاہ میدید وکرد از وپنہان

دل خازن زبیم شہ برخاست جام جستن گرفت از چپ وراست

ہر کسے را مطالبت مے کرد او بتہار ید و رنج وغصہ ودرد

شاہ گفتا مرنج وغصہ مسنج بیگنہ را مدار در غم ورنج

کانکہ او جام برد ندہد باز وانکہ او دید فاش نکند راز

شاہ روزے میان رہگذری دزد خود را بدید با کمرے

کرد اشارت بخندہ کے باری کیں ازاں جام ہست گفتاری

در روزگار ملوک عجم بر رعایا ظلمها واقع شده و چون نوبت با نوشیروان رسید بدعتها
برانداخت و قاعده‌ها خوب پیدا ساخت و سد باب الابواب که اسکندر بسته بود مختل و ویران شده
بود انوشیروان آنرا عمارت کرد و منع لشکر دشت قبچاق فرمود و مزدک که بروزگار قباد ظاهر شده بود
و مذهب زندقه را عدل نام کرده و انوشیروان روز مهرجان بتدبیر هفت هزار از اعوان و اصحاب
سرنگون در خاک فرو برده هلاک ساخت و قباد بعد از آنکه شصت سال سلطنت کرده بود در زندگانی
خود انوشیروان را بر تخت نشاند و خود را در آتش گاه بتعبدی که دران کیش دستور بوده مشغول گشت
و انوشیروان چهل و هشت ساله بعدل و داد و تعظیم حکما روزگار گذرانید و در بارگاه او همواره چهار
کرسی زر نهاده بودی یکی ملک ترک را و یکی هند را و یکی روم را و یکی ملک چین و عرب را و هر سال
یکی از ملوک چهارگانه بخدمت او آمدی و بنوبت بر مستقر خود قرار گرفتندی صاحب تاریخ
بناکتی گوید در زمان دولت مامون خاتم انوشیروان یافتند سه سطر بران مسطور و مکتوب بود سطر
اول این که راه تاریک است مرا چه بینش سطر دوم عمر دوباره نیست مرا چه خواهش سطر سوم مرگ
در قفا است مرا چه رامش سعدی گوید بعد از هزار سال که نوشیروان نماند گویند خلق و هرکه بوده است
عادلی همواره اشراف روزگار در دور او محبوب و اراذل در روزگار او منکوب بوده اند و انوری
درین باب می فرماید

نوشیروان که از لطمه صیت عدل او ... تا حشر بر زبان افاضل روانه بود
هرگز روا نداشت که بد اصل و سفله را ... در عهد او زبان قلم در بنان بود

از سیرت پسندیده و رعایت مراسم خیر نوشیروان بمرتبه رسید که علما در باب عذاب او توقف کرده اند
حرمت عدل را با وجود شرک که داشته و حضرت رسالت فرمود که ولدت فی زمن الملک العادل زهی
درجه عدل و زهی سعادت پادشاه عادل پادشاهی که موحد و عادل باشد فرض کن که کرامت و
درجات او چه مرتبه باشد حق تعالی این پادشاه عادل که عدل او از عدل انوشیروان مزیت دارد
و سیرت پسندیده او نزدیک است که بشعار خلفاء راشدین رسد سالها بر سر امت احمد مختار پاینده دارد
و دست تطاول بد اصلان و دونان را از سر رعیت کوتاه گرداند و این قاعده را که جولاهه بچگان و روستاییان
قلم استیفا بر دست گرفته اند و جمعی که کار ایشان و پدران ایشان گاو هندی بوده اکنون وهم از سپاه قرت

وعمل سلطانے نمیر نند و دریں کار نقصان دین وملت وشکست شرع وسنت است۔

تیغ دادن در کف زنگی مست به که آید علم جاہل را بدست

بکلی دفع فرماید چنانکہ مشاہدہ میرود کہ بازاریان وعوام الناس مردم دیہا وصحرانشینان
فرزندان خود را العلم رقوم وسیاق بیسازند وچوں دریں علم باندک مایہ نہ باستحقاق شرعی یافتند بعلم
داری مشغول میشوند وفساد ایں اراذل بمسلمانان میرسد وچوں از اجرام مال مسلمانان وجہ معاش وزینت
لباس آسان بدست میاید کہ خدا زادگان ممالک نیز تحصیل علم ترک کردہ بعملداری مشغول میشوند و
عنقریب در ملک کفایت نقصان فاحش دست خواہد داد اگر ایں شیوہ مذموم را باز خواست نفرمایند
ومنع نکنند حکایت کنند کہ چوں ملک شاہ را در دار السلام بغداد متخلص شد خواست تا با خلفا وصلت سازد
خواجہ نظام الملک را طلب کرد وگفت ہمے خواہم کہ بتعجیل باصفہان رفتہ در عرض دو ہفتہ
دو ویست ہزار درہم سرانجام نمودہ بعساکر ظفر پیکر رسانی وخواجہ را اجازت اصفہان داد وخواجہ بدیں غرض
در خانہ کدخدائی نزول کرد وان مرد خواجہ را خدمتگاری چنانکہ شرط است بجا آورد وشب در خدمت
خواجہ نشستہ بود عرض کرد کہ موجب چیست کہ خواجہ بدیں تعجیل میرود واسباب وتجمل ہمراہ نیست خواجہ
گفت سلطان را خرچ ضروری دست دادہ من میروم تا در دو ہفتہ دو ویست ہزار درم از اصفہان
بخزانہ رسانم دہقان بعرض خواجہ رسانید کہ مرا بدولت پادشاہ چہار صد ہزار درم مستعد اودنیا وی ہست
ومرد پیرم وپسر قابل دارم ومیخواہم کہ او را العلم وخط استیفا بشاگردی دہیم من مردودن وبے استحقاقم
وسلطان مثل من مردم را منع ایں نوع کار فرمودہ مے ترسم وفرزند خود را بدیں علوم باستاد نمیتوانم
واو اگر شما دریں شغل بجہت من اجازہ از سلطان حاصل نمائید دو ویست ہزار درم نقد بخزانہ سلطان خدمت
میکنم خواجہ از پیر مرد ایں سخن شنید بسیار خوشحال شد وایں را کفایتی مستحسن تصور کردہ در خانہ دہقان
ساکن شد وکیفیت احوال را بدست قاصدے بسلطان عرضہ داشت نمودہ سلطان چوں
مکتوب خواجہ مطالعہ کرد در غضب شد ورخسارہ مبارکش برافروخت وسوگند خورد کہ اگر محاسن مفید
نظام الملک دستگیر اولشدی وحق خدمت او کہ در حق پدرم وحق من بدتہا ست موکد وثابت است
او را رسوا ساختمی آخر خواجہ نمیداند کہ مرا بمال دہقان احتیاج نیست تا از روئے حرص وطمع مال
از او بستانم پسر او را کہ اہلیت واستحقاق نباشد بکار مسلمانان نصب کنم واز وکار ہا ناپسندیدہ

بمسلمانان رسد ومرا نخواهش کنند که ملک شاه رشوت گرفت ونا اهلان را علم اشراف وبزرگان افزون فرمود
همانا خواجه دشمن من بوده ومن او را دوست تصور میکردم ومیدونشت که بکاری ما ذدلن شده
برو وتوقف مکن غرض که سلاطین کارهای بزرگ بمردم خورد ولغو یا بزدیما لغو بدین منوال داشته
حکایت سلطان سنجر را پرسیدند که دران وقت که بدست غزان گرفتار بود سببی که ملکی بدین وسعت
وآراستگی که ترا بود چنین مختل شد گفت کارهای بزرگ بمردم خورد فرمودم وکارهای خورد بمردم بزرگ مردم
خورد کارهای بزرگ نیارستند کرد ومردم بزرگ از کارهای خرد عار داشتند ودر پی آن رفتند هر دو کار
تباه شد ونقصان بملک ودولت رسید۔

جز بجز و منفرد مفرما عمل   گرچه عمل کار خردمند نیست

ذکر ملک الافاضل پوربها جامی

بغایت مرد مستعد وقابل وفاضل بوده وآبا واجداد او قضاة ولایت جام بوده اند واو مردی
خوش طبع بوده وبدین پایه سر فرو دنیاورده همواره با مستعدان نشستی وبیشتر اوقات در هرات روزگار
گذرانیدی واو شاگرد مولانا رکن الدین است که بقبائی مشهور شده بروزگار ارغون خان در ملازمت
خواجه وجیه الدین زنگی بن طاهر فریومدیست به تبریز رفت وبا خواجه همام الدین مشاعره کرد ودر بحور
مشکله قصاید دارد واین غزل او راست۔ بیت

بر بیاض آفتاب از شب رقم خواهد کشید   ماه را بر صفحهٔ خوبی قلم خواهد کشید
یارب این یک قطره خون کو را همی خوانند دل   تا کی از بیداد مهرویان ستم خواهد کشید
امشب ای شمع از سر بالین بیماران مرو   بیدلی سر در گریبان عدم خواهد کشید
پر حذر باش امشب ای همسایهٔ بیت الحزن   کز سرشک چشم من دیوار نم خواهد کشید
میکشد بار غم محبوب وبیا اندیشا   هر که عاشق شد ضرورت بار غم خواهد کشید

واین قصیده هم او راست در مدح خواجه او راست در مدح خواجه وجیه الدین زنگی ودر اصطلاح
لغت مغولی بسیار مستعدانه گفت است ودرین نسق شعر در دیوان استادان کم دیده ام۔

ایکرده روح با لب لعل تو نوکری   محبوب از ییکی ونگاری وچادری

نویین نیکوانی و ترغولب ترا — از قند صد تغار بریزد و بسا دری
در بیلغ غم تو زلیس نالها سخت — خون شد دل چریک رعایا و لشکری
هندوستان زلف ترا چشم ترک تو — یلغاق کرده همچو قوشون تکودری
قامان طره های تو چون کلک بخشیان — کردند مشق بر رخ تو خط ایغوری
کردند ترک بر لب همچون چشم من — خیل خیال تو چو تومان بیاوری
تمغاچی غم تو زد از اشک آل من — تمغای سرخ بر ورق زر جعفری
کردم تکشمشی لبت جان ببوسهٔ — سورغامشی نمیکنت از راه کافری
تا شمشی کنیم بهم در مجادله — زین قصه پیش داور آفاق کیسری
بیلگا ایلغ بتکچی قاآن اعظم انک — دار دره نیکساچی و راه بهادری
ای صاحبی که هست تیر لیغ حکم تو — ترک و مغول و تازی و رومی و بربری
ارتاق گشت بالقبت با شرق و غرب — تنسخ بر دبیرای تو خورشید باوری
منقاولان عقل تو در راه مملکت — بستند دست فتنه و جور از ستمگری
بر شیوه سخای تو آتش عطا دهد — باورچیان بکاسهٔ زرین ششتری
توشقچی همت تو زبهر قسر التغو — بربست بال نسر بپر کبوتری
هر کو عنایتے تو اغرلامشی کند — بر سر کشد بر ندق او چرخ چنبری
آنکس که او رسید بیاسای حکم تو — در خاک تیره خفت لحد کرد بستری
اختاجی سیاست ازنجی اجل — در گردن عدوی تو بندد و چنبری
پور بهاد تاپچی درگاه دولت — گشت است اشکبار و غم او بجوری
سوغات حضرت تو فرستاد این دعا — یادش مگر بخاطر عاطر در آوری
نو شد مگر ز بهر عزوت انعام عام تو — در طوی بخشش تو ایاغ توانگری
یا دشمنی کند چو کنی تربیت ورا — در شعر با نظامی و قطران و انوری
هرگز نگفته اند درین اصطلاح شعر — فردوسی و دقیقی و پندار و عنصری
نشنیده است در عرب و در عجم کسے — زینسان قصیده ز معزی و بحتری

تا هست کار ملک بیاساتے پادشاہ　　تا هست حکم شرع بدین پیمبری
درحفظ خویش ایزد ت اسر امشی کشا　　پاینده باد ذات تو از فضل تنگری

اما ارغون خان در روزگار دولت پدرش اباقاخان پادشاه خراسان بود چو اباقاخان وفات یافت در خطه تبریز شهزادگان و امرا بر عم او احمد بن هلاکو خان اتفاق کردند و او را بر تخت نشاندند و احمد خان پادشاهے نیکو سیرت بوده و میل تمام باسلام و اسلامیان داشت و گویند مسلمان بود اما از برائے مصلحت اسلام ظاهر نمیکرد و بعد از پنج ماه که بر سریر خانی جلوس کرده بود عزیمت خراسان نمود و ارغون خان از و منهزم شد و از طوس رادکان پناه بقلعه کلات برد و احمد خان قلعه را محاصره نتوانست کرد که آن قلعه را دور دوازده فرسنگ است و دو دروازه دارد و دیگر کوه محکم است مثل برج و باروے آن قلعه هیچ جا نیست و دران قلعه لشکرها را آب خورد و علف خوار است و ارغون بعد از یکماه پیش عم آمده و عذر خواست و احمد خان را شفقت عمومت در کار آمد و آسیبے بارغون نرسانید و خود کوچ کرده بطرف عراق روانه شده ارغون خان را باجمعی از خاصان خود سپرد که از عقب میاورند منکلی بوقا که مقدم آن مردم بود با ارغون خان عهد بست و او را اخلاص داد و باقی مردم با ارغون یکجهت شدند و لشکر استراباد بدیشان پیوست و در عقب احمد خان روانه شدند و چون احمد خان بزنجان رسید خبر ارغون خان شنود و مضطرب شد و بتعجیل خود را به تبریز رسانید و والده را همراه داشته بمراغه آمد لشکریان از برگشته بارغون پیوستند و او فرار کرد و او را در دامغان دربان سلطان بارغون فرستاد و بحکم ارغون خان هلاک شد و سلطنت ایران باستقلال بدست ارغون افتاد و انتقام آنکه شمس الدین محمد صاحب دیوان بعد از اباقاخان باحمد خان رجوع کرده او را در حوالی قراباغ تبریز بیاسا رسانید و از مشائخ و از علما و شعرا که در روزگار ارغون بوده اند شیخ مصلح الدین سعدی رہ و از علما و شعرا خواجه همام الدین تبریزی و مولانا علامه قطب الدین شیرازی وغیرہم در وفات علامه گوید۔

بازئے کرد چرخ کج رفتار　　در مه روزه آه از ان بازی
ذال و با رفته از گه هجرت　　رفته در پرده قطب شیرازی

ذکر مولانا عبد القادر نائینی

از اقران شیخ سعدی ست مردے تارک بوده و همواره بقناعت روزگار گذرانیدے و خوشگوے ست و سخن هائے شیخ سعدی را تتبع میکند اما قصبهٔ نائین از اعمال اصفهان است و در قدیم الایام داخل یزد بوده قصبه خوش هوا و در سر بیابانی که میان یزد و اصفهان است واقع شده و پنبهٔ نرم در آن جا حاصل مے شود و خود رنگ و ملهٔ نائین درین روزگار بے نظیر است و این غزل از مولانا عبد القادر است۔

ایکه بے چشم تو چشمے چشم من جز تو ندید — هیچ چشمے چشمے از چشم تو نیکوتر ندید

چشمهٔ نوش تو دارد چشمهٔ حیوان و لیک — چشم من زان چشمه جز چشمے پر از گوهر ندید

با خیال چشم تو رضوان که چشم جنت است — حور در چشمش نیاید چشمهٔ کوثر ندید

چشم آن دارم که از چشم ترانی قطره را — زانکه چشم جز بچشمت چشمهٔ انور ندید

ز آرزوے چشم تو چشم من بے صبر و دل — چشم را خونبار کرد و چشمه سار خوں ندید

طبقهٔ چهارم

درین طبقه ذکر بیست فاضل ثبت است و بعد ازین ذکر غزل گویان ثبت کرده مے شود و بعضے موحدان و عارفان با وجود استغراق و حال از دریائے عرفان بر داشته بیرون آورده اند در طی تذکره از روئے گستاخی ذکر ایشان که در دریائے حقیقت است بقید کتابت در می آید۔

ذکر سلطان المحققین شیخ فرید الدین عطار قدس سره

و هو محمد بن ابراهیم العطار نیشاپوری مرتبهٔ او عالی ست و مشربش صافی و سخن او تازیانهٔ اهل سلوک گفته اند در شریعت و طریقت یگانه بوده در شوق و نیاز و سوز و گداز شمع زمانه مستغرق بحر عرفان و غواص دریائے ایقان است شاعری شیوهٔ او نیست بلکه سخن او از واردات غیب است

و این طریق را بدو منسوب کردن عیب است اصل شیخ از قریہ کدکن است من اعمال نیشاپور و شیخ عمر دراز یافت گویند صد و چهارده سال عمر داشت و ولادت مبارک او در روزگار سلطان سنجر بن ملکشاه بوده در شعبان المعظم ۵۱۳ھ بیست و نه سال در شهر نیشاپور بوده و در شهر شادشاخ هشتاد و پنج سال و بعد از قتل شیخ بسه سال شهر شادشاخ خراب شد بسیاری از اکابر و مشائخ را دریافته و با عارفان صحبت داشته و چهارصد کتاب اهل طریقت را مطالعه نمود و جمع کرده و در آخر حال بمرتبه عالم فنا رسید و منزوی و معتکف شد و عزیزی در باب زلزله که در نیشاپور بود و بکرات واقع شد میگوید بیت

انار سه زمان سه زلزله نازل گشت | بد پانصد و اند انگه شد شهر خراب
وآن زلزله بار دوم ششصد و سی | آن زلزله بار سوم هشتصد و هشت

اما سبب توبه شیخ آن بود که پدر او در شهر شادشاخ عطار عظیم القدر و رونق بوده بعد از وفات پدر او بهمان طریق بعطاری مشغول بودے و دکانی آراسته داشتے چنانکه مردم را از تماشائے آن دکان چشم منور و دماغ معطر شدی شیخ روزے خواجه وش بصدر دکان نشسته و پیش او غلامان چالاک بخدمت کمربسته ناگاه دیوانه بلکه در طریقت فرزانه بدر دکان رسیده و نیز تیز در دکان نگاهے کرد بلکه آب در چشم گردانیدے و آهے کرد شیخ درویش را گفت چه خیره مے نگری مصلحت آنست که زود در گذرے درویش گفت اے شیخ من سبکبارم و بجز خرقه ندارم اما خواجه بر تحت لیله عقاقیر ثقیل است

در وقت رحیل چیست تدبیر | من زود ازین بازار سبکبار گذشتم

تو تدبیر انتقال و احوال خود کن و از روئے بصیرت فکرے در حال خود کن گفته چگونه میگذری گفته این چنین و خرقه از بر کنده زیر سر نهاده جان بحق تسلیم کرد شیخ از سخن مجذوب بر درو گشت دل او از خشکی بوئے مشک گرفت و دنیا بچو مرج کافور سرد شد دکان بتاراج داد و از بازار دنیا بیزار شد بازار کے بود باز اے کے شد در بند سودا بود و سودا در بندش کرد که این سودا موجب اطلاق و تجرب باز مانده و طلطراق القصه ترک دنیا و دنیاوی گرفته بصحبت شیخ الشیوخ العارف رکن الدین اکاف قدس سره رفت که در آن روزگار عارف و محقق بود بدست شیخ توبه کرد و بمجاهدت و معاملت مشغول شد چندسال در حلقه درویشان شیخ بود و بعد از آن بزیارت بیت الله الحرام رفته و بسے مردان حنفر او دریافته و خدمت

کرده مدت هفتاد سال بجمع نمودن حکایات صوفیه و مشایخ بوده و هیچ کس را از اهل طریق این
ماده جمع نشده بود بر رموز و حکایات و اشارات و حقایق و دقایق کسے مثل شیخ عطار صاحب
وقوف نشده در نهایت کمال تجربه بوده زاخر و همت او مصروف بر نفی خاطر در گوشه نشسته
و در برویے غیر بسته هزاران ابکار اسرار در خلوت سرائے او جلوه ساز بودند و در شبستان او
عروسان حقایق و دقایق محرم راز اشعار او از آن مشهور تر است که درین کتاب شرح توان داد و رموز
و اشارات او از آن عالی تر که شمه در حیز کتابت شرح آن داد حکایت آورده اند که چون شیخ در گذشت
دران حین پسر قاضی القضاة یحیی ابن صاعد که بزرگ نیشاپور بود فرمان یافت مردم مصلحت دیدند که آن
پسر را در قدم شیخ دفن کنند قاضی یحیی قبول نکرد و گفت که پسر من روا نباشد در زیر پائے پیرک افسانه گوئے
باشد و فرزند او را جائے دیگر دفن کردند و آن شب قاضی در خواب دید که در سر روضهٔ منور
شیخ عطار است و ابرار و اقطاب و رجال الله جمع اند و صد هزاران مشاعل نور درفشان و نجوم
عنایت الهی از افق هدایت نشان مجموع اکابر بر سر قبر شیخ بحرمت تمام مراقب اند قاضی از اصحاب شرمنده
بلکه مجلس نارفته بازگشت فرزندش را دید گریان و بزاری زار میگفت اے پدر تقصیر کردی
و مرا از برکت قدم رجال الله محروم گردانیدے زود دریاب که بهشت من اقدام ابرار است
و هر قدمی در قدم عطار قاضی صباح بعد زینش اقربا بشیخ آمد و بالتماس مقرر نمود که فرزندش را
در قدم شیخ دفن ساختند و از ان جرأت توبه کرد و از مریدان و معتقدان شیخ شد و بر سر قبر شیخ عمارت
ساخت و قبر شیخ در بیرون شهر شادشاخ در محلے که موسوم است بشهر بازارگان و عمارت آن زاویه
مختصر و ویران بود اما چون همواره رائے صواب نمائے و خاطر مشکل کشائے امیر جلیل خیر فاضل

مهین دولت و ملت بدو گرفته نظام　　همین ملت و ملت برو گرفته نظام

نظام الحق والدوله علی شیر غزه نصره بالتائید بتعمیر بقاع مصروفست و احیا سنت سنیه اکابر ماضی میفرماید
بر روضهٔ شیخ عطار که ملجاء زوار است عمارتے ساخته که در دلکشائی پر نور تر از روضهٔ رضوان و در فرح بخشی جانفزا
تر از مرغزار جنان است و زبان اهل زمان در تحسین این معنی خیرات و هر که مبرات وامایدان بیت مترنم

دو چیز اهل نجات است نام نیک و ثواب　　وزین چه در گذری کل من علیها فان

حق تعالی توفیق رفیق سعادت این دریائے تحقیق و بحر تصدیق کناد و بالنبی و عترت و شیخ را

و دیوان اشعار بعد از کتب مثنوی چہل ہزار بیت باشد از انجملہ دوازدہ ہزار رباعی گفتہ و از کتب طریقت تذکرۃ الاولیا نوشتہ و رسایل دیگر بشیخ منسوبست مثل اخوان الصفا و غیر ذلک و از نظم آنچہ مشہور است این است اسرار نامہ الٰہی نامہ مصیبت نامہ جواہر الذات وصیت نامہ منطق الطیر بلبل نامہ حیدر نامہ شتر نامہ مختار نامہ شاہنامہ دوازدہ کتاب نظم است و میگویند چہل رسالہ نظم کردہ و پرداختہ اما نسخ دیگر متروک و مجہول است و قصاید و غزلیات و مقطعات شیخ مع رباعیات و کتب مثنوی صد ہزار بیت بیشتر است زہے بحرے کہ از موج آں دُرِ معانی بساحل زندگانی افتد و جہتہ تبرک و یمن از قصاید شیخ چند بیت نوشتہ میشود۔ بیت

اے روئے در نہفتہ بیازار آمدہ — خلقے بدین طلسم گرفتار آمدہ

یک پرتو او فگند جہاں گشتہ پر چراغ — یک تخم کشتہ این ہمہ در بار آمدہ

و در توحید و قصاید ابیات غرا دارد کہ بعضے از اکابر انرا شرح نوشتہ اند و سید عز الدین آملی قصاید شیخ را شرح گفتہ و این قصیدہ کہ بعضے ازاں وارد میشود شرح منظوم گفتہ و در توحید این قصیدہ مآل شیخ عالی است

سبحان خالقے کہ صفاتش ز کبریا — بر خاک عجز مے فگند عقل انبیا

گر صد ہزار سال ہمہ خلق کائنات — فکرت کنند در صفت عزت خدا

آخر بعجز معترف آیند کاے الٰہ — دانستہ شد کہ ہیچ نفہمیدہ ایم ما

انجا کہ بحر نامتناہی است موجزن — شاید کہ شبنمے بکند قصد آشنا

وانجا کہ گوش چرخ بدرّوز بانگ رعد — زنبور در سبوے نوا چوں کند ادا

در جنب نور ذات بود ظلمتے گذر — البدر فی الطلیعۃ والشمس فی الضحا

و در آخر عمر شیخ ترک اشعار کردہ اگر بنوادر سخنی دست دادی در شیوہ رباعی بیان نمودے واین رباعی در نہایت حال گفتہ۔

ہر چیز کہ آں بلائے ما خواہد بود — آں چیز ہمے بلائے ما خواہد بود

چوں تفرقہ در بقائے ما خواہد بود — جمعیت ما فنائے ما خواہد بود

مرغے بودم پریدہ از عالم راز — تا بو کہ برم ز شعب صیدی بہ فراز

چوں ہیچ کسے نیافتم محرم راز　　زاں در کہ در آمدم بروں رفتم باز

اما شیخ در فطرات چنگیز خان بدست لشکر مغول اسیر شد و در قتل عام شہید شد و سبب شہادت او آں بود کہ طوطی روح مبارکش از زندان قفس بدن ملول شد و میخواست کہ بشکرستان وصال رسد تعجیل قتل خود مے نمود گویند کہ مغلے مے خواست کہ شیخ را بقتل رساند مغلے دیگر گفت ایں پیر رامکش کہ خونبہا را و ہزار درم بدہم مغل ترک قتل شیخ کرد شیخ گفت مفروش کہ بہتر ازیں خواہند خرید شخصے دیگر گفت کہ ایں پیر را مکش کہ خونبہا او یک توبرۂ کاہ است بدہم شیخ گفت بفروش کہ بہتر ازیں نمے ارزم شیخ شربت شہادت نوش کرد و بدرجہ سعداو شہدا رسید و کان ذلک فی عاشر جمادی الثانی سنہ سبع و عشرین و ستمایہ و بعضے سنہ اثنی و ثلثین و ستمایہ و بعضے سنہ ست عشر و ستمایہ نوشتہ اند اما سند خرقۂ شیخ عطار خرقہ تبرک از دست سلطان العارفین مجد الدین بغدادی دارد و شیخ عطار در طفولیت نظر از قطب عالم حیدر یافتہ و کارکن کہ مولد شیخ است در نواحی زاوہ است و پدر شیخ ابراہیم بن اسحٰق عطار کدکنی مرید قطب الدین حیدر بودہ و شیخ عطار حیدری نامہ در ایام شباب بنظم آوردہ چوں در ایام صبا بودہ ہر چند بہ نسخہائے شیخ مانند نیست اما بتحقیق سخن شیخ است و بعضے مے گویند کہ حیدریان آں نظم را بشیخ بستہ اند و آں اعتقاد غلط است اما قطب الدین حیدر از ابدال بودہ و مجذوب مطلق محققان معتقد حیدر اند مرد صاحب باطن و اہل ریاضت بودہ و یکصد و دہ سال عمر داشتہ و بعضے گویند یکصد و چہل سال عمر یافتہ و از شاہزادہ خانان ترکستان است و پدر او سالور خان نام بودہ و او مجذوب از مادر متولد شدہ و کرامات و مقامات او مشہور است و در تاریخ سنہ سبع و تسعین و خمسمایہ رحلت کردہ و در زاوہ مدفون است و بعضے وفات او را در سنہ اثنی و ستمایہ نیز نوشتہ اند۔

ذکر ملک العارفین مولانا جلال الدین رومی رہ

وہو محمد بن الحسن البلخی البکری قدس سرہ العزیز پیشوائے محققان عالم و مقبول خواص و عوام دل پاک او مخزن اسرار الٰہی و خاطر فیاض او محیط انوار نامتناہی بود طریقت و مشرب او تشنگان وادی طلب را بزلال عرفان سیراب ساختہ سیرت و مذہب او سرگشتگان تیہ جہالت را

بسرحد ایقان راهبری نموده در تحصیل علوم یقینی عالم ربانی و در مراتب توحید و تحقیق سالک صمدانی رموز و اشارات عالم غیب را بشیوه سخن گستری بیان کرده و طریق عین الیقین را بواسطه علم الیقین ببیان رسانیده۔

موج چون براوج زد آن بحر زخار از شرف   لولو منظوم بر ساحل فگند از هر طرف

زبان قلم از تحریر کمال او عاجز و قاصر است و درینجا شمه از نسبها شنوده و نزد همه طائفه مقبول بوده اصل مولانا از بلخ است و پدر او مولانا بهاء الدین ولد سرخیل علمای بلخ بوده و در روزگار سلطان محمد خوارزم شاه حشمتی یافته و عظمتی تمام یافته و با وجود علم ظاهر در تصوف سخن گفته و اهل بلخ او را عظیم معتقد اند و هرگاه وعظ گفتی در پای منبر او از خاص و عام مجلس عظیم منعقد شدی سلطان محمد بر وحسد برد و بعداوت مولانا برخاست مولانا بهاء الدین از سلطان رنجیده اصحاب و اهل و عیال را همراه برداشته از بلخ بیرون شدند و قسم یاد کرد که سلطان محمد خوارزم شاه تا پادشاه باشد به بلخ و بخارا در نیاید و با اصحاب و متعلقان و فرزندان جماعتی کثیر همراه مولانا بهاء الدین عزیمت حج نمود و در اثنای آن سفر به نیشاپور رسید شیخ فرید الدین عطار بدیدن مولانا بهاء الدین آمد و در آن وقت مولانا جلال الدین کودک بود و شیخ عطار کتاب اسرارنامه را بهدیه بمولانا جلال الدین داد و مولانا بهاء الدین را گفت زود باشد که این پسر آتش در سوختگان عالم زند از نیشاپور عزیمت بیت الله الحرام نمودند و بهر شهر و ولایت که مولانا بهاء الدین رسید مقدم او را اکابر عزیز و محترم داشتندی و از او استفاده علوم ظاهری و باطنی نمودندی و بعد از سفر حجاز عزیمت دیار شام و زیارت انبیا نمود و بعد از چند سال بسیاحت بطرف روم افتاد و در ان حال مولانا جلال الدین و پدرش مرید سید برهان الدین ترمذی بوده اند و سید مردی بزرگ و اهل باطن است و در سفر شام و حجاز با مولانا بهاء الدین مصاحب بوده و در شام بجوار رحمت ایزدی انتقال نمود و در وقت رحیل مولانا را وصیت کرده و گفته که گشاد کار شما در روم خواهد بود و در روزگار دولت سلطان علاء الدین و اصحاب بروم افتادند و اهل روم بغایت معتقد و مرید او شدند و سید علاء الدین بجمیع اقربا و فرزندان ارادت ظاهر ساخته از جمله بلاد روم مولانا بهاء الدین شهر قونیه اختیار کرده بوعظ و افاده مشغول بودندی و سلطان علاء الدین انعام در حق مولانا

تقدیم رسانیدے و مولانا را احترامی زاید الوصف دست داد چنانچہ مولانا در رسالہ نظم کہ در تاریخ پدر و جد خود نوشتہ این ابیات مذکور است۔

چوں بہار ولد بروم رسید حرمت از اغنیا روم بدید
شد مریدش علاء الدین سلطان نہ ہمیں شاہ جملہ الشان

و مولانا بہاء الدین چند سال در روم با علم و افادہ و منصب مقدمے و پیشوائے علمائے روزگار گذرانید و در شہور سنہ احدی و ثلثین و ستمایہ بجوار رحمت حق انتقال کرد و بطریق ارشاد و وصیت مولانا جلال الدین پیشوائے اصحاب و جانشین پدر شد و سلطان ولد درین باب گوید۔

چوں بہار ولد زمان حیات بسر آورد در رہ حسنات
جاں بجاں بخش خویشتن بسپرد رخت ازیں کہنہ دیر بیروں برد
ہیچکس در جہاں نداد نشان کہ بروں شد جنازہ زانسان
چوں بہار زیں جہاں ملال آورد دولتش روئے در جلال آورد

و علم و کمال و عظمت و اقبال مولانا جلال الدین اضعاف پدر بود چنیں گویند کہ چہار صد طالب علم بدرس مولانا حاضر شدندے و سلطان روم از اعتقاد عظیم و بلیغ در حق مولانا بود در اثنائے این حال در طلب دامن گیر مولانا شدہ از عالم ظاہر حضوری بہ یافت و میخواست کہ بواسطہ خود را از قید صورت بسر حد معنی رساند چند صاحب کمال را در روم مولانا دریافتہ مثل شیخ الشیوخ صلاح الدین زرکوب قدس سرہ العزیز کہ خرقہ او بچند واسطہ بشیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی میرسد و ابن اخی کہ از ابدال و اوتاد بودہ و در آخر دست ارادت در دامن شیخ العارفین محقق چلپی حسام الدین میزند۔ و ہذہ الابیات فی الاشہاد۔

اے ضیاء الحق حسام الدین بیار این سیم دفتر کہ سنت شد سہ بار
مدتے این مثنوی تاخیر شد سالہا بایست تا خوں شیر شد

و بعد از مدتے شمس الدین تبریزی قدس سرہ العزیز بسر وقت مولانا رسید و حالات شمس آنست کہ او پسر علاء الدین بودہ کہ از نژاد کیا بزرگ امید است کہ وکیل اسماعیلیان بودہ و خود

علاء الدین از کیش آبا و اجداد تبرا نموده و دفتر و رسایل ملاحده را بسوخت و شعار اسلام در قلاع و بلاد ملاحده ظاهر ساخت شاه شمس الدین را بخواندن علم و ادب پنهان به تبریز فرستاد و او مدتے در تبریز بعلم و ادب مشغول بود و در کودکے از غایت حسن او را در میان عورات نگاه میداشته اند که چشم نااہل و نامحرمے بدو نیفتد و از زنان تبریز زردوزی آموخته و بزردوز از ان سبب مشهور است اما صاحب نظم سلسلة الذهب آورده که شمس الدین را آنکه میگویند که فرزند خاوند علاء الدین که موسوم است بنو مسلمان غلط است و او پسر بزاز بیست از شهر تبریز و بعضے گفته اند که از اصل او خراسان است از ولایت بازر و پدر او بواسطه تجارت بتبریز افتاد و شمس الدین در تبریز متولد شده و بنده میگوید که از هر کجا باشد باش کار معنی دارد نه صورت ذوق در آشنائی عالم ارواح است نه در توالد اجساد بیت

آن کس که ز شهر آشنائیست داند که متاع ما کجائیست

القصه شمس الدین در علوم ظاهر ماهر شد ذوق سلوک و طلب قابلیت اصلی داشت دامن گیر او شده مرید شیخ الشیوخ العارف رکن الدین شد و در معرفت و ریاضت و سلوک مقام عالی یافت و شیخ را در حق او اعتقاد و اهتمامے زیاده از وصف و ست و او را نسبت بشیخ رکن الدین شیخ الاسلام ضیاء الدین ابو نجیب سهروردی قدس سره العزیز میرسد و او مرید شیخ احمد غزالی و او مرید شیخ ابوبکر نساج است و شیخ ابوبکر مرید شیخ ابو القاسم گورگانی و شیخ ابو القاسم مرید شیخ ابو عثمان مرید شیخ ابو علی کاتب است و شیخ ابو علی مرید سید طایفه ابو القاسم جنید بغدادی است و شیخ جنید مرید خال خود شیخ سری بن مغلس سقطی و شیخ سری مرید شیخ ابو محفوظ معروف کرخی است و از شیخ معروف سلسله دو شق است سلسله با مام علی بن موسی الرضا علیه السلام میرسد از و پدر بر پدر تا حضرت مصطفی صلی الله علیه وسلم و شق دیگر معروف مرید ابو سلیمان داؤد طائی است و شیخ داؤد مرید حبیب عجمی است و حبیب عجمی مرید حسن بصری است و حسن بصری مرید امیر المؤمنین علی است چون جوئے به چشمه ولایت ما برسید این سلسله فقر بغایت ما بر سید رضوان الله علیهم اجمعین آمدیم بسر سخن شمس تبریزی روزے شیخ رکن الدین شمس را گفت ترا مے باید رفت و در روم سوخته ایست آتش در وے مے باید زد شمس باشارت پیر

روئے بروم نہاد و در شہر قونیہ دید کہ مولانا بر استر نشستہ و جمعی موالی در رکاب او روان از مدرسہ بخانہ میرود و شمس الدین از روئے فراست مطلوب را دریافت بلکہ محبوب را در جلوہ مولانا روان شد و سوالے کہ غرض از مجاہدت و تکرار و دانستن علم چیست مولانا گفت روش سنت و آداب شریعت شمس گفت اینہا ہمہ از روئے ظاہر است مولانا گفت ورائے این چیست شمس گفت علم آنست کہ بمعلوم رسی و از دیوان سنائی این بیت برخواند۔

علم کز تو ترا نہ بستاند　　جہل از آن علم بہ بود بسیار

مولانا ازین سخن متحیر شد و پیش آن بزرگ افتاد و از تکرار و درس و افادہ باز ماند و ہموارہ شمس را طلب کردی و با او صحبت داشتی و بتنہا با او بسر رفتی و شور و شوغا از موالی و اصحاب برآمد کہ سر و پا برہنہ مبتدعی آمد و مولانا از راہ برد و ہموارہ تشنیع زوندے و شمس الدین از مولانا پنہان بجانب تبریز گریخت و مولانا را سوز اشتیاق این قطب دائرہ محبت در درون شعلہ زدی و بے طاقت شدہ بطرف تبریز آمد و باز شمس را ہمراہ بروم برد و مدتے دیگر روزگار در صحبت او گذرانید باز مریدان و اصحاب مولانا بمعادات شمس الدین مشغول شدند ضرورتا این نوبت عزیمت شام نمود و دو سال شمس الدین در نواحی شام بود و در آرزوئے او مولانا میسوخت و قوالان را مے فرمود تا سرود عاشقانہ مے خواندند و شب و روز بسماع مشغول شدہ بود و اکثر غزلیات کہ در دیوان مولانا مسطور است در فراق شمس الدین گفتہ و گویند در خانہ مولانا ستونی بود چون غرق بحر محبت شدی دست دران ستون زدے و بچرخ آمدی و اشعار گفتے و خواندے و مردم آن اشعار نوشتندے و حالات مولانا طولے دارد و این کتاب تحمل تحریر آن نمے آورد ہر کس را ذوق دانستن حالات مولانا باشد رجوع برسالہ ولدنامہ نماید کہ جمیع این حالات دران رسالہ مندرج است و دیوان اشعار مولانا سی ہزار بیت است و مثنوی را چہل و ہشت ہزار بیت گفتہ اند و بعضے زیادت و بعضے کم نیز گفتہ اند

آنانکہ بسر در طلب کعبہ دویدند　　چون عاقبت الامر بمقصود رسیدند

از سنگ یکے خانہ اعلائے مکرم　　اندر وسط وادی بے زرع بدیدند

رفتند درو تا کہ ببینند خدا را　　بسیار بجستند خدا را و ندیدند

چوں معتکف خانہ شدند از مستی — ناگاہ خطابے ہم ازاں خانہ شنیدند

کے خانہ پرستاں چہ پرستید گل و رنگ — آں خانہ پرستید کہ خاصاں طلبیدند

خوش وقت کسانیکہ چو شمس الحق تبریز — در خانہ نشستند و بیاباں نبریدند

ایں خانہ دل خانہ حق واحد مطلق — خوش وقت کسانیکہ دراں خانہ خزیدند

وہذہ المثنوی المولوی فی معرفۃ الروح۔

خود غریبے در جہاں چوں شمس نیست — شمس جاں باقی ست اورا امس نیست

شمس در خارج اگرچہ ہست فرد — مثل او ہم مے تواں تصویر کرد

در تصور ذات اورا گنج کو — تا در آید در تصور مثل او

من چہ گویم یک رگم ہشیار نیست — شرح آں یاری کہ اورا یار نیست

شمس جاں کو خارج آمد از اثیر — نبودش در ذہن و در خارج نظیر

میرہند ارواح ہر شب از قفس — فارغاں نے حاکم و محکوم کس

رفتہ در صحرائے بیچوں جان شاں — روح شاں آسودہ و ابدانشاں

جاں ہمہ روز از لگد کوب خیال — از زیان و سود و از خوف زوال

نہ صفائی ماندش و نہ لطف و فر — نہ بسوئے آسماں راہ سفر

جان ہائے بستہ اندر آب و گل — چوں رہند از آب و گل باشاد دل

در ہوائے مہر او رخشاں شوند — ہمچو قرص بدر بے نقصاں شوند

روح صافی بستہ ابداں شدہ — آب صافی در گلے پنہاں شدہ

مرغ کو اندر قفس زندانے است — مے نجوید رستن از نادانی است

روحہائے کز قفسہا رستہ است — انبیا شاں رہبر و شایستہ است

آں بزرگاں ایں نگفتند از گزاف — چشم پاکاں روشن افتاد ست صاف

گفتشاں نفسشان و نقششان — جملہ روح مطلق است و نشاں

زیر و بالا پیش و پس وصف تن است — بے جہت ہا ذات جاں روشن است

طفل روح از شر شیطاں باز کن — بعد ازآنش با ملک انباز کن

تا تو تاریک و ملول و تیرهٔ — زانکه با دیو لعین همشیرهٔ

روح را توحید الله چون سراست — غیر ظاهر دست و پائے دیگر است

بحر علمے در نمے پنہاں شده — در سه گز تن عالمے پنہاں شده

جان بے کیفی شده محبوس کیف — آفتاب و حبس عقده است حیف

هر کرا باشد مثل گلشن وطن — کے خورد او باده اندر گولخن

جائے روح پاک علیین بود — کرم باشد کش وطن سرگین بود

خود جهان جان سراسر آگهی است — هر که بے جان است از دانش تهی است

جان اول مظهر درگاه شد — جان جان خود مظهر الله شد

وفات مولانا در شہر قونیہ روم بوده در شہور سنه ۶۷۲ھ مرقدش در قونیه است سن مبارک مولانا شصت و نه سال بوده و بعد از وفات مولانا سلطان ولد که خلف صدق مولانا ست در جائے مولانا و سلطان ولد عارف و محقق عالم بوده است و کتاب ولد نامه بدو مشهور است و دریں روزگار صومعه و خانقاه مولانا درجه اعلی دارد و مقصد زوار است و بر سر روضه مولانا علی الدوام سفره مهیا و فرش و روشنائی مرتب است و بسیار اوقاف بر آں بقدر سلاطین روم مقرر داشته اند و قبر شاه شمس الدین تبریزی در قونیه است و وفات شاه شمس الدین بعد از رحلت مولانا بوده و بعضے گویند که مولانا را جذبه پیدا شده ترک درس و افاده کرده مردم قونیه آں حال را تصور کردند که از سبب شمس الدین است و شمس الدین را دشمن بودند تا فرزندے از فرزندان مولانا را برآں داشتند که دیوار بر سر شمس انداخت اما ایں قول را در ہیچ نسخه و تاریخ که برآں اعتمادے باشد ندیده ام بلکه از درویشان و مسافران شنیده ام لاجرم بایں قول اعتماد را نشاید و آنچه عارف جامی در کتاب نفحات الانس میگوید ایں است که بشیخ شمس الدین تبریزی با مولانا وے صحبتے خاص داشته که جماعت بیباک با یکے از فرزندان مولانا کمین کرده اند و یکے از آں اشارتے بشیخ شمس الدین کرده حضرت شیخ شمس الدین روانی بجسته مولانا گفته که مرا بکشتن مے طلبند و بیرون رفت از آں بے باکاں یکے زخمے بر تن شیخ زدے او نعره زد که از هیبت نعره او همه بیهوش شده اند چوں مولانا بیرون آمد غیر از چند قطره خون از آں سلطان عاشقان اثرے نیافته و در قوت آں

سلطان عارفان اختلاف است العلم عند اللہ۔ بیت

مہر عارف بجز از دیدۂ عارف نشناخت　　　شمس تبریز کند فہم کہ مولانا کیست

اما سلطان علاء الدین کیقباد از نژاد سلاطین سلجوقیہ است و چون سلطان ملکشاہ روم را مسخر کرد برادر خود سلیمان شاہ بسلطنت روم فرستاد و از عہد ملکشاہ تا روزگار غازان خان روم بتصرف سلجوقیہ بودہ است و علاء الدین پادشاہ با عدل و داد و محب علماء بودہ و در حدود ملاذ کرد شہرے بنا کردہ بصفت رومیہ از قیاصرہ مثل او سلطنتے بسر ہیچ پادشاہے را میسر نشدہ و در شہور سنہ سبع و اربعین و ستمایہ ازین دار فنا رخت بدار بقا کشیدہ۔

ذکر افلح المتکلمین مصلح الدین شیخ سعدی شیرازی رہ

ولقب شیخ مصلح الدین است در فضل و کمال و حسن سیرت او صاحب کمالان متفق اند صد و دو سال عمر یافت سی سال بتحصیل علوم و سی سال بسیاحت مشغول بودہ و تمام ربع مسکون را مسافرت و سی سال دیگر بر سجادہ طاعت نشستہ است و راہ و طریق مردان پیش گرفت زہے عمرے بدین طریق صرف شدہ باشد و شیخ در روزگار اتابک سعد بن زنگی بودہ و گویند پدر شیخ ملازم اتابک بودہ وجہ تخلص سعدی بدان جہت است و دیوان شیخ را محمدان شعر گفتہ اند در ابتدائے حال در مدرسہ نظامیہ بغداد و در حلقہ شیخ الشیوخ العارف ابو الفرج ابن الجوزی بتحصیل مشغول بودہ و بعد از ان بعلم باطن و سلوک مشغول گشتہ و مرید شیخ الشیوخ عبد القادر گیلانی است و در صحبت شیخ عبد القادر عزیمت حج نمود و بعد از ان گویند چہاردہ نوبت حج کردہ بیشتر پیادہ و بغزا و جہاد بطرف روم و ہند رفتہ و آن درجہ یافتہ و این باب در بوستان گوید۔ بیت

در اقصائے عالم بگشتم بسے　　　بسر بردہ ایام با ہر کسے

تمتع بہر گوشۂ یافتم　　　ز ہر خرمنے خوشۂ یافتم

حکایت کنند کہ شیخ در آخر حال در شیراز زاویہ در بیرون شہر اختیار کردہ از صومعہ خود بیرون نیامدے و بطاعت و عبادت و مراقبت اشتغال داشتے سلاطین و بزرگان و صلحا بزیارت شیخ رفتندے و طعام ہائے لذیذ بجہت شیخ بردندے و شیخ از انچہ خوردے و از انچہ قسمت کردے و ہر چہ

باقی ماندے در زنبیلے کردے وآں زنبیل را از روزن بالاخانہ آویختے وراہ ہیزم کشان شیراز از زیر
بالاخانہ شیخ بودے ہیزم کشان گرسنہ آں کلیچہ حلوا و بریانہا متکلف را بکار بردند سے گویند کہ شخصے
جامۂ ہیزم کشان پوشیدہ خواست تا بامتحان آں سفرہ را یغما سازد چوں دست بزنبیل
دراز کرد دستش در ہوا خشک شد فریاد برآورد کہ اے شیخ بفریادم رس شیخ فرمود کہ اگر ہیزم
کشی مشقت شب گیر و ضربت خار و آبلہ دستت کو و اگر غارت گر و دزدے کند و سلاح و دل
سختت کو کہ سلیم ہیچ زخمی بنالہ در آمدی و در حال شیخ دعا کرد و آں سیاہ دل بدبخت عافیت یافت
وآں سفرہ نعمت بدو بخشید حکایت آوردہ اند کہ عابدے از صلحاء شیراز کہ بحضرت شیخ
نہانی افکار داشت در خواب دید کہ در عرش جوش و خروشے پیدا شد و جمعے از روحانیان زمزمہ
میکنند چوں نیک استماع کرد میگفتند کہ ایں بیت سعدی شیرازی کہ دریں گفتہ با تسبیح و تہلیل یک سالہ
جمیع ملائکہ مساوی است آں عابد بیدار شد فی الحال عقدۂ انکار از دل کشاد و بدر زاویہ شیخ رفت
دید کہ شیخ بیدار نشستہ و زمزمہ مے کند و ذوقے و حالے دارد و ایں بیت مے سراید و مینویسد ایں
مطلع آں غزل است۔

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار — ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

عابد در قدم شیخ افتاد و شیخ را بر حال مطلع گردانید و بشارت داد و در لطائف و ظرائف نازکی
طبع شیخ را درجہ عالی بودہ و ہموارہ با مستعدان صحبت داشتے و باوجود استغراق حال با اہل فضل
اختلاط کردے و مطائبت و بذلہ گفتے چنانچہ آوردہ اند کہ خواجہ ہمام الدین تبریزی کہ مرد اہل دل
و صاحب فضل و خوش طبع بود و صاحب جاہ و متمول بودہ و معاصر شیخ سعدی است روزے
شیخ در تبریز بحمام رفت خواجہ ہمام نیز بعظمتے تمام در حمام بود شیخ طاسی آب آوردہ بر سر خواجہ
ہمام ریخت خواجہ پرسید کہ ایں درویش از کجاست شیخ گفت از خاک پاک شیراز ہمام گفت
عجب حالی است کہ شیرازی در شہر ما از سگ بیشتر است شیخ تبسم کرد و گفت کہ ایں صورت خلاف
شہر ماست کہ تبریزی در شیراز از سگے کمتر است خواجہ ہمام بہم برآمد و از حمام بدر آمد و شیخ نیز از
حمام بیرون آمدہ بگوشہ نشست و جوانی صاحب جمال چنانچہ رسم است خواجہ را باد مے کرد و
خواجہ ہمام میان شیخ و آں جوان حائل بود در یں حالت خواجہ از شیخ سعدی پرسید کہ سخنہائے ہمام

در شیراز مے خوانند شیخ گفت بلے شہر تے عظیم دارد گفت ہیچ یاد داری گفت یک بیت
یاد دارم . بیت

در میان من و دلدار حجابست ہمام — وقت آنست کہ این پردہ بیکسو فگنیم

خواجہ ہمام را اشتباہ نماند کہ این ہر وسعدی ست سوگندش داد کہ تو سعدی ہستی شیخ سعدی گفت
بلے خواجہ ہمام در قدم شیخ افتاد و عذر خواست و شیخ را بخانہ برد و ضیافت کرد و تکلف ہائے
لطیف مے نمود و صحبت ہائے خوب مے داشتند و خواجہ بیشتر از غزلیات شیخ را جواب میگوید
چوں غزلیات و قصاید شیخ بغایت لطیف است واجب بود زیادہ از دستور درین تذکرہ
نوشتن در توحید و شکر باری تعالی این قصیدہ شیخ راست ۔

فضل خدای را کہ تواند شمار کرد — یا کیست آنکہ شکر یکے از ہزار کرد
آن صانعے لطیف کہ بر فرش کائنات — چندیں ہزار صورت الوان نگار کرد
بحر آفرید و بر و درختان و آدمی — خورشید و ماہ انجم و لیل و نہار کرد
الوان نعمتے کہ نشاید سپاس گفت — و اسباب راحتے کہ نتوانی شمار کرد
آثار رحمتے کہ جہاں سر بسر گرفت — و احمال نعمتے کہ فلک زیر بار کرد
در چوب خشک میوہ و در نے شکر نہاد — وز قطرہ دانہ در شاہوار کرد
مسمار کوہسار بنطع زمیں بدوخت — تا فرش خاک بر سر آب استوار کرد
اجزائے خاک تیرہ بتاثیر آفتاب — بستان و میوہ و چمن و لالہ زار کرد
ابر آب داد بیخ درختان تشنہ را — شاخ برہنہ پیرہن نو بہار کرد
توحید گوے او نہ بنی آدمند و بس — ہر بلبلے کہ زمزمہ بر شاخسار کرد
شکر کدام فضل بجائے آورد کسے — حیران بماند ہر کہ درین افتکار کرد
لال است در دہان بلاغت زبان نطق — از غایت کرم کہ نہان آشکار کرد
بخشندہ کہ سابقہ فضل و رحمتش — ما را بحسن خاتمت امیدوار کرد
اے قطرہ منی سر بیچارگی بنہ — کابلیس را غرور منی خاکسار کرد
پرہیزگار باش کہ دادار آسمان — فردوس جائے مردم پرہیزگار کرد

نابرده رنج گنج میسر نمی شود — مزد آن گرفت جان برادر که کار کرد

هر کو عمل نکرد و عنایت امید داشت — دانه نکشت ابله و دخل انتظار کرد

دنیا که جسر آخرتش خواند مصطفی — جای نشستن نیست بباید گذار کرد

دار القرار خانه جاوید آدمیست — اینجای رفتن است نباید قرار کرد

چند استخوان که هاون دوران روزگار — خورد و چنان بکوفت که خاکش غبار کرد

ظالم نماند و قاعدهٔ زشت او بماند — عادل برفت و نام نکو یادگار کرد

قارون ز دین برآمد و دنیا برو نماند — بازی رکیک بود که موشی شکار کرد

بعد از خدای هر چه پرستند هیچ نیست — بیچاره آنکه بر همه هیچ اختیار کرد

ما اعتماد بر کرم مستعان کنیم — کان تکیه باد بود که بر مستعار کرد

این گوی دولتست که بیرون نمی برد — الا کسی که در ازلش بخت یار کرد

بیچاره آدمی چه تواند بسعی و جهد — چون هر چه بود نیست قضا کردگار کرد

او پادشاه و بندهٔ نیک و بد آفرید — بدبخت و نیکبخت و گرامی و خوار کرد

سعدی جواهر نفس که برآورد در سخن — چون صبح در بسیط زمین انتشار کرد

نقش نگین خاتم دولت بنام آنک — در گوش دل نصیحت وی گوشوار کرد

بالا گرفت و خلعت الا امید داشت — هر شاعری که مدح ملوک اختیار کرد

شاید که التماس کند خلعت قبول — سعدی که شکر نعمت پروردگار کرد

وله

یارب از ما چه صلاح آید اگر تو نپذیری — بخداوندی و لطفت که نظر باز نگیری

ور دو پنهان بتو گویم که خداوند رحیمی — یا نگویم که تو خود واقف اسرار ضمیری

همه مخلوق جهان مستعد مرگ و فناست — تو نئی آن حی توانا که نمردی و نمیری

خالق خلق و فروزندهٔ مشکوة نجومی — رازق رزق و برازندهٔ خورشید منیری

سعدیا مالک ملکست قوی و تو ضعیفی — چاره درویشی و فقر است گدائی و فقیری

وله

منقلب درون جامۂ ناز — چہ خبر دارد از شبان دراز

غافل انجام عشق مے داند — کہ در اول نمے کند آغاز

جہد کردم کہ دل بکس ندہم — چہ تواں کرد باو دیدۂ باز

زینہار از بلائے تیر نظر — کہ چو رفت از کماں نیاید باز

مگر از شوخی تذرواں بود — کہ فرو دوخت دیدۂ باز

محتسب در قفائے رنداں است — غافل از صوفیان شاہد باز

پارسائے کہ خمر عشق چشید — خانہ گو با معاشراں پرداز

ہر کرا با گل آشنائی بود — گو برو با جفائے خار بساز

ہیچ بلبل ندارد ایں دستاں — ہیچ مطرب نیارد ایں آواز

ہر متاعے ز معدنے خیزد — شکر از مصر و سعدی از شیراز

اما شیخ را در کتاب گلستان و بوستان لطایف و ظرایف بسیار است ہر چند آں دو کتاب شہرت تمام دارد چند بیت از بوستان و لطیفہ چند از گلستان لایق نمود درین کتاب نوشتن تا فخر روزگار شود من کتاب بوستان ۔

شنیدم کہ در روزگار قدیم — شدی سنگ در دست ابدال سیم

مپندار کیں قول معقول نیست — چو راضی شدی سیم و سنگت یکیست

خبر دہ بدرویش سلطاں پرست — کہ سلطاں ز درویش مسکیں تر است

گدا را کند یک درم سیم سیر — فریدون بملک عجم نیم سیر

نگہبانی ملک و دولت بلاست — گدا پادشاہ است نامش گدا است

گدائے کہ بر خاطرش بند نیست — بہ از پادشاہے کہ خورسند نیست

وله

شنیدم کہ یک بار در دجلہ — سخن گفت با عابدے کلہ

کہ من فر فرماندہی داشتم — بسر بر کلاہ مہے داشتم

سپہرم مدد کرد و بخت اتفاق — گرفتم ببازوئے دولت عراق

طمع کردہ بودم کہ کرماں خورم　　کہ ناگاہ بخوردند کرماں سرم

من کتاب گلستان حکمت۔

حکیمے را پرسیدند کہ نیک بخت کیست و بدبختے کیست گفت نیک بخت آنکہ خورد و کشت و بدبخت آنکہ مرد و ہشت حکمت مال دنیا وہی بیارے بدہ کہ دستت گیر بالسگی دہ کہ پایت نگیرد فایدہ عمل سلطان گنجست و طلسم یا گنج برگیری یا در طلسم بمیری اما وفات شیخ در محروسہ شیراز در روزگار اتابک محمد شاہ بن سلغر شاہ بن سعد زنگی بودہ و عزیزی در وفات آں شیخ بزرگوار بگوید۔

شب آدینہ بود و ماہ شوال　　ز تاریخ عرب خ ص آ سال ۶۹۱

ہمائے روح پاک شیخ سعدی　　بیفشاند از غبار تن پر و بال

ایضاً ہمائے روح پاک شیخ سعدی　　چو در پرواز شد از روئے اخلاص

مہ شوال بود و شام جمعہ　　کہ در دریائے رحمت گشت غواص

یکے پرسید سال فوت گفتم　　ز خاصاں بود زاں تاریخ شد خاص

و تربت شیخ سعدی اکنوں در شیراز جائے فرح بخش و حوض با صفاست و عمارات بے نظیر آنجاست و مردم را بداں مرقد ارادت است اتابکان شیراز حاکمان خیر و عادل بودہ اند و اتابک ابوبکر بن سعد بن زنگی مردے بس نیکو سیرت و عادل بودہ است در شیراز دار الشفائے مظفری بنا کردہ مساجد و رباطات و بقاع خیر بسیار بنا فرمودہ در شہور سنہ تسع و ستین و ستمایہ بجوار رحمت حق پیوست و بعد از وفات اتابک ابوبکر سعد بن ابی بکر کہ در کرم و فضیلت یگانہ روزگار بود بدو رسید کہ سکہ و خطبہ بالقاب مبارکش مزین شدہ بود در طرطوس بجوار رحمت حق پیوست و عزیزی ایں رباعی مے گوید۔

اے چرخ جفا پیشہ عالی بنیاد　　ہرگز گرہ بستہ مارا نکشاد

ہر جا کہ دلے دید کہ داغے دارد　　داغے دگرش بر سر آں داغ نہاد

و قاضی بیضاوی در نظام التواریخ میآورد کہ در روزگار ملک شاہ بن محمود بن محمد بن ملکشاہ سلجوقی در حدود سنہ ثمان و خمسین و خمسمایہ اتابک سنقر بر ملک شاہ مذکور خروج کردہ و فارس را فرو گرفت مردے شجاع و متہور بود و مسجد سنقری در شیراز او بنا کردہ تا روزگار غازان خان فارس

در تصرف اتابکان سنقری بوده و ایشان والی سلاطین سلجوقیه بوده اند اما بمکارم اخلاق و سیرت نیکوی نیکنامی از میدان روزگار ربوده اند و سلطنت اتابکان در فارس یکصد و بیست سال و کسری بوده و در روزگار غازان خان سلطنت فارس از اتابکیه منتقل بسلاطین مغول شده۔

ذکر شیخ المعارف اوحد الدین مراغه

مرد موحد عارف گرم رو بوده است و با وجود کمال عرفان و سلوک در فضیلت ظاهرے هیچ کمی نداشته مرید شیخ الشیوخ اوحد الدین کرمانی بوده و اوحدی بدان جهت تخلص مے کند و اوحد الدین کرمانی یکے از اکابر اولیاست و مرید شیخ الاسلام والمسلمین شهاب الدین ابوحفص عمر السهروردی بوده و در چهار رکعت نماز خفتن تمام قرآن را ختم کرده و در سلوک مقام عالی داشته خلیفه بغداد المستنصر بالله مرید او شده و این رباعی او راست۔

اوحد دم دل میزنی اما دل کو ‏ ‏ ‏ عمریست که راه میروی منزل کو
تا چند زنے لاف ز زهد و طاعات ‏ ‏ ‏ هفتاد و دو چله داشتی حاصل کو

و شیخ اوحد الدین کرمانی رباعیات مے گفته اما اوحدی مراغی مرحوم فاضل است کتاب جام جم را او نظم کرده و ترجیع او در میان موحدان شهرتے عظیم دارد و دیوان اوحدی ده هزار بیت باشد و سخن با موحدانه مے گوید و ده نامه بنام خواجه ضیاء الدین یوسف بن خواجه اصیل الدین بن ملک الحکما خواجه نصیر الدین طوسی ره گفته بسیار نازک و لطیف فرموده و این قصیده او راست۔

این چرخ گرد گرد کواکب نگار چیست ‏ ‏ ‏ وین اختر ستیزه گر کینه دار چیست
هان اے حکیم هر چه بپرسم جواب گوے ‏ ‏ ‏ تا منکشف شود که درین پود و تار چیست
پروردگار و نفس بیاید شناختن ‏ ‏ ‏ تا نفس خود چه باشد و پروردگار چیست
این اختلاف عنصر و این اختلاف دهر ‏ ‏ ‏ در عین کارخانه هفت و چهار چیست
بوجهل را بخاصمت احمد از چه خاست ‏ ‏ ‏ وآن اتفاق بانی صدیق غار چیست
در یک مکس مجالست زهر و نوش چه ‏ ‏ ‏ در یک مکان موانست گنج و مار چیست
در قرب و بعد پیکر این هر دو نور بخش ‏ ‏ ‏ خرداد و تیر و مهر و تموز و بهار چیست

منزل یکے وراہ یکے در روش یکے — چندیں ہزار تفرقہ در ہر کنار چیست
رومی رخان صورت اعمال صالحان — گرد وجود ایں تن زنگی شعار چیست
آوردنش بعالم وبردن بخاک چہ — پروردنش بشکر وکردن شکار چیست
ایں روز روشن وشب تاریک را چہ حال — ایں خاک ساکن فلک بیقرار چیست
اصل فرشتہ ازچہ ونسل پری زکہ — ویں آدمی بدیں نسب واعتبار چیست
در زیر دار ایں فلک بیگناہ کش — چندیں ہزار پیکر با پا بدار چیست
گوش ملوک از لمن الملک چوں پر است — ایں نخوت وتکبر وایں گیر ودار چیست
اے نقشبند صورت ومعنی بگو کہ تا — زیں نقشہا اراوت صورت نگار چیست
تا کے دوی چنیں بہ یمین ویسار جان — نادیدہ ایں قدر کہ یمین ویسار چیست
یا ما ہزار گونہ مباہات مے کنی — اے مدعی بگو کہ یکے از ہزار چیست
از روز آمدن تو اگر واقفی بعلم — در روز رفتن ایں فزع زینہار چیست
یا در حصار ایں فلک تیز گردشیم — از وہمال بے خبر کہ درون حصار چیست
با اوحدی زآتش دوزخ سخن مگو — در دست ایں شکستہ دل خاکسار چیست
چوں بود اوحدی ز میان رفت بر کنار — چوں غیر حق نماند بگو خاکسار چیست

واین غزل ہم اوراست۔

بر گل از عنبر کمندی بستۂ — گرد ماہ از مشک بندی بستۂ
میوہ وصلت بما کمتر رسد — زانکہ بر شاخ بلندی بستۂ
تا بہ بستی بار تیر اے پسر — بر دل ہم کوہ کمندی بستۂ
عاشقانے را کہ در دام تو اند — چند را کشتی وچندی بستۂ
اوحدی را کے پسندے بعد ازیں — زانکہ دل در ناپسندی بستۂ

وشیخ اوحدی غزلیات عاشقانہ واشعار عارفانہ خوش میگوید وبغایت سخن اوپر حال است
حکایت کنند کہ کتاب جام جم را شیخ اوحدی در اصفہان نوشتہ در قریب یکماہ چہار صد سواد مستعدان
روزگار ازاں کتاب بر داشتہ اند باوجود جم اندک آں کتاب را بہ بہائے بسیار خریدہ وفروخت میکردہ اند

seldom met with / little read

وآں کتاب درمیان مستعدان بسیار مکرم بود ودریں روزگار آں نسخہ متروک است والحق آں نسخہ
درآداب طریقت مستحسن نسخہ ایست ویک بیت از آں مثنوی نوشتہ اند تا وزن ابیات آں را
نمودار ی باشد۔

اوحدی شصت سال سختی دید ۔ تا شبے روئے نیک بختی دید

وظہور شیخ اوحدی در روزگار ارغون خان بودہ ووفات او در اصفہان بعہد دولت سلطان
محمود غازان خان بودہ در شہور سنہ سبع وتسعین وستمایہ ومرقد شیخ اوحدی در اصفہان است
واہل اصفہان اعتقادے بداں مزار دارند وغازان پسر ارغون خان است پادشاہے
سعادت مند وصاحب توفیق بود وبعد از ارغون خان بر تخت سلطنت نشست وجہان را
بہ نور عدل بیاراست وحق تعالیٰ او را بنور اسلام آراستہ واز عالم یگانگی نسیم انس بدل او وزید
واز بیگانگی بیگانگی رسید بدان واسطہ اسلام در لشکر مغول شائع شد وصاحب تاریخ گزیدہ
مے آورد کہ سبب اسلام غازان خان امیر نوروز بن ارغون آقا شد وپیوستہ کیش اسلام را امیر
نوروز فیروز بخت در دل خان آرایش مے داد ونکوہش کفر میکرد تا وقتیکہ سلطان در نواحی زنجان
با بایدو خان مصاف میداد وچوں روبروے شدند لشکر بایدو خان دو برابر لشکر غازان خان بود
غازان خان متوہم شدہ میخواست کہ روگردان شود امیر نوروز فیروز بخت گفت اگر [illegible] امروز براہ
اسلام درآید واز ظلمت کفر بنور ایمان مشرف شود ہر آئینہ حق سبحانہ فتح ونصرت ارزانی دارد
وحق بر باطل غلبہ کند کما قال اللہ تبارک وتعالیٰ قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان
زہوقا خان گفت ہر آئینہ چنین است واگر حق تعالیٰ مرا بر دشمن ظفر دہد عہد کردم کہ بدین
اسلام درآیم واز شرک وکفر تبرا نمایم ہماں ساعت حق تعالیٰ ظفر ارزانی فرمود ولشکر بایدو خان
بے آنکہ جنگ شود ہزیمت شدند وغنیمت بسیار بلشکر غازان خان رسید بعد از دو روز امیر نوروز بعرض
خان رسانید کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نصرت ارزانی داشت خان نیز وعدہ وعہدے کردہ بود وفا رسانید
وچوں نور ایمان در دل خان شعلہ زد وقابل بود وسخن امیر نوروز ہم موثر شدہ بلکہ جذبہ حقانی
کشش وکوشش کرد۔

آنرا کہ بدانیم کہ او قابل عشق است ۔ رمزے بہ نمائیم ودانش را بربائیم

خان فرمود که البته کاملی می باید که ازین دین تا من بواسطهٔ او از کفر تبرا نمایم و بارشاد او مسلمان
شوم و آداب و ارکان مسلمانی ازمن آموزد فی الحال رقعه بشیخ الاسلام مفخر العارفین سلطان المحدثین
صدر الدین ابراهیم بن شیخ العارف المحقق سعد الحق والدین الحموی قدس سره زدند و او را
باسب یام از بحرآباد باندک فرصتی بآذربایجان بردند و بعد از جشنها و طویها و اختیار ساعت
خان غسل اسلام برآورد و بخرقهٔ حضرت شیخ مذکور مشرف شد چون هزار دستان کلمهٔ توحید سرائیدن گرفت
و باتفاق او تمامی امرا و ارکان دولت و لشکریان بدین اسلام مشرف شدند و تهنیت اکابر
نثارها کردند و باطراف ممالک بشارتها فرستادند و فتح نامها نوشتند و این حالت در شعبان المعظم
سنه احدی و تسعین و ستمایه بود و در بناکتی در شهور سنه ثلاث و تسعین و ستمایه نوشته العلم
عند الله و امیر نوروز فیروزبخت با وجود سعادت اسلام بشهادت نیز مشرف شد تخیه درجه عالی که
حق تعالی او را کرامت فرمود و شهادت امیر نوروز در هرات بوده نماز شام سه شنبه بیست و دوم
شوال سنه ست و تسعین و ستمایه۔

ذکر شیخ العارف فخر الدین عراقی رہ

وهو ابراهیم بن شهریار العراقی مولد او همدان است مرد محقق و سالک بوده مرید شیخ الشیوخ
شهاب الدین سهروردی است قدس سره العزیز سخنهای پرشور و عارفانه دارد و در وجد و حال بی نظیر
عالم بوده و موحدان و عارفان سخن او را معتقدند و چندین تصنیف مرغوب در تصوف دارد و لمعات
لمعه از اشعهٔ خاطر پرنور آن بزرگوار است حکایت کنند که شیخ عراقی را هموارہ با صاحب جمالات نظر پاک
اتفاقی بوده روزی حضرت شیخ شهاب الدین را گفتند که عراقی در بازار [illegible] نشسته
ونظاره میکند شیخ عراقی را ملامت کرد و گفت این نظر که تست انگشتی آتش در خانهٔ ناموس درویشان
میزنی آخر نمی بینی که حریفان گیران در کمین اند و بدگویان گوشه نشین عراقی در جواب گفت شیخنا غیر
کجا است که بود و می بینی غالباً شیخ ازین گستاخی عراقی ملول شد و عراقی بدست تضرع و زاری کرد تا
شیخ بدو دل خوش شد و اصلا این جرأت عراقی را نگفت تا او به هند میباید رفت و چند گاه در آن با خستگی
بیچو لقمه در لوته پیاله و دوران سواد و ظلمت میباید رفت شیخ عراقی را حواله شیخ الشیوخ السالک المحقق

بیاید باید

قطب دایرهٔ ابدال و اوتاد فخر الواصلین شیخ بهاء الدین زکریا مولتانی که از جملهٔ خلفای شیخ الشیوخ شهاب الدین مذکور بوده نمود عراقی سفر مولتان و هند پیش گرفت و در خدمت شیخ مولتان بسلوک مشغول شد و در آن سفر او را فتوحی زیاده از وصف دست داد و در حالت سوز و فراق و فرط اشتیاق و دوری از وطن و مهجوری از مسکن اشعار پرشور فراوان گفته و اهل هند را نسبت بعراقی اعتقاد بلیغ دست داد و شیخ بهاء الدین زکریا دختر خود را به نکاح عراقی در آورد و گویند در مدت چهار سال شیخ عراقی در هند چهار ده اربعین بر آورده و شیخ بهاء الدین ذکریا همواره مراقب حال عراقی بودے و اکرام او نمودے و از سخنان شیخ عراقی او را ذوق و حالی پیدا شدے گویند که شبے شیخ بدر خلوت عراقی رسید شنود که عراقی زمزمه میکند و میگوید این غزل مے خواند و مے نوید

نخستین باده کاندر جام کردند ز چشم مست ساقی وام کردند
چو با خود یافتند اهل طرب را شراب بیخودی در کام کردند
برائے صید مرغ جان عاشق ز زلف فتنه جویان دام کردند
بعالم هر کجا رنج و بلا است بهم بردند و عشقش نام کردند
چو خود کردند سر خویشتن فاش عراقی را چرا بدنام کردند

شیخ را بر غریبی و افتقار عراقی رحم آمده گریان شد و گفت وقت آن است نیاز ما و سلام ما بحضرت حقایق پناه شیخ شهاب الدین رسانی و عراقی را اجازت داد و او را بعراق فرستاد و شیخ شهاب الدین قبل از وصول عراقی به بغداد بجوار رحمت حق پیوست و شیخ عراقی از این صورت مهجور شد و بعد از زیارت مرقد مبارک شیخ عزیمت شام نمود و چند وقت در شام بسلوک مشغول بوده در شهور سنه تسع و سبعمایة و شهاب [illegible] در دمشق بجوار رحمت حق واصل شد هشتاد و دو سال عمر یافت و مرقد مبارک او در جبل صالحیه است و در قدم حضرت قدوة العارفین شیخ الشیوخ محی الدین الاعرابی قدس سرهٔ العزیز آسوده است اما شیخ الشیوخ محی الدین اعرابی را نسب بحاتم طائی میرسد و اندلسی است در روزگار خلفا عدی بن حاتم طائی باندلس رفت و آن دیار بگشود فرزندان از نسل او در اندلس ماندند و نسب شیخ محی الدین بدان قبیله میرسد و این رباعی شیخ محی الدین راست۔

قلبی قطبی وقالبی لبنانی سری عشقی ومشربی عرفانی
هارونی روحی وکلیمی عقلی فرعونی نفسی والهوا هامانی

اما نام سلطان محمد خدابنده اولجایتو خان سلطان بوده است ونسب او ازین بیت معلوم میشود که یکے از افاضل گفته۔

شاه الجایتو بن ارغون بن اباقاخان بن هلاکوخان بن تولی بن چنگیزخان

وبعد از ارغون خان غازان خان پادشاه شد واولجایتو از ترس گریخت وچند سال در نواحی کرمان دیهودی ساز یا خربندگان مے گردید وبدان سبب خربنده مے گفته وبعضی گویند چنین است بلکه فرزندانے که بسیار نیکو رویے باشد پدر ومادر او را نام زشت نهند تا چشم زخم بوے کارنکند و ازین جهت او را خربنده میگفته اند ودر سنه ثلاث سبعمایه بعد از وفات غازان خان بر تخت سلطنت قرار یافته پادشاهے عادل وهنرمند وهنرپرور بوده رائے صواب نمائے او همیشه بر رتق ملک مشغول بودے ووزارت بخواجه رشید الدین که در اصل همدانی است داد ووزیرے فاضل بوده ودر تبریز عمارت رشیدیه را او ساخته وازان عالی تر در عالم نشان نمے دهند که بر کتابه آن عمارت نوشته که همانا ویران کردن این عمارت از ساختن آن عمارت مشکل تر است وخواجه رشید تاریخ جامع رشیدی نوشته ورسایل دیگر در حکمت عملی وهندسه وغیر ذالک بدو منسوب است خواجه صاحب کرم وفاضل بوده ودر تعلیه تاریخ باز نموده که کتابت این تاریخ بعد از ادای فریضه صبح بعضے اوراد تا طلوع آفتاب بوده وچون در اوقات دیگر فراغت بواسطه امور ملکی واشتغال دیوانی میسر نبوده وسلطان محمد خدابنده ودر سنه ست عشر وسبعمایه وفات یافته سی وشش سال بعضے سی وهشت سال گفته اند عمر داشت ودر گنبد سلطانیه مدفون است وقلعه شهر سلطانیه از بناهائے اوست۔

ذکر ملک الافاضل خواجه همام الدین تبریزی

دانشمند وفاضل بوده وباوجود فضیلت جامع بر کمال دانش وحکام ووزرا دایم الاوقات طالب صحبت او مے بوده اند عارف وخوش طبع بوده حکایت کنند که نوبتے خواجه هارون بن خواجه شمس الدین صاحب دیوان را بشوق نشاط تماشا بود وچهار صد صحن چینی دران مجلس حاضر گردانیده جاه و

حال علما در روزگار گذشته بدین منوال بوده و این غزل در آن روز بدیهه گفته.

خانه امروز بهشت است که رضوان اینجاست — وقت پرورد دل و جان است که جانان اینجاست
بر سر کوه عجب بارگهی می بینم — کوه طور است مگر موسی عمران اینجاست
مست اگر نقل طلب کرد بیا زار مرو — مغز بادام تر و پسته خندان اینجاست
شکر از مصر به تبریز میارید دگر — بحدیث لب شیرین شکرستان اینجاست
کلبه تیره این رند گدا شاه نشین — شده امروز که با مرتبه سلطان اینجاست
بعد ازین غم مخور از گردش ایام همام — هرچه آن آرزوی جان تو بود آن اینجاست
چه غم از محتسب و شحنه و غوغا کامروز — خواجه هارون پسر صاحب دیوان اینجاست

و خواجه همام الدین از جمله شاگردان خواجه نصیر الدین طوسی است و از اقران مولانا قطب الدین شیرازی است و در شهور سنه ثلاث عشر و سبعمائه وفات یافته در تبریز آسوده است و خانقاه او معین است.

ذکر ملک الشعرا مولانا بدر الدین جاجرمی رح

مرد اهل بوده و در روزگار خواجه بهاء الدین صاحب دیوان باصفهان افتاد و شاگرد خواجه مجد الدین همگر فارسی است و قصیده ابو الفتح بستی را که مطلعش این است

زیادة المرء فی دنیاه نقصان — و ربحه غیر محض الخیر خسران

بفارسی بنظم ترجمه کرده و بسیار مستعدانه گفته و در احکام اختلاج اعضا نسخه منظوم نوشته و اشعار مصنوع بسیار میگوید و این قصیده در صنعت حذف نقط در مدح خواجه بهاء الدین او راست.

که کرد کار کرم هر دو در عالم — که کرد اساس مکارم ممهد و محکم
علاء عالم عادل سوار ساعد ملک — اساس طارم اسلام سرور عالم
ملوک علو و عطارد علوم و مهر عطا — سماک رمح و اسد حمله و هلال علم
سرور اهل محامد هلاک عمر عدو — سر ملوک دلارام ملک و اصل حکم
کلام او همه سحر حلال در همه حال — مراد او همه اعطای مال در هر دم

دل مطهر او همه دم کلام علوم — دم مکرم او مورد صلاح امم

رسوم معرکه او کرده حکم عالم رد — سموم حمله او کرده کار اعدا کم

هم او و هم دل او دار عدل را معمار — هم او و هم دم او در ملک را مرهم

واین غزل هم او راست۔

با عقیق لبش او لعل بدخشان کم گیر — با گل عارض او لالهٔ نعمان کم گیر

سخن سرکشی سرو سهی پیش مگوے — قد یارم نگر و سرو خرامان کم گیر

با وجود لب لعل و خط مشک افشانش — یاد ظلمت مکن و چشمهٔ حیوان کم گیر

شب تاریک جعدش اگر وصل میسر گردد — با رخ چون چشمهٔ خورشید درخشان کم گیر

غمزه اش بین و دگر شوخی عبهر مگوے — خط سبزش نگر و سبزهٔ بستان کم گیر

وصل آن حور پریچهره گرت دست دهد — نام جنت مبر و ملک سلیمان کم گیر

دگرت میل تماشاے گلستان باشد — در جمالش نگر و طرف گلستان کم گیر

بهاء این غزل ای میران شه بدلخواه تو است — از اقالیم جهان شهر سپاهان کم گیر

اما خواجه بهاء الدین پسر خواجه شمس الدین صاحب دیوان است و در روزگار وزارت پدرش حاکم اصفهان بود مردی با تهور و ملیخ بوده و در ضبط و نسق ملک جهد و جهد عظیم داشته چنانچه صاحب تاریخ گزیده میآورد که سیاست او مرتبه بوده که اکابر اصفهان را هرگاه طلب کردی کفن و حنوط ترتیب کردندے و وصیت نامها نوشتندے آنگاه پیش او رفتندے یک نوبت فرزند طفل او دست دراز کرده ریش او را بگرفت سوگند خورد که او را بیاویزد آن فرزند طفل را از ایوان در فوط کرده بیاویختند اکابر اصفهان او را بدین کردار ناملائم دعاے بد کردند و عنقریب جوانمرگ شد و خواجه شمس الدین در مرثیه او این رباعی میگوید۔

فرزند محمد ای فلک هندویت — بازار زمانه را بها یک مویت

در حسرت قد الفت پشت پدر — خم یافته بر مشابه ابرویت

ذکر شیخ حسن اسفراینی رہ

مرد عارف و موحد بوده و مجذوب سالک است و مرید شیخ جمال الدین احمد ذاکر است که از جملهٔ خلفائے شیخ علی لالا است۔ هرچند ذکر او داخل سلسله اولیا است اما در شاعری نیز مکمل بوده و اشعار ترکی و فارسی نیکو میگوید و در ترکی تخلص حسن او میکند دیوان او در آذربایجان و روم شهرتے عظیم دارد و این غزل او راست۔

شوخ و بیرحم فتاده است نگارم چکنم — برد اندیشهٔ او صبر و قرارم چکنم
سرزنش میکنندم خلق که زاری تا کے — من دل سوخته چون عاشق زارم چکنم
ماه رویم چو بدیدار نیامد روزے — شب تاریک ستاره شمارم چکنم
یار دل برد و بپرداخت بدلدارے من — او ز من فارغ و من بے دل و یارم چکنم
غم معشوق در افگند ز پایم چه دوا — گشت از عشق پریشان سر و کارم چکنم
چون خدا در دو جهان سوئے نکو دار روا است — منکه پور حسنم دوست ندارم چکنم

اما شیخ الشیوخ قطب الفلک الولایت رضی الدین علی بن سعید لالا قدس سره غزنوی بوده و عم زاده شیخ سنائی است و پدر او همراه حکیم سنائی عزیمت کعبه کرده و در خسرو شیر گیر که از اعمال ولایت جوین است کدخدا شده و ولایت شیخ رضی الدین علی لالا در خسرو شیرگیر بوده و در تمامی ربع مسکون سیاحت کرده و از چهارصد شیخ بزرگ اجازت ارشاد ستانیده و در آخر دست بیعت بشیخ ابوالجناب نجم الدین کبری داده و ابوالرضا بابا رتن هندی را در هندوستان دریافته و بابا رتن شانهٔ از شانه هائے خود رسول بابد داده بود و جان بحق تسلیم کرده و مے گویند بابا رتن صحبت مبارک رسول دریافته است و بعضے گویند که از حواریان عیسیٰ است و عمر بابا رتن یک هزار و چهارصد سال مے گویند اما وفات شیخ رضی الدین علی لالا قدس سره در شهور سنه اثنی و اربعین و ستمایه بوده هفتاد و شش سال و بعضے هفتاد و نه سال میگویند عمر یافت و شیخ الشیوخ سعد الملة والدین الحموی قدس سره هشت سال بعد از وفات شیخ علی لالا بجوار رحمت حق پیوست و عزیزی در تاریخ وفات شیخ سعد الدین میگوید۔

وفات شیخ جهان شیخ سعد دین حموی — که نور ملت اسلام و شمع تقوی بود
بروز جمعه نماز دگر به بحر آباد — بسال ششصد و پنجاه عید اضحیٰ بود

ذکر سیّد العارف امیر سید حسینی قدس سرهٗ

سالک مسالک دین و عارف اسرار یقین است و رموز حقایق کنز معانی بوده و در فضیلت علوم جنید ثانی خاطر پر نور او گلشن راز و طوطی نطق او عندلیب خوش آواز و هو حسین بن عالم بن حسن الحسینی اصل سید از غور است اما در اکثر اوقات سیاحت کردی و مسکن سید شهر هرات بوده و سند خرقه سید بسلطان المشائخ شهاب الدین سهروردی میرسد سالها بسلوک مشغول بوده و با بسیارے از اکابر صحبت داشته حکایت کنند که شیخ العارف فخر الدین عراقی و شیخ اوحدی و سید حسینی هر سه فاضل مریدان شیخ شهاب الدین سهروردی بوده اند و سالے چناں اتفاق افتاد در کرمان بخانقاه شیخ اوحد الدین هر سه بخلوت نشسته هر کدام در اثنا اربعین از سفر عالم ملکوت سوغاتی بخدمت شیخ رسانیدند شیخ عراقی لمعات و شیخ اوحدی ترجیع که بغایت مشهور است و سید حسینی کتاب زاد المسافرین بعد ازاں که شیخ هر سه را مطالعه کرد فرمود که حق تعالیٰ وجود شریف سه دُر دریائے یقین را همواره از وفات محفوظ دارد که عجب سه گوهر یگانه از کان حقایق بیرون آورده اند فاما چوں این فرقه مسافران ممالک یقین اند آنکه زاد المسافرین آورده سیلح منازل عرفان است چوں به تقریب وصف زاد المسافرین ثبت شد ازاں کتاب فایده نوشتن واجب بود۔

این طرفه حکایتی است بنگر — روزے ز قضا مگر سکندر
میرفت همه سپاه با او — صد حشمت و مال و جاه با او
ناگه به خرابهٔ گذر کرد — پیری ز خرابه سر بدر کرد
پیرے نه که آفتاب پُر نور — در چشم سکندر آمد از دور
پرسید که این چه شاید آخر — این کیست که مے نماید آخر
در گوشه این مغاک دیگر — بیهوده نباشد این چنیں پیر

چوں راند براں مغاک چوں گور   پیر از سر وقت خو نشد دور

چوں باز نگرد سوئے او چشم   پرسید سکندرش بصد خشم

گفت اے شدہ غول ایں گذرگاہ   غافل چہ نشستۂ دریں راہ

بہر چہ نکردی احترامم   آخر نہ سکندر است نامم

دانی کہ منم بہ بخت فیروز   پشت ہمہ روئے عالم امروز

دریا دل و آفتاب رایم   فرق فلک است زیر پایم

پیر از سر وقت بانگ بر زد   گفت ایں ہمہ نیم جو نیرزد

نہ پشت و نہ روئے عالمے تو   یک دانہ ز کشت آدمی تو

دوران فلک کہ بیشمار است   ہر ساعتش از تو صد ہزار است

نہ غول و نہ غافلم دریں کوی   ہشیار تر از توام بصد روی

از روز پسین چو آگہم من   چوں منتظران بدین رہم من

غافل تو کہ از برائے پیشی   مغرور دو روزہ عمر خویشی

با من چہ برابرے کنی تو   چو بندۂ بندۂ منے تو

دو بندہ من کہ حرص و آزند   بر تو ہمہ روز سر فرازند

گریان شد ازیں سخن سکندر   بفگند کلاہ شاہے از سر

از خجلت خود نفیرے زد   سر بر کف پائے پیر میزد

پیر از سر چارہ رہ نمودش   کاندر ہمہ وقت یاد بودش

وفات سید حسینی در شہر ہرات بود در سنہ تسع عشر و سبعمایہ در بیرون گنبد سید السادات در قہندز مصرح مدفون ہست اما سید السادات و ہو عبد اللہ بن معاویہ بن رشید بن عبد اللہ بن جعفر بن ابیطالب پدر او معاویہ بن عبد اللہ بروزگار معاویہ بن ابی سفیان در دمشق متولد شدہ و عبد اللہ بن جعفر صباح پیش معاویہ رفت معاویہ پرسید کہ شنیدم دوشینہ شما را خداوند فرزندے داد چہ نام خواہید کرد عبد اللہ گفت آنچہ شما فرمایید معاویہ گفت در بنی ہاشم معاویہ نام نبودہ مرا التماس از شما آنست کہ این پسر را معاویہ نام کنید عبد اللہ قبول کرد و معاویہ بہدیہ و بیست ہزار درہم بہ عبد اللہ فرستاد چوں آں نام بر پسر او قرار گرفت امیر المومنین حسن از روئے رنجش با عبد اللہ تو

که اشتر بیت اسم الحسین ثمن القلیل و عبدالله بن معاویه بروزگار ولید بن عبدالملک با عبدالرحمن اشعث اتفاق کرده خروج کرد آخر الامر بروزگار ابو مسلم بوقتی که نصر سیار با او در حدود سرخس قتال داشت از راه کرمان بهرات افتاد متعلقان نصر با او محاربه کردند و شهید شد رضوان الله علیه اما کتب نظم و نثر سید حسینی سی نامه است که در آوان شباب گفته است و کنز الرموز و نزهت الارواح و زاد المسافرین و صراط مستقیم و طرب المجالس در آوان پیری گفته و شنوده ام که سید کتابی در معارف و حقایق پرداخته عنقای مغرب نام و آن کتاب را ندیده ام و آنکه مشهور است که سید را مردم هرات در غوغا شهید کرده اند در هیچ تاریخ و نسخه ندیده ام و نخوانده همانا چون سخن عوام است اصل ندارد والعلم عند الله۔

ذکر ملک الشعرا ابن نصوح حسنت افعاله رفع الله درجه

از جمله فضلاء روزگار است و از بزرگ زادگان فارس بوده در روزگار سلطان ابو سعید خان ده نامه نظم کرده بنام خواجه غیاث الدین محمد بن رشید وزیر و میان مستعدان آن نسخه شهرتی عظیم دارد و این رباعی از وست۔

با فاقه و فقر همنشینم کردی ۔۔۔ بی مونس و بی یار قرینم کردی
این مرتبه مقربان در تست ۔۔۔ آیا بچه خدمت این چنینم کردی

ذکر ملک الکلام مولینا محمد بن حسام علیه الرحمة

فضل او زیاده از وصف است و شعرا و ابر مولینا مظفر هروی که از اقران اوست تفضیل میکنند و او از خاف است و در دار السلطنت هراة مسکن داشته و در روزگار ملوک کرت ظهور یافته و این قطعه در مدح ملک شمس الدین کرت گفته و تاریخ ابتدائی دولت او بیان میکند اینست۔

اضاء شمس الدین کرت زمانها ۔۔۔ واجری فی البحر المرادات فلکه
ومن عجب تاریخ مبدا حکمه ۔۔۔ یوافق قول الناس خلد ملکه
فی شهور سنه تسع و عشرین و سبعمایه و او را مستزادی است و خواجه عبدالقادر نائینی تصنیفی

قوی و قولی برآن مستزاد ساخته است۔

آں کیست کہ نظر بر کنارحال گدا را و حضرت شاہے
کز غلغل بلبل چہ خبر باد صبا را جز نالہ و آہے

ہر چند نیم لایق درگاہ سلاطین نومید نیم ہم
کز روئے ترحم بنوازند گدا را گاہے بنگاہے

برخرمن گل ما رسیہ حلقہ کدام است بر روئے تو گیسو
حیف است کہ ہمخوابہ بود ترک خطا را ہندوی سیاہے

زاری و زر و زور بود مایہ عاشق یا رحم ز معشوق
ما را نہ زر و زور نہ خود رحم شما را بس حال تباہے

تا چاہ زنخداں تو شد مسکن دلہا اے یوسف ثانی
صد یوسف گم گشتہ فزون است نگارا در ہر بن چاہے

اندام تو در بند قبا شرط نباشد الا کہ بدوزند
از لالہ سیراب بقد تو قبا را وز غنچہ کلاہے

بر شعر من و حسن تو گر بینہ خواہند از ابن حسام است
بر معجز موسیٰ نبود دست قضا را حاجت بگواہے

و وفات مولانا محمد ابن حسام الدین بروزگار ملک شمس الدین محمد کرت در شہور سنہ سبع و ثلثین و سبعمایہ بودہ و دریں روزگار ابن حسام دیگر بودہ قصاید منقبت را نیکو میگوید ذکر او بجا ئیگاہ خود خواہد آمد۔

ذکر مولانا الفاضل فخر الدین بناکتی رہ

مرد دانشمند و فاضل بودہ در عہد سلطان ابو سعید خان تاریخ بناکتی او نوشتہ و در انساب سلاطین خطا و افسانۂ ہند و حالات یہود و فیاصرہ اطنابی میکند و از مورخان ہیچکس شرح آں حالات چوں او نداده و در شاعری مرتبہ عالی دارد و قصاید غرا و مقطعات محکم گفتہ۔

بازایں عتاب جاناں باما چراست گوئی   پیمان و عہد ایشاں باد و ہواست گوئی
دین و دلبری وشنگی بیموجبی نباشد   ایں سرکشی و شوخی بازاز کجاست گوئی
رخشے بدیں ملاحت قدے بدیں ظرافت   امروز در زمانہ آیا کراست گوئی
بیمار عشق جاناں درماں نمے پذیرد   یکدم جمال جاناں اورا دواست گوئی
با بیدلاں تلطف عیبی نباشد ایجاں   با عاشقاں ترحم بہر خداست گوئی
ہر شام و ہر شامم آید نسیم زلفش   ہمراز و ہمدم او باد صباست گوئی
فخر بناکتی را ارزاں چرا فروشی   اے خولجہ رایگاں ہیں خصم آشناست گوئی

اما سلطان ابوسعید خان پادشاہے نیکو سیرت و صاحب دولت بود و در نوزدہ سالگی بعد از وفات سلطان محمد خدابندہ بر تخت نشست و رعایا را بر کنف امن و امان حمایت داد و از روم تا کنارۂ جیحون خطبہ و سکہ بالقاب ہمایون او موشح بود و بداد و عدل جہاں را بیاراست و رسوم و قاعدہ ہائے بد کہ پیشتر ازو نہادہ بودند بکلی برانداخت و مثالہا باطراف ممالک فرستاد و رعیت را استمالت داد و در تعین اوزان و ذراع و جمعہ و جماعات آں قانونے کہ او نوشتہ باطراف فرستاد و در بعضے بلاد و مواضع در چوب و سنگ کندہ اند و در مساجد نصب کردہ اند و بعضے در عراق و خراسان تا ایں زمان باقی ماندہ۔

بنوبت اند ملوک اندریں سپنج سرائے   کنوں کہ نوبت تست ایملک بعدل گرائے

و در ایام جوانی ازیں جہان فانی بر ریاض جاودانی تحویل فرمود و خلایق از موت او در ایران زمین بسیار اندوہگین شدند و خاک بر سر کردند و تا یک سال در بازارہا کاہ ریختہ بودند و منارہا را پلاس پوشانیدہ و در کوچہا خاکستر بیختہ و خواجہ سلمان در مرثیہ سلطان ابوسعید میگوید۔

گر بنالد تاج و سوزد تخت کے باشد بعید   بر زوال دولت سلطان عادل بوسعید

و عزیزی در رحلت سلطان ابوسعید گوید۔

ثالث عشر ربیع الآخر اندر نیم شب   ہفت صد و سی و شش از ہجرت بحکم کردگار
شاہ عادل دل علاء الحق والدین بوسعید   شد ازیں دنیا ملول و کرد جنت اختیار
با ہزاراں نالہ و زاری خطاب آمد ز چرخ   کی خداوندان جاہ الاعتبار الاعتبار

وبعد از فوت شدن سلطان ابوسعید انقلاب کلی واقع شد وامنیت رخت بربست و فتنهٔ نایم بیدار شد وچون سلطان را خلفی وولیعهدے نبود که بر مستقر خاقانی قرار گیرد وامرائے اطراف تغلب بنیاد کردند ودم از استقلال زدند هر سردارے سلطانے شد وهر شحنه بامیرے قانع نمیشد ملوک طوایف عبارت ازین است در آذربایجان امیر چوبان وشیخ حسن جلایر خروج کردند ودر عراق وفارس محمد مظفر ظفر یافت ودر خراسان سربداران بدیل خانان شدند وعلاءالدین محمد وزیر را بکشتند وبجائے او در خراسان امیر ووزیر گشتند وغوغائے جانی قربانی در طوس ومرو بود واز سرخس تا هرات غریو کوس بود وعیش مردم ختلان از شورش وغوغا تلخ وهمواره آشوب تا ملک بلخ بود القصه از تاریخ سنه ست وثلثین وسبعمایه در حدود سنه احدی و ثمانین وسبعمایه قریب پنجاه سال در ایران زمین ملوک اطراف بایکدیگر گردن نمی نهادند ولایت بولایت وشهر بشهر ودیه بدیه بخصومت مشغول بودند تا شمشیر آبدار قطب دایره سلطنت صاحبقران امیر تیمور گورگان انار الله برهانه از غراب غیرت سر بر نمود وآتش فتنه منطفی شد واز مشایخ شیخ العارف علاءالدوله سمنانی وشیخ عبدالرزاق کاشی واز مولانا نظام الدین هروی صاحب ریاض الملوک واز شعرا خواجو کرمانی ومیر کرمانی وخواجه سلمان ساوجی وعبید زاکانی وناصر بخاری ره در روزگار سلطان ابوسعید خان بوده اند ومرقد سلطان ابوسعید در گنبد سلطانیه است بجنب پدرش سلطان محمد خدابنده۔

ذکر قدوة الافاضل جلال الدین فراهانی

مرد کریم واهل فتوت بوده از دهقانی وزراعت حاصل کردی وفضلا وشعرا را خدمت نمودے شاعر خوش گوی است وتتبع شیخ عارف سعدی مے کند وجواب مخزن اسرار شیخ نظامی دارد ده هزار بیت اناں زیاده وبے نظیر گفته واین داستان از انجاست۔

برزگری داشت یکے تازه باغ — لاله درخشنده درو چون چراغ
سرو وگل وبید کشیده رده — نارو به وسیب بهم ور شده
نرگس سرمست بطرف چمن — هر باره گل یاسمن ونسترن

بر سر هر شاخ سرایندهٔ — هوش بری عقل ربایندهٔ
صاحب بستان چو یکی تنده بیل — از هوس اندر بغل آورده بیل
آب روان کرد بهر گوشهٔ — توشه جان داده بهر خوشهٔ
کرد گذر بر طرف میوه دار — دید یکی مرغک دیوانه وار
چنگل و منقار کشیده دراز — هر چه بهم دید بهم کرد باز
میوه که میکرد و پدر رشته‌بند — پخته و ناپخته برو میفگند
برزگر از کینه چنان برفروخت — کآتش خشمش همه عالم بسوخت
دانه بگسترد و تله برنهاد — مرغک غافل بتله در فتاد
مرد چو دید او که زکمینگه بجست — زد دو سه گام و بسرش برنشست
دام بیفگند و برآهیخت تیغ — تا ببرد گردن او بی دریغ
مرغک بیچاره بنالید زار — گفت جوان مرد بجان زینهار
باد چه افگندهٔ اندر بروت — قوت از من نفزاید ز قوت
دست ز خون ریختن من بدار — تا سه نصیحت دهمت یادگار
پند نخست آنکه محال سخن — هر که بگوید تو باور مکن
پند دوم آنکه زغم درگذر — مال چو از دست شدت غم مخور
پند سوم آنکه مزن آب سوی — در پی چیزی که نیابی مپوی
گوش کن از آنکه نترسی ز رنج — این سه نصیحت که به است از سه گنج
مرد جهان بین کرم آباد کرد — وز پی آزادیش آزاد کرد
مرغک دانا ز کف باغبان — جست چو تیری که جهد از کمان
بر سر شاخی شد و آواز کرد — در دل مرد دگر ساز کرد
گفت چه دانی که زدستت چه شد — یا چه شناسی که حریفت چه بد
بر صفت خایهٔ بط گوهری — در شکمم بود به از کشوری
بخت نبودت که بدست آوری — آنکه همه عمر از آن برخوری

مرد پشیمان شد از آزادیش　　　غصه و غم گشت همه شادیش

باز در آمد بفسون و فریب　　　در هوس باز شده ناشکیب

گفت بمرغ از سر آن درگذر　　　صحبت تو به ز هزاران گهر

مونس من باش شو آرام من　　　تازه کن از وصل خود ایام من

تا چو دل و دیده نکو دارمت　　　گر خوریم خون که نیازارمت

مرغ بخندید و در آمد براز　　　گفت زهے ابله نیرنگ ساز

تا نشنیده بدی احوال مال　　　خون مرا داشته بودی حلال

چونکه شنیدی خبر مال من　　　در کف تو چون بود احوال من

شرط نکرده بدم اے کینه جوے　　　با تو که چیزے که نیابی مجوے

از چه شدی طالب پیوند من　　　زود فراموش شدت پند من

هم نبود خایه بط بے شکی　　　در شکم کوچک گنجشککی

مرغ کز آن بیضه نه افزون بود　　　در شکمش بیضه بط چون بود

این نه محال است که شد باورت　　　هوش و خرد نیست مگر یاورت

مال که خود نیست وگر نیز هست　　　غم چه خوری چونکه برفتت ز دست

تا نخوری بهر گرامی جلال　　　غم نخوری در طلب ملک و مال

اما فراهان قصبه ایست من اعمال قم و در میان ولایت همدان و قم افتاده و صاحب صور اقالیم میآورد که در نواحی فراهان یوز شکاری خوب بدست آید که در اقالیم مثل آن یوز نیست و جهت سلاطین آن یوزها را بتحفه مے برند۔

ذکر ملک الافاضل نزاری قهستانی رح

مردے لطیف طبع و حکیم شیوه بوده واصل او از بیرجند قهستانست و سخنان مقبول و دلپذیر دارد و دستورنامه را در آداب معاشرت گفته است و آن کتاب پیش مستعدان و ظرفا قدرے دارد و این ابیات باستشهاد از آن کتاب وارد میشود تا وزن ابیات معلوم باشد۔

چہل سال مداح میبوده ام　　هنوزش بواجب نه بستوده ام

واین غزل نیز او راست ۔

بیا که موسم عیش است و وقت ذوق و نشاط　　چو سبزه زار بگستر میان باغ بساط
ز بس شقایق گوئی خزانه دار فلک　　بگرد دامن کهسار میکشد سقلاط
خطیب شرم ندارد نشسته بر سر چوب　　زبان بهرزه درازی کشاده چون وطواط
مرا عوام ببانگ ملامت و شنعت　　چنان زنند که قاروره بر عمود نفاط
مگر بدیدن لیلی و گرنه بر ناید　　علاج یک دل مجنون بدست صد بقراط
ولے چه سود که بر قامت نزاری دوخت　　قبای شیفته رائے زمانه خیاط
قد قامت الصلوة بر آمد ز بامداد　　برخیز ساقیا بستان از مدام داد
گر بر حلال زاده حرام است خون رز　　پس آب و نان حرام بود بر حرامزاد
بسیار در محامد شعر گفته ام　　من نیز هم تمام ندارم بنیک یاد
دهقان که در عمارت زرعی میکند　　عمرش مدام در نظر او مدام باد
از جنت خانه میدهدم این خبر نسیم　　یا از بهشت میوز و این خوش خرام باد
شادم بقرض کردن و دادن لوجه مے　　چون من کسے که دید که باشد لوام شاد
کلی طمع مبر ز عنایت نزاریا　　من عبد قد تظلم من رب قد وداد

و نزاری را بعضے موحد و عارف میدانند و بعضے او را از زمرۂ اسمعیلیہ مے گویند هر چند سخنان او بر شیوۂ مے پرستی و آداب معاشرت واقع شده اما معارف و حقایق نیز وارد و از حقیقت سخنان او معلوم میشود که مرد حکیم و محقق بوده و بد اعتقاد بد بهتان است هر چند گستاخیهائے که در شرع ممنوع است ازو صادر شده ۔

بر آستانۂ میخانه گر سرے بینی　　مزن به پائے که معلوم نیست نیت او

حکایت کنند که سلطان اعظم ابو القاسم بابر بهادر از شیخ الشیوخ صدر الدین الرواسی پرسید که چه میگوئید در سخنهائے بلند که بزرگان فرموده اند شیخ فرمود که اگر شیخ محی الدین عربی و جلال الدین رومی و عطار و عراقی و اوحدی و حسینی گفته اند محض ایقان و اصل عرفان است و اگر نزاری و پیر تاج

تولی وتتابعان ایشان گفته اند ضلالت و بدعت و بوالفضولی است این طریق را دزدی
الفاظ نکمل مے نامند بمانا متابع موحد انند این مردم در الفاظ اما وجہ تخلص نزاری بعضے گفته اند
که او مردے لاغر اندام بوده نزاری بدان جهت تخلص میکند و بعضے گفته اند نزار از جمله
خلفائے اسمٰعیلیه است و او خود را بدو منسوب میکند اما وجه دوم بعقل نزدیکتر است چون
سخنهائے او ازان طریق گواهی میدهد و العلم عند الله اما خلفائے اسمٰعیلیه خود را منسوب باسمٰعیل
بن جعفر صادق ؓ میدانند و بعد ازان امام جعفر اسمٰعیل را امام مے دانند و از دیگر ائمه منکرند
اوّل ایشان مهدی است که در سنه تسع عشر و ثلاث مایه در مغرب خروج کرد و آن مملکت را فرو
گرفت و مهدیه را بنا فرمود و اولاد و فرزندان او در مصر نیز بودند و مدتها خلافت کردند و در زمان
مهدی خلیفه عباسی در بغداد خلفائے اسماعیلیه خطبه خواندند و خلفائے بنی عباس در بطلان نسب
مهدی اسماعیلی محضر بخطوط ائمه حاصل کردند که مهدی نانوا بچه ایست از کوفه و نسب او بهتان است
بر اسماعیل بن جعفر الصادق ؓ و قاضی ابو العباس و ابو الحسن الباهلی و ابن فورک و ابو عوانه اسفراینی
و قاضی ابو المحاسن الرویانی که از فحول علمائے روزگار بوده اند خطوط بران محضر نوشته اند و آن محضر تا
بروزگار خلیفه مستعصم بالله در خزائن خلفا بود بوقت هلاکو خان این محضر را خواجه نصیر الدین
طوسی بنزد خلفائے اسماعیلیه فرستاد بدیار مصر

ذکر سراج الدین قمری ؒ

خوش طبع و لطیفه گوئے و سخن شناس بوده همواره ندیم مجلس سلاطین و حکام بودے
اصلش از قزوین است حکایت آورده اند که در روزگار سلطان ابو سعید خان ضعیفه صفیه نام
بزهد و عبادت مشغول شده بود و عوام الناس را بدان زاهده ارادتے و اعتقادے عظیم دست
داده قتقرات خاتون که خواهر رضاعیه سلطان ابو سعید خان بوده بزیارت بی بی صفیه رفته
و سراج الدین دران مجلس حاضر بوده چون طعام خوردند قتقرات خاتون گفت قدرے طعام
نیم خورده بی بی سراج بمن دهید تا بخورم و به تبرک بخانه برم سراج الدین گفت اے خاتون اگر
شما رغبت نمائید من تمام خورده بی بی را دارم قتقرات خاتون ازین سخن بهم بر آمده فرمود

تا سیلے چند بر روئے سراج الدین زوند سراج الدین در مجلس سلطان ابوسعید بسر ود وسے کبود در آمد خان پرسید که مولانا را چه رسیده است گفت اے خداوند لطیفه از ظرفا مردم بهزار دینار میخرند قتقرات خاتون لطیفه از من باده سیلے خرید و فی الحال واصل گردید۔ بیت

رقیب ساخت دو چشم بضرب مشت کبود   دو دجله بود روان چشم من کنون شد نیل

وکیفیت لطیفه بخان تقریر کرد وهرگاه که خان قتقرات خاتون را دیدی خندان شدے و گفتی لطیفه از شاعر خریده سراج الدین قمری را با عبید زاکانی و خواجه سلمان مشاعره و معارضه است وجهت این یک رباعی میان سلمان و سراج الدین قمری تعصب بسیار واقع شده و فضلا هیچ یک را بر یکدیگر فضل نهاده اند و هر دو مصنوع است و این رباعی سلمان راست۔

اے آب روان سر برآورده تست   وے سرو جهان چمن سرا پردهٔ تست
اے غنچه عروس باغ در پردهٔ تست   اے باد صبا این همه آوردهٔ تست

وسراج الدین قمری گوید۔

اے ابر بهار خار پروردهٔ تست   وے خار درون غنچه خون کردهٔ تست
گل سرخوش و لاله مست و نرگس مخمور   اے باد صبا این همه آوردهٔ تست

ذکر ملک الکلام رکن صاین رہ

شاعرے ملائم سخن و فاضل زیبا کلام است و از قاضی زادگان سمنان بوده است و در روزگار طغا تیمور خان تقرب زیاده از وصف یافته و منصب پیش نمازی بدو متعلق بوده۔ وخان امی بوده و ذوقے نداشته که چیزے بخواند همواره مولانا رکن الدین بصحبت خان بودے حکایت کنند که شخصے ازو پرسید که خان هیچ آموخت گفت گر به خان را چیزے آموختن آسان تر است که این خان را یعنی مرده به از زنده است وخان از پس خرگاه این سخن مے شنود فی الحال رکن صاین را بند فرمود و مدتے به بند مقید و محبوس بود و این رباعی خدمت خان فرستاد۔

درحضرت شاه چوں قوی شد رایم   گفتم که رکاب را ز زر فرمایم

آهن چو شنید این حکایت از من — در تاب شد و حلقه بزد بر پا هم

ورکن را اشعار خوب بسیار است و در عراق عجم دیوان او مشهور است و ده نامه گفته و غزلهای
بی‌نظیر و مقطعات از هر نوع در آن درج کرده و مستعد انواست اما طغا تیمور خان از نژاد
سلاطین مغول است و بعد از سلطان ابوسعید پادشاهی استراباد و جرجان و مضافات آن
بر وی قرار گرفت و امرا و سربداران خراسان بدو مطیع و منقاد گشتند و اکثر ولایات خراسان را
مسخر ساخت و هولاکو بهار سلطان در میدان و مرغزار رادکان بودی و زمستان در لب آب
جرجان و سلطان دوین استراباد قشلاق کردی و در مشهد مقدس رضوی عمارتها ساخته اما مردم
دون و بد اصل را تربیت کلی می‌نمود و بر بزرگ زادگان مخالف بودی و دونان را وسیلور غالات
از مال تمغا ارزانی داشت اکابر از و نفور گشتند و سربداران در روزگار او استیلای کلی یافتند و
او براه رسم پادشاهی قناعت داشت و دفع سربداران نمی‌توانست کرد آخر الامر بدست
یحیی کرابی که از جمله بداران بود بقتل رسید و در تاریخ سربداران آورده اند که هر سال جهت ملازمت
و تجدید عهد سربداران از بیهق پیش خان باستراباد می‌رفتند و چون نوبت حکومت بخواجه
یحیی کرابی رسید بر قاعده استمرار بملازمت خان شتافت و در سلطان دوین بمعسکر خان
پیوست و در روز سوم خان بجهت او طوی و دعوتی کشید که او را اجازه دهد خواجه یحیی را شامیانه
زده بودند و دور از خان نشسته و حافظ شقانی در زیر دست شامیانه پهلوی خواجه یحیی بود خواجه
یحیی حافظ را گفت این مغول را امروز می‌توان کشت حافظ گفت همچنین است خواجه حافظ را
گفت بطرف خان رو مردم خواهند گفت که تو سخنی داری و گستاخ دار خود را بخان نزدیک گردان
و ضربتی بدو زن تا من روان شوم و نوکران مدد نمایند و کار او آخر سازیم حافظ بدین نوع خان را
زخم زد و نوکرها شمشیر کشیده و روانه شدند و مردم خان متفرق گشتند و خان را بقتل رسانیدند و بعد از
طغا تیمور خان سلطنت از قوم چنگیز خان بر افتاد و سربداران چیره شدند و حالات تاریخ سربداران
بعد از این خواهد آمد و عزیزی در قتل طغا تیمور خان این تاریخ گوید۔

تاریخ مقتل شه عالم طغا تیمور — از هجرت بود هفتصد پنجاه و چهار سال
در روز شنبه از مه ذیقعده شانزده — کین حال گشت واقع از حکم ذو الجلال

ذکر صاحب قران السعدین و خاتمة الکلام فی آخر الزمان خواجه خسرو دہلوی اعلی اللہ درجته فی اعلا علیین

کمالات او از شرح مستغنی است و فات ملک صفات او بحنا کم عالم غنی گوہر کان ایقان و دُر دریائے عرفان است عشق بازی حقایق را در شیوه مجاز پرداخته بلکه بآغراض حقایق عشق باخته جراحات عاشقان مستهام را از اشعار ملیح او نمک ملیا شد و دلهائے شکسته خستگان را زمزمه خسروانی او مرہم شد پادشاه خاص و عام است از آتش خسرو نام است در ملک سخنوری این نامش نام است و در حق او مرتبه سخن گذاری ختم تمام است قصه کوتاه باید کرد والسلام اما اصل امیر خسرو ترک است و گویند اصل او از شهر کش که آن شهر قبة الخضراء نامید بوده ست و گویند از هزاره لاچین است که در حدود پائے مرغ و قرشی می نشسته اند و در فترات چنگیز خان آن مردم از ماوراء النهر گریخته بدیار هند افتاده بدهلی مقام گرفته اند و پدر امیر خسرو امیر محمود و مهتر متقدم آن مردم بوده است و آبائے امیر خسرو بروزگار سلطان شمس الدین محمد مرتبه امارت داشته اند و سلطان علاء الدین محمد ملک هند با امیر خسرو عنایات مبذول میداشته و امیر خسرو بدرجه امارت رسیده و در ملازمت و اشتغال انواع فضایل را احیا کرده و در معذرت طور ملازمت در خمسه می فرماید ع

مسکین من مستمند بیهوش	از سوختگی چو دیگ در جوش
شب تا سحر و ز صبح تا شام	در گوشه غم نگیرم آرام
باشم ز برائے نفس خود رائے	پیش چو خودے ستاده بر پائے
تا خون نرود ز پائے بر سر	دستم نشود ز آب کس تر
ما حشو زدروغ بر تراشیم	معذور درین چگونه باشیم

و امیر خسرو را در مدح سلطان علاء الدین محمد و اولاد کرام او قصاید و تصانیف است و چون نسیم عالم تحقیق بر ریاض امید او وزید عالم ناکس را در نظر خود خسے دید بارها از ملازمت استعفا خواسته و سلطان علاء الدین ابا نموده آخر الامر بکلی از ملازمت مخلوق مخلوع شد و بخدمت اہل حق

مشغول گشت و دست ارادت بدامن تربیت الشیخ العارف السالک المحقق قدوة الواصلین
نظام الحق والدین قدس سره زد و سالها بسلوک مشغول بوده و مدح امرا و ملوک را در سلوک
از دیوان اشعار محو ساخت خاطر منور داشت و در کشف حقایق مقامات عالی یافت شیخ الشیوخ
نظام الاولیا بارها گفتی که روز حشر امید دارم که مرا بسوز سینه این ترک بخشند و خواجه خسرو مال و اسباب
بسیار در قدم شیخ ایثار کرد۔ و کتاب خمسه را باشارت شیخ نظم کرد چنانچه این دو بیت میگوید۔

جدار خانقاه او به تقدیم | حطیم کعبه را مانند تعظیم
ملک کرده به سقفش آشیانه | چو اندر سقفها گنجشک خانه

اما شیخ نظام الاولیا از اکمل مشایخ هند بوده و مریدان و خویشان شیخ العارف شیخ فرید شکر گنج
است و سلسله او بشیخ الاسلام مرشد طوایف انام شیخ مودود بن یوسف الچشتی میرسد قدس الله سرهما
در جواهر الاسرار شیخ العارف آذری ره آورده است که در نهایت حال شیخ مصلح الدین سعدی
علیه الرحمة با امیر خسرو صحبت داشته و بدیدن از شیراز بهند رفته و خواجه خسرو را نسبت بشیخ
سعدی اعتقادی زیاده از تصور بود و درین بیت اعتقاد خود بیان میکند۔

خسرو سرمست اندر ساغر معنی بریخت | شیره از خمخانه مستی که در شیراز بود

وجائے دیگر فرماید مصرع

جلد سخنم دارد شیرازهٔ سعدی

وفی کل حال ارادت او بشیخ سعدی ظاهر است و دیوان خواجه خسرو را فضلا جمع نتوانستند کرد
چه از روی انصاف تامل نمودند که بحر در ظرف نگنجد و علم لدنی در حرف نیاید و سلطان سعید بایسنغر خان سعی
و جهد بسیار نمود در جمع نمودن سخنان امیر خسرو غالباً یکصد و بیست هزار بیت جمع ساخته و بعد از آن دو هزار
بیت از غزلیات خسرو جائے یافته اند که در دیوان او نبوده و دانسته است که جمع نمودن این اشعار امری
متعذر الحصول و آرزوی متعسر الوصول است ترک کرده است و امیر خسرو در یکی از رسایل خود نوشته
که اشعار من از پانصد هزار بیت کمتر است و از چهارصد هزار بیشتر است و خمسه امیر خسرو هژده هزار بیت
است و خمسه نظامی بیست و هشت هزار بیت عجب است در بعضی سخنان اطناب و در بعضی ایجاز هر آئینه
ایجاز فصاحت و بلاغت مطلوب و مرغوب است و امیرزاده بایسنغر خمسه امیر خسرو را بر خمسه نظامی

تفصیل دادے و خاقان مغفور الغ بیگ گورگان انار الله برهانه قبول نه کردے و معتقد نظامی بودے و درمیان این دو شهزاده فاضل بکرات جهت این دعوے تعصب دست داده اگر آن عصبیت درین روزگار بودے خاطر نقاد جوهریان بازار فضل این روزگار که عمر شان بخلود پیوسته باد راه ترجیح نمودندے در رفع اشتباه کردندے القصه معانی خاص نازکیهاست امیر خسرو و سخنان پرشور عاشقانه او آتش در نهاد آدمی مے زند و در توحید این دو بیت امیر خسرو راست۔

قطرهٔ آبے نخورد ماکیان تا نکند روئے سوئے آسمان

در معراج رسول صلی الله علیه و آله میفرماید۔

بر آن آئینه دل وابست آه که در معراج او شک راه بد راه

و در نازکیها چون در خمسه او تفکر کنند نکتها هست که وصف نتوان کرد از انجمله است۔

خرے را که نیمار خر بنده کشت سر چو در شکم به که سی من پشت

و در نهایت حال امیر خسرو اشعار خود را چهار قسم ساخته و بعضے قسم گفته اند با پنج است و هر قسمے را باسمے موسوم گردانیده و این است آن اقسام تحفة الصغر اشعار ایام شباب وسط الحیات اشعار آغاز سلوک و حال کهولت غرة الکمال اشعار ایام تکمیل و اول روزگار شیخوخت و بقیة النقیه اشعار ایام نهایت فقر و روزگار پیری و ما ازین چهار قسم از هر قسمے غزلے اختیار نموده ایم و ثبت کرده ایم۔

من تحفة الصغر غزل۔

دل شد ز دست و بر مژه از خون نشان بماند	جان رفت و یار گم شده بر جاے جان بماند
دنبال یار رفته روان کردم آب چشم	آن رفته خود نیامد و اشکم روان بماند
از ناخن ار چه سینه کنم کے به دل شود	داغے که در درون جانم نشان بماند
هر هم نکرد ریش مرا پند دوستان	و اندر دلم جراحت گفتار شان بماند
اے دیده ماجراے دل خون شده مگو	با دوستان بگو که مرا از زبان بماند
یکچند هر که هست بود مست و بت پرست	عمرے گذشت این دل من هم بدان بماند
مارا وداع کرد دل و دین هر چه بود	الا سر نیاز که بر آستان بماند
گفتم کنم به توبه سبک دستئے ولے	دست صلاح در نه رطل گران بماند

بیخواست دوست عذر جفاہاے وخیال — صد تیر آہ نیم کشم در کمان بماند
خسرو ز آہ گرم بر آتش نہاد نعل — بر ہر زمین کہ از سم اسپش نشان بماند

من وسط الحیات واین غزل بدیہہ مے گوید پیش سلطان علاء الدین در میدان گوے بازی۔

شاہ قبا چست کرد و رخت بمیدان برید — این سر و سر کہ ہست در خم چوگان برید
غمزہ زن یار رسید ساختہ دارید جان — یوسف ما باز گشت مژدہ بکنعان برید
دست بدامان او نیست ببازوے کس — بو الہوسان فضول سر بگریبان برید
در صف عشاق چون لاف عیاری زنند — ماتم جان وابیاست گر نمکش جان برید
از لبش امروز اگر توشہ شود بوسہ — بہر چہ فردا بجان منت رضوان برید
مست خراب مرا حاجت نقلی اگر — مست دل خام سوز سوے نمکدان برید
نیست دل چون منی درخور شاہین شاہ — پارہ مردار بر سگ دربان برید
مرغ بیابان عشق خار مغیلان خورد — مژدہ وصل شکر بر مگس خوان برید
بر دو رخ از خون نوشت خسرو خستہ حال — وہ کہ ز درماندہ قصہ بسلطان برید

من غرة الکمال غزل۔

خم تہی گشت و ہنوزم جان ز می سیراب نیست — خون خود خور آخرا ای دل چون شراب ناب نیست
نالہ زنجیر مجنون ارغنون عاشقان است — ذوق آن اندازہ گوش اولو الالباب نیست
عشق خصم من بس است اے چرخ تو زحمت مکش — ہر کجا جلاد باشد حاجت قصاب نیست
پادشاہ گو خون بریزد شحنہ گو گردن بزن — بہر جانی ترک جانان مذہب احباب نیست
ہان و ہان اے عقل از غمخواری ما درگذر — کاندرین جا بہتر از دیوانگی اسباب نیست
گر جمال یار نبود با خیالش ہم خوشیم — خانہ درویش را شمعے بہ از مہتاب نیست
کافر مردم شکار ایک زمان آہستہ باش — کاہوے بیچارہ را با تیر ترکان تاب نیست
تشنہ خواہی مردن اے دل زان لب خندان درگذر — کان چہ را گر بکاوی خون بر آید آب نیست
گفتہ بودی خسروا در خواب رخ بنمایمت — این سخن بیگانہ را گو کآشنا را خواب نیست

غزل من بقیۃ النقیہ۔

جوان و پیر که در بند مال و فرزندند ... نه عاقلان که طفلان ناخردمندند

جماعتے که بگریند بهر مال و منال ... یقین بدان تو که بر خویشتن همی خندند

خوشا کسان که گذشتند پاک چون خورشید ... که سایه بر سر این خاکدان نیفگندند

بخانهٔ که ره جان همی توان بستن ... چرا بلند کسانیکه دل همی بندند

بسبزه زار فلک طرفه باغبانانند ... که هر نهال که بنشاندند باز بر کندند

جمال طلعت همصحبتان غنیمت دان ... که میروند نه ز انسان که باز پیوندند

بقا که نیست درو حاصلی همه هیچ است ... چو بنگری همه هر دم بهیچ خورسندند

بساز توشه ز بهر مسافران وجود ... که میهمان عزیزند روز کے چندند

اگر تو آدمی در سگان بطنز مبین ... که بهتر از من و تو بندهٔ خداوندند

ترا به از عمل خیر نیست فرزندی ... که دشمن اند ترا زادگان نه فرزندند

مجوی دنیا اگر اهل همتے خسرو ... که از همای بهر واز میل نپسندند

وامیر خسرو با وجود فضایل صوری و معنوی در علم موسیقی وقوف تمام داشته و نوبتے مطربے با او بحث کرد که علم موسیقی از جملهٔ علوم ریاضت است و بشرف از علم شعر و شاعری افضل است وامیر خسرو در الزام متغنی این قطعه گفت۔ قطعه

مطربے میگفت خسرو را که اے گنج سخن ... علم موسیقی ز علم شعر نیکوتر بود

زانکه آن علمیست کز دقت نیاید در قلم ... لیک این علمیست کاندر کاغذ و دفتر بود

پاسخش دادم که من در هر دو معنی کاملم ... هر دو را سنجیده بر وزنی که آن در خور بود

نظم را کردم سه دفتر ور بتحریر آمدے ... علم موسیقی سه دفتر بودے ار باور بود

فرق من گویم میان هر دو معقول و درست ... گر دهد انصاف آن کز هر دو دانشور بود

نظم را علمے تصور کن بنفس خود تمام ... کو نه محتاج اصول و صوت خنیاگر بود

گر کسے بے زیر و بم نظمے فرو خواند رواست ... نے بمعنی هیچ نقصان نے بنظم اندر بود

ور کند مطرب بسے هو هو و ها ها در سرود ... چون سخن نبود همه بے معنی و ابتر بود

نائے زن رابین که صوتے دارد و گفتار نے — لاجرم در قول محتاج کسے دیگر بود
پس درین معنی ضرورت صاحب صوت و سماع — از برائے شعر محتاج سخن پرور بود
نظم را حال عروسی دان و نغمه زیورش — نیست عیبے گر عروس خوب بے زیور بود
من کسے را آدمی دانم که داند این قدر — ورنداند پرسد از من ورنپرسد خر بود

این قطعه او راست در تاسف اقربا۔

رفتم سوئے خطیره و بگریستم بزار — از هجر دوستان که اسیر فنا شدند
ایشان کجا شدند تا چو گفتم خطیره هم — داد از صدا جواب که ایشان کجا شدند

من مقطعات فی مذهب الدهر۔

اقبال را بقا نبود دل برو منه — عمرے که در غرور گذاری هبا بود
ور نیست باورت ز من این نکته شریف — اقبال را چو قلب کنی لابقا بود

وله فی شکایت الزمان۔

خسرو چه حالت است که در دهر عالمان — از جاهلان دون دونی باز پس ترند
این نکته را ببین و بانصاف خوش برائے — کز چار حرف قطره دو دریا برابرند

این رباعی را در عشق میفرماید۔

از شعله عشق هر که افروخته نیست — با او سر سوزنی دلم دوخته نیست
گر سوخته دل نه ز ما دور که ما — آتش بدلے زنیم کو سوخته نیست

از واردات خسروی زیادت ازین این تذکره تحمل نکند چه بحر مواج در حوزهٔ حوضے نگنجد
از ان روز زیاده ازین درین باب خوضے نرفت اما امیر خسرو زندگانی زیاد یافت و در شهور سنه
خمس و عشرین و سبعمایه سمند مراد از دهلیز تنگ هستی بچابک دستی بسیاحت میدان لامکان جهانید
و طوطی روح خود را از قفس حواس وا رهانید و بشکرستان وصال رسانید و مرقد مبارکش در شهر
دهلی است در خطیره مشایخ طریقت او شیخ فرید شکرگنج و شیخ نظام الاولیا قدس سرهٔ و چون
قصاید شریفه مثل بحر الابرار و مرآة الصفا و انیس القلوب شهرتے یافته و فضلاء روزگار بجواب
قصاید او مشغول شده اند و داد فصاحت و بلاغت داده درین تذکره بقلم در نیاید و بعد از

خمسه خواجه خسرو را چندین رساله نظم و نثر است مثل قران سعدین که در حق علاء الدین ملک دهلی گفته و دول رانی و خضر خانی مناقب هند تاریخ دهلی و نه سپهر و خزاین الفتوح و قانون استیفا وغیره ذلک اما سلطان محمد تغلق شاه در دیار هند پادشاه بزرگ نقش مبارک پی صاحب دولت بوده و در دهلی عمارات ساخته و حوض خاص را از روی اخلاص عمارت فرموده پادشاهی مجاهد و غازی و دانشمند و شاعر پرور بود تا دیار فتوح بکشود و شعرای خراسان از صیت جلال و آوازهٔ نوال او بهند رفته بمدایح او و آل و احفاد کرامش قصاید و تصانیف پرداختند و از اکرام ثلمه او زله ها ساختند و در حدود سنه اثنی عشر و سبعمایه از حضیض النبی باوج قابی تحویل فرموده مولانا مظفر هروی در تاریخ فوت او و ملک شمس الدین کرت این قطعه گوید در یک سال هر دو وفات یافته اند۔

بروز رزم چو کاؤس کی محمد کرت　　نهاد بر دل سهراب کی محمد کرت
خدیو کشور اول محمد تغلق　　برفت و در عقبش شاه کی محمد کرت

ذکر ملک الکلام خواجه حسن دهلوی رح

او نیز از جمله مریدان و اصحاب شیخ نظام الاولیا بوده و خواجه خسرو و او خواجه تاشان طریقت اند و او خواجه زاده نیست از شهر دهلی و در شعر تتبع خواجه خسرو میکند و شیرین کلام است و سخن پر حال و سهل ممتنع دارد اگرچه پر چاشنی نیست اما الغایت با کل نزدیک در وان است هر و گذشته و اهل طریق بوده و او نیز بر سبیل خواجه خسرو مال و اسباب بیادی و استعداد خود را در قدم شیخ ایثار کرده و در روش فقر مردانه سلوک کرده حکایت کرده اند که حسن در دستگاه دکان خبازی نشسته بود و شیخ نظام الاولیا به بازار با جمعی از اصحاب میگذشت و خواجه خسرو نیز همراه بود چون چشم خسرو بر حسن افتاد منظری زیبا دید و حرکات موزون و قابلیت در و مشاهده کرد از حسن سوال کرد که نان چگونه می فروشی حسن گفت نان در پله ترازو می کنم و اهل سودا را می فرمایم تا زر در مقابل می نهند هرگاه زر گران ترا ید مشتری را روان می کنم خواجه خسرو گفت اگر خریدار مفلس باشد مصلحت چیست گفت در دو نیاز به وجه بر میدارم خواجه خسرو ازین نوع کلام حسن حیران بماند و کیفیت بشیخ عرض کرد و حسن را

نیز در وطلب دامن گیر شد و بخانقاه شیخ آمد و ترک دکان دوکانداری نمود و هر آینه نظر مردان خدا عبث نباشد۔

آن را که بدانیم که او قابل عشق است ‌ ‌ هر چند بنمائیم و دلش را بربائیم

دیوان خواجه حسن درین روزگار عزیز و کم است و صاحب نظران و مستعدان را بسخن خواجه حسن اعتقادی والتفاتی زیاده از تصور است و چون بین الخواص والعوام سخن او شهرتی عظیم دارد زیاده از غزلی در اینجا ثبت نشد۔

ساقیا می ده که ابری خاست از خاور سفید ‌ ‌ سرو را سپهر شد صبا برگ را چادر سفید
باده در جام بلورین ده مرا گر میدهی ‌ ‌ خوب باشد آب شراب لعل را ساغر سفید
ابر چون چشم زلیخا هر یوسف شد الم بار ‌ ‌ لالها چون دیده یعقوب پیغمبر سفید
عنکبوت غار را گفتم که این پرده چه بود ‌ ‌ گفت مهمان عزیز آمد که کردم در سفید
ای حسن اغیار را هرگز نباشد طبع راست ‌ ‌ راستی این زاغ را هرگز نباشد پر سفید

و فضلا این غزل را جواب بسیار فرموده اند و هیچ جواب این بحال نرسیده و تاریخ وفات خواجه حسن معلوم نبود۔

ذکر ملک الفضلا خواجو کرمانی ره

از بزرگ زادگان کرمان بوده و صاحب فضل و خوشگوئی است و سخن او را بزرگان و فضلا در فصاحت و بلاغت بی نظیر دانند و او را نخل بند شعرا می نامند و او همواره سیاحت کردی و در کرمان قرار نیافتی و کتاب همای و همایون را در بغداد نظم کرده و در آن داستان داد سخنوری داده و غزلیات مرغوب درج کرده و از فرط اشتیاق بوطن مالوف در آن داستان این چند بیت میگوید این است

خوشا باد عنبر نسیم سحر ‌ ‌ که بر خاک کرمانش باشد گذر
خوشا وقت آن مرغ دستان سرای ‌ ‌ که دارد در آن بوم ماوا و جای
زمین تا چه آمد که چرخ بلند ‌ ‌ از آن خاک پاکم بغربت فگند

ببغداد بهر چه سازم وطن　　که ناید بجز دجله در چشم من

و در اثنای سیاحت بصحبت شیخ العارف قدوة المحققین رکن الملة والدین علاء الدوله سمنانی رسید و مرید شیخ شد و سالها در صوفی آباد و صوفی بود و اشعار حضرت شیخ را تتبع نموده و این رباعی در حق حضرت شیخ او است. رباعی

هر کو بره علی عمرانی شد　　چون خضر بسر چشمهٔ حیوانی شد
از وسوسهٔ غارت شیطان وارست　　مانند علاء دوله سمنانی شد

و این غزل در توحید خواجو فرماید.

سبحان من تقدس بالجود والجمال　　سبحان من تعزز بالعز والکمال
آن صانعی که صنعت او هست بر دوام　　وان قادری که قدرت او هست لایزال
کیوان بحکم اوست درین پیر پاسبان　　مریخ ز امر اوست درین قلعه کوتوال
در گوش آسمان کند از زر مغربی　　هر مه بامر کن فیکون حلقهٔ هلال
گاهی بر آسمان کشد ابرش زال زر　　گاهی بآفتاب دهد تیغ پور زال
خواجو گر التماس ازین در کند رواست　　از پادشاه عنایت و از بندگان سؤال

وله

نزد صاحب نظران ملک سلیمان باد است　　بلکه آنست سلیمان که ز ملک آزاد است
آنکه گویند که بر آب نهاده است جهان　　مشنو ای خواجه که تا درنگری بر باد است
خیمهٔ انس مزن بر در این کهنه رباط　　که اساسش همه بی موضع و بی بنیاد است
دل درین پیرزن عشوه گر دهر مبند　　کو عروسی است که در عقد بسی داماد است
هر زمان مهر فلک بر دگری می افتد　　چه توان کرد که این سفله چنین افتاد است
خاک بغداد بخون شهدا می گرید　　ورنه آن شط روان چیست که در بغداد است
آنکه شداد در ایوان زر افگندی خشت　　خشت ایوان شده اکنون ز سر شداد است
گر پر از لالهٔ سیراب بود دامن کوه　　نیست آن لاله که خون جگر فرهاد است
حاصلی نیست بجز غم بجهان خواجو را　　خرم آن کس که بکلی ز جهان آزاد است

و دیوان خواجو بیست هزار بیت مصنوع باشد بر قصاید غرّا و مقطعات و غزلیات مستحسن
و چهار مثنوی دارد و رای همای و همایون از آنجمله روضة الازهار است جواب مخزن الاسرار
و بغایت مطبوع است و این تذکره زیاده ازین که نوشته شد تحمل ندارد وفات خواجو در شهور سنه
اثنین و اربعین و سبعمایه بوده است اما شیخ العارف رکن الملة والدین علاء الدوله سمنانی و هو
احمد بن محمد احمد البیابانکی کمال او از شرح مستغنی است و رسوم صوفیه را احیا داده و بعد از شیخ جنید
بغدادی قدس سره هیچکس چون او قدم درین طریق ننهاده و در رساله که تصنیف فرموده و موسوم است
بمفتاح میگوید که هزار طبق کاغذ در راه و رسم تصوف سیاه کردم و صد هزار دینار را ملک پدری و
میراث صرف و وقف صوفیان نمودم و شصت سال بدعاگوئی و نیک خواهی مسلمانان بسر بردم
اکنون پیر و عاجزم ترک همه گفتم و بگوشه نشستم و در بر روی خلق بستم در حکایت آورده اند که
شیخ در ایام شباب بملازمت ارغون خان مشغول بودی و عم شیخ ملک شرف الدین سمنانی از مقربان
پادشاه ارغون خان بوده روزی که خان با علی اینیاق در زیر قزوین حرب میکرد شیخ را
در آن روز جذبه رسید قبا و کلاه و اسپ و سلاح را گذاشته از اردوی خان بی اجازه بطرف
سمنان روان شد و بعد ازان در خانقاه سکاکیه سمنان مدتی بهم صحبتی اخی شرف الدین سمنانی بعبادت
مشغول بوده و چندانکه خان مراعات و استمالت داده از خرقهٔ فقر بجامهٔ اهل دنیا در نیامده
و بعد ازان عزیمت دار السلام بغداد نموده و مرید شیخ العارف عبد الرحمن اسفراینی قدس سره شد
و حالات شیخ که در رسایل طریقت نوشته اند مذکور و مسطور است و تواضع و انصاف شیخ دران مرتبه
بود که مولانا نظام الدین هروی شیخ را تکفیر کرده و باو نوشته که تو کافری شیخ رقعهٔ مولانا نظام الدین را
بخواند و زار زار بگریست و گفت ای نفس هفتاد سال بتو میگفتم که تو کافری و تو باور نمیکردی
اکنون هیچ شبهه نماند که اما مسلمانان و مفتی شرق و غرب بکفر تو حکم کرده است گردن بنه
و بعد این مرام نجات و این رباعی انشا کرد. رباعی

نفسیست مرا که غیر شیطانی نیست — وز فعل بدش هیچ پشیمانی نیست
ایمانش هزار بار تلقین کردم — وین کافر را سر مسلمانی نیست

و سن مبارک شیخ هفتاد و هفت سال و دو ماه و چهارده روز بوده و عزیزی در وفات

آں حضرت عزیزی مے فرماید۔

تاریخ وفات شیخ اعظم — سلطان محققان عالم
رکن حق و دین علاء الدولہ — بر مسند خود نشستہ خرم
بیست و سوم مہ رجب بود — اندر شب جمعۂ مکرم
از ہجرت خاتم النبیین — ہفتصد بگذشت و سی و شش ہم

و شیخ نجم الدین محمد موفق اسفراینی قدس سرہ کہ از خلفائے حضرت شیخ است میگوید کہ بارہا شیخ بر زبان مبارک راندی کہ اینکہ مرا در آخر عمر معلوم شد اگر در اول معلوم شدی ترک ملازمت سلطان روزگار نمودمے و ہم در قبا خدا پرستی کردمے و پیش ملوک مہمات مظلومان را ساختمے و ہر آئینہ این کہ کسے در قبا با اہل عبا باشد از ریا دور تر و محض اخلاص است۔ بیت

لباس طریقت بتقوی بود — نہ در جبہ و دلق خضرا بود

خوشا وقت و مرتبہ صاحب جاہے کہ نزد سلاطین ہموارہ بکار مظلومان پردازد و کار افتادگان را بسازد و ستم رسیدگان را بنوازد و ستعان و ملہوفان را برایا ازد و لا شک حق سبحانہ سر سروری او را بر افرازد۔

کار درویش مستمند بر آر — کہ ترا نیز کارہا باشد

ذکر مفخر الشعرا امیر کرمانی رہ

شاعر خوشگوے است و معاصر خواجو بودہ و غزلی را نیکو میگوید و این غزل او راست۔

بے روئے دل آرام دل آرام ندارد — مسکین دل آنکس کہ دل آرام ندارد
ہر چند چمن جائے تماشاست ولیکن — سروی چو تو مہ روئے گل اندام ندارد
از حاصل عمرش نبود ہیچ حیاتی — آنکس کہ مے عشق تو در جام ندارد
شیرین نشد از شربت ایام مرا کام — ناکامی تلخست و جہاں کام ندارد
گر عمر بود میر بمقصود رسد زود — لیکن چہ کند تکیہ بر ایام ندارد

طبقهٔ پنجم

ذکر سلطان العلما عماد فقیه

مرد عارف و عالم اہل دل بوده و از صنادید علما و فضلائے کرمان است با خلاق نیکو و سیرت پسندیده در جهان مشهور شده در روزگار دولت محمد مظفر و اولاد او خواجه عماد فقیه در کرمان مرجع خواص و عوام بوده و همگنان بصحبت شریف او مایل بوده‌اند با وجود علم و تقوی و جاه و مراتب شاعری کامل بوده و شیخ آذری در جواهر الاسرار میگوید که فضلا برآنند که در سخن متقدمان و متاخران احیاناً حشوی واقع شده الا سخن عماد فقیه که اکابر اتفاق کرده اند که اصلا در آن سخن فتورے واقع نیست نه در لفظ و نه در معنی و از سخن خواجه عماد بوئے عبیر میاید بمشام هنروران و صاحبدلان بلکه از بوئے جان زیباتر مے نماید و این غزل او راست۔

بیچاره خسته که ز دار الشفائے دین — قاروره مے برد به حکیمان ره نشین
از راه و رنج و محنت و بیماریش چه غم — آن را که خضر یار و مسیحا بود قرین
بر لوح جان نوشته ام از گفتهٔ پدر — روز ازل که تربت او باد عنبرین
کائے طفل اگر بصحبت افتاده رسی — شوخی مکن بچشم حقارت در و مبین
بر شیر از آن سوار شدند بزرگان دین سوار — کاهسته تر ز مور گذشتند بر زمین
گر در جهان دلے ز تو خرم نمیشود — بارے چنین مکن که شود خاطرے حزین
یارب بجز خدا نتوان خواستن عماد — یا مستعان عونک ایاک نستعین

ولہ

گر زمن یاد کند ور نه کند مخدوم است — محتشم را چه تفاوت که گدا محروم است
نه درین شهر رود ظلم برار باب نظر — عاشق دل شده هر جا که رود مظلوم است
طلب یار وفادار مکن در عالم — زانکه رسمیست که دیریست که معدوم است
پیش عشاق حدیث عقلا نتوان گفت — کین حکایت بر این جماعت نامفهوم است

اے دل از ہر کہ موافق نبود در رہ عشق ۔ دیدہ بر دوز کہ دیدار مخالف شوم است
نرسد آتش دوزخ بشہید غم دوست ۔ ہر کہ شد کشتۂ شمشیر غمش مرحوم است
در گمانند خلایق ز وجود دہنش ۔ نقطہ ہست بہ تحقیق ولے موہوم است
بر عماد آبہ سر دہنش شد روشن ۔ گرچہ بر دیدۂ صاحب نظران مکتوم است

و وفات خواجہ عماد در شہور سنہ ثلاث و سبعین و سبعمایہ بودہ و مرقد مبارک او در کرمان است و خانقاہ او الیوم معمور و مکمنان را ارادت کلی است بر خواجہ عماد اما محمد مظفر اصلاً خراسانی است و گویند از قریہ سلامیہ است من اعمال ولایت خواف و بعہد سلطان محمد خدا بندہ پدر او بیزد افتاد او و پدرش مظفر در رباط خرانہ یزد راہ داری میکردند و او مرد سے دلاور و شجاع بودہ و از ہمتے خالی نبود و چند نوبت در یزد کارہائے مردانہ کردہ و بروزگار سلطان ابوسعید خان شحنگی یزد برو قرار گرفت و چون سلطان ابوسعید خان وفات یافت و انقلاب دست داد و او در شہور سنہ احدی و اربعین و سبعمایہ خروج کردہ بود و مسند یزد در تصرف نمود و محمد شاہ را بکشت و ابرقوہ و فارس را نیز گرفت و دم استقلال زد و سکہ و خطبہ بنام خود فرمود و از سلطانیہ تا کیچ و مکران او را مسلم شد و استقلال او بمرتبہ رسید کہ ملوک اطراف از و متوہم بودند و بہر جائے کہ روئے آوردے سر آمد بودے تا آفتاب دولت او آہنگ افول و زوال کردہ و پسرش شاہ شجاع بر او خروج کرد و او را بگرفت میل کشید و خواجہ حافظ شیرازی درین معنی گوید۔

دل منہ بر دنیا و اسباب او ۔ زانکہ از وے کس وفاداری ندید
کس عسل بے نیش ازین دکان نخورد ۔ کس رطب بے خار ازین بستان نچید
ہر چراغے را کہ گیتی بر فروخت ۔ چون تمام افروخت بادش در دمید
شاہ غازی خسرو گیتی ستان ۔ آنکہ از شمشیر او خون مے چکید
گہ بیک حملہ سپاہی مے شکست ۔ گہ بہوے قلب گاہے مے درید
سروران را بے سبب مے کرد حبس ۔ گردنان را بے سخن سر مے برید
از نہیبش پنجہ مے افگند شیر ۔ در بیابان نام او چون مے شنید
عاقبت شیراز و تبریز و عراق ۔ چون مسخر کرد وقتش در رسید

آنکہ روشن بد جہاں بینش بدو | میل در چشم جہان بینش کشید

امیر محمد مظفر فرماید در محل میل کشیدن۔

آنکہ کہ ستون دولتم میل کشید | زخمم زور ہند سوئے نیل کشید
پیمانہ دولتم چو شد مالامال | ہم روشنی چشم خودم میل کشید

ذکر خواجہ سلمان ساوجی

از اکابر شعراست و در ساوہ مرفے متعین بودہ و خاندان او ہمیشہ سلاطین بکرم میداشتند و لقب او جمال الدین است و پدر او خواجہ علاء الدین محمد ساوجی مرد اہل قلم بودہ است و خواجہ سلمان را نیز در علم سیاق وقوفے تمام بودہ و فضیلت او مشہور است بتخصیص در شعر و شاعری سرآمد روزگار خود بودہ است و شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی رہ میگفتہ کہ انار سمنان و شعر سلمان در ہیچ جا نیست و بر صدق این دعوی کارہائے کہ او کردہ در شعر پیش فضلا روشن است کہ مزیدے بر آں متصور نیست خصوصاً قصیدہ خارج دیوان کہ بر قادریت طبع شریف او گواہ عادل است حکایت کنند کہ خواجہ سلمان از ساوہ عزیمت بغداد نمود و سبب ملازمت او پیش امیر شیخ حسن نویان و دلشاد خاتون آں بود کہ روزے امیر شیخ حسن تیر میہند اخت سعادت نام غلامے از غلامان میدوید و تیرمے آورد و خواجہ سلمان بدیہہ ایں اشعار گفت و بگذرانید۔

چو در بار چاچی کماں رفت شاہ | تو گفتی کہ در برج قوس است ماہ
دو زاغ کماں با عقاب سپہ | بایکدیگر بیک گوشہ آورد سر
نہادند سر بر سر دوش شاہ | ندانم چہ گفتند در گوش شاہ
چو از شست بکشاد خسرو گرہ | برآمد ز ہر گوشہ آواز زہ
شہا تیر در بند زہ بیر تست | سعادت دواں در پے تیر تست
بعہدت زکس نالہ بر نخواست | بغیر از کماں گر بنالد رواست
کہ در عہد سلطان صاحب قران | نکردست کس زور جز بر کماں

وامیر شیخ حسن نویان در بند تربیت خواجہ سلمان شد و سلطان اویس کہ قرۃ العین خاندان

امارت است و پسر بزرگ امیر شیخ حسن نوبان است ہموارہ در علم شعر از خواجہ سلمان تعلیم گرفتے و مرتبہ خواجہ سلمان در دور دولت شاہ اویس و دلشاد خاتون درجہ اعلیٰ یافت و سخن او در اقطار ربع مسکون شہرت گرفت چنانکہ درین معنی گوید۔

من از یمن اقبال این خاندان — گرفتم جہان را بہ تیغ زبان
من از خاوران تا در باختر — ز خورشید امروز مشہورتر

گویند شبے سلمان در مجلس سلطان اویس بشرب مشغول بود چوں بیرون آمد سلطان فراشی را فرمود تا شمعے با لگن زر ہمراہ او بیرون بردو او را بخانہ رساند و صباح فراش لگن زر را طلب داشت خواجہ سلمان این بیت بسلطان فرستاد۔

شمع خود سوخت شب دوش و بزاری امروز — گر لگن را طلبد شاہ زمن

سلطان چوں این بیت بخواند خنداں شد و گفت از خانہ شاعر طامع لگن بیروں آوردن مشکل است و آں لگن را بدو بخشید۔ تربیت فضلا را سلاطین بروزگار گذشتہ چنیں بودہ و خواجہ سلمان راست در مدح خواجہ غیاث الدین محمد رشید قصیدہ۔

سقی اللہ لیلاً کصدغ الکواعب — شبے عنبرین خال مشکیں ذوائب
ہوا را بگوہر مرصع حواشی — زمیں را بعنبر مستتر جوانب
درخش بنفشہ سپاہ حبش را — رواں در رکاب از کواکب مواکب
بر آراستہ گردن و گوش گردون — شبہ از گوہر شب چراغ کواکب
شدہ جبہہ صاعد صعودش مقدم — شدہ صور طالع ثریاش غارب
نبات از بر ہر کز چرخ گرداں — چو بر خاطر روشن افکار صائب
درین حال با من فلک داد شکایت — ہمے بہ سپہرم ستمگار عائب
ز قید مراد و جفائے زمانہ — ز بعد دیار و فراق صواحب
ز نیرنگ و یرہائے جہان مزور — ز بازیچہائے سپہر ملاعب
فلک را ہمے گفتم از جور دوران — چرا اختر طالعم گشت غارب
چرا گشت با من زمانہ مخالف — چرا ہست با من ستارہ معاضب

کنوں پنج ماہ است تا من اسیرم   ببغداد و در در بلای و مصائب
پریشان جمعی و جمعی پریشان   گرفتار قومی و قومی عجائب
نہ رائے قرارم ز جور اعادی   نہ روئے قرارم ز طعن اقارب
مرا ہر نفس غصہ بر غصہ زائد   مرا ہر زماں گریہ بر گریہ غالب
فلک چوں شنید ایں عتاب و شکایت   مرا گفت بس کن کہ طال المعاتب
اگرچہ ترا ہست جائے شکایت   ولے ہست شکرانہ ات نیز واجب
کہ داری چو درگاہ صاحب پناہے   مقر مقاصد مقر مآرب
کنوں عزم تقبیل درگاہ او کن   باقبال او شو سعید العواقب
مشو یک زماں غائب از آستانش   کہ ہر کس کہ شد غائب او ہست خائب
فلک چوں فرو خواند در گوشم ایں رمز   شدم چست بر مرکبے از مراکب
قمر چہرگان شبستان گردون   کشیدند رخ در نقاب مغارب
فرو شد بدر یا شب قیر پیکر   برآمد ز کہ رایت صبح کاذب
بگوشم رسید از محل قوافل   سہیل مراکب عطیط نجائب
ہمی راندم اندر بیابان و وادی   گہے با ارانب گہے با ثعالب
گہی بر فرازی کہ نعل مہ نو   ہمی سود در دست و پائی مراکب
گہی بر نشیبی ز اموال قارون   ہمی رفت اندر رکاب رکائب
رہے پیشم آمد کہ از ہیبت آں   بلیند اختی پنجہ شیر محارب
سموم عمومش وزاں در صحاری   حمیم حمیمش رواں در مشارب
زلالش ملوث بسم افاعی   حجارش محدب چو نیش عقارب
ہوایش ز فرط حرارت بحدی   کہ چوں موم میشد دل سنگ ذائب
چناں شد کہ شمشیر چوں قطرہ آبی   فرو مے چکید از کف مرد ضارب
ہمہ راہ در اندیشہ تا کے برآید   ز درگاہ صاحب ندائے مراحب
جہان معالی سپہر وزارت   محیط مکارم سحاب مواہب

بریده به آں سر که از خط حکمش ۔۔ بگردد بیک موئے چوں کلک کاتب

وزیرا بحق خدائی که صنعش ۔۔ نهد گوهر روح در درج قالب

بتقدیر و تدبیر سلطان حاکم ۔۔ به آلاو نعمائے رزاق واهب

بتعظیم احمد که با آں جلالت ۔۔ نگهداشت اندر حصار عناکب

بیاری یاران احمد که بودند ۔۔ ز روئے هدایت نجوم ثواقب

که تا شد سرم خالی از آستانت ۔۔ نشد آستینم من از اشک غائب

ثنایت بکارم در آورد ورنه ۔۔ بیکبارگی بودم از شعر تائب

اگر مدح جاه تو گویم نه گویم ۔۔ بامید مرسوم و حرص مواجب

ولے چشم دارم که از دولت تو ۔۔ مراتب فزاید مرا بر مراتب

الا تا کشایند خوبان مهروے ۔۔ خدنگ بلا از کمان حواجب

سرائے ترا باد تا هید مطرب ۔۔ جناب ترا باد خورشید حاجب

واگرچه بیشتر ازیں اشعار خواجه سلمان ساوجی درین تذکره در حشو و تخیل که بتطویل انجامد و کلیات کتابیست که آنچه مستعدان را از بابت شعر و شاعری بکار آید در آں جا یافت شود و خواجه سلمان باشارت سلطان اویس و والده او دولشاد خاتون قصاید خواجه ظهیر فاریابی را بسیار جواب گفته و صله ایں قصیده و دو ده سیورغال ستاینده در یکے دو بیت ازاں اینست۔

در درج عشق لب تنقد جاں نهاد ۔۔ جنس نفیس یافت بجائے نهاں نهاد

قفلی ز لعل بر در آں درج زد لبت ۔۔ خالت ز عنبر آمد و مهری برآں نهاد

و باعتقاد ایں کمینه اگر کسے بے راحت ایں دو بیت صله و هند هنوز بخیلے کرده باشد۔

سپهر جهاں دیده کردم سوالے ۔۔ که بهر معیشت زمال و بضاعت

چه سرمایه سازم که سودم دهد گفت ۔۔ اگر میتوانی قناعت قناعت

ایں قطعه نیز او راست۔

کنار حرص دلا پر کجا توانی کرد ۔۔ تو از طمع که سه حرف میاں تهی افتاد

عزیز من در درویشی و قناعت زن ۔۔ که خواری از طمع و عزت از قناعت زاد

اگر بلندی پایهٔ توانگری سهل است — سعادت سر درویشی و قناعت باد

ولهٔ

آوازه جمالت تا در جهان فتاده — خلقی بجستجویت سر در جهان نهاده
سودائیان زلفت گرد تو حلقه بسته — شوریدگان مویت بر یکدگر فتاده
سودای زهد خشکم بر باد داده حاصل — مطرب بزن ترانه ساقی بیار باده
مائیم بسته دل را در لعل دلگشایت — آن لب بخنده بگشا تا دل شود گشاده
ای شهسوار خوبان روزی عنان بپیچان — رحم آوری چه باشد بر کشتهٔ پیاده
سلمان خوش بازی شاهات شفقت کرد — بازی نگر که داده است باز این حریف ساده

خواجه سلمان بآخر سن ضعف چشم در آخر حال دریافت و از ملازمت استعفا خواسته بقیه عمر بقناعت روزگار گذرانید و سلطان اویس او را در ولایت ساوه سیورغال لایق داده بوده که اوقات بفراغت میگذرانید و در شهور سنه تسع و ستین و سبعمائه این خاکدان ظلمانی بریاض جاودانی تحویل فرمود اما دلشاد خاتون جمیله و کریمه روزگار بوده و حلیله امیر شیخ حسن نویان است سلطنت بغداد و آذربایجان بعد از سلطان ابوسعید خان بر امیر شیخ حسن قرار گرفت و او را در سلطنت جز اسمی بیش نبوده و کفیل مهام سلطنت شاه دلشاد بوده و بانوی بلقیس منش بود چنانکه خواجه سلمان گوید

هزار بار پروزی شکسته از سر تمکین — شکوه مقنعه او کلاه گوشه سنجر

وسلطان اویس پادشاهی لطیف طبع و هنرمند بوده و نیکو منظر و صاحب کرم بوده و در انواع هنر و صلاحیت وقوف داشتی و بقلم واسطی صورت کشیدی که مصوران حیران بماندندی و خواجه عبدالحی که در هنر سرآمد روزگار بوده است تربیت یافته و شاگرد سلطان اویس است علم موسیقی و ادوار خود خاصه اوست صباحت حسن او بمرتبه بوده که روزی که سوار شدی اکثر مردم بغداد دوان بسر راه او آمدندی و در جمال او حیران بماندندی و بزبان حال گفتندی -

بوی پیراهن یوسف ز جهان گمشده بود — عاقبت سر ز گریبان تو بیرون آورد

بعد از آن که در عرصه آفاق صیت کرم و آوازه جمال و [illegible] و کمال او منتشر شد و از

رے تا روم مسخر فرمان قضا جریان او گشت منشی دیوان ازل منشور عزل او نوشت و حریف کجباز اجل با او بدغا بازی مشغول شده و در آوان جوانی ازین سرائے فانی بریاض جاودانی رسید و در وقت مرگ این ابیات انشا کرد۔

ز دار الملک جان روزی بشهرستان تن رفتم — غریبم بوده ام اینجا چند روزی با وطن رفتم

غلام خواجه بودم گریزان گشته از خواجه — در آخر پیش او شرمنده با تیغ و کفن رفتم

الا ای همنشینانم شدم محروم ازین دنیا — شما را عیش خود بادا درین خانه که من رفتم

انصاف که سنگ را دل خون شود از سخت دلی این توده خاک و ابر را آب از چشم روان گردد از ظلم افلاک پیراهن غنچه از عزائے گلرخان چاک است و گل را تاج لعل ازین اندوه بر خاک و سلمان در پائے تابوت سلطان اویس زار زار میگریست و این مرثیه میخواند۔

دریغا که پژمرده شد ناگهانے — گل باغ دولت بروز جوانے

دریغا سواری که بهر صید دلها — نمیکرد بر مرکب کامرانے

وقوع این واقعه در شهور سنه خمس و سبعین و سبعمایه بوده و از اکابر شعرا که در روزگار سلطان اویس بودند عبید زاکانی و ناصر بخاری و خواجو کرمانی و میر کرمانی و مولانا مظفر هروی است علیهم الرحمة۔

ذکر المتاخرین مولانا مظفر هروی رح

او را خاقانی ثانی گفته اند و از متاخران کسے بمتانت او سخن نگفته مردی دانشمند و فاضل بوده و همواره با شعرائے ممالک دعوی کردی و بر سخن شعرا اعتراض نمودی و فضل اشعار خود ظاهر ساختی و بارها گفتی که عمل از ساده خواجه سلمان بسر حد ذهن میرسد اما در میدان سخنورے جولان نے تواند کرد و از نقاشک کرمانی یعنی خواجو بوی سخنوری میآید اما از ظاهر معنی نرسیده و سخن شعرائے دیگر را خود مطلقاً وجود ننهادے حکایت کنند که در وقت مردن دیوان خود را در آب انداخت که بعد از مظفر کسے قدر سخن مظفر نخواهد دانست بلکه معنی او را فهم نخواهند کرد و اصل مولانا مظفر از ولایت خافست از قریه که آن را خضروان گویند و در بعضے تاریخها او را مظفر خضروانی نوشته اند و در روزگار دولت معز الدین حسین کرت بوده و در مدایح ملوک کرت قصاید

غرّادارد بیت

سلطان معزدین که از دریائے جود او — دریست آفتاب و حبابیست آسمان

وجائے دیگر بمدح معزالدین کرت میگوید ـ

زیر قرار قدر تو این نُه سپهر مه رنگ — تو وه چنار بن ما وست و رخشان اخگری

واورا در اغراق و تشبیهات و خیال خاص شعرا و فضلا مسلم میدارند واین قصیده اوراست ـ

ای بر سمن از مشک بعمدا زده خالے — مسکین دل من کشته ز خال تو بحالے
از حال من خسته بتر در دو جهان نیست — تا نیست دل آشوب تر از خال تو خالے
قد و دهن و جعد و رخ و زلف تو دیدم — هر یک ز یکے حرف پذیرفته مثالے
از سیم الف دیدم و از بسّد او میم — وز مشک سر جیمے و از غالیه دالے
گفتم که تو خورشیدے و آن بود حقیقت — گفتی که تو چون ماهی و آن بود محالے
مه بدر نماید چو ز خورشید شود دور — من کز تو شوم دور نمایم چو هلالے
ای از بر من دور همانا خبرت نیست — کز مویه چو موئی شدم از ناله چو نالے
در خواب خیال تو بنزدیک من آمد — گویم که اگر هست مرا با تو وصالے
بیدار شوم چون تو نباشی به خیالت — عشق تو مرا باز نداند ز خیالے
یک روز بسالی نکنی یاد کسے را — کز هجر تو روزیش گذشتست بسالے
روزے بود آخر که دل و جان بفروزم — ز ابروئے که شهرے بفروزد بجمالے
از قبضه هجر تو شود رسته دل من — وز روضه وصل تو شود رسته نهالے
فرخنده بود روز بشبگیر بر آن کس — کز روئے تو وز رائے ملک برزده فالے
سلطان فلک قدر معزّ دول و دین — کز جمله ملوکش بنظیر است و همالے
آن قلعه‌گشائی که ملک بر فلک او را — هر روز دهد مژده بعزّی و جلالے
در معرکه بستاند و در بزم ببخشد — ملکے بسواری و جهانے بسؤالے
عالم تر و عادل تر از و هیچ ملک نیست — الا ملک العرش تبارک و تعالے
کیوان سخطی مهر اثری چرخ محلے — باران حشمے ابر کفے بحر نوالے

ای دهر گرفته ز تو فری و بهائی — وی ملک فزوده ز تو جاهی و جلالی
شاها چو شود لفظ متین یاور طبعم — گوئی که جهد بیرون از سنگ زلالی
در جلوهٔ عروسان ضمیرم چو در آیند — بنماید این آئینه گون حقه مثالی
جان دادن خفاش بدم کار مسیحست — ورنه بکند از گل صد مرغ کلالی
تا در چمن باغ نهالی بر آید — از تربیت اختر و تاثیر شمالی
ایزد و شب و روز و مه سالیت معین باد — تا روز و شبی هست بعالم مه و سالی

و باوجود فضیلت سخنوری مولانا مظفر هروی بی تکلف بوده و از غایت ناپروائی که اورا بدنیا و دنیاوی بود در نظر مردم مفلوکانه گردیدی و جامهای چرکین پوشیدی و فضلا اورا ازین اطوار منع کردندی گفتی بظاهر و درمن نگاه مکنید زیبائی معنی بنگرید گویند روزی ملک معز الدین بمدرسه بحجرهٔ مولانا مظفر در آمد دید که مولانا بر روی خاک نشسته و کهنه کتابی چند خاک آلوده نهاده ملک با او عتاب کرد که درین هفته صلهٔ شعر از من هزار دینار گرفته چرا گلیمی زیر پا نیندازی مولانا مظفر گفت ای خداوند این قالی که در زیر پای شماست درین نزدیکی بصد دینار خریده ام و بدست جاروب کرد از زیر کرد و قالی بی تکلف ظاهر شد ملک فرمود که ای مولانا بی تکلفی از حد گذرانیدی و فراش مدرسه را مقرر داشت که هر روز حجرهٔ مولانا را رفت و روی دهد اما ملوک کرت مردم دلاور و با مروت بوده اند و اصل ایشان ترکستان و سوری نام شخصی از خطا بجبال غور افتاد و بعهد الپتگین خروج کرده ملوک کرت خود را بدو منسوب میکنند و ایشان بعد از ملوک غور که سلطنت از خاندان سبکتگین بدیشان منتقل شد و سلطنت بلخ و هرات و اکثر هندوستان و غزنین و کابل سالها بدیشان متعلق بوده و در تحت هرات و غور و مضافات آن دیار آل کرت چندگاه ملوک بوده اند و آخر ایشان ملک غیاث الدین است که زوال ملک او بر دست صاحبقران اعظم قطب دائره خلافت امیر تیمور گورگان بوده انار الله برهانه صاحب تاریخ مقامات گوید که ملک معز الدین حسین غوری با سلطان سنجر در بادغیس مصاف داد و هفتاد هزار سوار مسلح داشت و بدست سلطان سنجر اسیر شد سلطان از سر خون او در گذشت و گفت این غوری بدگهر چه کرسی بندیست رها کنید تا هر جا که خواهد برود و

هرجا که بتواند باشد از برائے نام نیک و شهرت او رانگشت و بند و قید نفرمود و ملک در معسکر سنجری چند گاه بفلاکت و ذلت میگذرانید تا کار بدان جا رسید که خود را بدیوانگی مشهور ساخت در اردو بازار با رندان نشستی و طباخان او را طعام دادندے روزی فلک الدین چتری که صاحب دیوان سلطان سنجر و مقرب درگاه او بود و ملک را بدین وضع در اردو بازار دید بر حال زار ملک رحم آورد و فرود آمد او را دریافت و گفت اے ملک این چه حالت است ملک این بیت برخواند۔

چگویم حال خود با تو چو میدانم که میدانی | که هم ناگفته می بینی و هم ننوشته میخوانی

بعد ازاں روزے فلک الدین در مجلس کیفیت پریشانی و فلاکت ملک را با سلطان عرض کرد سلطان فرمود که او را بحضور من آرید ملک را پیش سلطان بردند با پوستین کهنه و کلاه چرکین سلطان گفت آخر حال تو هرچند پریشان شده غم سر خود نمیخوری که این نوع طاقیه بر سر می نهی ملک گفت اے خداوند امروز که این سر سر من بود هفتاد هزار کس غم سر من میخوردند۔ اکنون این سر تعلق بتو دارد اگر باردو بازار می آویزی و اگر بمصر میفروشی و اگر تاج مکلل میپوشانی و اگر کلاه حالی مرا با اولیائے این سر بگیر سلطان را بر ملک رحم آمد و املاک و اسباب او زر خرید ملک را فرمود تا از رقبهٔ ایران بیرون کنند و بملک ارزانی داشت و ملک معز الدین بعد از عزل سلطنت هفتاد مصحف بخط مبارک خود کتابت کرد والله اعلم۔

ذکر مولانا حسن متکلم ره

مولانا حسن از شاگرداں مولانا مظفر است و نیشاپوریست و مرد اهل فضل است در صنائع شعر نسخه ساخته بنام ملک غیاث الدین کرت و مستعدانه گفته و این غزل او راست۔

تا نگوئی که مرا از تو شکیبائی هست	یا دل غمزده را طاقت تنهائی هست
تو مپندار که از دوری روئے تو مرا	راحت زندگی و لذت برنائی هست
مکن اندیشه که تا دور شدی از چشمم	دیده را بے رخ زیبائے تو بینائی هست
ناتوانم ز غمت تا تو گمانے نبری	که مرا با غم عشق تو توانائی هست

خواندیم بیدل ورسوا ونگویم کہ نیم　　هرچه گوئی ز پریشانی ورسوائی هست
اندرین واقعه بر قول تو انکاری نیست　　در من از عیب و هنر هرچه تو فرمائی هست
کس نگفت هست در آفاق که در عالم عشق　　مثل من عاشق شوریده سودائی هست
کس نداوست نشان از ختن چین و چگل　　که بتی چو تو بشیرینی وزیبائی هست

اما ملک غیاث الدین کرت بعد از ملک معز الدین حسین در هرات وغور وسرخس ومضافات سلطنت یافت ونیشاپور وطوس وجام را مسخر ساخت وهمواره میان او وسربداران سبزوار وامراء جان قربانی جهت حکومت ولایات منازعت بوده ودر بیشتر اوقات ملک غیاث الدین ظفر یافتی مردے متدین ومتهور بوده رعایا از وے شاکی بودند وظلم کردی وبعضے قانونها که تا این زمان استمرار یافته از بدعتهائے اوست گویند مفخر الصالحین مولانا زین الملة والدین ابوبکر تایابادی قدس سره در زمان او بوده روزے ملک بدیدن مولانا آمد مولانا با او گفت اے ملک زاده در قدرت رب العالمین تو از آن حقیر تری که بتصور درآوری با وجود حقارت تو ترا بر فوجی بندگان خود مسلط ساخته کبر مکن وانصاف پیش آورده مظلومان بده والا حق تعالی برآن قادر است که ملک از تو بستاند وبدیگرے که بهتر از تو باشد بدهد ملک با مولانا قرار داد که من بعد راه عدل گیرد واز ظلم وبدعت بگذرد وبهمان نوع زندگانی میکرد واز ظلم تجاوز می نمود تا جمعی پیش مولانا رفتند که این ملک ظلم از حد گذرانیده وذره ترحم در وے موجود نیست مولانا این رباعی بملک نوشت۔

افراز ملوک را نشیب است مکن　　در هر ولکی از تو نهیب است مکن
بر خلق اگر ستم نصیب است مکن　　از هر ستمے با تو حسیب است مکن

ملک را این هم موثر نبود واز بدعت وظلم تبرا ننمود مولانا روزی بحاضران مجلس گفت که ملک را ازین ملک ظالم بگرفتیم وبه بهتر از او بخشیدیم وعنقریب امیر کبیر صاحبقران امیر تیمور گورگان انار الله برهانه از آب جیحون عبور نموده ولشکر بهرات کشید واستیصال آل کرت نمود هیچ شک نیست که بر عالم ملک وملکوت رجال الله را حاکم ساخته اند بدبختی که از نظر کیمیا اثر ایشان افتاد مگر می بند ودهر صاحب دولت ونیک بختے که ملحوظ نظر عنایت ایشان شد روزگار دولت او بر دوام

وخاندان او باکرام میشود حق سبحانہ این خسرو غازی را کہ ناسخ عدل نوشیروان وسیرت پسندیدہ او مقبول اقطاب واوتاد زمانست سالہا بر سریر دولت پاینده دارد۔

آنکہ نابینائے مادرزاد اگر حاضر شود — در جبین عالم آرایش بہ بیند سروری
ہم بزرگی در حسب ہم کامرانی در نسب — کو سلیمان تا در انگشتش کند انگشتری

وزوال آل کرت در سنہ احدی وثمانین وسبعمایہ بودہ۔

ذکر ملک الشعرا ناصر بخاری رہ

مرد فاضل و درویش بودہ وشعر او خالی از حالے نیست و بوئے فقر از سخنان او بدل میرسد ہموارہ سیاحت کردی و در خرقہ درویشان بودی وطاقیہ نمدی وقبائی کتانی داشتی و دیگر از دنیا وی ہیچ چیز ہمراہ او نبود و این قصیدہ کہ بعضے ابیات آن نوشتہ خواہد شد از اوست۔

درویش را کہ ملک قناعت مسلم است — درویش نام دارد و سلطان عالم است
گر قرص گرم مہر بر آرد تنور چرخ — در وقت چاشت سفرۂ درویش را کم است
روزی تو را بنہ ہر حوادث کند ہلاک — گردون حلقہ کردہ کہ چوں مار ارقم است
درہم شود زبہر درم حال آدمے — آری تمام صورت درہم چو درہم است

حکایت کنند کہ خواجہ ناصر بوقت عزیمت بیت اللہ چوں بدار السلام بغداد رسید آوازۂ خواجہ سلمان شنیدہ بود خواست تا او را دریابد روزے دید کہ خواجہ سلمان در بارۂ قلعۂ بغداد آب دجلہ را کہ ہنگام بہار بطریق سیل طغیان بود تفرج میکند وجمعی مستعدان باد ہمراہ اند ناصر بخواجہ سلمان سلام کرد سلمان پرسید کہ چہ کسے گفت مرد غریب وشاعرم خواجہ سلمان او را امتحان کرد و فرمود دجلہ را امسال رفتاری عجب مستانہ است ناصر گفت پائے در زنجیر و کف بر لب مگر دیوانہ است خواجہ سلمان بر لطافت طبع ناصر آفرین کرد و او را در کنار گرفت ونام او پرسید وشہرت درویش ناصر شنیدہ بود وچندگاہ باہم مصاحب بودند ناصر نیز در حق خواجہ سلمان اعتقادی عظیم داشت وخود را شاگرد خواجہ سلمان مے دانست و این غزل او راست۔

ما را هوس صحبت جان پرور یار است — ورنه غرض از باده نه مستی نه خمار است
آتش نفسان قیمت میخانه شناسند — افسرده دلان را بخرابات چه کار است
در مدرسه کس را نرسد دعوی توحید — منزلگه مردان موحد سر دار است
تسبیح چه کار آید و سجاده چه باشد — بر مرکب بی طاقت روح اینهمه بار است
ناصر اگر از هجر بنالد عجبی نیست — مهجور ز یار است و پریشان ز دیار است

وله فی مدح سلطان اویس-

شمع ایران گویمت یا ماه توران خوانمت — قبلهٔ دل دانمت یا کعبهٔ جان خوانمت
خلق در آسایشند از حسن رویت لاجرم — رحمت پروردگار و لطف یزدان خوانمت
همچو عقلی ناگزیر و همچو جانی دلفروز — خوشتر از جان جهان آن چیست تا آن خوانمت
خوانمت فردوس چون از چهره برداری نقاب — وز دو لب چون روح بخشی آب حیوان خوانمت
در وفا بینا و مهر و در صفا فهرست حسن — در مکارم عین لطف و کان احسان خوانمت
رونق میدان ز تست و زینت لشکر توئی — شهسوار لشکر و خورشید میدان خوانمت
چون کشی در بزم باده دانمت جمشید وقت — چون کنی بر رخش جولان پور دستان خوانمت
چون بخوبی جمله خوبان بندهٔ حسن تو اند — پادشاه دلبران و شاه خوبان خوانمت
از رخ گیتی گشا مهدی عالم دانمت — وز لب معجز نما عیسی مریم خوانمت
چون سلیمان گر چه داری حکم بر دیو و پری — صد سلیمانی برتبت کی سلیمان خوانمت
سوی خویشم خوان که من خوانم ترا عاشق نواز — سوی من بخرام تا سرو خرامان خوانمت
گوش کن اشعار ناصر باز دان اسرار او — تا میان مردمان شاه سخندان خوانمت

ذکر ملک الکلام امیر یمین الدین طغرائی فریومدی ره

بوستان فضل و فضایل را وجود شریف او شجره ایست که ابن یمین ثمرهٔ اوست مرد اهل دل و نیکو خلق و صاحب فضل بوده و اصل او ترک است بروزگار سلطان محمد خدابنده در قصبه فریومد املاک و اسباب خریده متوطن شده و مولد امیر محمود ابن یمین فریومد بوده و صاحب سلسله

خواجه علاء الدین محمد فریومدی که بروزگار سلطان ابوسعید خان سالها صاحب دیوان خراسان بود و خواجه محتشم بوده امیر یمین الدین را احترام و نگاهداشت کلی کردے و میان امیر یمین الدین و پسرش امیر محمود که مشهور است با بن یمین مشاعره بوده هر دو فاضل و خوشگوی بوده اند و بعضے از فضلا سخن امیر یمین الدین را تفصیل فرموده اند بر سخن امیر محمود ظاهر آنکه بهره است و امیر یمین الدین با امیر محمود نوشت ـ رباعی

دارم ز عتاب فلک بوقلمون ۔۔۔ وز گردش روزگار خس پرور دون

چشمی چو کناره صراحی همه اشک ۔۔۔ جانی چو میانه پیاله همه خون

ابن یمین در جواب پدر نوشت ـ

دارم ز جفائے فلک آئینه گون ۔۔۔ پر آه دلے که سنگ از و گردد خون

روزی بهزار غم بشب مے آرم ۔۔۔ تا خود فلک از پرده چه آرد بیرون

و مکاتیب نظم و نثر که امیر یمین الدین بفرزندش امیر محمود از روم و خراسان نوشته و جواب ابن یمین پدر را شهرتے دارد و این تذکره تحمل آن نیارد و این قطعه امیر یمین الدین راست ـ

بزرگوار خدایا بسوز سینه آنان ۔۔۔ که علم و حکمت نور اه یافت و دل ایشان

بنا دو راحلهٔ رهروان عالم قربت ۔۔۔ که مرغ وهم نزد بال در مراحل ایشان

بعارفان سراپردهٔ سراچهٔ قدرت ۔۔۔ که هیچ نفس مقدس نشد مقابل ایشان

برے نیازی دیوانگان سلسله دارت ۔۔۔ که رمز عشق بود ناله سلاسل ایشان

بآب دیدهٔ جانان نارسیده بوصلت ۔۔۔ که نقش ناطقه لال است و فضایل ایشان

باه و نالهٔ بیچارگان بے سر و پایت ۔۔۔ که جز تو کس نبرد ره بحق و باطل ایشان

بشاهدان معانی که چشم گوشه نشینان ۔۔۔ نظر نگاه نمیدارد از شمایل ایشان

بآب دیده پیران ژنده پوش غریبت ۔۔۔ که جز تو نیست کسے زیر ژنده مایل ایشان

بخون پاک شهیدان عشق بیدل و سنت ۔۔۔ که هیچ دیه ندیده است قاتل ایشان

بآل امشلهٔ بمثال آل عبایت ۔۔۔ که شد دلیل بزرگان دین دلایل ایشان

بعز قربت پیوستگان عالم پاکت ۔۔۔ که جز تو کس نبرد ره بنفس کامل ایشان

که با وجود نعیمے نعیم دوزخ باشد — رهائی ده از آن تا شویم واصل ایشان
بزرگوار خدایا نگویم آن که مرا تو — درین جریده مقصود ساز داخل ایشان
ولے چو کشتی تن بشکند ز موج حوادث — رسان تو تخته جان مرا بساحل ایشان

وفات امیر یمین الدین در شهور سنه اربع وعشرین وسبعمائه بوده است و در قصبه فریومد مدفون است واحفاد واعقاب او دران ولایت متوطن اند اما وزیر خیر مکرم خواجه علاء الدین محمد ایاغی چیا ز صنادید خراسان است و در روزگار سلطان ابوسعید خان باستقلال وزیر بوده امور خراسان سالها بدو مفوض بوده و در قصبه فریومد شهرستان را او بنا کرده و عمارت عالی است و در مشهد مقدس رضویه انواع عمارات ساخته وبعد از وفات سلطان ابوسعید خان خواست تا امور خراسان را مضبوط دارد و لشکر جمع کرده سربداران بدو خروج کردند و در شهور سنه سبع وثلاثین وسبعمائه از سربداران هزیمت یافته و لشکر سربداران او را در نواح کهسار استرآباد گرفته بقتل رسانیدند۔

ذکر فخر المتاخرین امیر محمود ابن یمین الدین

وهو محمود ابن یمین الدین فریومدی ره بیت

چنان بود پدری کش چنین بود فرزند — چنین بود عرضی کش چنین بود جوهر

الحق امیر محمود از فضلاء عهد بوده اخلاق حمیده و سیرتے پسندیده داشته طبعے ظریف و سخنے دلپذیر دارد و از دهقانی نان مال حاصل کردے و فضلا و فقرا را ضیافت کردے و اکابر او را حرمتے زیاده از وصف مے داشتند والیوم در ایران و توران سخن او را مے خوانند تخصیص مقطعات او که در مجلس سلاطین و حکام و صدور و وزراء و فضلا قدرے و قیمتی دارد و ما درین کتاب یک قطعه و دو رباعی ثبت کردیم۔

ای دل آگه نیستی کز پیکرت باد فنا — ناگه انگیزد غبارے چون ز میدان گرد گرد
زابر خذلان زهر پر قهر چو نریزان شود — هر که دارو بر وطاعت جان ز دست بر برد
در مصیبت ناله کم کن کین مثل ماند بلال — بره رامے برد گرگ و اشتلم مے کرد کرد
هر کرا بود اختیار وقت فرصت فوت کرد — چون بمرد آن ناسپاس بیخرد نامرد مرد

ماقیاد رہان ندارد خشک ریش روزگار | باده درده تا فرو ریزم ز روئے درد درد
دم مزن ابن یمین از دہر کین ناجوان | بس امیر و پیشوا را استخوانها خورد خرد
خواہی کہ حسن اکار نکو با تو کند | وارواح فلک را ہمہ رو با تو کند
یا ہر چہ رضائے او دران نیست مکن | یا راضی شوی ہر آنچہ او با تو کند

وامیر محمود مداح جملہ سربداران است و در شہور سنہ خمس و اربعین وسبعمایہ و دیعت حیات بموکلان قضا و قدر سپرد و در وقت وفات این رباعی گفت۔

منگر کہ دل ابن یمین پر خون شد | بنگر کہ ازین سرائے فانی چون شد
مصحف بکف و روئے برہ چشم بدوست | با پیک اجل خندہ زنان بیرون شد
ز درم راز کنم عدم خیمہ بصحرائے وجود | و ز جمادی بہ نباتی سفری کردم و رفت
بعد از انم کشش نفس بحیوانے برد | چون رسیدم بوی از وے گذری کردم و رفت
بعد ازان در صدف سینہ انسان بصفا | قطرہ ہستی خود را گہرے کردم و رفت
با ملائک پس ازان صومعہ قدسی را | گرد بر گشتم و نیکو نظرے کردم و رفت
بعد ازان رہ سوئے او بردم چون ابن یمین | ہمہ او گشتم و ترک دگرے کردم و رفت

و مرقد منور او بفریومد در صومعہ والد اوست در پہلوئے پدر رحمہم اللہ علیہم اما چون مورخان درحالات سربداران خوضے نموده اند و فضلا تاریخی در باب احوال ایشان نوشتہ اند واجب نمود درین تذکرہ انتخابے از تاریخ ایشان نموده شود چہ آن طائفہ فرقہ بوده اند شجاع و مردانہ و محتشم وبعد از وفات سلطان ابوسعید خان قریب پنجاه سال در اکثر بلاد خراسان حکومت و سلطنت کرده اند و چون تاریخ سربداران از حوصلہ ضبط مورخان بیرون رفتہ لیکن اطنابی درین باب رود خالی از فائده نخواہد بود بباید دانست کہ سربداران چہ مرد مانند و تسمیہ ایشان چیست و چند کس از ایشان حکومت کرده اند اول عبد الرزاق است دوم وجیہ الدین مسعود برادر عبد الرزاق سیم شمس الدین فضل اللہ چہارم خواجہ علی شمس الدین پنجم یحیی کرابی ششم ظہیر کرابی ہفتم حیدر قصاب جشمی ہشتم حسن دامغانی نہم علی موید۔ عبد الرزاق اول سربداران بود و او پسر خواجہ فضل اللہ باشتینی است کہ در اصل از خدام شاہ جوین بوده و باشتین قریہ ایست از قرائے سبزوار

وخواجه فضل الله مرد محتشم و بزرگ بوده و در املاک و اسباب دنیوی در ناحیه بیهق نظیر نداشته و او را
سه پسر بوده مهین عبد الرزاق و کهتر وجیه الدین مسعود و بعد از آن شمس الدین و عبد الرزاق جوانی
مردانه و شجاع و تمام قد و نیکو صورت بوده و از سبزوار بملازمت سلطان ابوسعید خان
بآذربایجان رفت و خان چون در او آثار مردانگی و شجاعت فهم کرد او را تربیت کرد و یساول
ساخت و چندگاه بدین شغل اشتغال داشت خان او را بجهت تحصیل اموال بکرمان فرستاد
چون وجوه تحصیل و وصول یافت باندک فرصتی تمام وجوه را برانداخت و تلف ساخت متردد
و مضطرب میبود در رجوع بوطن نمود تا املاک پدر را فروخته در باقی دیوان تن نماید در راه خبر وفات
سلطان ابوسعید بدو رسید خرم شد و بنهانی بده باشتین درآمد و اقربا را دریافت و آنچه شنیده بود
باز گفت اتباع و اقربای او گله کردند که خواهرزاده علاء الدین محمد فریومدی آمده چند روز است
که درین دیه بیدادی و جور میکند و از ما شراب و شاهد می طلبد عبد الرزاق گفت دنیا بهم برآمده
در چنین حالی عار و ننگ روستائی بچه را چرا باید کشید و هم در همان شب بر سر
خواهرزاده علاء الدین محمد رفتند و او را دستگیر کرده بقتل رسانیدند و علی الصباح در بیرون دیه
باشتین داری زدند و دستارها و طاقیها بر دار کردند و تیر و سنگ بر او میزدند و خود را سربدار نام
نهادند و هفتصد کس با عبد الرزاق عهد و بیعت کردند این خبر چون بعلاء الدین محمد رسید
خواجه جمال الدین محمد را با یک هزار سوار مرد مسلح فرستاد تا دفع ایشان نماید در ظاهر قریه مغیثه
حرب کردند و لشکر خواجه محمد علاء الدین را شکستند و عبد الرزاق مسعود را گفت که زود باید رفت
تا کار علاء الدین محمد بسازیم و در عقب لشکر شکسته تا فریومد راندند خواجه علاء الدین محمد از ایشان
خبر یافته فرار کرد و با سی صد مرد بجانب استراباد رفت و سربداران در عقب او روانه شدند و
در قریه ولاباد از حدود کوهسار کبود جامه خواجه را گرفتند و بشهادت رسانیدند و کان ذلک فی
شهور سنه سبع و ثلاثین و سبعمایه و بعد از آن اموال و خزائن خواجه علاء الدین محمد را غارت کردند
و بطرف باشتین مراجعت نمودند و بالفور عزیمت شهر سبزوار کردند و شهر را فتح کردند و از اتفاقات
حسنه و آثار دولت ایشان بود که در آن حین امیر عبد الله مولای دختر خواجه علاء الدین محمد را خواستگاری
می نمود و از ترشیز چهل شتر قماش و زر و ابریشم بفریومد میفرستاد و از راه بیابان بقریه دونیه رسن

اعمال بیہق رسیدہ بودند کہ خبر بعبد الرزاق رسید برادر خود مسعود را فرستاد تا آن مال را بالکل تصرف کردند
و قوتے و شوکتے یافتند و اسپان وگلہ سلطان ابوسعید خان و خواجہ علاء الدین محمد را نیز قریب
بسہ ہزار اسپ کہ در اولنگ راوگان و سلطان میدان بود عبد الرزاق بہ خود رفتہ آن
اسپان را تصرف نمود و بسبزوار آمد و دو ہزار پیادہ را سوار ساخت و خطبہ بنام خود خواندہ
و مدت یک سال و دو ماہ حکومت کرد و جوین و اسفراین و جاجرم و بیارہ و فجند را در تصرف
خود آورد امّا مرد فاسق بود و بدخو و مردم آزار بود و در ماہ صفر سنہ ثمان و ثلاثین و سبعمایۃ
بر دست برادرش خواجہ وجیہ الدین مسعود کشتہ شدہ سبب کشتن آن بود کہ چون عبد الرزاق
حکومت یافت کس پیش خاتون خواجہ عبد الحق ابن خواجہ علاؤ الدین ہندوی فریومدی کہ
وزیر خراسان بود فرستاد کہ او را بنکاح خود در آورد خاتون عار داشت کہ زن او شود جواب
فرستاد کہ من بعد از شوہر عہد کردہ ام کہ شوہر نکنم عبد الرزاق این سخن بشنید باز فرستاد کہ اگر
بخوشی میسّر نشود بہ تحکم این کار خواہم کرد خاتون از نام و ننگ اندیشہ کرد و گفت مرا امیر دہ روز
مہلت دہد تا کار ساختگی کنم بعد از آن ہر چہ فرماید حاکم است و بعد از ہفتہ بشب از قلعہ
سبزوار بگریخت و عزیمت نیشاپور کرد تا خود را بپیش امیر ارغون شاہ جان قربانی کہ در آن روزگار
پادشاہ نیشاپور و طوس بود برساند امیر عبد الرزاق خواجہ مسعود برادر خود را در عقب خاتون فرستاد
تا او را و متعلقان او را بازگرداند مسعود در رباط سنکلیدر با در رسید خاتون جزع و زاری نمود
کہ اے خواجہ تو میدانی کہ برادرت مرد فاسق و بے اعتبار است و من ضعیفہ آدمی زادہ ام خالصاً
للہ بر آن مباش کہ من رسوا شوم و خواجہ مسعود مرد متدیّن و خدا ترس بود خاتون را گفت بسلامت
برو کہ مرا با تو کارے نیست و بازگشت عبد الرزاق گفت خاتون را آوردی گفت بدو
نرسیدم عبد الرزاق او را ناسزا گفت کہ تو مرد نیستی مسعود بجواب گفت ترا مرد و مسلمان
نشاید گفت کہ بنیاد کار خود بر فساد نہادہ عبد الرزاق خواست تا ضربتے بدو زند مسعود پیش دستی
کردہ شمشیر کشید و عبد الرزاق خود را از دریچہ حصار بخاک ریز قلعہ افگند گردنش خود بشکست
و مسعود بر جائے او بحکومت نشست و اہالی خراسان و بزرگان این کار از مسعود پسندیدہ
داشتند و کان ذالک فی شہور سنہ ثمان و ثلاثین سبعمایۃ -

جلوس خواجه وجیه الدین مسعود بن فضل الله باشتینی ره

مردی نیکو خلق و شجاع و صاحب دولت بود مرتبهٔ او ذروهٔ اعلیٰ یافت و نیشاپور و جام را مسخر ساخت و ارغون شاه جان قربانی از و منهزم شد و هفتصد غلام ترک داشت دوازده هزار سپاهی را علوفه داد و با دو هزار مرد در یک روز هفتاد مرد را در نیشاپور از لشکر جان قربانی بشکست و هشت هزار مرد سواره و پیاده را در صباح در قریهٔ پوست فروش که همراه امیر محمد ترکمان بودند و بیست هزار مرد را نماز پیشین در دیه لقبشان که همراه قرابوقاتے جان قربانی بودند بشکست و نماز دیگر همان روز ارغون شاه بسے هزار مرد بسر او رسید و در صحرای رود و غوش او را نیز بزد و از عهد آدم تا زمان او این کار هیچ آفریده نکرده و مورخان نیاورده اند و خواجه مسعود در آخر مرید شیخ الشیوخ حسن جوری قدس سره شد و باتفاق شیخ قصد طغا تیمور خان کردند و در لب آب اترک با خان مصاف دادند و خان باوجود آنکه هفتاد هزار مرد داشت و ایشان دوازده هزار مرد بودند خان را بشکستند و دیگر باتفاق شیخ بقصد ملک حسین کرت لشکر کشید و ملک با ایشان در ولایت زاوه مصاف داد و ملک را نیز بشکستند اما خواجه مسعود شخصے را فرمود تا ضربتے بر شیخ حسن بزد و شیخ کشته شد و شکست ملک حسین معکوس شد و مردم ملک جمع شدند و خواجه مسعود هزیمت کرده بسبزوار آمد و کان ذالک فی شهور سنه ثلاث واربعین وسبعمایه و چون اکثر بلاد خراسان بتصرف خواجه مسعود در آمد قصد فیروزکوه و رستمدار کرد و آن ولایت را مسخر کرد و بوقت مراجعت ملک رستمدار او را بجاۓ تنگ و بیشه و کوه برد و باغی شده شبخون کرد و لشکر سیاه پوش گرد او در آمدند و او و اغلب لشکرش دران حدود کشته شدند فی اواخر ربیع الاول سنه خمس واربعین وسبعمایه حکومت خواجه مسعود هفت سال و چهار ماه بود و وسعت ملک او از جام تا دامغان و از جنوشان تا ترشیز بوده و جملۀ دیگر که از سربداران بعد از و حکومت کرده اند نوکران و نوابان او بوده اند و صاحبقران سربداران خواجه وجیه الدین مسعود است و بعد او غلام او آقا محمد تیمور دو سال و دو ماه حکومت کرد و بردست خواجه علی شمس الدین شهید شد و تا آخر لشکر سربدار در ۷۴۷ھ کشته شدند و بعد از آقا محمد تیمور کلو اسفندیار که یکے از نوکران خواجه مسعود بود بمسند حکومت نشست و یک سال

ویکسال حکومت نمود و چون مرد ذل و دون بوده کار حکومت از وے زینتے نداشت باز لشکر سربداران باستصواب خواجه علی شمس الدین بروخروج کردند و در چهاردهم جمادی الآخر سنه ثمان واربعین وسبعمایه او را کشتند و میخواستند که خواجه لطف الله بن خواجه مسعود را که او را میرزا گفتندے برتخت سلطنت نشانند خواجه علی شمس الدین مصلحت ندید که او طفل است و راه و رسم سلطنت ندارد و نیکے داند خواجه شمس الدین بن فضل الله را که عم او بود بنیابت او بکار حکومت نصب کردند تا وقتیکه لطف الله شایسته حکومت شود و او هفت ماه سلطنت بعاریت کرد و مردے خواجه وش و رعیت شکل بوده خود را خلع کرد که من بدین کار شایسته نیستم و چهار خروار ابریشم از خزانه برگرفت و از غوغائے سلطنت جان بسلامت بیرون برد و مملکت را بخواجه علی شمس الدین سپرد وکان ذالک فی ذالحجه سنه تسع واربعین وسبعمایه۔

ذکر جلوس خواجه شمس الدین حبشی رہ

او مردے دانا و مردانه بود کار سربداران را رواجے داد و با سلطان روزگار طغا تیمور خان صلح کرد و بران جمله که ولایاتے که به تصرف خواجه مسعود بوده بتصرف او باشد و هیچ هزار مرد را مرسوم داد و رعیت را مرفه الحال داشتی و بکفایت زندگانی نمودی و با مخترقات سبزوار شریک شدے مرسوم مردم را برات نوشتی و در مجلس خود نقد شمردے و دادی و امیر سید عز الدین سوغندی که پدر سید قوام الدین است که سادات ساری و حکام آنجا از نسل وے اند بروزگار خواجه علی شمس الدین پیشوائے درویشان حسینه بود و از خواجه علی اندیشناک و متوهم شد و امیر قوام الدین را همراه داشته بطرف مازندران روانه شد و در راه بجوار رحمت ایزدی انتقال نمود و امیر قوام الدین بطریقه پدر بطاعت و ریاضت مشغول شد و اهل ساری و مازندران مرید او شدند و سلطنت آن دیار تا بدین روزگار در تصرف اولاد و عقاب اوست اما خواجه علی شمس الدین ابواب فساد را در سبزوار مسدود ساخت و پانصد فاحشه را زنده در چاه انداخت و سیاست او بمرتبه بود که هر کس از ارباب و لشکریے طلب کردے وصیت نامه نوشتندے آنگاه نزد او رفتندے و در سبزوار انبارے ساخت که شتر بابار بر بام او رفتندے و مسجد جامع سبزوار را عمارت کرد و حوضے و پایابے

درمیان مسجد جامع سبزوار ساخت و بعضے مردم سبزوار نسب او را بحجاج بن یوسف ثقفی
میرسانند و درجبه خانه او پنج جبیه هر روزے بکمل شدے و بر اکثر بلاد خراسان پنجسال بکبرے
کم حکومت باستقلال کردے و چوں مرد فحش گوی و بدزبان بود اکابر از و نفور شدند و حیدر
قصاب در قلعهٔ سبزوار او را بکشت و در شهور سنه ست و خمسین سبعمایه عمر او پنجاه و شش
سال بود۔

جلوس امیر یحییٰ کرابی رہ

وکراب از قرار بیهق است و خواجه یحییٰ نوکر خواجه مسعود بوده پیش خواجه مقرب بودے و
مردے بزرگ زاده است بعد از خواجه علی شمس الدین بر مسند حکومت قرار یافت و سپه سالاری
به پهلوان حیدر قصاب داد و در ولایت سربدار بیفزود و طوس را از تصرف جانی قربانی و امیر علی
رمضان بیرون آورد و خرابیهاے که لشکر جانی قربانی در طوس کرده بودند بتلافی آں مشغول شد
وقنوات ولایت طوس و مشهد را جاری ساخت و درویشان شیخ حسن را حرمت مے داشت
و در روزگار او لشکر غازان خان که پادشاه سمرقند بود تا حدود بیهق آمدند و امیر یحییٰ پذیره شد
خواست تا جنگ کند آں لشکر از و متوهم شده با صلح مراجعت نمودند و در اوّل سلطنت خواجه یحییٰ
با طغا تیمور خان صلح نمود و در ثانی الحال در سلطان و دین استرآباد قصد طغا تیمور خان کرد و در
روز طوی بزرگ طغا تیمور خان را شهید ساخت و ایں صورت بشرح قبل ازیں گذشته و در شهور سنه
تسع و خمسین و سبعمایه امیر یحییٰ کرابی بر دست منتریان و نوکران خود بسعی برادرزادهٔ او علاء الدوله
شهید شد و چهار سال و هشت ماه از و امغان تا جام بخورد بیست و دو هزار لشکرے داشت مردے
نماز گذار و اهل طاعت تلاوت کلام الله بود اما قتال بے باک بود و گاه گاه خشکی و داغ و جنون او را
عارض شدے و بعد از و پهلوان حیدر قصاب و اکابر سربداریه برادر خواجه یحییٰ ظهیر الدین کرابی را در مسند
حکومت نشاندند جلوس خواجه ظهیر الدین کرابی و او مردے فقیر مشرب و کم آزار بود و یک سال با مارت
و حکومت موسوم بود و بلهو و لعب مشغول بودے و در زبان او سربداران تنزّل یافتند و پهلوان
حیدر گفت که مردم از تو نا امیدند خواجه ظهیر گفت که من در اوّل مے دانستم که ایں کار را تعهد نمیتوانم کرد

بالمحاح شما اختیار نمودم اکنون قریۃ اللہ دست از من بداریدتا بفراغت بدرویشی خود مشغول شوم و خود را از حکومت عزل کردہ و کوچ و اطفال خود را از قلعہ سفید دوند کہ در شہر سبزوار بقریہ کراب برد و عزلت خواجہ ظہیر در سیزدہم رجب سنہ ستین و سبعمایہ بودہ است۔

خوش بخت کسانیکہ زپا بنشستند — در برخ مردمان نادان بستند

کاغذ بدریدند و قلم بشکستند — وز دست و زبان حرفگیران رستند

جلوس پہلوان حیدر قصاب

او از دیہ چشم است و نوکر خواجہ علی شمس الدین بود و در روزگار مشار الیہ یکے از تربیت یافتگان حیدر بودہ و بعد از خواجہ علی شمس الدین در میان سرداران حشمتے یافت مردے پہلوان و اہل مروت بودہ و سفرۂ عام داشتہ مدتنا یک سال و یک ماہ حکومت کرد نصر اللہ باشتینی در اسفرائن بدو یاغی شد و او پنج ہزار مرد بدر قلعہ اسفرائن آورد و مدت یک ماہ حصار را در بندان کرد و بعد از اں روزے پہلوان حسن دامغانی کہ از بزرگان سربدار بودہ و سپہ سالار پہلوان حیدر قصاب بودہ با محمد حنطابادے و قتلوق بوقا اتفاق کردند و در طہارت گاہ پہلوان حیدر را زخم زدہ شہید کردند و در بیرون حصار شہر سر او را بریدند پہلوان نصر اللہ و پہلوان حسن دامغانی ہر دو تا بک خواجہ لطف اللہ بودند نقارہ بنام امیرزادہ لطف اللہ زدند و سر پہلوان حیدر را بسبزوار فرستادند و کان ذالک فی شہر ربیع الثانی سنہ احدی و ستین و سبعمائیہ۔

جلوس امیرزادہ لطف اللہ بن مسعود

چوں پہلوان حیدر بدر حصار اسفرائن کشتہ شدہ پہلوان حسن دامغانی و خواجہ نصر اللہ باشتینی کہ از اکابر و امرائے سربدار بودند امیرزادہ لطف اللہ را بر تخت مملکت نشاندند و ارباب و اہالی سبزوار بدین کار شادمانیہا نمودند و باستقبال امیرزادہ بیرون آمدند کہ آب رفتہ باز در جوے آمد و تہنیت ہا کردند و نثارہا ریختند و چوں حکومت او یک سال و سہ ماہ رسید میان او و پہلوان حسن دامغانی بر سر کشتی گیران سبزوار تعصب دست داد و امیرزادہ لطف اللہ

پہلوان حسن را دشنام داد و پہلوان حسن با او کینہ ور شد در شب بسبزوار رفت و او را
دست گیر کرد و نقارہ بنام خود زد و امیرزادہ لطف اللہ را بند کردہ بقلعہ و تجروان فرستاد و در
آخر رجب سنہ اثنی و ستین و سبعمایۃ او را بقتل رسانیدند۔

جلوس پہلوان حسن دامغانی

مرد پردل و جوان مرد بود اما در رائے و تدبیر خطا نمودے و میان او و درویش عزیز مجدی
تنازع افتاد لشکر کشید و مشہد مقدس را مسخر ساخت درویش عزیز در انجا بعبادت مشغول بود
او را بگرفت و گفت تو مرد اہل طاعتے از خدا مے ترسم کہ ترا بکشم برخیز و از ملک من بیرون رو
درویش عزیز اجابت کرد و او را د و خروار ابریشم داد و از ملکش اخراج کرد و بطرف اصفہان رفت
و در زمان خواجہ حسن دامغانی امیر ولی در استرآباد استیصال یافتہ بود و میان او و امیر ولی
منازعت افتاد و پہلوان حسن شش ہزار سوار مکمل دو اسپہ باسترآباد برد و امیر ولی با ہفت
صد سوار لشکر پہلوان حسن را بشکست و دریں حال خواجہ علی موید خسرو خود را کہ امیر نصر اللہ
کہستانی مے گفتند در دامغان بگرفت و درویش عزیز را کہ پہلوان حسن او را از خراسان اخراج کردہ بود
از اصفہان طلب کرد خواجہ نصر اللہ را بطرف کعبہ روانہ ساخت و فرصت یافت و باتفاق درویش
عزیز دم سلطنت زدند و مردمی کہ از جنگ گاہ امیر ولی از لشکر پہلوان حسن گریختہ بودند بسیارے
باوازہ خواجہ علی موید بدامغان رفتند و او را بسبزوار دعوت کردند و او ہزار سوار دو اسپہ باتفاق
درویش عزیز برداشت و عزیمت سبزوار کرد و در روز در مغاکی فرود مے آمدند و شب مے راندند و
خواجہ حسن دامغانی دریں حال بعد از ہزیمت استرآباد بمحاصرۂ قلعۂ شقان مشغول بود و خواجہ علی موید
صبحگاہے کہ دروازۂ سبزوار کشادند بسبزوار دخول کرد و مردمان مے پنداشتند کہ پہلوان حسن رسید دعا
مے کردند کہ آفتاب دولت خواجہ حسن بکوہ پیوستہ باد و بابا شمس مسکین میگفت کہ حسن بعلی مبدل شد
مردم را تحقیق شد کہ این خواجہ علی موید است و خواجہ نقارہ بنام خود زد و خواجہ یونس سمنانی را کہ وزیر
پہلوان حسن بود برادر کرد و تعزیت خواجہ لطف اللہ بداشت و کتابت بسرداران سبزوار نوشت
کہ شما بدین دامغانی حرام نمک بد اصل چہ میکنید و از ملازمت او عار ندارید بدا اینک خزینہ را

قسمت مے کنم اگر دیر رسید پیر مفلس خواهید شد باید که سر حسن دامغانی را همراه بیاورید واگر نه بدین جانب میاید که زن و بچه شما در معرض تلف خواهد بود پهلوان حسن در شقان بود که خط خواجه علی موید بسرداران رسید با حسن خلاف کردند و او را دستگیر کردند او دانست که کار از دست رفته زاری مے کرد که مرا زنده پیش درویش عزیز برید که بدو نیکوئی کرده ام او را سخن نگذاشتند و فخر الدین غلطانی را فرمودند تا او را گردن زد و سر او را بسبزوار فرستادو کان ذالک فی شهور سنه ست و ستین و سبعمایه و ایام حکومت پهلوان حسن چهار سال و چهار ماه بود و در ایام او طوس از تصرف سربدار بیرون رفت۔

جلوس خواجه نجم الدین علی مؤید

مردے سعادتمند و اہل دل بوده و اصیل زاده و از روزگار خواجه مسعود در میان سربدار صاحب اختیار بوده و بے مشورت او کار بفیصل نمے رسید بعد از پهلوان حسن دامغانی بر سریر حکومت باستقلال متمکن شد و کارها ضبط نمود و رعیت را استمالت داد و در سنه ست و ستین و سبعمایه بر مستقر کامرانی قرار یافت و خطبه و سکه بنام خود فرمود و در روزگار او خلائق آسوده گشتند و از رعایا ده سه بخش گرفتے و یک دینار دیگر تعرض نرسانیدے و بکدخدائے در زمان سلطنت خود شروع نمود و پیوسته جامه بے تکلف پوشیدے و در سفرهٔ او خاص و عام محفوظ گشتندے و هر سال توشخانه خود را بتاراج دادے و شبها در محلات بیوه زنان را طعام دادے اول کارے که درویش عزیز بکشت و منکر درویشان شیخ حسن شد و مزار شیخ حسن و شیخ خلیفه را مزبله زار ساخت و در ممالک سربدار بیفزود و ترشیز و کوهستان و طبس گیلکی را مسخر ساخت و از دامغان تا سرخس بحوزهٔ تصرف او در آمد و در دولت خود با حضرت امیر کبیر صاحب قران امیر تیمور گورگان یک جهتے و مصادقت کردے و دوستی و محبت نمودے و بکرات او را با امیر ولی مصاف دست داد و خصومت ایشان از حد تجاوز کرد و امیر ولی شهر سبزوار را محاصره کرد و خواجه علی موید استعانت بامیر کبیر تیمور گورگان برد و تا تونام شخصے را بسمرقند فرستاد پیش امیر صاحب قران و بعد از چهار ماه صاحب قران اعظم امیر تیمور گورگان لشکر بخراسان کشید و خواجه علی موید تا سرخس باستقبال

امیر تیمور گورگان نموده بنوازش سلطانی مشرف شد و امیر کبیر را از استقبال او با او مصادفت واقع شد و خواجه علی مملکت خراسان را با امیر تیمور گورگان سپرد و خود بملازمت صاحبقرانی مشغول گشت و حالات خواجه علی موید طویل است و درین تذکره ایراد مجموع نمود حکایت کنند که صاحبقران را با او التفات تمام بودے و یک زمان از صحبت او شکیب نداشتی و بارها بر زبان مبارک راندی که من بعمر خود متین تر و پر قاعده تر از خواجه علی موید مردے ندیده ام و امیر تیمور چندانکه سلطنت خراسان را بدو عرض کرد قبول نکرد و گفت مے خواهم که آخر عمر در قدم شما بسر برم مدت هفت سال خواجه علی موید با صاحبقران مصاحب بود و ملازمت مے نمود با خواهرزادگان و اقربا و سلطنت خواجه علی موید از ولایت نسا تا ولایت تون و قاین و از سر حد جام تا دامغان هجده سال بود و هفتاد و سه سال عمر یافت و در مصاحبت صاحبقران اعظم امیر تیمور گورگان انار الله برهانه و در ولایت حویزه که من اعمال خوزستان است در شهور سنه ثمان و ثمانین و سبعمایه بسعادت شهادت مشرف شد و نعش او را بسبزوار آوردند و از توهم درویشان شیخ حسن او را مخفی دفن کردند و بعضے گویند در گنبد امامزاده خسرو جرد است و بعضے گویند که در قدمگاه امام حسن ماه روستے که در سوق شهر سبزوار واقع است مدفون است و عزیزی در تاریخ وفات خواجه علی موید این بیت گفته است۔

بر و آل محمد چو نهی یک نقطه تاریخ وفات نجم دین خواجه علیست

و بعد از خواجه علی موید از سربداران سلطنت منتقل شد و خراسان با ممالک سلطان صاحبقران امیر تیمور گورگان منضم شد۔

ذکر ملح الظرفا و زبدة الفضلا عبید زاکانی رہ

مرد خوش طبع و اهل فضل بوده هر چند فاضلان او را از جملهٔ هزالان مے دارند اما در علوم و فنون صاحب وقوف است و در روزگار شاه ابو اسحق در شیراز به تحصیل علوم مشغول بودے گویند نسخه در علم معانی تصنیف نموده بنام شاه ابو اسحق و میخواست که آن نسخه را بعرض شاه رساند گفتند که مسخره آمده است و شاه بدو مشغول است عبید تعجب نمود و گفت هرگاه تقرب سلطان

بمسخرگی پیشه گرد و هزالان مقبول و علما و فضلا محجوب و منکوب باشند چرا باید که کسے برنج تکرار
پرداز دو بیهوده دماغ لطیف را بدود چراغ مدرسه کثیف سازد بمجلس شاه ابواسحق تا رفته مترنم
این رباعی گشت۔

در علم و هنر چو من مشو صاحب فن — تا نزد عزیزان نشوی خوار چو من
خواهی که شوی قبول ارباب زمن — کنگ آور و کنگری کن و کنگره زن

و عزیزی او را ملامت کرد که از علم و فضایل اجتناب با وجود فضیلت و هنر که ترا ست
بخسائس مشغول بودن از طریق عقل بعید مے نماید عبید این قطعه بخواند۔

اے خواجه مکن تا بتوانی طلب علم — کاندر طلب راتب هر روزه بمانی
رو مسخرگی پیشه کن و مطربی آموز — تا داد خود از کهتر و مهتر بستانی

و هزلیات و مطایبات و اهاجی خواجه عبید و رسایل که درین باب تالیف نموده شهرتے
عظیم دارد و ایراد این نوع کلام درین کتاب پسندیده نیاید حکایت کنند که جهان خاتون نام ظریفه و
مستوره روزگار و جمیله دهر و شهره شهر بوده و اشعار لطیف دارد و این مطلع در توحید او راست۔

مصوریست که صورت ز آب میسازد — ز ذره ذره خاک آفتاب می سازد

و جهان خاتون را با عبید مشاعره و مناظره است و عبید در حق جهان خاتون گوید۔

گر غزلهاے جهان روزے بهندستان فتد — روح خسرو با حسن گوید که این کس گفته است

گویند که خواجه امین الدین که در عهد شاه ابواسحق وزیرے با قدر و منزلت بوده جهان خاتون را
بنکاح خود آورده و خواجه عبید درین باب میگوید۔

وزیرا جهان قحبهٔ بے وفاست — ترا از چنین قحبه ننگ نیست
برو کس فراخی دگر را بخواه — خدای جهان را جهان تنگ نیست

و خواجه سلمان در حق عبید این قطعه گوید۔

جهنمی و هجاگو عبید زاکانی — مقرر است به بیدولتی و بیدینی
اگرچه نیست ز قزوین و روستازاده است — و لیک میشود اندر حدیث قزوینی

و زاکان از اعمال قزوین است حکایت کنند که خواجه سلمان نوبتے در سفر محتشم وار بر کنار آبی

فرود آمده بود عبید زاکانی پیاده بدان مجلس رسید سلمان گفت که ای برادر از کجا میرسی گفت از قزوین گفت از اشعار سلمان یاد داری گفت یک دو بیت یاد دارم گفت بخوان این دو بیت را برخواند عبید۔

من خراباتیم و باده پرست — در خرابات مغان عاشق و مست
می کشندم چو سبو دوش بدوش — می برندم چو قدح دست بدست

این دو بیت برخواند و گفت خواجه سلمان مرد بزرگ و فاضل است این نوع شعر را امر اگمان نیست که بدو نسبت تواند و غالب ظن من آن است که این شعر را زن خواجه سلمان گفته باشد چه این نوع سخن بدو نسبت کردن اولی است خواجه سلمان بهم برآمد و از روئے فراست دریافت که این مرد نیست مگر عبید زاکانی و سوگندش داد و اقرار کرد که من عبیدم و با خواجه سلمان عتاب کرد که نادیده هجو کردن عیب فضلا است و من عزیمت بغداد و خاص بجهت تو کرده بودم تا ترا سزا دهم بخت مساعدت تو شد که از زبان من ایمن گشتی خواجه سلمان عبید را خدمت گاری نموده ساخت و نقد و لباس بدو بخشید و بعد الیوم با یک دگر مصاحبت نمودند و همواره خواجه سلمان از زبان عبید هراسان بود و او را مراعات کردی و در گرفتاری قرض خواهان گوید۔غزل

هر دم بعیش خوشدل و من مبتلائے قرض — هر کس بعیش شغلی و من در بلائے قرض
قرض خدای و قرض خلائق بگردنم — آیا ادائے فرض کنم یا ادائے قرض
در کوچه قرض دارم و اندر محله قرض — در شهر قرض دارم و اندر سرائے قرض
غرقه کنم بقلزم واتیل وجود خویش — گر بشنوم و پنهانی شهری سرائے قرض
عمرم چو ابر رفتے گدایان بباد رفت — از بسکه خواستم زدر هر گدائے قرض
گر خواجه تربیت نه کند هر عبید را — مسکین چگونه باز رهد از جفائے قرض

بجلال و قدر ذوالجلال و کفی بالله شهیدا که از روزگار عبید گذشته این دردمند سے چون این مظلوم که مؤلف این تذکره است هیچکس را در نیافته از یک طرف بفلاکت ریعیتی مبتلا است و طرفے دیگر از هجوم قرض خواهان در بلاست عبید از این عجائب کسارتر بود چه اگر قرض داشت

محصل نداشت اگرچه از وے خرید ندہزل مشغول مے بود و از سفرہ بزرگان نانے مے ربود
این دعاگو که از آغاز تباشیر صبح سعادت این خانواده دولت را بنده زاده بوده باشد و اجداد این
مستمند درین دولت جان سپاری و نیکو بندگی کرده باشد الیوم بذلت خاک شوری لب نانے
حاصل سازد و محصلان شاید و علم داران پلید این لقمه را از دو در بایند و این بناره ملک پدرے
و موروثی روز بروز بفروشد و از در خانهاے بدگمانان قرض کند و از نهیب محصل روز چون خفاش
در سوراخی شود و شب بدر خانهاے علمداران دادخواهی نماید لیکن اگر وقوف یابند ارباب حکم
و فرمان این نذلت در حق این خاکسار نپسندند و علیه راست ۔

رسد به بهشتی رویت جمال مه بکمال — برد ز نکهت مویت صبا خبر بشمال
زند به تیر نظر غمزه ات نشانه مهر — کشد بگوشه چشم ابرویت کمان هلال
توئی که آب حیات از لبت بود سایل — خوشا کسی که کند بالبت جواب و سوال
کسے گزید بدندان کام آن لب لعل — که شد زبان زده در هر دهن بیان خیال
صبا به بهشتی زلفت نهاد در دم صبح — هزار سلسله بر دست و پاے آب زلال
فگند درین هر هفت پرده مردم چشم — بانتظار تو بیوسته جاے خواب و خیال
حرام گشت بغیر از عبید در عشقت — بشاعران تخیل نماے سحر حلال

اما شاه ابواسحق پیشتر از خروج آل مظفر حاکم شیراز و فارس بود پادشاهے مستعد و شاعر بود
و هنرمندان را تربیت کردے و فضلا و شعرا را اکرام و موقر داشتی و از نبیرۀ محمد شاه انجو ست
که در عهد غازان خان او را بحکومت فارس فرستاده بودند و شاه ابواسحق پادشاه نیکو اخلاق و
پاکیزه صورت بوده است و اما همواره بعیش و لهو و طرب مشغول بودی و معظمات امور پادشاهے
نپرداختے محمد مظفر برو خروج کرد و او را و خاندان او را استاصل ساخت حکایت کنند که محمد مظفر
از یزد لشکر کشید و بشیراز بقصد ابواسحق آمد و ابواسحق بعیش و لهو مشغول بود چندانکه امرا او را گفتندے اینک
خصم رسید تغافل کردی تا حدے که گفت هر کس ازین نوع که در مجلس من سخن کند او را سیاست کنم
هیچ آفریده خبر دشمن باو نے رسانید تا محمد مظفر بر در شیراز نزول کرد این هم را بدو نمے
گفتند امین الدین جهرمی که ندیم و مقرب شاه بود روزے شاه را گفت برخیز تا بر بام

تماشائے بہار و تفرج شگوفہ زارہا نمائیم کہ عالم رشک بہشت برین و زمین غیرت کارگاه
چین شده و شاه را بدین بہانہ بربام کوشک برد شاه دید در پائے لشکر در بیرون شہر مواجست
پرسید کہ این چہ مے شود وزیر گفت لشکر محمد مظفر است شاه تبسمے کرد کہ عجب ابلہ مردکے
است محمد مظفر کہ در چنین نوبہارے خود را و مارا از عیش دور میگرداند و این بیت از شاه ہمانگاه
برخواند و از بام فرود آمد۔ بیت

بیا تا یک امشب تماشا کنیم چو فردا رسد فکر فردا کنیم

فضلا این غفلت اندیشہ بده ندانستند و عنقریب ملک از و بدست دشمن منتقل شد و او
بر دست سلاطین آل مظفر ہلاک شد و کان ذالک فی شہور سنہ سبع و اربعین و سبعمایہ
و این بیت درین حال مناسب است۔ بیت

پے شاه غافل ببازی نشست کہ دولت ببازی بر نقش زدست

و رعایائے پارس را بدور دولت او وقت خوش بود و بعد از شاه ابواسحق مردم فارس
بدحال شدند و تاسف روزگار او مے خوردند و خواجہ حافظ شیرازی گوید۔

بعہد سلطنت شاه شیخ ابواسحق بہ پنج شخص عجب ملک فارس بود آباد
نخست پادشہے ہمچو او ولایت بخش کہ گوی عدل ربود و بعدل و بخشش داد
دوم بقیہ ابدال شیخ امین الدین کہ بود داخل اقطاب و مجمع اوتاد
سوم چہ قاضی عادل اصیل ملت و دین کہ قاضیے بہ از و آسمان ندارد یاد
دگر چو قاضی فاضل عضد کہ در تصنیف بنائے شرح مواقف بنام شاه نہاد
دگر کریم چو حاجی قوام دریا دل کہ او بجود چو حاتم ہمی صلا در داد
نظیر خویش نہ بگذاشتند و بگذشتند خدائے عز و جل جملہ را بیامرزاد

ذکر سید فاضل جلال الدین عضد

سید صحیح النسب است و فاضل و شریف الحسب و اصل او از دار العباد یزد بود و پدر او
سید عضد بروزگار محمد مظفر وزیر بود و حکایت کنند کہ روزے محمد مظفر در مکتب در آمد و یار

کہ سیدزادہ بکتابت مشغول است پرسید کہ این کودک پسر کیست گفتند پسر عضد است دید کہ جمال باکمال دارد و فراستی زیبا و کلامی موزون معلم را پرسید کہ در مکتب خانہ کدام کودک بہتر مینویسند مولانا گفت ہر کدام کہ قلم بہتر تراشد گفت کہ قلم بہتر تراشد گفت آنکہ قلمتراش تیز دارد گفت قلمتراش تیزتر کراست مولانا گفت ہر کدام را پدر منعم تر و متمول تر است گفت کدام را پدر منعم تر باشد معلم گفت آنکہ پدرش وزیر سلطان باشد محمد مظفر بر وقت ذہن استاد آفرین کرد و سید جلال را طلب فرمود و گفت بنویس تا خط ترا تماشا کنم سید بدیہہ این قطعہ را نظم کردہ بدست سید مظفر داد قطعہ این است۔

چار چیز است کہ در سنگ اگر جمع شود　　لعل و یاقوت شود سنگ بدان خارائی

پاکی طینت و اصل گہر و استعداد　　تربیت کردن مہر از فلک مینائی

با من این ہر سہ صفت ہست ولی میباید　　تربیت از تو کہ خورشید جہان آرائی

محمد مظفر در حسن خط و زیبائی شعر و قابلیت سید حیران ماند و عضد را گفت این پسر صاحب فضل است و مرا آرزو کہ او را ملازمت فرمایم اما چون سادہ رو لیست از زبان مردم اندیشا کم در تربیت او تقصیر مکن و دہ ہزار درم بسید جلال بخشید کہ این مال را صرف مردم اہل کن و در کسب فضایل اعمال مکن و سید جلال بعد ازان انواع فضایل حیازہ کردہ در شعر و شاعری سر آمد روزگار خود بودہ و سلطان سعید بایسنغر را التفات بدیوان جلال زیادہ ازان بودہ کہ شرح توان کرد و شعر او را بر شعر اقران او فضل دادی و سید را در مدح آل مظفر قصاید لیست کہ ترجیع ہفت رنگ میگوید و فضلا مسلم میدارند و مطلع آن قصیدہ این است۔

باز از شگوفہ گشت فزائے چمن سفید　　و اطراف دشت گشت ز برگ سمن سفید

در جنب رنگ ژالہ و سرخی لالہ ہست　　در معدن سیاہ و عقیق یمن سفید

و این غزل ہم او راست۔

عاشقان اول قدم بر ہر دو عالم میزنند　　بعد ازان در کوئے عشق از عاشقی دم میزنند

جرعہ نوشان بلا را شادمانی در غمست　　شادمان آندل کہ در وے سکہ غم میزنند

تا بر آمد از گدائی کام ما در کوئے دوست　　کوس سلطانی ما در ہر دو عالم میزنند

از خیالات رخش تسکین همی یابد دلم — حوریان قدس آبی بر جهت چشم میزنند
عقل کل با عشق میگوید که بر من رحم کن — زورمندان پنجه با افتادگان کم میزنند
خیل مژگانت دو صف آراسته در روی ما هم — ریزش خون میشود هر دم که بر هم میزنند
ساکنان آستان عشق مانند جلال — از فراغت پشت پا بر ملکت جم میزنند

ذکر مولانا حسن کاشی رہ

از جملہ مادحان حضرت شاہ ولایت پناہ امیر المؤمنین و امام المتقین و یعسوب المسلمین اسد اللہ الغالب ابی الحسن علی بن ابی طالب ہیچکس بمتانت و لطافت او سخن نگفتہ است مرد فاضل و دانشمند بودہ اصل او از کاشان است اما در خطہ عامل متولد شدہ و آں جا نشو و نما یافتہ چنانچہ میگوید۔

رہا کاشی اگر در خطہ عامل بود — لیک از جد و پدر نسبت بکاشان میرود

گویند مولانا حسن بعد از زیارت کعبہ معظمہ شرفہا اللہ تعالیٰ و حرم حضرت رسالت ﷺ بعزم زیارت حضرت امیر المؤمنین ؑ بدیار عراق عرب افتاد بہ عتبہ بوسی آں آستان شریف مشرف شد و این منقبت در روضہ مطہرہ خواند۔

ای زبدہ آفرینش پیشوای اہل دین — وی زعزت مادح بازوی تو روح الامین

دراں شب حضرت شاہ ولایت پناہ را بخواب دید کہ عذر خواہی میکند کہ ای کاشی از راہ دور و دراز آمدہ ترا دو حق است بر ما یکی حق مہمانی و یکی حق شعر اکنون باید بہ بصرہ روی و آں جا بازرگانیست کہ او را مسعود بن افلح گویند از ما سلامش رسان و بگوی کہ در سفر بحر عمان درین سال کشتی تو خواست غرق شود یک ہزار دینار بر ما نذر کردے و ما مدد کردیم و کشتی و اموال تو را بسلامت بساحل رسانیدیم اکنون از عہدہ بیرون آی و از خواجہ بازرگان زربستان کاشی ببصرہ آمد و آں خواجہ را پیدا ساخت و پیغام امیر المؤمنین ببازرگان رسانید بازرگان از شادی بشگفت و سوگند خورد کہ من این حال بہیچکس نگفتہ ام و فی الحال زر را تسلیم کرد و خلعتی بر آن افزود و بشکرانہ آنکہ فریادرس شاہ ولایت شدہ دعوت مستوفا جہت صلحا و فقرائے شہر بداد مولانا حسن

در عهد شباب مردی نیکو سیرت و خدا ترس و متقی بوده و غیر از مناقب ائمه نگفتی و بمدح ملوک اشتغال نکردی و قصاید او در مناقب شهرتے دارد و وفات مولانا حسن معلوم نبود که در چه تاریخ بوده والله اعلم مدفن او در سلطانیه عراق است و در عهد سلطان محمد خدابنده و اما شهر آمل از جمله بلاد قدیم است و بنائے آں گویند جمشید کرده و بعضے گویند فریدون ساخته حالیا چهار فرسنگ علامت شهریت آں محسوس میشود و در هر جائے زمین را بکاوند خشت پخته و سنگ ریخته ظاهر مے شود و چهار گنبد است دراں شهر که مقبره فریدون و اولاد او دراں جا است فی کل حال از روزگار فریدون تا زمان بهرام گور تخت گاه و مسکون آمل بوده و در کتاب ممالک و مسالک علی بن عیسی کحال حال این چنیں آورده است۔

ذکر مولانا جلال الدین طبیب رح

مردے اہل بوده بروزگار آل مظفر در فارس طبیب و حکیم بوده و باوجود حکمت و طبابت شعر هم میگفت و علم شعر نیک مے دانسته و داستان گل و نوروز او نظم کرده در شهور سنه اربع و ثلاثین و سبعمایه و آں کتاب شهرتے عظیم دارد و در میان مبتدیان و جوانان متداول است هر چند مثنوی آں خالی از فتوری نیست اما روان و صاف است چنیں گویند مولانا نسیمی نیشاپوری در یک ماه بیست نسخه گل و نوروز نوشته از قدرت بر کتابت او تعجب است گویند مولانا جلال حقه مفرح از جهت شاه شجاع آورده خواص آنرا درین قطعه نظم کرده نزد شاه شجاع عرض کرد:۔

جلال ساخته است این مفرح دل خواه	برسم پیشکش آورده نزد حضرت شاه
بدن قوی کند و طبع شاد و فکرت تیز	حدیث نرم زبان جاری و سخن کوتاه
شود بدیل مے ناب در تفرح طبع	شود بجائے سقنقور در تہیج باه
وگر تناول او در شب اتفاق افتد	منش غذا طلبد هم ز بامداد پگاه
جوانے آرد و پیری بدل کند بشباب	موافق بدن است او چو روح بے اشباه

شاه شجاع مولانا را از جهت این ترکیب و این نظم تحسین بلیغ فرموده و گفت اے مولانا همه را

نیکوگفتی و همچنان است اما مشکل که پیری بجوانی بدل گردد که کافور جائی مشک گرفته و زاب بر جائی ارغوان نشسته آب جوانی از جوئی دیگر است و در پیری از تجاذب دیگر و این غزل او راست:-

ازین دیار بر فتیم و خوش دیاری بود   بآب دیده نشستیم اگر غباری بود
ز آستان شریفت اگر فتادم دور   گمان مبر که درین کارم اختیاری بود
دلا بهجر بسازو بسوز با خواری   که وصل یار بهجری و زور روزگاری بود
اگر بدولت وصلت نمی رسید گدا   نشست و خواست بخیل سگانت یاری بود
جلال رفت و ترا بعد ازین شود معلوم   که این شکسته مسکین چگونه یاری بود

اما ابوالفوارس شاه شجاع چراغ دودمان آل مظفر بود و در علم و مراتب و فضایل یگانه روزگار است بعد از محمد مظفر در عراق عجم و فارس و کرمان سلطنتی باستقلال یافت عالم پرور و شاعر نواز بود و علما و فضلا در علوم بنام او تصانیف مرغوب پرداخته اند و مرشدی اهل فضل بوده گویند پیش مولانا قطب الدین رازی شرح مطالعه کردی و با وجود فضیلت نهایتی عظیم داشتی چنانکه ملوک اطراف از و اندیشناک بودند و بعد از روزگار پدرش میان او و برادرش شاه محمود جهت ممالک تنازع بود و در اثنای خصومت محمود متوفی شد شاه شجاع مناسب این واقع میگوید. رباعی

محمود برادرم شه شیر کمین   می کرد خصومت از پی تاج و نگین
کردیم دو بخش تا بیاساید خلق   او زیر زمین گرفت و من روی زمین

سلطان اویس جلایر در جواب گوید:-

ای شاه شجاع ملت و دولت و دین   خود را بجهان وارث محمود مبین
در روی زمین اگرچه هستی دو سه روز   بالله که بهم رسید در زیر زمین

و شاه شجاع را با سلطان اویس دیگر باره مکاتبات است این قطعه شاه شجاع بسلطان اویس فرستاد.

ابوالفوارس دوران منم شجاع زمان   که نعل مرکب من تاج قیصر است و قباد
منم که نوبت آوازه صلابت من   چو صیت همت اندر بسیط خاک افتاد
چو مهر تیغ گذاره چو صبح عالمگیر   چو عقل راه نمای و چو شرع نیک افتاد
کمال صولتم از حیله کسان ایمن   بنای همتم از شبهت خسیس آزاد

نبرده هیچ پدر رنگاه هیچ مخلوقی　　که بر بنای تمکن نهاده ام بنیاد
بهیچ کار جهان رشته دل نیاورده ام　　که آسمان در دولت برشته من بگشاد
تو رسم و خوی پدر رنگیر ای برادر من　　که شوهریت نیابد زنت ز دل شاد
مکن مکن که پشیمان شوی در آخر کار　　ز مکر روبه پیر و ز لشکر بغداد
برو تو جان پدر پیش من بمردی کوش　　که خواهریت نیابد ز مادر دل شاد

ودر جواب سلطان اویس گوید—

ابا شهی که باوصاف فضل موصوفی　　شهنشهی چو تو از مادر زمانه نزاد
ز فاضلان و بزرگان دهر دانایان　　کسی بمدح و بزرگی خود زبان بگشاد
بخوانده ام فراوان درین مختصر عمر　　کتاب نظم و تواریخ نثر بر استاد
نخوانده ام نشنیدم ندیده ام هرگز　　کسی که چشم پدر کور کرد و مادر کاد
صبا ز خطهٔ شیراز یکره دیگر　　همی سفر کن و بگذر بجانب بغداد
ببارگاه رفیع خلیفهٔ ایام　　بنای خطبهٔ شاهان اویس بن دلشاد
سلام من برسان و بگوی بسیار خوش　　که چشم بد بجمال و جلال تو نرساد
مرا تو طعنه مزن زانکه در زمان شباب　　جرمی بخطائی نه اختیار افتاد
وگر چنانکه در آری مرا و طعنه زنی　　بحالتی که مرا تاج و تخت شاهی داد
چنانکه زور بچاوم ز شحنه پدر را من　　اگر بدست من افتی ترا بخواهم کاد

وشاه شجاع بعد از چهارده سال که بکامرانی و استقلال سلطنت کرد بحسرت تمام در روزگار شباب و ایام فضل و اکتساب جهان بی سامان را وداع فرمود روزگار نامساعد بر جوانی وکامرانی او نبخشود و شجاع بود اما نه با سوار اجل مدبر بود آنا نه بحکم ازل. نظم

در ویست اجل که نیست دربان او را　　بر شاه و گدا است حکم و فرمان او را
شاهی که بحکم دوش کرمان میخورد　　امروز همی خورند کرمان او را

وفات شاه شجاع در شهور سنه ثلاث وثمانین وسبعمایه بوده در وقت رحلت مکتوب بحضرت صاحبقران اعظم امیر تیمور انار الله برهانه نوشته و فرزندان و عشایر خود را سفارش نموده و سواد آن مکتوب مولانا فاضل کامل محقق

شرف الدین علی یزدی نور الله مرقده در ظفرنامه بلیرادِ میر ساز و انشائے آن مکتوب بر فضیلت شاه شجاع شاهد است۔

ذکر ملک الفضلا خواجه حافظ شیرازی علیه الرحمة

نادرهٔ زمان و اعجوبهٔ دوران بوده و سخن او را حالتے است که در حوصلهٔ طاقت بشری در نیاید همانا واردات غیب است و از مشرب فقر چاشنی دارد و اکابر او را لسان الغیب نام کرده اند سخن او بے تکلف است و ساده اما در حقایق و معارف داد معانی داده فضل و کمال او بے نهایت است و شاعری دون مراتب اوست و در علم بے نظیر و در علوم ظاهر و باطن مشار الیه است گنجور حقائق الاسرار سید قاسم انوار معتقد حافظ بودی و دیوان حافظ پیش او علی الدوام خواندی و بزرگان و محققان را بسخن حافظ ارادتے مالا کلام است و القاب و نام خواجه حافظ شمس الدین محمد است در روزگار دولت آل مظفر در ملک فارس و شیراز مشار الیه بوده اما از غایت زهد بدنیا و دنیاوی سر فرو د نیاورده و بے تکلفانه معاش کرده چنانکه گوید۔ بیت

سرمست با قبای زر افشان چو بگذری   یک بوسه نذر حافظ پشمینه پوش کن

و همواره خواجه حافظ بدرویشان و عارفان صحبت داشتی و احیانا بصحبت حکام و صدور رسیدی و با وجود فضیلت با جوانان مستعد اختلاط کردی و بهمه کس خوش بر آمدی و او را باصناف سخنوری التفاتی نیست الا غزلیات و بعد از وفات خواجه مصاحبان او اشعار او را مدون ساخته اند و درین تذکره غزل از دیوان حافظ را اختیار کرده و ثبت شد۔

ساقی بیا که شد قدح باده پر زمے   طامات تا بچند و خرافات تا بکے
بگذر ز کبر و ناز که دیدست روزگار   چین قبائے قیصر و طرف کلاه کے
باد صبا ز عهد صبی یاد مے دهد   جان داروئی که غم ببرد در ده ای صبی
بر مکر دهر و عشوه او اعتماد نیست   ای وای بر کسے که شد ایمن ز مکر وی
در ده بنام حاتم طے جام یک منی   تا نامه سیاه بخیلان کنیم طے
اشیائے روزگار همی ساز در گرد   از هر دو راه باز نمانده است هیچ شے
حافظ کلام فارسی تو رسیده است   از ملک و مصر و شام بهر جا و روم و رے
دو یار زیرک و از باده کهن دو منی   فراغتی و کتابی و گوشهٔ چمنی

من این مقام بدنیا و آخرت ندهم — اگرچه در پیم افتند خلق انجمنے
هر آنکه کنج قناعت بگنج دنیا داد — فروخت یوسف مصری بکمترین ثمنے
بروز حادثه غم با شراب باید گفت — که اعتماد بکس نیست در چنین زمنے
ز تندباد حوادث نمی توان دیدن — درین چمن که گلی بوده است یا سمنے
ببین که رونق این کارخانه کم نشود — بزهد همچو توئی یا بفسق همچو منے
بصبر کوش تو ای دل که حق رها نکند — چنین عزیز نگینی بدست اهرمنے
مزاج دهر تبه شد درین بلا حافظ — کجاست فکر حکیمے و رائے برهمنے

حکایت کنند که سلطان احمد بغدادی را اعتقادی عظیم در حق خواجه حافظ بود چندانکه حافظ را طلب داشتی و تفقد و رعایت کردے حافظ از فارس بغداد رغبت نکردی و بخشکه پاره در وطن مالوف قناعت کردی و از شهر و شهرهائے غریب فراغت داشتی و این غزل در مدح سلطان احمد بدار السلام بغداد فرستاد۔

احمد الله علی معدلة السلطانی — احمد شیخ اویس حسن ایلخانی
خان بن خان شهنشاه شهنشاه نژاد — آنکه مے زیبد اگر جان جهانش خوانی
ماه اگر بے تو برآید بدو نیمش بزنند — معجز احمدی و عاطفت سبحانی
نسب فضل و محبت همه در حق تواند — چشم بد دور که هم جانی و هم جانانی
از گل فارسیم غنچه عیشے نشگفت — حبذا دجله بغداد و مے روحانی
برشکن کاکل ترکانه که در طالع تست — دولت خسروی و منصب چنگیزخانی

و خواجه حافظ بذله و لطیفه بسیار گفتے و لطائف او منقول است و اجب نمود از لطائف خواجه حافظ چیزے درین تذکره نوشتن حکایت کنند که وقتے صاحبقران اعظم امیر تیمور گورگان انار الله برهانه فارس را مسخر ساخت و در ۷۹۵ شاه منصور را بقتل رسانید حافظ در حیات بود فرستاد و او را طلب کرد چوں حاضر شد گفت من بضرب شمشیر آبدار اکثر ربع مسکون را مسخر ساخته ام و هزاران جائے و ولایت ویران کرده ام تا سمرقند و بخارا را که وطن مالوف و تخت گاه من است آبادان سازم تو هر دو بیک خال هندو سمرقند و بخارا را می بخشی در بیت

که گفته

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل مارا   بخال هندویش بخشم سمرقند و بخارا را

حافظ زمین بوسید گفت ای سلطان عالم ازین نوع بخشندگی است که بدین روز افتاده ام حضرت صاحبقران را این لطیفه خوش آمد و پسند افتاد و با او عتابی نکرد بلکه او را اغنا نیستی فرمود حکایت کنند که سلطان السلاطین احمد بن اویس عادل و داد خلف صدق سلطان اویس جلائر است بعد از پدر در دار السلام بغداد بر مسند پدر قرار یافت و ملک را از تصرف برادرش سلطان حسین بیرون آورد و آذربایجان را تصرف کرد و شوکتی زیاده از وصف یافته حکم او تا سرحد روم رفتی پادشاه هنرمند و هنرور پرور بود اشعار فارسی و غزل نیکو میگوید و در انواع هنر چون تصویر و تذهیب و قواسی و سهامی و خاتم بندی و غیر ذالک استاد بوده و بشش قلم خط نوشتی و این مطلع او راست۔

چندانکه می بینم ترا میلم زیادت میشود   شامم ز شوق روی تو صبح سعادت میشود

و در علم موسیقی و ادوار صاحب فن است چندین نسخه درین علم تصنیف اوست و خواجه عبد القادر ملازم او بوده گویند شاگرد اوست و درین روزگار در میان مطربان و مغنیان اکثر تصانیف او متداول است و باوجود چندین فضایل مرد قتال و نا اعتماد بوده افیون خوردی و گاه گاه دماغ او خشکی کردی و بی جنایت مردمان اصیل را خوار کردی و باندک بهانه استیصال مردم نمودی لاجرم رعیت و لشکری از و نفور گشتند و امرا و سرداران او پیاپی مکاتیب بصاحبقران اعظم امیر تیمور گورگان نوشتندی تا در حدود سنه احدی و تسعین و سبعمایة صاحب قران بقمع سلطان احمد لشکر بدیار بغداد کشید و قبل از وصول حضرت صاحب قرانی سلطان این قطعه فرستاد۔

گردون چرا نهیم جفاهای زمانه را   زحمت چرا کشیم بهر کار مختصر

دریا و کوه را بگذاریم و بگذریم   سیمرغ وار زیر پر آریم خشک و تر

یا بر مراد بر سر گردون نهیم پای   یا مردوار در سر همت کنیم سر

صاحبقران چون مضمون این قطعه معلوم کرد تاسف خورد که کاشکی این نظم نوشتی گفت

تا جواب شافی نظم کردمی اما میشاید که از فرزندان احفاد من کسے باشد که جواب سلطان احمد بغدادی بگوید قسم بنام
امیرزاده میران شاه زدند و نیز گویند که خلیل سلطان بهادر در جواب بعین سوال پیش سلطان احمد فرستاد۔

گردن بنه جفای زمانه را مپیچ　　کار بزرگ را نتوان گفت مختصر
سیمرغ وار از چه کنی قصد کوه قاف　　چون صعوه خورد باش فرو ریز بال و پر
بیرون کن از دماغ خیال محال را　　تا در سر سرت نرود صد هزار سر

چون سلطان احمد این رقعه را مطالعه کرد دانست که در جنب کوه لشکر صاحبقران لشکر او
کاهی است و در پیش صرصر اقبال تیموری پشه بیش نیست الفرار مما لا یطاق من سنن سید المرسلین
اختیار کرده بغداد را وداع گفته بروم رفت و ممالک دار السلام بتصرف صاحبقران افتاد و حکومت
بغداد را امیر کبیر بخواجه مسعود سربدار که خواهرزاده علی موید است قرار داد و خواجه
علی طوسی را بضبط اموال بغداد نصب فرمود خود بطالع سعد مراجعت فرمود و بعد از
مراجعت صاحبقرانی باز سلطان احمد از قیصر روم امداد ستانده بطرف بغداد حرکت نمود و
خواجه مسعود را قوت مقاومت او نبود بغداد را بوے گذاشت و در وقتے که صاحبقرانے را
با توقتمش خان که ملک دشت قبچاق بود خصومت افتاد و سلطان احمد فرصت یافت و چند سال
دیگر حکومت بغداد کرده چند نوبت دیگر او را با صاحبقرانے محاربه و مصالحه دست داد و این تذکره
تحمل ایراد آن قضایا نمے آورد و در شهور سنه ثمان و ثمان مایه سلطان بر دست قرا یوسف
ترکمان که از جمله گله بانان پدر او بود شهید شد و راه و رسم سلطنت از خاندان سلاطین جلایر
افتاد و ترا کمه مسلط شدند و حالات ترا کمه و اصل و منشا ایشان بعد ازین خواهد آمد ان شاء الله تعالی
و وفات خواجه حافظ در شهور سنه اربع و تسعین و سبعمایه بوده و در مصلی شیراز مدفون است
و در وقتے که سلطان ابوالقاسم بابر بهادر شیراز را مسخر ساخت محمد معمائی که صدر سلطان بابر بود
بر سر قبر حافظ عمارتے مرغوب ساخت۔

ذکر مولانا شرف الدین امی رح

مردے دانشمند و صاحب فضل بوده خصوصا در علم شعر سرآمد روزگار بوده است و نسخه

در علم شعر ساختہ حدایق الحقایق نام وچند صفت در آن کتاب درج کردہ کہ رشید الدین وطواط در حدایق السحر آن صنائع را ذکر نکردہ از انجملہ میگوید کہ آوردہ اند کہ ایہام کلمہ را گویند کہ بردو معنی شامل باشد وبہ نزدیک من ایہام می شاید کہ بچند معانی مشتمل باشد واین بیت خواجہ عماد را باستشہاد مے آورد۔ بیت

دل عکس رخ خوب تو در آب روان دید   والہ شد و فریاد برآورد کہ ماہی

وشیخ عارف آذری در جواہر الاسرار قصیدہ از قصاید مولانا شرف الدین ایراد می کند کہ تمامت صنائع وبدائع شعر دران مندرج است ودرین تذکرہ نوشتن آن قصیدہ محتاج نبود مولانا شرف الدین بروزگار دولت شاہ منصور بن محمد مظفر ملک الشعرائے عراق بودہ تبریزیست ودیوان او درین دیار یافت نیست اما در عراق وآذربائجان وفارس مشہور است تا ئے قصاید ومقطعات آن متین ومصنوعست ومستعدانہ رباعی گفتہ کہ اسم ممدوح او خواجہ محمد الماستری از حروف آن بیرون می آید وآن رباعی این است۔

خوار ست جہان پیش نوالت یکسر   فخر است ز القاب تو دین را و خطر

تو کان محامدی و از فرط گہر   ز الماس ضمیرت سپری شد خنجر

اما شاہ منصور بعد از شاہ شجاع بر فارس وعراق مستولی گشت وپادشاہے مردانہ وصاحب کرم بودہ صاحبقران اعظم امیر تیمور قصد او کردہ لشکر بشیراز کشید واو را قوت مقاومت نبود مے خواست تا فرار نماید روزے کہ از دروازہ شیراز بیرون مے رفت پیرزنی از بالائے بام گفت حرام بادت کہ مدتے حکومت کردی واکنون مسلمانان را بدست لشکر بیگانہ گرفتار ساختہ کجا مے روی شاہ منصور را از سخن پیرزن رقتی دست دادہ بازگشت وبا دو ہزار مرد با امیر تیمور مصاف داد وچند نوبت قلب سپاہ صاحبقران را درہم شکست ونزدیک بدان رسانید کہ بالکل لشکر امیر تیمور را بشکند حق تعالی فتح نداد مولانا شرف الدین در ظفرنامہ آوردہ کہ چہار نوبت شاہ منصور شمشیر بصاحب قران رسانید وقماری ایناق سپر در سر مبارک آن حضرت کشید وبعد از ان لشکر ظفر پیکر گرد شاہ منصور درآمدند واو را ہلاک کردند وصاحبقران نے در تلف کردن شاہ منصور تاسف خورد وگفتی چہل سال مصاف کردم با دلیران وجنگ

آوران نبرد آزمودم بمردانگی و شجاعت شاه منصور ندیدم بسے را و بعد از قتل شاه منصور سلطنت از آل مظفر قطع شد و بکلی فارس و عراق عجم بتصرف امیر تیمور و اولاد عظام او افتاد در سنه خمس و تسعین و سبعمایه۔

ذکر مفخر السالکین شیخ کجج تبریزی رہ

عارف و محقق و سالک بوده و بروزگار سلطان اویس و سلطان حسین پسر او شیخ الاسلام مرجع خواص و عوام بود و سلاطین و اکابر معتقد او بودند و خانقاہے بر رونق داشته و ہموارہ در خانقاہ او سماع و صفا مہیا بوده و فرش و روشنائی مرتب او تا روزگار صاحب قران اعظم امیر تیمور گورگان و اولاد عظام او منصب شیخ الاسلام تبریز و مضافات آن تعلق باولاد عظام آن بزرگوار داشته و شیخ را باوجود سلوک و کمال سخنہائے پرحال است و دیوان او را در عراق و آذربائیجان شہرتیست و این غزل از شیخ است۔

ما در غمت بشادی جانہا نمی نگریم	در عشق تو بہر دو جہاں باز ننگریم
خوش خوش چو شمع ز آتش عشق تو فی المثل	گر جان ما بسوخت بجاں باز ننگریم
اسرار تو ز کون و مکاں چوں منزه است	ما تا ابد بکون و مکاں باز ننگریم
چوں شد یقین ما که توئی اصل ہر گمان	در پردہ یقین بگماں باز ننگریم
سود و کون در طلبت گو زیاں شود	ما در طلب بسود و زیاں باز ننگریم
در کوی تو دو اسپه بتازیم مردوار	ہرگز بمرکب و بعناں باز ننگریم
در بحر عشق گرچہ کجج بر کنار رفت	ما از کنار تا بمیاں باز ننگریم

اما صاحب کتاب ممالک و مسالک مے گوید که تبریز شہر نو است و در روزگار اسلام آن شہر را زبیده خاتون که حلیله ہارون رشید بوده و دختر جعفر بن منصور دوانقی بوده است در شہور سنه تسع ثمانین و مایه بنا کرده و بعد از چند گاه آن شہر بزلزله خراب شد و چند نوبت عمارت کردند ثباتی نداشت تا الواثق باللہ حکیم الفاضل ماشاء اللہ المصری را فرمود تا جہت بنائے تبریز طالع مناسب اختیار کند و حکیم مذکور چند گاه ملاحظه کرده بطالع عقرب آن شہر را بنا فرمود

درتا این روزگار از آفت زلزله خرابی نیافته و امروز تبریز از بلاد معتبر ممالک ایران زمین است هوای دلکشا و فضای جانفزا دارد و فضلا در حق شهر تبریز اشعار گفته اند از آن جمله شیخ کمال الدین گفته است۔

تبریز مرا بجائے جان خواهد بود ‌ ‌ ‌ پیوسته مرا دل نگران خواهد بود
تا در نخشم آب چرانداب شجیل ‌ ‌ ‌ سرخاب ز چشم من روان خواهد بود

وزبیده خاتون ملکه خیره و بانوی مستعده بود هارون با او در امور مملکت مشورت کردے و او از فرط دانش و عقیده پاک هارون را بخیرات و مبرات دلالت کردی و در راه ها و وادیه ها برکها و چاهها ساخته تخصیص در راه کعبه و در حدود سیستان که ثغر اسلام است و در کوهستان بدخشان حصارها بنا فرمود تا غازیان آن را پناه ساخته با کفار هند و گبر و سواد و کتور جهاد نمایند و امروز آثار خیرات آن ملکه کریمه در اقطار ربع مسکون ظاهر و باهر است و چون خلفائے بنی عباس خاندان بزرگ و اقربائے رسول بوده اند نخواستم که این تذکره از ذکر خیر ایشان خالی باشد باتفاق جمهور فضلا و مورخان هارون الرشید مردوانا و کریم و فاضل ترین اولاد عباس بوده و با علما و شعرا سیری و سیری داشتے و فقرا را لقمه فرمودے و در رسوم جهان داری دقیقه از دقایق مهمل نگذاشتے مصر را گرفت و برغم فرعون لعین سوگند خورد که این ملک را ندهم مگر به بنده ی زر خریده گویند خصیب نامی غلامی بر آنجا امیر ساخت صاحب طبقات میگوید که رافع بن هرثمه اعین گفت که من نزد هادی برادر رشید بودم که پیشتر از هارون خلیفه بود شبے در خوابگاه نشسته بودم غلامے برسید که امیر ترا طلب میدارد فی الحال بخدمت روان شدم دیدم که هادی در خلوت خانه نشسته و دو خادمے بر پائے ایستاده چون مرا بدید گفت مے خواهم که این شمشیر برداری و نزد و بردی و سر برادرم هارون را ببری و تن او را در چاه اندازی و سر او را بنزد من آوری چون این سخن شنودم جهان در چشم من تیره شد و نیارستم با او درین باب سخن گفتن شمشیر برگرفتم و از خانه بیرون آمدم و بیفتادم و بیهوش شدم چون بهوش آمدم خواستم که شمشیر بر شکم خود زنم و خود را هلاک سازم آواز سرفه صعب از خانه شنودم مثال رعد را چندانکه گوش کردم انقطاع نمی یافت ناگاه خیزران مادر هادی بیرون دوید گفت یا ابا عبدالله دریاب هادی را که کار ها دگرگون می بینم من بخانه

درآمدم و دیدم که هادی همچو بیهوشان در صحن خانه غلطان و سرفه سهمناک میکند و بهیچ نوع تسکین نمی پذیرد گفتم یا امیر شربتی بخور آب آوردم و بدو دادم فی الحال از فرط سرفه آن آب را رد کرده دیدم که صحن سرای از خون گلگون شد سر او در کنار گرفتم می گفت لمن الملک الیوم لله الواحد القهار چشم باز کرد و در میان سرفه گفت هی زود نزد برادرم رو و پیشتر از همه کس با هارون بیعت کن و چشم باز کرد و جان بحق تسلیم کرد. نظم

ای برادر مادر دهرار خورد خونت هر نخ چون ترا خون برادر همچو شیر مادر است

رافع گوید من دوان تا خانه رشید رفتم دیدم رشید قرآن می خواند گفتم یا امیر اجازت است تا درآیم گفت ای رافع امیر هادی نشسته و تو شرم نداری که مرا امیر می گوئی گفتم انا لله و انا الیه راجعون هارون بر پای جست درآمدم و گفتم ای امیر امشب را شب نحست از مولود خود دان و احوال را بدو گفتم گفت سبحان ذی الملک و الملکوت ذی العزة و العظمة و الجلال و الجبروت و فی الحال جوشن خواست و اول کسی که با او بیعت کرد من بودم و اکابر خیل خیل می آمدند و بیعت می کردند تا وقت صبح بشیری بشارت رسانید که خدا خلیفه را پسر بخشید او را مامون نام کرد و آن شب را لیلة الهاشمیه گفتندی حکایت ابوریحان خوارزمی در کتاب آثار الباقیه گوید که یاقوتی از خزانه اکاسره که آنرا منقار گفتندی بدست مهدی پدر هارون الرشید افتاده بود و آن جوهری بود شفاف نورانی چنانچه خانه تاریک را همچو شمع روشن ساختی و گوهر شب چراغ عبارت ازان است مهدی در وقت وفات جوهر بهارون داد هارون آن را چون نگینی بخاتم در انگشت داشتی و بعد از مهدی هادی برادر بزرگتر رشید بخلافت نشست و هارون ملازم هادی بودی روزی هارون بشط بغداد بر کنار نشسته بود ناگاه خادمی از پیش هادی رسید و گفت امیر منقار را می طلبد هارون گفت نمیدهم از پدر یادگار این [illegible] دارم خادم بازگشت و قصه بعرض خلیفه رسانید این نوبت یکی از اکابر را فرستاد که اگر هارون منقار ندهد بزور از انگشتش بیرون کرده بیاورد آن بزرگ گفت ای رشید حکم خلیفه را اطاعت کن و الا انگشتری را بالقهر از انگشت تو بیرون کنم هارون گفت از شرق تا غرب را من با او مضایقه ندارم او بسنگ پاره با من مضایقه میکند انگشتری از انگشت

بیرون کرد و در آب انداخت هادی بران قضیه وقوف یافت پشیمان شد و جهت منقار
متاسف گشت هم دران ماه هادی وفات یافت و امر خلافت متعلق برشید گرفت اول حکمے که کرد آن
بود که غواصے را فرمود تا همان جائے که نگین در آب افگنده بود غواصی نماید غواص بحکم خلیفه غوطه
خورد و همان جوهر را بدست گرفته از آب بیرون آورد خلایق از ارتفاع کوکب طالع خلیفه تعجب
کردند و امر انشارها و شعرا اشعارها درین باب گذرانیدند چنین آورده اند که چون هارون الرشید
در امر خلافت مستقل شد گاه گاه با درویشان و گوشه نشینان صحبت داشتے شبے فضل برمکی را
گفت دلم از طمطراق سلطنت ملول است امشب مے خواهم با عارفے صحبت دارم که از خلایق
و عوایق دنیا وارسته باشد و از وے سخن طریقت و نصیحت گوش کنم شاید که دل مرا ازین ملالت برهاند
و از زندان طمع ببارگاه خورسندی رساند فضل او را بدر خانه سفیان بن عیینه برد و در بزدند سفیان
گفت کیست فضل گفت امیر را در باز کن سفیان گفت چرا مرا خبر نکردے که من بملازمت امیر آمدمے
هارون فضل را گفت این نه آن مرد است که من مے طلبم سفیان گفت آن مرد فضیل عیاض است
خلیفه و فضل برمکی روان شدند تا رسیدند بخانه فضیل شنودند که قرآن می خواند و بدین آیه رسیده
که ام حسب الذین اجترحوا السیئات هارون فضل را گفت اگر پندی طلبیم ما را همین
بس است پس بزدند فضیل گفت چه کسانید که درین شب تیره رنجه میدارید مرا فضل گفت
امیر است فضیل گفت امیر را با مثال من چه التفات باشد مرا مشغول مدارید فضل گفت
طاعت اولو الامر واجب است در باز کرد و چراغ را بکشت هارون در تاریکی دست
گرد خانه برمیآورد تا دستش را بدست فضیل گفت خوش دستی است بدین نرمے اگر از آتش
دوزخ خلاص یابد هارون بگریست و گفت مرا پندے بده و گفت ای امیر حق تعالی ترا
بجائے صدیق نشانده و از تو صدق خواهد خواست و بجائے فاروق نصب کرده و از تو عدل طلب
خواهد نمود و ترا همچو ذو النورین سروری داده از تو حیا خواهد جست و بر منصب امام المتقین علی بن
ابی طالب تمکین داده و از تو علم و عفت پاکان مے طلبد اے امیر جواب خدا را ساخته باش که
بر جائے مردان نشانده و اگر بدان سیرت نباشی شرمنده شوی آن زمان شرمساری سود ندارد هارون الرشید
گریه یاده شد گفت اے شیخ پند را زیاده کن فضیل گفت اے امیر خدا برا سرائے است بهشت

نام کرده وسرائے دیگر دوزخ وترادربان هردو سرائے کرده وشمشیر وتازیانه بدست تو داده تا هر که شرک وخون ناحق کند بشمشیر سیاست کنی وهر که مرتکب ملاهی ومناهی شود بتازیانه ادب فرمائی اے امیر اگر ذره درین دو کار خطیر میل ومحابا و مداهنت وتغافل روا داری یقین بدان که پیشرو در سرائے دوزخ تو خواهی بود هارون چون این حکایت بشنود چندان بگریست که بے هوش شد فضل برمکی گفت ای شیخ بس کن که امیر را کشتی فضیل بانگ بر فضل زد که خاموش باش اے هامان تو وقوم تو اورا هلاک ساختید مرا میگوئی که امیر را کشتی خلیفه بهوش باز آمد وفضل را گفت هیچ مے دانی که ترا چرا هامان میگوید اران که مرا فرعون کرده است بعد ازان بدره پیش فضیل نهاد که این حلال است از من قبول کن فضیل گفت واویلاهم در ساعت گفته مرا فراموش کردی آخر من ترا مے گویم که مردم را از آتش دوزخ نگهدار تو فی الحال مرا مے خواهی که بآتش دوزخ مبتلا سازی این بگفت ورنجیده بدرون رفت۔

مردان قفس هوا شکستند ... وز ننگ زمانه باز رستند
در بحر فنا چو غوطه خوردند ... جز حق همه را وداع گفتند

ذکر مفخر الفضلائ والعلماء ابن عماد

مردے فاضل بوده واصل او از خراسان است اما در شیراز بودی ومنقبت ائمه معصومین گفتی وغزلهائے پسندیده دارد ووده نامه ابن عماد مشهور است۔

الحمد لخالق البرایا ... والشکر لواهب العطایا

واین بیت فاتحه آن کتاب است واین شعر اوراست در نعت سید المرسلین۔

ای برحمت خلق را در مجمع محشر شفیع ... پادشاهان جهان حکم مطاعت را مطیع
کار کفر از صولتت همچون مغاک خاک پست ... قدر دین از دولتت چون طارم اعلی رفیع
دیده ات از کحل مازاغ البصر آمد بصیر ... گوش تو از استماع سر ما اوحی سمیع
بر سر کرسی چو پایه عرش فرسایت رسید ... پایه اش افزود از ان شد عرصه گاهش بس رفیع
پیش علم تو که شد جبریل را آموزگار ... با همه دانش بود پیر خرد طفل رضیع

چون برافرازی لوا در روز حشر آیند جمع — آدم و من دونه در ظل ممدودت جمیع
آمد از یمن جوار روضهات طوبی لها — پیش گاہے از ریاض گلشن رضوان تقیع
در گلستان ثنایت روز و شب ابن عماد — با ہزار آوا بود مانند بلبل در ربیع
در بیان مدحت آورد این معانی را بنظم — گر کنی گستاخیش عفو از کرم نبود بدیع

ذکر ملک الشعرا مولانا لطف اللہ نیشاپوری

مردے دانشمند و فاضل بودہ و در سخنورے در زمان خود نظیر نداشت و صنائع شعر را از استادان کم کسے چون او رعایت نمودہ و او را در ہمہ نوع سخنورے کامل گویند مولانا از ولایت نصیبے داشتہ و بکار دنیا کم التفات کردے و ازین سبب گویند کہ مولانا ضعیف طالع بودہ است ہر آئینہ ہر کہ از دنیا معرض باشد دنیا نیز از وے روگردان خواہد بود چنانچہ یحیی بن معاذ رازی قدس سرہ فرمودہ کہ از دنیا منصف تر ندیدم تا بدو مشغولی او نیز بتو مشغول است و چون ترک او کردے او نیز ترک تو مے کند و درین باب حکیم سنائی فرماید۔

خیز تا زابروئے بنشانیم — گرد این خاک تودہ غدار
پس بجاروب لا فرو روبیم — کوکب از صحن گنبد دوار
ترکتازی کنیم و در شکنیم — نفس زنگی مزاج را بازار
تا زخود بشنود نہ از من و تو — لمن الملک واحد القہار

دو روزہ حیات ما را خواہ طالع قوی و خواہ ضعیف بدنیکہ طعمہ حشرات قبر است خواہ توانا و خواہ نحیف و از ثقات استماع افتادہ کہ جمعی کہ با مولانا صحبت داشتہ اند برآنند کہ آن چہ از مولانا نقل کردہ اند و در ضعف طالع او بیان واقع است از آنجملہ عالم ربانی امیر معز الدین طاہر نیشاپوری رہ کہ از اکابر علما و اولیا است و ہمگنان را بر سخن او اعتماد است فرمودند کہ من با مولانا لطف اللہ شریک درس بودم روزے در قریہ قوشمان نیشاپور با مولانا بباغے رفتیم تا جامہ بشوئیم مولانا دستار سالوی نو داشتہ چون جامہا شستہ شد دستار مولانا را برآفتاب انداختیم تا خشک شود در اثنائے این حال بقدرت رب العلمین گردباد ے پیدا شد و دستار مولانا را در ربود و بہوا برد

وخاک در چشمهاے ما ریخت چون چشم باز کردیم دستار مولانا را دیدیم که بکره هوا رسانیده بود وبعد ازان از چشم ما ناپیدا شد وندیدیم که باد آن دستار بکدام طرف انداخت مولانا را گفتیم عجب حالتے دست داد مولانا گفت یک نوبت دیگر بدین نوع دستار مرا باد برده بود ودر این باب این قطعه مولانا راست۔

طالعے دارم آنکه از پے آب — گر روم سوئے بحر بر گردد
ور بدوزخ روم پئے آتش — آتش از بیخ فسرده تر گردد
ور زکوه التماس سنگ کنم — سنگ نایاب چون گهر گردد
ور بنزد کسے روم بسؤال — هر دو گوشش بحکم کر گردد
اسپ تازی اگر سوار شوم — زیر رانم روان چو خر گردد
این چنین حادثات پیش آید — هر کرا روزگار بر گردد
با همه نیز شکر باید کرد — که مبادا کزین بتر گردد

وهذه الرباعی فی هذه المعنی۔

فریاد ز دست فلک بیسروبن — کاندر بر من نه نو بماند نه کهن
با اینهمه هیچ نمی یارم گفت — گر زین بترم کند که گوید که مکن

خصومت فلک با ارباب فضل نه امروزے بلکه حال این جا دوانیست حالت مستمر و پیشه پیشینه اوست و شیخ آذری ره در جواهر الاسرار گوید که باعتقاد من این رباعی را مولینا لطف الله در مراعات نظیر گفته و ممتنع الجواب است وآن رباعی این است۔

گل داد پر پرورع فیروزه بباد — دی جوشن لعل لاله بر خاک افتاد
داد آب بچمن خنجر مینا امروز — یاقوت سنان آتش نیلوفر داد

چهار روز و چهار سلاح و چهار جوهر و چهار عنصر و چهار گل که مولانا سلیمی را باین رباعی امتحان کردند مدت یک سال درفکر بود وجواب نتوانست گفتن و به عجز اعتراف نمود واین رباعی طمع گفت۔

درمرد پرپر لاله آتش انگیخت — نیلوفر دی به بلخ در آب گریخت

درخاک نشاپور گل امروز شگفت   فردا ہری باد سمن خواہد ریخت

ومولانا لطف اللہ را قصاید غر است در مدح نبی و ولی و ائمہ معصومین علیہم السلام و از انجملہ این قصیدہ در مذمت دنیا از ان است۔

حجاب رہ آمد جہان و مدارش   زرہ تا ببیند از وت بردارش
چو میجویدت رنج راحت مجویش   چو میدارد ت خوار عزت مدارش
چنین است گردون گردان گردش   چنین است دوران و دور و مدارش
بدنیائے دون مرد بیدین کند فخر   ولی مرد دین راز دنیاست عارش
بکار خداوند مشکل تواند   توجہ نمودن خداوند کارش
ہر آن آدمی کاندرو ز آدمیت   بمردم نباشد زہر دم مدارش
بہ باد دی و تاب تیرش نیرزد   نعیم خزان و نسیم بہارش
نہ با راحت وصل او رنج ہجرش   نہ با نوش خرمائے او نیش خارش
صد اقداح نوشین بہوشش نیرزد   بیک جرعۂ زہر ناخوشگوارش
رخ دل ز معشوق دنیا بگردان   مکن منتظر دیدہ در انتظارش
کہ ہست و بود بحر او کشتہ گشتہ   بہر گوشۂ ہمچون تو عاشق ہزارش
چہ ہیچی یکی گندہ پیری جوان طبع   اگر چادرش درکشی از عذارش
کہ دل بردن و بیوفائیست رسمش   جگر خوردن و جانگدازیست کارش
ہمہ غنج و رنجست فن و فسونش   ہمہ بوی و رنگست و نقش و نگارش
کنار از میان تو آن روز گیرد   کہ خواہی کہ گیری میان در کنارش
قرار از دل تنگ آنکہ ربایہ   کہ تو دل نہی بر امید قرارش
نماند ز دستان این زال ایمن   تنے گر بود زور اسفندیارش
کسے را کہ او معتبر کرد روزے   بروز دگر کرد بے اعتبارش
مر او راست تمکین و تشریف و عزت   کہ پوشیدہ پاشیدہ میدانست خوارش
ز اخیار و ابرار چہرہ بپوشد   مر اشرار و فجار باشد نثارش

بکس آتش جانش آبی نداد دست   نکرد ستچون باد تا خاکسارش
چه بی آب و آتش دلی باد وستم   هم از آب و خاکش هم از باد نارش
برست از غم آن دل که عقل هر بی   رها نید از قید این هر چهارش
که دارد فراغ آنکه میلی ندارد   نه با دار ملکش نه با ملک وارش
خنک آنکه شادان و غمگین ندارد   دل از بود و نابود ناپایدارش
به پرهیز او از مناهی که نبود   قبول خردمند پرهیزگارش
قبول خرد گر بدی رو نکردی   شه اولیا صاحب ذوالفقارش
سلام خداوند داوار داور   برو باد و اولاد و آل و تبارش

وظهور مولانا لطف الله در روزگار دولت خاقان کبیر صاحب قران عالی قطب دائره سلطنت امیر تیمور گورگان انار الله برهانه بود و بمدح پادشاه زاده محترم میران شاه بن امیر تیمور گورگان قصیده غرا دارد و از انجمله مطلع ترجیعی۔

وقت سحر زنند چو مرغان بچنگ چنگ   بنما بروز کین بجوانان جهنگ جهنگ

و درین قصیده داد سخن مے دهد امیران شاه بهادر او را رعایت کردی و زر دادی و مولانا باندک فرصتے آن مال را برانداختی و بفلاکت می گردیدی و در آخر عمر و نهایت پیری مولانا از شهر نیشاپور به دیه اسفریس که بقدم گاه امام رضا علیه التحیة والثنا مشهور است میل فرمود و باغے داشت دران جا بسر بردی و با مردم کمتر اختلاط نمودی روزی جمعی عزیزان بزیارت مولانا رفتند و دیدند در روضه بسته است چندانکه در زدند جواب نداد گمان بردند که مولانا عمداً جواب نمے دهد یکے ازان مردم بر بام سرا در آمد و دید که مولانا سر بسجده نهاده فرود آمد و در سرا بکشود تا عزیزان در آمدند و مولانا سر برنمے داشت شخصے سر مولانا را برداشت دید که مرغ روح بزرگوارش از قفس بدن پرواز کرده و یاران چون باران اشک خونین در فراق آن در دریائے وحدت ریختند و مولانا را بعد از شرایط اسلام در قدمگاه امام علیه السلام دفن کردند و در دستار مبارک مولانا این رباعی در کاغذے نوشته دیدند۔ رباعی

وی شب ز سر صدق و صفای دل من   در میکده آن رشح فزایشے دل من

جامے بمن آور کہ بستان و بنوش   گفتم نخورم گفت برائے دل من

وکان ذالک فی شہور سنہ عشر و ثمانمایہ مولانا بنہایت پیری رسیدہ بود اما صاحبقران عالی مقدار سلطان سلاطین قطب الحق والتمکین امیر تیمور گورگان۔

صد قرن در زمان گذرد تا زمان ملک   اقبال در کف چو تو صاحبقران دہد

فضلا و مورخان متفق اند کہ در روزگار اسلام بلکہ از عہد آدم تا این دم صاحبقرانے و سلیمانے زمانے چون امیر کبیر تیمور از کتم عدم پائے قدم بمعمورہ وجود نہادہ گردن کشان عالم حکم اورا سر نہادند و تاجوران حلقہ بندگی اورا در گوش کشیدند علم دولت او چون خورشید از دیار مشرق منسوب شد و باندک اندیشہ تا بغرب در ظل حمایت دارد۔

کہ دادہ است ز شاہان روزگار بگو   قضیب اسب ز نعلین و آب از عمان

حالات و مقامات او در حوصلہ ضبط بشری نمے گنجد چگونہ این تذکرہ متحمل آن تواند شد اصل و منشای آن حضرت از ولایت کش است و او پسر امیر ترا غای از امرا و بزرگ برلاس کہ در الوس چغتائے ازان مردم باصل و مرتبہ بالاتر نیست و امیر ترا غا نبیرہ قراچار نویان است کہ امیر بزرگ چنگیز خان است و امیر قراچار نویان را ہمراہ چغتای خان کہ یکے از پسران چنگیز خان بودہ بحکومت و ایالت ماوراءالنہر و ترکستان و مضافات آن دیار فرستاد و اختیار الوس چغتائے در قبضہ اختیار قراچار نویان بودہ و او برادر امیر تغارچار است کہ بعہد ہلاکو خان شام و مصر بگرفت و نسابہ اتراک نسب امیر تیمور گورگان و نسب چنگیز خان را با لنقوا خاتون بہم ملحق مے سازد و این خاتون را یکے از احفاد امام الہمام علی زین العابدینؓ بنکاح در آوردہ و از و این دودمان شریف منتشر شدہ اند اما ولادت باسعادت صاحبقران در شہور سنہ است و ثلاثین و سبعمایہ بودہ در جلگاہ دلکش کش و از آوان صبا و صغر سن آثار کیاست و فر دولت از جبین عالم آرائش لائح و واضح بودہ۔

بالائے سرش ز ہوشمندی   می تافت ستارۂ بلندی

و امیر طراغای ہموارہ صاحبقرانے را در روزگار صبا تحمل معاش فرمودے و او بہ پاسا و رسوم سلطنت مشغول بودے و از او کارہائے کہ شیوہ عوام الناس بودے در وجود نیامدے

وهردوم در رائے وفراست او در تعجب ماندند گویند صاحبقرانے به همراهی پدر در هفت سالگی بخانه یکے از خویشان خود نزول کرد و آن مردے صاحب مال و استعداد در روزگار مساعد داشت و هفتاد و سه برده داشت از ترک و هند و قیاس اموال ازین توان کرد و آن مرد پیش پدر صاحبقرانے شکایت کرد که اموال گران مایه خداوند بمن داده اما در ضبط و نسق آن عاجزم و غلامان مرا تمکین نمے کنند و فرزندان بے صلاحیت اند ازین سبب ترسم که نقصان باموال من راه یابد صاحب قران در سخن مدخل کرد و گفت فرزندان را حصه از اموال بده و بعد از آن در مال شان مدخل بده تا بکار خود مشغول باشند و غلامان ترک را بر هندوی سروری ده تا هندوان زیر فرمان دارند و بهر سه غلام را محکوم غلامے که دانا تر باشد مقرر ساز و امیران سه غلام را محکوم آن غلام کن که امیر ده غلام باشد و آن هفت غلام را که امیر هفتاد غلام باشند بر یک دیگر شان مشرف ساز بخفیه و نگذار که با یک دگر گفت و شنود کنند آن مرد فی الحال امیر تراغائی را گفت بالله العلی العظیم که این کودک تو پادشاه روئے زمین خواهد شد چرا که ازین سخن فهمے توان کرد که قدرت رب العالمین است دوات و قلم حاضر کرد و هم دران مجلس خطی از صاحبقران بگرفت که چون همائے دولت از عرصه اقبال را زیر بال آورد از ان مرد و فرزندان و ذریه و اعقاب او کسے مال و اخراجات نستانند و جرائم او را و فرزندان او را نپرسند و قوم او ترخان باشند و تا درین روزگار در دیار ترکستان القوم ترخانند و ازین نوع فراست در روزگار طفولیت از صاحب قرانے بسیار واقع شده در شهور سنه احدی و سبعین و سبعمایه صاحبقرانے بر مستقر کامرانی جلوس کرد و از گذار رو باج گذشته بدر بلخ امیر حسین بن امیر قزغن را بقتل رسانید و امیر حسین گریخته بمناره بالا رفته و سار بانے را شتری گم شده بود بطلب شتر بر مناره بالا رفت و امیر حسین را گرفت و فی الحال بمجلس صاحب قران آورد. شعر

بسر مناره اشتر رود و فغان بر آرد   که نهان شدم من اینجا بکنید م آشکارا

سوم در شهور سنه سبع و تسعین و سبعمایه با نود هزار لشکرے بسر توقتمش خان بدشت قبچاق رفت و خان را شکست و منهزم ساخت و از عقب او در جانب شمال تا جائے براند که بمذهب حنفی نماز خفتن درست نبود که تا شفق بر جائے بود طلوع صبح ظاهر

شدے و دست برو بردم بدو از قیصر روم باج خورد و ایلدرم را چون موم ساخت و شام را
از گرد سواران ترک مظلم کرد و آل یزید را مخذول کرد و گور معاویه را مخذول گردانید عزیز مصر
با جش داد و شریف مکه خراجش قبول کرد کفار گرجستان از صدائے کوس غازیان لشکر گشتند و آب کر
از ترحم بر ایشان دیده تر ساخت هندوستان از فیجم عساکر منصوره اش ترکستان شد و خراسان
از اسیران و بردگان هند و هندوستانی پر گشت از حد دهلی تا دشت قبچاق و اقصی خوارزم
از حد کاشغر و ختن تا شام و مصر بضرب تیغ آبدار بقبضهٔ فرمان قضا جریان او درآمد سی و شش
سال در اکثر ربع مسکون به نشر آبادی و قهر اعادی سلطنت کرد و رعیت را بنواخت و متقلبان را
برانداخت و در هفدهم شعبان المعظم سنه سبع و ثمان مایه در حین لشکر کشیدن بخطائے در قصبهٔ
اترار که از اعمال ترکستان است ندائے یا ایها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة اصغا
نمود و طوطی روح بزرگوارش از قید قفس خواص قصد معمورهٔ جاوید نمود و هفتاد و دو سال و یکماه
هجده روز عمر یافت و قصر سلطنت او را چهار رکن بود که عبارت ازان چهار شاهزاده که از صلب
مبارک او بیند چون جهانگیر سلطان و عمر شیخ سلطان و امیرانشاه و شاهرخ بهادر گورگان و
احفاد و اولاد بزرگوار صاحبقرانے و این چهار رکن سلطنت تا قیام قیامت الٰهی جهاندار و
بزرگوار باد بر سر این خانواده دولت و جلالت و سایهٔ چتر فلک فرسائے این پادشاه اسلام خلد
زمانه و اهل احسانه که الیوم ممدود است مقرون باد۔ رباعی

سلطان تیمور آنکه مثل او شاه نبود — در هفتصد و سی و شش آمد بوجود
در هفتصد و هفتاد و یکی کرد جلوس — در هشتصد و هفت کرد عالم بدرود

و از مشائخ طریقت و علما و فضلا که در عهد او بودند و سلطان السادات و العرفا علی ثانی
امیر سید علی همدانی قدس سرہ العزیز در کبر سن وفات یافت و بختلان مدفون است و از علما سید الفاضل
المحقق امیر سید شریف جرجانی و مولانا لطف الله نیشاپوری وحید روزگاری بوده اند رحمهم الله۔

ذکر شیخ العارف کمال الدین خجندی رہ

بزرگ روزگار و مقبول ابرار بوده و مرجع خواص و عوام و سرخیل اکابر ایام است چون طبیعت

شریف او بر طریق شاعری مبادرت نموده ازان سبب که شریف او در حلقهٔ شعرا ثبت شود والّا شیخ را درجه ولایت و ارشاد است و شاعرے دون مرتبه او خواهد بود آنکه پایهٔ شاعری نیز بلند است
چنانچه بزرگواری میگوید۔

هرا از شاعری خود عار ناید که در صد قرن چون عطار ناید

منشا و مولد شیخ خجند بوده است و از بزرگان آن دیار است و خجند را در صور اقالیم عروس عالم گفته اند ولایتی نزه و وسیع و دلکشا است فواکه که دران ولایت حاصل مے شود بتحفه با قالیم مے برند شیخ بعزیمت بیت از خجند بسیاحت بیرون آمد و بعد از زیارت کعبه معظمه بدیار آذربائیجان افتاد و آب و هوا و فضائے خطهٔ تبریز ملائم طبع شیخ افتاد و دران شهر جنت مثال متوطن گشت و در زمان سلاطین جلایر شیخ را در شهر تبریز جمعیت و شهرتے عظیم دست داده و اکثر بزرگان آن دیار مرید شیخ شدند و مجلس شریف او مجمع فضلا بوده و در اثنائے این حال لشکر تقتمش خان از دربند قصد تبریز کردند و بعد از فتح آن دیار شیخ را الفرمان منکوحه خان بدیار دشت قبچاق بشهر سرائے بردند و مدت چهار سال در شهر سرائے بود و در آمدن لشکر خان به تبریز و بر غزل امیر ولی و فرهاد آقا این قطعه مے گوید۔ قطعه

گفت فرهاد آقا به میر ولی که رشید یه را کنیم آباد
زر به تبریزیان باجر و سنگ بدهیم از برای این بنیاد
بود مسکین بشغل کوه کنی که ز موران دشت و کوه زیاد
لشکر پادشاه تو قتمش آمد و هاتف این ندا در داد
لعل شیرین بکام خسرو شد کوه بیهوده میکند فرهاد

و شیخ را در سرائے خوش بوده و اکابر مرید او بودند اما در حضرا و سرا آرزومند تبریز و اهالی تبریز مے بوده و در اشتیاق تبریز این رباعی مے گوید۔

تبریز مرا بجائے جان خواهد بود پیوسته مرا ورد زبان خواهد بود
تا در نکشم آب چرانداب بجیل سرخاب ز چشم من روان خواهد بود

و شیخ راست این غزل که در شهر سرائے گفته۔

ای رخت آیت صنع و دهنت لطف خدا — بحدیثی بگشا آن لب و نطقی بنمای
شد ز نظاره کنان خانهٔ همسایه خراب — مه من با تو که فرمود که بر بام برآی
خانهٔ تست دل و دیده زباران سرشک — اگر این خانه چکد آب بدانجا نه درآی
نه تو از دیدهٔ صاحب نظرانی غائب — ماهی و ماه نمودار بود در همه جای
بوستانیست سرا از رخ آن ماه کمال — بسر آمدی ای بلبل خوشگو بسرای

و این مطلع نیز در صفت سرای میگوید۔

اگر سرای چنین است دلبران سرای — بیار باده که من فارغم ز هر دو سرای

و شیخ بعد از چهار سال از سرای بیرون آمد میل تبریز نمود و سلطان حسین بن سلطان اویس جلایر در خطهٔ تبریز جهت شیخ منزلی ساخت بغایت نزه و بر لشکر شیخ وقف کرد و شیخ در آخر حال معتقد خواجه حافظ شیرازی بوده و حافظ را با شیخ کمال نادیده خلوص اعتقادی مؤکده بوده همواره سخنهای شیخ طلب نمودی و از غزلهای روح صفت حضرت شیخ او را حالی و ذوقی حاصل شدی و شیخ کمال این غزل بشیراز پیش خواجه فرستاد۔

گفت یار از غیر ما پوشان نظر گفتم بچشم — وانگهی دزدیده در ما می نگر گفتم بچشم
گفت اگر گردی شبی از روی چون ماهم جدا — تا سحرگاهان ستاره میشمر گفتم بچشم
گفت اگر گرد لبت خشک از دم سوزان آه — باز میسازش چو شمع از گریه تر گفتم بچشم
گفت اگر بر آستانم آب خواهی زد ز اشک — هم بمژگانت بروب آن خاک در گفتم بچشم
گفت اگر سر در گریبان غمم خواهی نهاد — تشنگان را مژده از ما ببر گفتم بچشم
گفت اگر داری هوای ورطهٔ وصلم ای کمال — قعر این دریا بپیما سربسر گفتم بچشم

گویند خواجه حافظ چون این مصرع بخواند که

تشنگان را مژده از ما ببر گفتم بچشم

ذوقی و حالی کرد و گفت مشرب این بزرگوار عالی است و سخن او صافی انصاف آن است که پاک تر و شیرین تر از غزل خواجه کمال از متقدمان و متأخران نگفته اند اما بعضی از اوباش و فضلا بر آنند که از نازکیهای شیخ و قصیدهای او سخن او را از سوز و نیاز بر طرف ساخته و این مکابره است

چه باوجود نازکی و وقت سخن شیخ عارفانه و پرحال است و ازین بیت موحدانه قیاس مشرب شیخ توان کرد۔ بیت

میخروشد بحر و میگوید بآواز بلند　　هر که در ما غرقه گردد عاقبت هم ما شود

وابن غزل از غزلیات ممتاز حضرت شیخ است :-

گر شبی آن مه ز منزل بی‌نقاب آید برون　　ز اول شب تا دم صبح آفتاب آید برون
کی برون آید لبش از عهده بوسی که گفت　　چون محال است آب حیوان کز سراب آید برون
خرقه‌هائی صوفیان در دور چشم مست او　　سالها باید که از رهن شراب آید برون
هر کجا باشد نشان پای او آنجا بچشم　　خاک بردار یم چندانکه آب آید برون
با همه تقوی و زهد ار بشنود بوی کمال　　از درون صومعه مست و خراب آید برون

و شیخ را التفاتی بمدح ملوک و قصاید و مثنوی نبود و مقطعات حسب حال را نیکو میگوید
وابن قطعه شیخ راست۔

طاس بازی بدیدم از بغداد　　چون جنید از سلوکش آگاهی
سر برون برد زیر خرقه و گفت　　لیس فی جبتی سوی اللهی

حکایت کنند که بروزگار دولت امیران شاه بن امیر تیمور گورگان شیخ را بجهت تکیه داری و خرج و تکالیف اضیاف قرضی چند دامن گیر شده روزی میرزا امیران شاه بدیدن شیخ آمد چون نشستند چهره گان بر پادشاه بر باغچه شیخ دویدند و بغارت درخت آلوچه و زرد آلو مشغول شدند شیخ تبسمی کرد و چهره گان را گفت متولان غارت گری را در باغی کنید که کمال بیچاره قرض دار شده و بهای میوهٔ این باغچه وجه قرض خواهان نموده است مبادا که شما بوستان را غارت کنید و این مفلس بدست غریمان مشنع گرفتار شود سلطان امیران شاه گفت که شیخ قرض دارد شیخ فرموده هزار دینار پادشاه فرمود تا ده هزار دینار نقد بیاوردند و در همان مجلس تسلیم شیخ نمودند و شیخ قرضها را ادا کرد و شیخ را نزد سلاطین و حکام قدری تمام بوده و لطائف و ظرائف او مشهور است و از شرح مستغنی وفات شیخ در خطهٔ تبریز بوده و در شهور سنه اثنی و تسعین و سبعمایه و در خطه فرح بخش تبریز مدفون است والیوم مزار او مقصد اکابر است

واین قطعه شیخ راست ـ

چو دیوان کمال آید بدستت   نویس از شعر او چندانکه خواهی
ز هر حرفش روان بگذر چو خامه   بهر حرفش فرو شو چون سیاهی

امّا سلطان زاده محترم میران شاه گورگان در ایّام دولت صاحبقران هفت سال پادشاه خراسان بود و بعد از آن امیر کبیر خراسان را بشاهرخ سلطان داد و مملکت تبریز آذربایجان و مضافات آن را با میران شاه داده و چند سال باستقلال در آذربایجان سلطنت و حکومت کرد پادشاه زاده خوش منظر و اهل طبع و ملایم بوده و شعراء در حسن و جاه او شعر گفته اند و از آن جمله است ـ

گفتند خلایق که توئی یوسف ثانی   چون نیک بدیدم بحقیقت بازانی

امّا روزے پادشاه از اسب افتاده دماغ او قصور یافت و اطبا چندانکه معالجه کردند مفید نیفتاد و ضعف دماغ او را طاری شده تا حدے که ماخولیا و جنون پیدا کرد همواره با لوندان صحبت داشتی امرا و نواب را ایذا نمودے و کسے را باز ندادی چنانکه جسد خواجه رشید را از مقبره او که در رشیدیه تبریز است بیرون کرده بفرمود بگورستان جهودان استخوان او را دفن سازند و خان زاده خاتون که حرم محترم او بود و امیر کبیر را با او عنایت کلی بود فرمود بستندے و ایذا و عقوبت کردے و خان زاده از وے بگریخت و بسمرقند رفت پیش صاحبقران نے و پیرهن خون آلود خود را عرضه کرد و احوال پسر با پدر بگفت امیر کبیر گریان شد و هفته با کس سخن نگفت و لشکر کشید و عزیمت آذربایجان کرد و سبب لشکر سه ساله این قضیه است وکان ذالک فی جمادی الاول سنه خمس و تسعین و سبعمایه و سه فاضل و هنرمند که ندیم امیران شاه بودند چو مولانا محمد قهستانی که ذوفنون بوده و در علم عربیه وقوف داشت و مولانا قطب الدین ناری و عبدالمومن گوینده که هر سه فاضل بوده اند حکم کشتن داد بعلت آنکه از هم صحبتے ایشان دماغ پادشاه زاده از حال گردید و آن سه نادره روزگار را فرمود تا در حدود قزوین از حلق در آویختند و مولانا محمد قهستانی استاد قطب را در محل قتل مے گفت که تو در مجلس پادشاه مقدم بودی اینجا نیز تقدیم کن مولانا گفت اے ملحد بدبخت کار باینجا رسانیدے و ترک لطیفه

می کنی مولانا محمد قهستانی بوقت قتل این قطعه گفت. قطعه

پایان کار و آخر دور است ملحدا — گر بهره ای دگر نه بدست اختیار نیست
منصوروار گر ببرندت بپای دار — مردانه پایدار جهان پایدار نیست

وحضرت صاحبقرانی بعد از آنکه ندمائے مجلس امیرزاده میران شاه را سیاست فرمود دو ماه او را ندید و ملک آذربایجان را بولد او ابابکر تفویض فرمود و پدرش را بدو سپرد و سلطنت بر امیرزاده ابابکر مقرر شد و او پدر را محافظت کردے و پدر او باسم سلطنت موسوم بودے اما امور ممالک مطلقاً بید تصرف ابوبکر افتاد و امیران شاه روزگارے بدین صفت بگذرانید و شهور سنه تسع و ثمان مایه بردست قرا یوسف ترکمان بقتل رسید و امیرزاده ابابکر پادشاه خوش منظر و شجاع و صاحب همت بود و گویند شمشیر او هفت من بوده و بعد از قتل میران شاه از ترا کمه منهزم شده بجانب کرمان افتاد و در حدود سنه عشر و ثمان مایه بقتل رسید و عمر او بیست و دو سال بوده و حکومت او در خراسان سه سال و در آذربایجان یازده سال بوده۔

ذکر ملک العلماء خواجه عبدالملک سمرقندی رح

از جمله بزرگان سمرقند است و بوقت سلطنت امیر تیمور گورگان شیخ الاسلام بلده محفوظه سمرقند بوده و در علم و فضیلت و جاه [illegible] بزرگی بر وقت [illegible] بود و خواجه را با وجود فضل و علم اشعار ملائم است و دیوان بسا طی ترتیب یافته او ست و این غزل او راست:۔

اے هر دم چشم از نظر ما مرو آخر — شے عمر گرامی ز بر ما مرو آخر
اے جان عزیز از تو نه تو بر شو دور — اے سایه رحمت ز سر ما مرو آخر
اے تیغ غمت ریخته خون جگر ما — از دیده بخون جسگر ما مرو آخر
دور از تو ندارد خبر خویش عصامی — اکنون که شنیدی خبر ما مرو آخر

اما نسب بزرگان سمرقند با ابابکر الصدیق میرسد و بوقت حکومت ولید عبدالملک قتیبه بن مسلم الباهلی سمرقند را چهار ماه حصار کرد و از فتح نا امید شد روزے از بازوے حصار شخصے آواز داد

که ای عربان سخن ضایع مکنید که این شهر بدست شما فتح نشود قتیبه گفت پس این شهر را که فتح خواهد کرد گفت حکمای ما معلوم کرده اند که در روزگار ملت محمدی این شهر کسی فتح کند که پالان شتر نام داشته باشد گفت سبحان الله انا قتیبه وآواز داد که پالان شتر منم زیرا که قتیب چوب جهاز شتر را گویند و قتیبه تصغیر آن است و چون اهل سمرقند معلوم کردند که حال چیست دروازه را باز کردند و سمرقند بر دست قتیبه فتح شد و کان ذالک فی شهور سنه اربع و تسعین من الهجرة النبویه۔

طبقهٔ ششم

ذکر سید العارف امیر سید نعمت الله کهنیانی رہ

دریای عرفان و گوهر کان کن فکان بوده سلطان ممالک طریقت و سیاح بوادی حقیقت و در طریقت یگانه بوده و در اخلاق مرضیه ستوده اهل زمانه کشایش کار آن جناب در کوه صاف بوده که در نواحی بلخ است و آن کوهساریست مبارک و قدمگاه رجال الله مشهور است که سید چهل اربعین دران منزل مبارک بر آورده و درین باب میفرماید:۔

ظاهرم در کهستان باطنم در کوه صاف　　صوفیان صاف را صدمرحبا باید زدن

و حضرت سید با بسیاری از اکابر صحبت داشته و تربیت یافته اما مرید شیخ الشیوخ العارف ابو عبدالله الیافعی است و سند خرقهٔ شیخ به شیخ الاسلام احمد غزالی میرسد و شیخ الیافعی مرد بزرگ و اهل علم باطن و ظاهر بوده و در علم تصوف مصنفات عالی دارد و فضیلت او را همین حالت تمام است که همچون سید نعمت الله عارفی از دامن تربیت او برخواسته که بزرگان عالم بر تحقیق و تکمیل سید نعمت الله ولی متفق اند و از جهت تبرک دو غزل از سخنان سید درین تذکره بقلم آمد و آن این است :۔

چنان سرمست و شیدایم که پا از سر نمیدانم　　دل از دلبر نمیدانم مے از ساغر نمیدانم
برو ای عقل سرگردان مرا با کار من بگذار　　که من سرمست و حیرانم بجز دلبر نمیدانم

شدم از ساحل صورت بسوئے بحر معنی باز — چہ جائے بحر و بر باشد بجز گوہر نمیدانم

دلم چون مجمر و عشقش چو آتش جان من چون عود — ہمیسوزم روان چون عود من مجمر نمیدانم

من آن نادان دانایم کہ می بینم نمی بینم — ازان میگریم از حسرت کہ سیم از زر نمیدانم

چو دیدہ سو بسو گشتم نظر کردم بہر گوشہ — بجز آب دو چشم خود درین منظر نمیدانم

نہ ہر بابے کہ میخوانی بخوان از لوح محفوظم — کہ ہستم حافظ قرآن ولے دفتر نمیدانم

بجز یاہو و یا من ہو چو سید من نمے گویم — چگویم چونکہ در عالم کسے دیگر نمیدانم

ولہ

اے عاشقان ای عاشقان ما را بیانے دیگر است — اے عارفان ای عارفان ما را نشانے دیگر است

اے بلبلان ای بلبلان ما را نوائی خوش بود — زان رو کہ این گلزار ما از بوستانے دیگر است

اے خسرو شیرین سخن وے یوسف گل پیرہن — اے طوطی شکر شکن ما را زبانے دیگر است

تا عین عشقش دیدہ ام مہرش بجان بگزیدہ ام — در آشکارا و نہان ما را عیانے دیگر است

خورشید جمشید فلک بر آسمان چرخ نست — مہر منیر عاشقان بر آسمانے دیگر است

اقلیم دل شد ملک جان شہر تن آمد اینجہان — کون و مکان عارفان در لامکانے دیگر است

رندو در مے خانہ ہا صوفی و کنج صومعہ — ما را سریر سلطنت بر آستانے دیگر است

سید مرا جانان بود ہمدرد و ہم درمان بود — جانم فدائے جان او کو از جہانے دیگر است

حکایت کنند کہ سید را مشربے عالی بودہ و از نزد حکام و اہل دنیا پیش سید ہموارہ ہدیہا و نعمتہا آمدے و سید قبول کردے و آن نعمتہا خوردے و بمستحقان رسانیدے نوبتے سلطان اعظم شاہ رخ میرزا از حضرت سید سوال کرد کہ مے شنوم شما نعمتہائے شبہ آمیز تناول میکنید حکمت آن چیست سید این بیت را بر پادشاہ خواند۔

گر شود خون جملہ عالم مال مال — کے خورد مرد خدا الا حلال

شاہ رخ سلطان را این سخن ملائم نیفتاد و از روئے امتحان بعد از چند روز فرمان سالار را فرمود کہ برہ بظلم از عاجزی بستان و بہا مدہ و بیار و طعامے ترتیب کن خان سالار حسب الحکم از شہر بیرون آمد دید کہ پیر زنے برہ فربہے بہ پشت گرفتہ مے رود فی الحال بضرب تازیانہ برہ را

از پیرزن دربربوده بمطبخ رسانیده طعامے ترتیب کرد وسلطان سید را بدعوت حاضر کرد و بسبب
بشارکت سلطان آن طعام تناول مے کرد شاه رخ از سید پرسید که شما فرمودید که من حلال
مے خورم وحال آنکه من بظلم این برّه را از عاجزه فرموده ام ستانیده اند وکیفیت با سید تقریر کرد
سید فرمود ای سلطان عالم تحقیق فرمائید که حق تعالی را در ضمن این کار مصلحتے باشد سلطان فرمود
تا آن ضعیفه را حاضر ساختند واز وے پرسید که این برّه را بکجا مے بردی پیرزن حکایت کرد که عورتے
بیوه ام ورمۀ گوسفند دارم که از شوهر مهر ومیراث یافته ام وپسر پدارم ودرین هفته گوسفندے
جهت سودا بسرخس برده خبر ها ئے نالایم از وے شنیدم که خبر رسید که از کرمان نعمت الله سیدی
بزرگ بهراة آمده نذر کردم که اگر فرزند من بسلامت بمن رسد برّه را پیش سید رسانم در روز فرزند
من بسلامت بمن رسید ومن برّه را از شادی برپشت گرفته قصد شهر کردم خانسالار شما برّه را بظلم
گرفت چندانکه تضرع کردم بجائے نرسید سلطان را معلوم شد که حق تعالی باطن انبیا واولیا را
از حرام وشبه محفوظ مے دارد سید را عذر خواهی نمود ومن بعد امتحان نکرد ومقامات وحالات
سید مشهور ومذکور است مشرب او صافست وبزرگان اوصاف او گفته اند واز صلب مبارک
سید خلف الصدق او امیر خلیل الله است حالا سیدزاده ها در حدود کرمان ودیار هند وفارس بر مسند
عز وبزرگی متمکن اند ومریدان واصحاب سید در ربع مسکون سیاحند وروش وطریقه پسندیده
بزرگان ومریدان او در طریقت وخلق نیکو کوشند ومتابعت اخوان الصفا بقدر طاقت
می پوشند وفات سید در شهور سنه سبع وعشرین وثمان مائه بوده ودر عهد شاه رخ سلطان و
در دیه ماهان من اعمال کرمان مدفون است ولنگر وخانقاه حالا مقصد اکابر وفقرا است وبقعه
دل کشا وپر رونق معمور است وسن مبارک سید از هفتاد وپنج تجاوز کرده بوده که لبیک حق را دعوت
اجابت کرد واز این دام غرور بسرائے سرور تحویل فرمود بمقام سعدا وابرار مرتقی گشت رحمة الله علیه
اما خاقان سعید شاه رخ بهادر پادشاهے بود موفق بتوفیق سبحانی ومؤید بتائید یزدانی بختے
مساعد ودولتے موافق داشت عدلے بر دوام وشفقتے تمام درباره خاص وعوام داشتی و
رعیت آن آسودگی وفراغت که بروزگار دولت او یافته اند از عهد آدم الی یومنا در هیچ عهد و
زمان ودور داوان نشان نداده اند سیرت پسندیده ومتابعت شریعت گوی مراد واز میدان

سلاطین صبر بوده پنجاه سال رایت جهانداری و شهریاری برافراخت و دیار اسلام معمور و
آبادان ساخت از دیار ختن و کاشغر تا دشت قبچاق و ممالک هند و از مازندران تا دربند و دیار
کرج و از فارس تا بصره و واسطه بخوره تصرف و تحت حکم او در آمد گویند در یورش اول آذربایجان
سی هزار شتربان در عساکر ظفر پناه شاه رخ بوده قیاس تجمل و اموال دیگر ازین توان کرد و
از مورخان تخصیص مولانا ے فاضل و مولانا جبروه آورده که سی صد پادشاهزاده که قابلیت
تخت نشینی داشته بوده اند بدرگاه شاهرخ اجتماع کرده اند از فرزندان و احفاد و عشایر عظام
آنحضرت و غیرهم رجا واثق بلکه یقین صادق که این خسرو جمشید دولت فریدون حشمت بهرام
صولت که وارث این خانواده است باضعاف دولت آن خسروان سالفه برسد بلکه رسیده
است و از کمال طاعت و عبادت و پاکی طینت و اخلاق مرضیه شاهرخ سلطان را مقام
و مرتبه ولایت حاصل بوده و بر مغیبات مطلع شدی و کرامات از و نقل کرده اند از انجمله یکے
آنست که در یک سحرگاهے بعبادت مشغول بودی ناگاه فریاد برکشید که قرا یوسف
ترکمان امشب بمرد و تاریخ ضبط کردند بعد از دو روز خبر مرگ قرا یوسف رسید دیگر آنکه پدر این
ضعیف نزد شاهرخ سلطان از جمله نزدیکان مقرب بود و محترم حکایت کرد که خشک سالی
صعب در خراسان تخصیص دار السلطنه هرات بتقدیر ربانی واقع شد و بدان مرتبه انجامید که از ابنای
شتا تا منتصف ہیچ از آسمان نم بر زمین نرسید۔

چنان آسمان بر زمین شد بخیل   که لب تر نکردند زرع و نخیل
بخوشید سرچشمہای قدیم   نماند آب جز آب چشم یتیم

پادشاه اسلام و اکابر ایام ازین اندوه متحیر ماندند و بجای ابر نم از دیده ها فشاندند
شبے پدر من مظلوم وار دست تضرع بدرگاه بے نیاز بر آورده که اغثنی یا غیاث المستغیثین
صبحگاهے بیدار نشسته بودم ناگاه قطره باران بر زن خانه چکید و متعاقب بنیاد باریدن شد
سجده شکر کردم و در خاطر گذشت که یارب ہیچ بنده آگاهے بدین درگاه باشد که حاضر وقت
قطره اول رحمت این بوده باشد و صبحگاهے شادیان قصد ملازمت پادشاه اسلام نمودم
چون بخرگاه پادشاه در آمدم پیش از انکه سر فرود آرم و خدمت نمایم گفت ای علاء الدوله اول

قطرهٔ باران که چکید من بیدار بودم آیا تو بیدار بودی من گریان شدم و در پائے پادشاه افتادم کیفیت رقت پرسید حکایت کردم این مصرع بخواندم

کز کلبۂ ما نیز رہے ہست بدرگاه

لاشک پادشاہے که بعدل و داد و رواج شریعت روزگار گذرانیده ملحوظ انظار رحمت الٰہی شده و ما توفیقی الا باللہ مآثر و مناقب شاهرخ اظهر من الشمس است زیاده از این چه در این تذکره گنجد ولادت مبارکش چهاردهم ربیع الاول سنه تسع و سبعین و سبعمائه بوده در بلدهٔ محفوظ سمرقند هفتاد و یک سال عمر یافت و هفت سال بروزگار پدر پادشاه خراسان و چهل و سه سال بعد از تیمور گورگان باستقلال در ممالک ایران و توران و دیار هند و ترک سلطنت کرد و در شهر ذی الحجه الحرام سنه خمسین و ثمان مائه روز نوروز چاشتگاه در فشار و من اشتمال رسته بجوار رحمت ایزدی واصل شد و عزیزے درین باب گوید۔ قطعه

شاهرخ آن شاه قضا قدرت اسلام پناه　　انکه در بیشه شاهی زده بهر پنجه چو شیر
زد بفردوس برین خیمه بذی الحجه و گفت　　ماند تاریخ ز ما در همه عالم تشهیر

و پنج شاهزاده عالی قدر از صلب مبارک آن حضرت در وجود آمدند که همه دُر دریائے شاهی و منبع الطاف الٰهی بودند الغ بیگ و ابراهیم سلطان و بایسنغر بهادر و سیورغتمش بهادر و محمد جوکی میرزا و دو گوهرکان خسروانی چون باردی و جان اغلن بروزگار طفولیت از مهد بمرقد رسیده اند و این پادشاهان عالی قدر قریب به بیست نفر از شاهزادگان در چمن سروری خرامان بلکه تن مملکت را جان بوده اند آفتاب از رشک جمال شان تیره و عقل کل در ادراک صلاحیت شان خیره بوده اند که ما به فرصتی بروزگار نا فرجام قصه آن سلاطین توانا نموده و تن روح شمایل ایشان بزندان لحد فرسوده امروز از آن نامداران عالی رائے و از آن صفدران قلعه کشائی جز افسانه باقی نمانده فاعتبروا یا اولی الابصار۔

کجا بند شاهان با اقتدار　　ز هوشنگ و جم تا به اسفندیار
همه خاک دارند بالین و خشت　　خنک آن که جز تخم نیکی نکشت

حکایت کنند که در آخر عمر شاهرخ سلطان بقصد نبیرهٔ اش سلطان محمد بایسنغر لشکر بعراق

گنبد سلطان محمد منہدم شدہ شاہ رخ سلطان سادات و بزرگان و علمائے اصفہان را گنہگار ساخت بسبب آنکہ سلطان محمد را اسلام کردہ بودند و شاہ علاء الدین کہ از اکابر سادات حسینی بودہ و قاضی امام و خواجہ فضل الدین ترکہ کہ از بزرگان و علمائے اصفہان بودہ اند در شہر سادہ حکم کشتن کرد بسعی گوہر شاد بیگم آن بزرگان مظلوم را بزاری زار بیگناہ بقتل آوردند گویند دو نوبت ریسمان خواجہ فضل پارہ شد و او فریاد مے کرد کہ بادشاہ رخ سیاہ رخ بگوئید کہ این عقوبت بر ما لخطیہ پیش نیست اما پنجاہ سالہ نام و ننگ خود را ضائع مساز چندانکہ بزرگان سعی کردند مفید نیامد و آن صورت بر شاہ رخ سلطان مبارک نبود و بعد از ہشتاد روز متوفی و بعضی گویند چون آن بزرگان مظلوم از جان نا امید شدند بر سلطان و گوہر شاد خاتون را دعا ہائے بد کردند کہ ہم چنانکہ فرزندان ما را از ما نا امید مے سازی حق تعالیٰ تخم ترا منقطع گرداناد در آسمان کشادہ بود دعائے آن عزیزان آن بے گناہ مظلوم اجابت شدہ نسل آن پادشاہ عالی منزلت منقطع شد و سلطنت تحویل بمرکز اصل نمود الٰہی تا قیام قیامت سلطنت باستحقاق بدین وارث مملکت بماند و ملک بدو مستدام باد ہر چند نوبت شاہرخی و ذریت او گذشت اما در خاندان آن بزرگوار صاحبقرانی در ایران و توران اولاد عظام او متمکن و مستقر است۔

گر گل بشد چہ غم ہمہ سرسبزی تو باد　　　ما را بس است عارض تو یادگار گل

اما از مشائخ و اکابر علما کہ بروزگار شاہ رخ سلطان ظہور یافتہ اند سلطان العلما شمس الدین محمد الحافظی البخاری معروف بخواجہ پارسا و خواجہ صاین الدین ترکہ اصفہانی و مولانا فاضل حسین خوارزمی و قدوۃ العلما مولانا شرف الدین علی یزدی و از شعرائے بزرگ شیخ آذری و بابا سودائی و مولانا علی شہاب و امیر شاہی سبزواری و مولانا کاتبی ترشیزی و مولانا یحییٰ بودہ اند کہ ذکر تصانیف و دواوین این جماعت در ربع مسکون شہرت دارد و گویند چہار ہنرمند در پائے تخت شاہرخ بودہ اند کہ بروزگار خود نظیر نداشتہ اند خواجہ عبد القادر مراغی در علم ادوار و موسیقی و یوسف اندکانی در خوانندگی و مطربی و استاد قوام الدین در مہندسی و طراحی و معماری و مولانا خلیل اللہ مصور کہ ثانی مانی بودہ۔

ذکر ملک الفضلا معینی جوینی رہ

مردِ فاضل و دانشمند و سالک بوده و از جملهٔ مریدان خاندان مبارک شیخ الشیوخ سعد الملة والدین الحمویست قدس الله سره العزیز و مولد مبارک مولانا معینی قریه اندادہ است من اعمال جوین داود در علم شاگرد مولانا فخر الدین خالدی اسفراینی است که در میان علما به بهشتی مشهور است و شرح فرایض او نوشته و این غزل مولانا معینی راست۔

از زلف پریشان تو آشفته ترم من	در کوی تو سرگشته چو باد سحرم من
چون گل بهوای تو گریبان دریده	شب تا بسحر غرقه بخون جگرم من
تا بو که بیابم ز گلستان تو بوئے	عمریست که چون باد صبا دربدرم من
با هر خس و خاری منشین ای گل رعنا	کز جور و جفائے تو گریبان بدرم من
شمشیر جدائی تو زآن کارگرم نیست	کایام فراق تو ز خود بیخبرم من
طفلان که کشند آن سنگ دیوانه تو را	از سنگ جفا زده دیوانه ترم من

و کتاب نگارستان از مؤلفات مولانا معینی است که بطرز گلستان شیخ سعدی نوشته است اما از آن کتاب بسیط تر است و دانشمندانه نوشته و نوادر و امثال و حکمهای عجیب دران کتاب درج کرده و مشایخ بحرآبادان کتاب را پیشکش پادشاه الغ بیگ گورگان کردند بوقتیکه سلطان مشار الیه در محل یورش عراق بزیارت اکابر بحرآباد آمده بود پادشاه فرمود که آن کتاب را نوشتند بخوبی خطی و او را مطالعه فرموده پسندیده داشتی و آن کتاب در ماوراء النهر شهرتی عظیم یافته اما در خراسان کم بدست می آید و الحق نسخهٔ مستطابه است این دو حکایت از آن ثبت افتاده حکایت نگارستان معینی جوینی رہ گفت که روزے بہ نیت حج در بازار بغداد گذشتم جوانے خوبصورت را دیدم که جبهٔ معلم بر سر حلقه نشسته و در کفش زرافشان بر هم بازرگان بغداد و در پای بنازی هر چه تمامتر می خرامید و پیشه بر دست می بوئید۔

هرجا که بگذشت و هرجا که میرسید	می شد زمین چو لعل ز عکس رخش تمام
گوئے که می چکید ز گلبرگ عارضش	بر خاک قطره های گلاب عقیق فام

روز دیگر که قافله روان شد او را دیدم در میان حجاج نعلین با ساز جواهر در پا کرده و دستار مصری بر سر نهاده و گلاب بر خود می افشاند بر مثال کسی که به گلزار بگذرد و مجمر امید اندیشه کردم که در طور این سر لیست از دو حال بیرون نیست یا معشوقی است که بنازش می برند یا عاشقی که از نیازش نیز نگاه ناز رسانیده اند در این تفکر افتادم که آیا به حج می رود یا طریقی دیگر اختیار خواهد کرد گفتم ای برنا کجا خواهی رفت گفت بتخانه گفتم بکدام خانه گفت بتخانه بر بهانه که خلقی را آواره کرده است من نیز میروم تا ببینم که این سرگشتگان بکجا میروند و بچه میروند و درین خانه که را خواهند دید و این خرمن چه خوشه خواهند چید گفتم این چه استبعاد است که تو داری مگر از صعوبت این بادیه خبر نداری این بیت گفت ـ بیت

دوست آوارگی همی خواهد رفتن حج بهانه افتاده است

گفتم ای جوان با تنعم بدین تن آسانی کار میسر نشود باز کرد و گفت ـ بیت

من نه باختیار خود میروم از قفای او آن دو کمند عنبرین میکشدم کشان کشان

ای شبلی چنینم آورده اند معذورم فرما۔

باز ار عندلیب نخواهد که بشکند هر گلبنی که زینت بستان و گلشن است

معشوق گرچه هست ز عشاق بی نیاز چشمش نیاز عاشق خود نیز روشن است

فرمایی گفتم این سبب چرا می پوئی گفت تا مرا از سموم بادیه بلا انگیز خون خوار گوشمال دهد که با شمیم برگ گل چمن ناز خو کرده ام و در حرم دلبران خفته ام و از نسیم اقبال حبیب شگفته گفتم بیا تا باهم هوا فقت و مرافقت نمائیم گفت لا والله تو مرقع پوشی و من جرعه نوشم و این مصراع برخواند۔

من رند خرابانم تو اهل مناجاتی

و در پی خمار نبوده ام و اکنون لقا یا سبحه خمار و شستن در سر دارم آن جوان را هم نجا رگذشتم و بگذاشتم دیگر اتفاق ملاقات نیفتاد تا بکعبه رسیدم روزی بوقت افراط گرما دیدم در زیر میزاب خفته زرد و نزار نه در سر قصب و دستار و نه در پای نعلین همان سلب و در دست داشت می گوید و این بیت می خواند:۔

لقد غبت حینا الهوی کبدی و مار فیته دلا راقیه

خواستم که ازو در گذرم دامنم بگرفت وگفت ای شبلی مرا می شناسی گفتم بلی از تبدیل حالت
بگو گفت داد و فریاد که درین راه بمعشوقی میارند و بعاشقی مبتلا میسازند شبلی گفت پرسیدم که
همان سبب است گفت فریاد از آسیب این سبب ای شبلی دیدی که با ما چه کردند و چون ما را
در لکد کوب قهر انداختند اوّل گفتند که تو معشوقی غم مخور چون به بادیه مبتلا ساختند گفتند
تو عاشقی و چون بعرفات رسیدم گفتند طفلی چون بخانه رسیدم ندائی در دادند که درین حرم محرم نه
و درین در حلقه هر چند فریاد برآوردم که ایها المطلوب جواب شنیدم که ارجع یا محجوب سوختم ازین تفکر
که در میانه هیچ نیستم و ساختم بدین ترانه که در خانه غیر نی امروز ای شبلی زار و نزارم و از ناز و نازکی
بیزارم نمیدانم که هجم یا محجوب طالبم یا مطلوب از زمرهٔ حجاجم یا بغیر محتاج درین تفکر سوختم و ساختم
و ازین اندوه گداختم نه بیمارم امّا بیماری ازین تفکر دارم شبلی گفت مرا دل بزاری او بسوخت گفتم
بیا تا ترا پیش اصحاب رسانم و ازین حیرت برهانم گفت ای شبلی رها کن که درین حیرت سری دارم
و درین تفکر ذوقی می یابم ازو در گذشتم و شب در حوالی حرم بوظایف عبادت مشغول بودم
صباح که نیت خانه کردم دیدم که از کنار حطیم جوان سقیم امرده بر دوش گرفته میل بدفن او میکردند
و یکی از محرمان سوال کردم از احوال او گفت :-

عاشقان کشتگان معشوقند   بر نیاید ز کشتگان آواز

حکایت چون ذکر مجنون و قصهٔ لیلیٰ در افواه افتاده یکی از خلفای فرمود تا لیلیٰ را حاضر ساختند
و در بعضی از حجرات نشاندند و مجنون را طلب داشتند گفت چگونه دیده بینا دل بچنین صورتی دهد
اگر خواهی ترا از حرم خود کنیزکی بخشم که از پری برتری جوید و با ماه برابری کند مجنون گفت مرا چشمی بخش که
غیر از لیلیٰ در نظرش خوب تر نماید خلیفه گفت اگر بهتر از لیلیٰ کسی را به بینی او را نخواهی گفت من
غیر او کسی را نمی بینم ـ بیت

خون باد دیده که به بیند جمال او   وانگه نظر کند برخ ماه و آفتاب

خلیفه گفت هیچ دانسته که از لیلیٰ با تو چون است مجنون گفت مرا با چگونگی او کار نیست
این قدر دانم که تا او بجال من نظری نه کرده من ربوده عشق و مبتلای وی نشدم خلیفه گفت اگر خواهی
اقربای لیلیٰ را حاضر گردانم و بفرمایم تا او در حبالهٔ تو در آورند گفت من میخواهم که آلوده طبیعت

نشوم او بے تکلف وسایط در مذہب پاکبازی بر من حلال است خلیفہ گفت مے خواہی تا لیلیٰ را ببینی گفت کجا ہنیمش گفت دران خلوت خانہ ومجنون را یکے از غلامان دست گرفتہ بدر حجرہ لیلیٰ برد چون حضور لیلیٰ احساس کرد رکوی داشت بر چشم خود بست غلام گفت اے دیوانہ امروز صد چشم وام باید کرد تو پردہ بر چشم مے بندی گفت مرا آن بس کہ از دور می نگرم خبر بخلیفہ بردند کہ مجنون بلیلیٰ نے نگرد مجنون را طلب داشت وگفت مجلس خاص وحجاب مرتفع واشتیاق مستولی چرا از مشاہدہ محبوب متمتع حاصل نکردی گفت غیرت عشق رہا نکرد کہ جمال معشوق چشم زدہ عاشق گردد و این گفت در رہ صحرا گرفت۔ بیت

وکیف لیلی بعین ازی بہا　　　ہوا ہا وما طہرتہا بالمدامع

ذکر سید الابرار امیر قاسم انوار قدس سرہٗ

در دریائے حقیقت وسیاح بوادی طریقت شاہباز فضائے لاہوت وعارف عالم ملک وملکوت است خاطر فیاض او مفتاح کنوز حقایق است وکلام معتبر او گنج رموز ودقایق واصل حضرت سیادت مآب معارف دستگاہی از آذربایجان است ومنشا ومولد مبارکش ولایت سرخاب تبریز است واز اکابر سادات واشراف آن دیار بودہ در آوان جوانی مرید شیخ الشیوخ صدر الدین اردبیلی شد ومدتے در قدم آن بزرگوار بسلوک مشغول بودہ وریاضت کلی در تصوف وفقر کشید ومہذب شدہ وبعد ازان باجازت حضرت شیخ عزیمت جیلان نمودہ مدتے در آن دیار بسر بردہ وتشنگان بادیہ طلب را بزلال عرفان سیراب مے ساخت تا صیت فضیلت وآوازہ کمال او باطراف واکناف رسید قصد خراسان کردہ در نیشاپور یک چندے ساکن شد علمائے ظاہری خراسان باعتراض برخواستند مبلغ دار السلطنت ہرات فرمودہ واہالی ہرات را اعتقاد ذو اخلاص تام بحضرت سید دست دادہ وادمرشے جاذب بودہ منکرے کہ پیش او رسیدی معتقد شدی تا بیشتر از اکابر وامیرزادگان پایۂ تخت ہرات مرید سید شدند واصحاب اغراض این سخن نزد پادشاہ عہد سلطان شاہ رخ رسانیدند کہ این سید را بودن درین شہر مصلحت نیست چرا کہ اکثر جوانان مرید او شدہ اند مبادا ازین حالت فسادی تولد کند پادشاہ باخراج سید حکم فرمود

چندانکه امرا و ارکان دولت حکم پادشاه بسید میرسانیدند مفید نبود و سید میگفت شاه رخ بچه جرم مرا از دیار مسلمانان اخراج میکند کار بدانجا رسید که سید را بزجر اخراج باید کرد و هیچ آفریده جرأت اقدام نمی نمود سلطان زاده سعید بایسنغر گفت من بلطایف و ظرایف این سید را روان سازم که احتیاج بخشونت نباشد برخاست و بزیارت شد و صحبتی مرغوب داشتند تقریب سخن عزیمت سید درمیان آمد سید فرمود که پدرت پادشاه مسلمانان است مرا بچه دلیل اخراج میکند پادشاهزاده بایسنغر فرمود که ای خداوند شما چرا سخن خود عمل نمیکنید گفت کدام است آن سخن بایسنغر این بیت برخواند:-

قاسم سخن کوتاه کن   برخیز و عزم راه کن
شکر بر طوطی فگن   مردار پیش کرگسان

سید شاهزاده را تحسین فرمود و دعا کرد و فی الحال الاغ حاضر ساختند و اکابر امداد نمودند و بطرف بلخ و سمرقند روانه شد و چندگاه دران دیار مرجع خواص و عوام بود و باز بدار السلطنه هرات رجوع کرد و چندگاه دیگر در پایه تخت هرات روزگار گذرانید و اکابر و سادات و علما همواره بصحبت شریفش میرسیدند و مایل خدمت عزیزش بودند و حضرت سید را اشعار موحدانه و مثنوی عارفانه بسیار است و من نتایج طبع شعر-

از افق مکرمت صبح سعادت دمید   محو مجازات شد شاه حقیقت رسید
صولت صیت جلال عالم جان را گرفت   صدمت سلطان عشق باز علم برکشید
چنگ غمش میزند بر دل هر تاره   کشف روان میکند معنی حبل الورید
ساقی جان میدهد باده بجام مراد   مطرب دل میزند نعره هل من مزید
راه بوحدت نبرد هر که نشد در طلب   جمله ذرات را از دل و از جان مرید
در حرم وصل یار زنده دلی بار یافت   کز همه خلق جهان بار ملامت کشید
وصلت الله یافت قاسم ناگاه یافت   زانکه بشمشیر لا از همه عالم برید

و در نهایت حال حضرت سیادت پناهی بعزیمت وطن مالوف از هرات بیرون شده کبرس آن حضرت را دست داده بود بمحفه نشسته بولایت جام رسیده بده خرجرد نزول فرمود و از

سبب حرارت هوا بباغ یکے از کدخدایان آن قریه التجا بردہ هوائے دل پذیر آن بوستان ملایم طبع افتادہ چند روزے دران باغ اقامت فرمود و میوہ آن باغ را از صاحب باغ باز خرید و آن تابستان دران موضع خرم آسودہ گشت بعضے اکابر کہ مصاحب و ملازم سید بودہ اند آن توقف را غنیمت دانستہ اند و آن باغ را از صاحبش خرید ند و سید دران باغ مختصر عمارتے ساختہ و اقامت را برارتحال اختیار نمودہ و همواره از روحانیت حضرت با رفعت قطب الاوتاد شیخ الاسلام احمد جامی قدس سرہ فیضے بروزگار مقدس سید رسیدہ در تعظیم شیخ احمد سید راست ۔

روضۃ المذنبین احمد جام   آن نهنگ محیط بحر آشام

آسمانیست پر مہ و پروین   بوستانیست پر گل و نسرین

رحمت حق بدوستانش باد   لعنت حق بدشمنانش باد

هرکہ او دشمن خدا باشد   دشمن جملہ اولیا باشد

و وفات حضرت سیادت مآبی بہ خرجرد در شہور سنہ خمس و ثلاثین و ثمانمایہ بودہ و مرقد مبارکش درهمان باغ واقع است کہ بایام حیات ساکن بودہ و جناب عرفان مآب سلطان السادات والاتقیا امیر سید ناصر الملۃ والدین قریش الحسنی نور اللہ مرقدہ کہ ابا عن جداً از اکابر سادات خراسان است برگزیدہ نظر کیمیا خاصیت حضرت قاسمی است در باب رونق مزار با نوار سید قاسم سعی جمیل بظهور رسانید و الیوم خاطر خطیر امیر کبیر فاضل موید موفق معین العلما و مرجع الفضلاء ۔

آنکہ گر آلائے او را گنج بودی در عدد   نیستی جز راصم را عیب گنگی و کری

وانکہ نابینائے مادر زاد اگر حاضر شود   در جبین عالم آرایش بہ بیند سروری

در پناہ سدۂ جاہ رعیت پرورش   بر عقاب آسمان فرمان دهد کبک دری

ساقیان لجہ او چون شرابے اندر دهند   هوش گوید گوش را این ساغری کن ساغری

من نمیدانم کہ آن نوع سخن را نام چیست   نہ نبوت میتوانم گفتنش نہ شاعری

نظام ملۃ والدین علی شیر خدا خلد اللہ تعالی جلالہ و ضاعف اقتدارہ کہ گنجینہ الطاف الہی و مهبط انوار نامتناهیست مایل بعمارت روضہ مطاهرہ حضرت سید شدہ و بنیاد عمارتے نهادہ کہ گردون بهزاران

چشم زیبائی آن ندید امید که عنقریب چون تمنائے صاحب دولتان باتمام رسد و چون علو همت اهل دلان ارتفاع پذیرد و زبان اهل زمان از پیر و جوان وایم الاوقات در حق آن حضرت با مروت گوید :-

هر کس که بدین نوع کند مال تلف | او را ثمر سار ز آتش دوزخ تلف
گو بیار که فرزند خلف این نیکوست | این خیر به از هزار فرزند خلف

حکایت کنند که سید در بدایت حال ریاضات و مجاهدات بسیار کشیده و در مسجد قزوین باعتکاف نشستی و بعد از انکه مردم بیرون رفتندے خود را از گیسوئے مبارکش در آویختی و بذکر مشغول شدی تا غایت که پائے مبارکش آماس کردی و مدتے بمتلا بودی تا چند نیش حجام بر ساق پائے مبارکش زده بود و در وقت پیری آثار آن زخمها بر وجود شریفا و ظاهر بودی حکایت کنند که در نهایت حال حضرت سید بتنعم روزگار گذرانیدے و فربه و سرخ و سفید شده بود یکے از بزرگان از آنحضرت سوال کرد که نشان عاشق صادق چیست سید فرمود لاغری و زردی مرید گفت مرشمارا حال خلاف این است فرمود ای برادر ما عاشق بودیم وقتے واکنون معشوقیم محب بودیم گاہے این زمان محبوبیم و از مثنوی برخواند :-

من گدا بودم درین خانه چو چاه | شاه گشتم قصر باید بهر شاه

ولادت با سعادت پادشاه زاده بایسنغر در شهور سنه اثنی و ثمان مایه بوده جمله داشت با کمال و اقبال و دولتے مساعد و در هنر پروری و هنرمند نوازی شهرهٔ اقالیم شد و خط و شعر در روزگار او رواج یافت هنرمندان و فضلا بآوازهٔ او از اطراف و اکناف روئے بخدمتش آوردند گویند که چهل کاتب خوشنویس در کتاب خانهٔ او مشغول بودندے و مولانا جعفر تبریزی سرآمد کتاب بوده و هنرمندان را عنایتها کردے و شعرا را دوست داشتے و در تجمل کوشیدے و ندیمان و جلیسان ظریف داشتے و از سلاطین روزگار بعد از خسرو پرویز چون بایسنغر سلطان کسے بعشرت و تجمل معاش نکرده و شعر فارسی و ترکی نیکو گفتی و بشش قلم خط نوشتی و این تخلص میرزا بایسنغر راست :-

گدائے کوئی او شد بایسنغر | گدائے کوئی خوبان بادشاهیست

حکایت کنند کہ خواجہ یوسف اندکانی بروزگار بایسنغر بہادر در گویندگی و مطربی در ہفت اقلیم نظیر نداشت لحن داؤدی یوسف دل مے خراشید و آہنگ خسروانی او بر جگر ہائے مجروح نمک میپاشید سلطان ابراہیم از شیراز چند نوبت خواجہ یوسف را از بایسنغر سلطان میرزا خواست کہ بجہت او بفرستد بایسنغر این بیت خواند:-

بایوسف خودنے فروشیم   تو سیم سیاہ خود نگہدار

ودرمیان الغ بیگ گورگان و بایسنغر بہادر و ابراہیم سلطان لطیفہا و مکاتبات بسیار واقع شدہ کہ این تذکرہ تحمل ایراد آن لطایف نمے کند روزگار غدار و گردون ستمگار در آوان شباب قصد آن شاہ کامگار نمودند و موکلان قضا و قدر بر جوانی نبخشودند و شبے از افراط شراب بفرمان رب الارباب بخواب گران فنا گرفتار شد و سکنہ ہرات بسبب آن وفات سکتہ پنداشتند۔ شعر

گویند کہ مرگ طرفہ خوابیست   آن خواب گران گرفت ما را

وشاہزادہ نیم مست بمصطبۂ خاک خرامید تا صباح محشر با خمار با خفتگان حشر سرگران برخیزد و از ساقیان "وسقٰھم ربھم شرابًا طھورًا" برای خمار شکستن کاسًا وطاقًا طلب دارد رجا واثق کہ حاکم رحیم کہ از جنایت او در گذرد و از بحر رحمت شبنمے او را بنواند شست کرم فرماید وقوع واقعۂ ہایلہ بایسنغر سلطان در دار السلطنہ ہراۃ در باغ سفید بودہ در شہور سنہ سبع و ثلاثین و ثمان مایہ عمر او سی و پنج سال بودہ و شعرا کہ در روزگار شاہ رخ سلطان بملازمت بایسنغر بہادر میبودہ اند بابا سودائی است و مولانا یوسف امیری و امیر شاہی سبزواری و مولانا کاتبی ترشیزی و امیر یمین الدین نزل آبادی رہ و اموال و اقطاع بایسنغری بعد شاہ رخ سلطان ششصد تومان کپکی بودہ از ولایت استرآباد و جرجان و دہستان و طوس و ابیورد و نسا و جنوشان و سمنان و از عراق کاشان و از فارس شبانکارہ و شعرا در مرثیہ سلطان بایسنغر اشعار گفتہ اند اما امیر شاہے بدین رباعی بر ہمگنان فایق آید۔ رباعی

در ماتم تو دہر بسے شیون کرد   لالہ ہمہ خون دیدہ در دامن کرد

گل جیب قبائے ارغوانی بدرید   قمری نمد سیاہ در گردن کرد

ذکر بلیغ الکلام بساطی سمرقندی

از جملهٔ شاعران خوشگو بیست و غزل را نازک میگوید بعهد سلطان بهادر بن امیران شاه گورگان در خطهٔ سمرقند ظهور یافته و گویند حصیر باف بوده و اول حصیری تخلص داشته خواجه عصمت الله البخاری رہ چون قابلیت ذهن او بدید گفت حصیر قابل ایساد بزرگان نیست ترا بساطی تخلص کردن اولی است و او شاگرد خواجه عصمت و سنگر شیخ کمال الدین خجندیست و این غزل شیخ کمال را که مطلعش اینست جواب میگوید۔

نشان شب روِ اندار و سر زلف پریشانش ۔ دلیل روشنست اینکه چراغ زیر دامانش

و این تخلص از جملهٔ غزل بساطی است که در جواب شیخ کمال خجندی گفته است :۔

در نظم بساطی را کمال از خود مدان کمتر ۔ که پرورد است چون هر سه آب دیده سلمانش

و این بیت در دعائے بدنسبت باد سے گوید :۔

با آنکه چون چراغ سحر شد جوانه مرگ ۔ هم دیر زیست مدعی زود میسرا

و این غزل بساطی فرماید :۔

می چکد دم بدم از میم دهانش آب حیات ۔ صاد چشمی را که مثل او ندیدم هیچ ذات

من ز بخت شور خود بر یاد آن لب پسته دهن ۔ تا بگرد شکر تو رسته میگرد و نبات

تشنه لب در کربلائے هجر میمیرم عجب ۔ بسکه بر چشمه حسن از دیده میبارم فرات

از دهانش بوسه جستم زکات حسن را ۔ گفت خاموش ای گدا هیچ کس بی نصاب زکات

آن پری رخ با بساطی گفت از روی عتاب ۔ گر در این بازی نگرد آیا نمیترسی زمات

مے گویند که شبے مغنیان در مجلس سلطان خلیل مطلعی از شعر بساطی خواند ناپادشاهزاده را خوش آمد فرستاد بساطی را طلب کرد بعد از تحسین یک هزار دینار بدو بخشید و آن مطلع این است۔

دل شیشه و چشمان تو هر گوشه برندش ۔ مستند مبادا که بشوخی شکنندش

الحق انصاف آن ست که صلهٔ این مطلع را کم همتی نموده با وجود بخشندگی و خزانه امیر تیموری سلطان زاده خلیل الله بعد از وفات صاحبقران اعظم تیمور گورگان انار الله برهانه بر تخت سمرقند

جلوس کرد پادشاهزاده صاحب حسن و نیکو خلق و بخشنده و ظریف طبع بود خزانه تیمور گورگان را بکشود
که صاحبقران در مدت سلطنت از خرابی ایران و توران جمع کرده بود بهجو ابر نیسان بلکه کان
لعل در بدخشان و بحر عمان سیم و جواهر بر لشکریان و رعایا نثار کرد و فضلا در عهد او نوازش یافتند
و بزبان حال بسرائیدن مقال او مشغول بودند. شعر

در زمانت خاک را کس باز نشناسد ز زر — مال را از بسکه کرده دست جودت پایمال

و کاتب همانا درین شیوه در میدان سخنوری جلوس مینماید. بیت

درم ز دست تو هر ارض را طبق طبق است — گهر ز جود تو هر چرخ را سپر سپر است

آخر الامر آن گنج که بشمشیر صاحبقرانی جمع کرده بود سلطان خلیل بینش بخش کرده چهار سال در تخت
سمرقند و دیار ماوراء النهر سلطنت کرد عاقبت خدایداد حسینی و خدای داد چته و بیردی بیگ
و باقی امرا بر خروج کردند بسبب آنکه شاد ملک آغا که از حرم کان امیر حاجی سیف الدین بود از
روی تعشق بنکاح در آورد و آن زن در امور پادشاهی مداخل نمود امرا بر تافتند و در سنه احدی
عشر و ثمانمایه شهزاده خلیل را گرفته بند طلا مقید ساختند و گوش و بینی شاد ملک آغا را ببریدند و
شاهزاده را بقلعه شاه رخیه فرستادند و امرای خوارج بدار السلطنه سمرقند بحکومت مشغول شدند و
پادشاهزاده خلیل سلطان در حالت حبس از هجرت آن حضرت این رباعی فرموده -

دیروز چنان وصال جان افروزی — امروز چنین فراق عالم سوزی
افسوس که بر دفتر عمرم ایام — آن را روزی نویسد این را روزی

و چون آوازه استیلای امرای نمک حرام و قید امیرزاده سلطان خلیل بسمع اشرف شاه رخ
سلطان رسید سپاه گران بایه جمع کرده از هرات عزم سمرقند نمود و چون رایت ظفر پیکر شاه رخی
از جیحون عبور فرمود آن مخاذیل قوت مقاومت نداشتند تختگاه سمرقند را گذاشته بطرف
ترکستان گریختند و اموال و چهارپایان اهالی سمرقند و مضافات آن را بغارت بردند حکایت کنند که
شاه رخ سلطان چون بر تخت سمرقند مجلس کرد بگنج و خزانه تیموری نهاد که در کوک سرای ارک
سمرقند مخزون بوده چون دماغ ابلهان از عقل آن خزانه را تهی و چون سویدای جاهلان از علم آن
گنج را خالی یافت ناگاه سر عصای آن حضرت بدرمی مسکوک باز خورد آن درم برگرفت و در جیب

انداخت و با اصحاب گفت باید این درم از میراث و گنج پدر محظوظ شدیم و از خزانه تهی بیرون شد
حکایت کنند که پادشاهزاده خلیل در قید این غزل بگفت و نزد شاہرخ فرستاد۔

یا واہب العطیة و یا معطی المراد — ما طاقت فراق نداریم از ین نہ یاد
ادبار شد مجاور و خوش گفت مرحبا — اقبال شد مسافر و خوش گفت خیر باد
بادے کہ از دیار محبان رسد بمن — جانم فدائے نکہت آن طرفہ باد باد
غمگین و شادمان چو ازین دہر بگذرد — غمگین کشو ز محنت و از بخت تیر شاد
داغ جہان ز سینہ کاوس کی برفت — شادان ز بخت تیرہ کجا بود کے قباد
حکم خدائے داد بدست سنان مرا — کفر است پیش خلق ز حکم خدائے داد
در شستند فراق خلیل از مقیدی — روزے بے تر اسپہر ملاعب او ہد کشاد

و چون شاہرخ سلطان از انشائے شاہزادہ خلیل این غزل بخواند گریہ شد و ہمت پادشاہانہ
بر استیصال آن قوم کافر نعمت مصروف ساخت و امیر شاہ ملک کہ از امرائے بزرگ شاہرخ بود
بتدبیر خلاف در میان آن مردم انداخت و خدایداد حسینی را بکشت و خود آوارہ شد و
ملک ماوراء النہر بتصرف شاہرخ افتاد و سلطان خلیل از قید خلاص شدہ بدولت بساط بوسی
عم بزرگوار مشرف گردید شاہرخ سلطان انچہ امکان شفقت باشد در حق شاہزادہ خلیل مبذول
داشتہ او را ہمراہ بخود از جیحون عبور فرمود سلطنت و حکومت سمرقند خلف الصدق الغ بیگ مقرر
داشت و امیر شاہ ملک را در ملازمت پادشاہزادہ مذکور بایالت و حکومت آن دیار مفوض گردانید
و کان ذالک فی شہور سنہ احدی عشر و ثمان مایہ بعد از آنکہ سلطان خلیل را شاہرخ سلطان بہرات
آورد سلطنت و ایالت رے و قم و ہمدان و دینور تا حدود بغداد بدو ارزانی داشت داد و کوس
و نقارہ خانہ ہمراہ او کردہ امرائے بزرگ را بمشایعت او تا چند منزل فرستاد و سلطان خلیل
دو سال و نیم دران دیار بنیابت عم سلطنت کرد و در ہیجدہم رجب المرجب سنہ اربع عشر و ثمان
مایہ در رے بجوار رحمت حق واصل شد و بیست و ہشت سال عمر یافت و بہ وقت مرگ این
بیت انشا کرد۔ بیت

گفتم بجاہلی نکشد کس کمان ما — مرگ آمد و کشید و گج آمد گمان ما

ذکر ملک العلما و زبدة الفضلا خواجه عصمت الله البخاری رہ

مردی بزرگزاده و اهل فضل بوده و نسب او بجعفر بن ابی طالب میرسد و در خطهٔ بخارا آبا و اجداد خواجه عصمت مردمان فاضل و بزرگ بوده اند و پدر او خواجه مسعود از اکابر بخارا است و خواجه عصمت الله با وجود فضایل و حسب و نسب در شیوه شاعری مشار الیه است خواه بقصیده گوئی و خواه به غزلیات و مثنوی و مقطعات و غیر ذالک و در روزگار دولت سلطان خلیل انار الله برهانه خواجه عصمت الله تربیت کلی یافت و شاهزاده او را احترامی زاید الوصف میداشت و او را جلیس و انیس شاهزاده بودی تا حسودان و صاحب اغراض تصور کردند که خواجه را نظری بجانب شهزاده است و ساحت دل آن عزیز از آن مبرا بود و سلطان خلیل علم شعر از خواجه تعلیم گرفتی و چون شهزاده خلیل را عزل واقع شد خواجه عصمت در فراق آستان بوسی آن شاه گرامی این غزل گفت :-

کاش فرمودی بشمشیر جدائی کشتنم   تا بخاری درچنین روزی نه دیدی دشمنم
باغبان گو در نه دیوار گلزار ارم بکش   چه جوش گر کشد خاطر بسرو سوسنم
شهسوارم کی خرامد باز تا دیوانه وار   خاک خون آلوده خود را بر سر راه افگنم
خون دل ترسان ره بیمار غم شریان و عین   کز فراقش لشکر خونیست هر مو بر تنم
تازه عصمت کی شود آثار دوران خلیل   کین بتا فی را که ناحق شد بپیشم بشکنم

واین مطلع نیز در حق سلطان خلیل گوید :-

دل کبابیست کزو شور برانگیخته اند   وز نمکدان خلیلش نمکی ریخته اند

غزلیات عاشقانه و سخنان عارفانه خواجه عصمت در روزگار شاهرخ سلطان شهرتی عظیم یافت چنانکه مردم را از مطالعه و ملاحظه سخنان فضلای گذشته یاد نیامدی والیوم سخنان خواجه متروک است :-

دیگ عصمت در سخن از جوش رفت   عاشقان را قول او از گوش رفت
سبز خنگ چرخ اسب نوبتی است   هر کسی را پنج روزی نوبتی است
طوطی بیرون شد از باغ جنان   بلبلان راهست گلبانگ این زمان

این چمن را بوده بلبل بیشمار　　عندلیبان یاد دارد صد هزار
سیر آن بلبل ازین گلشن گذشت　　بلبلی دیگر بجائی او نشست
بلبلی کین بوستان حالا گزید　　عاقبت او نیز بر خواهد پرید

و چون قصاید خواجه عصمت را فضلا مستحن داشته اند این قصیده که در وصف دیوان اشعار سلطان خلیل انشا کرده و قصیده این ست که ثبت شد۔

این بحر بیکران که جهانیست زیرش　　غواص عقل کل نبرد پی بگوهرش
مه عکسی از لوامع لوح مذهبش　　خورشید عکسی از صفحات مصورش
حوران روضه را ز حیا کرده در قصور　　نقش بتان لاله رخ حور پیکرش
بر لوح چرخ گرم همی گردد آفتاب　　از بهر جهره کردن اوراق و فرش
گیرد ز شب سیاهی از مه دوات زر　　جلد از ادیم نو رود چرخ اخضرش
از رشته سیاه و سفید شب و سحر　　شیرازه کرده بر دو طرف صنع داورش
سرخی کشیده عکس شفق گاه جدولش　　پرکار سیم داده سپهر دو پیکرش
گویا نمود در دل شب مهر مشتری　　چون تافت از حواشی خط نقطه زرش
از این مقله ریخته یاقوت هر که دید　　بر سیم خام نقش خطوط معنبرش
هر حرف او ز گنج معانیست جوهری　　جز صیرفی که فهم کند نرخ جوهرش
هر خط دل کشی که محقق شده بحسن　　تعلیق کرده بر صفحات مصورش
هر معنی بدیع که زو یافته ظهور　　عقل از برائی کسب هنر کرده از برش
هر عقد گوهری که بنظم اندر آمده　　منظوم منتظم شده در سلک مسطرش
سلمان در اقتباس ز نور قصایدش　　در روح سعدی از غزل روح پرورش
خاقانی از بدائع شعرش گرفته فیض　　مسطور انوری بمعانی انورش
واز مثنویش روح نظامی در ابتهاج　　وز فرد و قطعه ابن یمین مدح گسترش
سرگشته در حواشی او میرود قلم　　در حیرتم که تا چه خیال است در سرش
گفتم ز راه فکر و تامل درو روم　　آگه شوم ز حسن معانی مضمرش

بودم درین مشاهده حیران که هاتفی | دادم خبر ز صاحب شعر مطهرش
کاین است مخزنی که عزیزان نهاده‌اند | مجموعهٔ بدائع شاه سخنورش
سلطان خلیل آنکه چو مشار بدو رسید | بنشست آتش فتن از تیغ و خنجرش
جمشید شیر حمله که این است گرز او | گردونهی محدب گردون مقعرش
گردون بقوس از پی آن شد در انقسام | تا یابد اتصال به سهم مدورش
ای سروری که قدر رفیع تو هر که دید | نه چرخ هیچو ذره نماید محقرش
هر کو بکینه تیغ خلاف تو مهره باخت | غم در بساط رنج و بلا کرد ششدرش
دشمن ز خنجر تو ندیدی ره گریز | سوی اجل اگر نشدی مرگ رهبرش
دریا اگر ز بیگهری کف بر آورد | سازی ز ابر جود به یک دم توانگرش
نافه که از روایح او دهر خرم است | بوی از تو برده است دماغ معطرش
سایه کلاه گوشه عصمت بر آسمان | گر تو بخاک تیره شماری برابرش
تا سر بر آستانه خدمت نهاده است | گر التجا بغیر برد خاک بر سرش
بر فرق هر گدا که نهی افسر قبول | عار آید از تجمل دارا و قیصرش
افزونی معانیش از فیض مدح تست | ورنه چه آید از سخنان مکررش
هر دون که بنده و نکند ترک خدمتت | گر در میان هر دو بسازی مخیرش
همواره شمس تا زپی اکتساب نور | در حکم آفتاب کند هفت کشورش
پاینده باد ذات تو بر اوج سلطنت | دولت معین و مسند اقبال برترش

اما خواجه عصمت بعد از سلطنت شهزاده الغ بیگ گورگان ترک مداحی سلاطین نموده و سلطان شمائل الیه استعفا نمود و همواره مجلس شریف او مقصد مجمع شعرا و فضلا بودی و از اکابر شعرا که معاصر و مصاحب خواجه بوده اند مولانا بساطی سمرقندی و مولانا خیالی بخاری و مولانا برندق و خواجه رستم خوریانی و طاهر ابیوردی است رحمة الله علیهم و وفات خواجه عصمت الله بروزگار الغ بیگ گورگان در شهور سنه تسع و عشرین و ثمان مائه بوده نور الله مرقده اما شاه مغفور سعید الغ بیگ گورگان سقی الله روضته و انار الله برهانه پادشاه عالم عادل قاهر صاحب همت

بوده و در علم نجوم مرتبهٔ عالی یافت و در معانی موی می‌شگافت در جه عالمان بعهد او به ذروه
اعلی بوده و فضلا را بدوران او مراتب عظمی و در علم هندسه فایق نما و در مسایل هیئت مجسطی کشا بوده
فضلا و حکما متفق اند که بروزگار اسلام بلکه از عهد ذی القرنین تا این دم پادشاهی بحکمت
و علم مثل الغ بیگ گورگان بر مستقر سلطنت قرار نیافته و در علوم ریاضی وقوف تمام داشته
چنانچه رصد سمرقند بست باتفاق علمای عهد چون فخر العلما و الحکما قاضی زاده رومی و مولانا
غیاث الدین جمشید و آن دو بزرگوار فاضل آن کار را بتمام نارسیده وفات یافتند و سلطان
همگی همت بر اتمام آن کار گماشته باقی رصد را میرزا باتمام رسانید و زیج سلطانی اخراج نموده
بنام خود نوشت و الیوم نزد حکما آن زیج متداول و معتبر است و بعضی آن را بر زیج نصیری
ایلخانی ترجیح میکنند و در خطهٔ سمرقند مدرسهٔ عالی بنا فرموده که در اقالیم تربیت و قدر آن
مدرسه نشان نمی دهند و اکنون دران مدرسهٔ عالی زیاده از صد نفر طالب علم متوطن و موظف اند
و بعهد پدرش شاهرخ بهادر چهل سال باستقلال سلطنت سمرقند و ماوراء النهر کرد و در رسوم
سلطنت و داد و عدل قاعده های پسندیده داشته گویند که بعهد او از یک جریب زمین
که چهار خروار محصول حاصل او بوده چهار دانگ فلوس مال و خراج می گرفته اند که بحساب
دراهم نقره یک دانگ باشد

عدل بر شاه چون امیر شود ۔۔۔ آهو از شیر شرزه سیر شود

حکایت کنند که فراست و قوت حافظهٔ آن پادشاه مغفور تا حدی بود که هر جانوری که
انداختی و آن جانور هر شکاری که کردی تاریخ آن را ضبط کرده بر نسخه نوشتندی که بچه روز
بوده و در کدام محل و از جانوران چه جانور صید شده از قضا آن کتاب غایب شد و چندانکه طلب
کردند آن کتاب را نیافتند مستحفظان کتاب خانه ترسناک شدند پادشاه فرمود غم مخورید که تمام
آن قضایا من اوله الی آخره بیاد دارم و کاتبان را طلب فرموده پادشاه تواریخ میگفت و آن
تاریخ و قضایا را کاتبان کتابت می کردند تا آن دفتر باتمام رسید قضا را بعد از مدتی نسخهٔ اول
پیدا شد هر دو نسخه را باهم مقابله کردند اختلاف جز چهار پنج موضع نیافتند و ازین نوع نوادر
اثر طبع و ذهن آن حضرت فراوان نقل کرده اند حکایت کنند شیخ عارف آذری ره فرمود که من

در شهور سنه ثمان مائه در قراباغ همراه خال خود که قصه خوان امیر کبیر صاحب قران اعظم
تیمور گورگان بود بخدمت الغ بیگ گورگان افتادم در ایام طفولیت و مدت چند سال نشاط
کودکی با دشاهزاده بازی کردمی شعر و حکایات گفتمی و او را چنانکه رسم اطفال است با من انسی و حالی
بودی تا در شهور سنه اثنی و خمسین و ثمان مائه که پادشاه مذکور خراسان را فتح کرد و باسفراین
نزول فرمود که بعد از آن که شیب از شام شباب مشتعل شده بود برخواستم و بخدمت پادشاه
شتافتم از دور که مرا دید با در لباس فقرا و صلحا بعد از تقدیم سلام و پرسش فرمود که ای درویش تو
مصاحب و جلیس قدیم منی نمانی آیا تو خواهرزاده قصه خوان مائیستی من تعجب نمودم از ذهن
و ادراک و حافظه پاک پادشاه گفتم بلی هستم حکایت قراباغ و غزلها و تصنیفها و عجیبهای آن دیار
در میان آورد و آنچه بیاد داشتم جواب گفتم و ازین وقت از خاطر آن پادشاه بسیار نقل است
زیاده تذکره تحمل نیاورد و بعد از وفات شاهرخ سلطان الغ بیگ گورگان از ماوراء النهر لشکر
بخراسان کشید و ملک موروثی طلب کرد امیرزاده علاء الدوله با او مخالفت نمود و در حدود سرآب
مرغاب با دغیس حرب افتاد ظفر الغ گورگان را بود تمامی خراسان را مسخر ساخت و نود هزار
لشکری داشت و دران هجوم و ازدحام خراسان خراب و یباب شد و آثار آن خرابی الیوم ظاهر است
و در شهر رمضان سنه اثنی و خمسین و ثمان مائه وقتی که پادشاه الغ بیگ بضبط خراسان
مشغول بود شهر سمرقند را ابوالخیر خان محاصره کرد و لشکر الغ بیگ چون غنیمتی بسیار یافته بودند و
میخواستند تا آن غنایم را بوطن رسانند فوج فوج فرار می نمودند الغ بیگ چاره جز
انصراف ندید و بوقت عزیمت عراق از پل آب روشن که از توابع جوین است مراجعت
نمود و دران حال یار علی ولد اسکندر قرا یوسف چه سالها در قلعه نرتو که از توابع دار السلطنت هرات
است محبوس بود خلاص یافته خروج کرد و هرات را بگرفت و این نیز مدد ضعف الغ بیگ
گورگان شد بلخ و مضافات آنرا اول بخود عبد اللطیف داد و خود از جیحون عبور نمود و بواسطه اعزاز
و اکرام که در حق فرزند کهتر بجا می آورد عبد اللطیف را شیطان اغوا کرد تا بر پدر عاصی و یاغی شد
و مدت سه ماه در کنار جیحون با عبد اللطیف الغ بیگ گورگان محاربه می نمود تا در اثنای آن
حال اهل ارغون که از تراکمه ترکستان اند سلطان ابوسعید را بپادشاهی برداشته از اردوی

الغ بیگ گورگان جدا شدند و بشهر سمرقند آمده شهر را محاصره کردند ضعف الغ بیگ را این بود که
بود که بر زر زدند بضرورت روگردان شده میل سمرقند نمود و عنقریب عبداللطیف جیحون را
عبره کرده عزم سمرقند کرد و الغ بیگ پذیره شد و در شعبان المعظم سنه ثلاث و خمسین و ثمانمائه بنواحی
شهر سمرقند میان پدر و پسر مصاف دست داد عبداللطیف ظفر یافت و الغ التجا بقلعه سمرقند
برد و امیران شاه قورچی که از تربیت یافتگان او بود او را در قلعه راه نداد و حرام نمکی
ظاهر ساخت و بالضرورت بجد در ترکستان گریخت و عبداللطیف بر تخت سمرقند جلوس کرد و
همانا الغ بیگ گورگان را گماشتگان او در شاهرخیه مدخل زیاده نداد ندمیخواست تا التجا
بابوالخیر خان برد باز اندیشه که شفقت فرزندے درمیان است بطرف فرزندے رفت و سمرقند
بابل شد در شهر رمضان در سنه مذکوره ناگاه پیش فرزندے محابا در آمد و آن بدبخت در اول پدر را
مراعات و اکرام نمود اما شیطان بر او امیر شده دل او را بر قتل پدر حریص بر گردانید در لب آب
سورج که بیرون سمرقند هست آن پادشاه عالم عادل را بدرجه شهادت مرتقی گردانید بعد از هفت
ماه و کسری بیافت اجل انتقام از و نیز کشید و دوستگانی که چشانیده بود لاجرم عاقبت ظالمان
چنین باشد. بیت

پدر کش پادشاهی را نشاید   وگر شاید بجز شش مه نپاید

اما بزرگوار استاد البشر فخر الدین رازی اعلی الله درجته در کتاب حدایق الانوار میآورد
که در خاندان اکاسره هیچ پادشاهے اصیل تر از شیرویه نبوده که او شیرویه بن پرویز بن هرمز
بن انوشیروان بن قباد بن فیروز بن یزدجرد بن بهرام گور است و بهرام پشت بر پشت تا
باردشیر بابکان مے رسد و اردشیر نیز پشت بر پشت بر کیقباد مے رسد و کیقباد نیز پشت
بر پشت با فریدون مے رسد و افریدون نیز بچند حساب بکیومرث میرسد و کیومرث بزعم نسابه
عجم آدم است و آن شاه اصیل کار خسیس کرد و پدر را بکشت و بعد از شش ماه بعلت طاعون
بجهنم رسید و در خاندان خلفا نیز اصیل تر از خلیفه منتصر نبوده منتصر بن متوکل بن معتصم بن
رشید بن مهدی بن منصور بن محمد بن عبدالله بن عباس است و چندین پشت خلیفه بوده است
ونسب آل عباس بنی هاشم و افضل انساب بنی آدم است منتصر را نیز پدر بکشت و

ششماه زیاده نزیست تا معلوم شود که بنسبت محترم حضرت یادگرد تقوی وخداترسی شرطست وحال عبداللطیف بن الغ بیگ بن شاه رخ بن امیر تیمور گورگان واجداد امیر تیمور اکابر وسلاطین بوده اند واین پادشاهزاده شوربخت در حجرات تربیت شاه رخ نشو ونما یافت وشاه رخ سلطان را با او زیاده از تمامی احفاد واولاد اهتمام ومحبت بودی با وجود این همه اعزاز واکرام وحسب ونسب او نیز چون او شوریده بخت که ذکر الشان رفت شهره ایام ونکوهیده خواص وعوام شد واین بیت در حق او مناسبتے دارد۔ بیت

گر تو بدانی که بد چگونه قبیح است هیچ نیاید ز تو که نیک نه باشد

والغ بیگ گورگان عمر شریف او پنجاه وهشت سال بود وسلطنت او در خراسان هشت ماه ودر سمرقند بعهد پدرش چهل سال وتاریخ وفات آن حضرت عزیزی برین منوال گفته است۔ قطعه

الغ بیگ بحر علوم است وحکم که دین نبی را ازو بود پشت
ز عباس شهد شهادت چشید شدش حرف تاریخ عباس کشت

واز علما ومشائخ طریقت وشعرا که بروزگار شریف الغ بیگ ظهور یافته اند مولانا علاء الدین الشاشی که در علم ظاهری یگانه بود واز مشائخ خواجه حسن عطار قدس سره واز شعرائے بزرگ خواجه عصمت الله البخاری ومولانا بدخشی بوده علیهما الرحمه۔

ذکر مفخر الظرفا مولانا ابو اسحٰق شیرازی رہ

مرد لطیف طبع ومستعد وخوشگوئے بوده در شهر سبزوار همواره مصاحب حکام واکابر بودی واز اجناس سخنورے واشعار اطعمه را اختیار نموده ودرین باب چون او کسے سخن نگفته ورسالهائے او در باب اطعمه مشهور است اما اگرچه منعمان راجهته بدرقه اشتها وآرزوئے طعام نفعے بدید عاجل اما مفلسان وبینوایان را ضررے میرساند چه آرزو زیاده می گرداند ودسترس چون نه باشد مجوب ومحروم مے شود عسل گوئی دہان شیرین نگردد اما از گفتهائے ابو اسحٰق هرچند مفلسان را ضرر است اما جهته خاطر متمولان واصحاب تنعم یک رباعی ومثنوی چند خواهیم آورد وبسیار

مستعدانہ فرمودہ۔ سُمَابِکی

نرگس کہ شبیہ است بچشم خوش دلبر   گویند طبقے دارد از سیم پر از زر

در دیدہ اسحاق نہ زر دارد و نہ سیم   شش نان تنک دارد یک کاسہ مزعفر

حکایت کنند کہ بروزگار پادشاہزادہ اسکندر بن عمر شیخ بہادر مولانا اسحٰق ہموارہ ندیم مجلس بودہ چند روزے بہ مجلس پادشاہ حاضر نشد روزے کہ بہ مجلس آمد شہزادہ پرسید کہ مولانا کجا بودی زمین خدمت بوسید و گفت اے سلطان عالم یک روز حلاجی میکنم و سہ روز پنبہ از ریش برمی چینم و این فرو خواند:-

منع نگس از پشمک قندی کردن

از ریش حلاج پنبہ برداشتن است

و گویند مولانا ابو اسحٰق ریشی دراز داشتہ از قاعدہ بیرون و از گفتہائے مولانا ابو اسحٰق مثنوی در جواب شیخ سعدی کہ در مناظرہ و سوال و جواب جنگی واردات جنگ گفتہ و او در باب چنگال گفتہ است:-

برکنار سفرۂ صاحب ولے   چون نشست افتاد او را مشکلے

لوت خواران دید پیرامون خوان   مرغ و یاقوت و مزعفر درمیان

قلیہ پیش ماست تا بنہادہ سر   نان و بریان دست ہر دو در کمر

فرنی و پالودہ رو در روئے ہم   رشتہ و لوزینہ ہم زانوئے ہم

درمیان قوتے بہم برگشتہ بود   کز بیانش عقل کل سرگشتہ بود

چرب و شیرین بود و تر حلوانہ بود   پایش از سر سر زپا پیدا نبود

سر بسر اجزائے او بے استخوان   روغنش رفتے چو خون اندر رگان

چرب و نرم و گرم و خوشخوار آمدہ   محرم ہر صاحب اسرار آمدہ

مرد صاحب دل چو در آشنائے حال   کرد از ترتیب و ترکیبش سوال

گفت اصلم روغن خرما و نان است   ذوق شیرینی من در ہر دہان است

ارد و روغن برم لال آمدست   نام من از غیب چنگال آمدست

مرد معنی چون ازو بشنید راز ‏ — گفته یک یک حال خود گوئید باز
اولاً خرما سخن آغاز کرد ‏ — سرگذشت خویشتن سرباز کرد
گفت بر نخلم چو برگ و ساز بود ‏ — چشمها بر منظر من باز بود
پرورش میبا فتم از ماه و خور ‏ — ابر و بادم بود فراشان در
سبز و سرخ و زرد می بودم لباس ‏ — از سیه کاری بپوشیدم پلاس
از ره قهرم قضا بر سر بخواست ‏ — آنچنان کانار تن من جان بکاست
از سر نخلم بشب انداختند ‏ — زان فرازم بر نشیب انداختند
هر زمانم هم نشین دیگر است ‏ — آب خوردم از زمین دیگر است
در سفر با گردگانم در جوال ‏ — میکشم از کلکل او قیل و قال
که گلیم ار وه وارم من بدوش ‏ — گاه وارم فوطه نان ستر پوش
یک زمانم جوز باشد هم نشین ‏ — ساعتی با شیر و انجیرم قرین
درمیان شیره ام مے پرورند ‏ — با برنج شیر نرمم می خورند
ناگهان در دیگ حلوائی شدم ‏ — بعد ازان در دوشاب خرمائی شدم
این زمان در چنگ چنگالم اسیر ‏ — میخورم مالش ز هر برنا و پیر

ولہ

روغن آمد از پی او در مقال ‏ — یک بیک میگفت با او شرح حال
گفت بودم درمیان فرشته دم ‏ — در درون گوسفندان حشم
هر زمان در سبزه گردیده مے ‏ — هر گلے از مرغزاری چیده مے
دایه ام دوشیده از پستان میش ‏ — در دلم بیگانه کرد از یار خویش
دایه ام بنهاد مقداری که خواست ‏ — شیر بودم بعد ازانم کرد ماست
بعد ازان در مشک بازم مسکه کرد ‏ — بر سرم بگذشت چندین گرم و سرد
آن زمان در معرض آتش شدم ‏ — تا ز درد صافی و بیغش شدم
مدتے در چنگ افتاده به بند ‏ — تازه مے بودم ببوئے گوسفند

گاه در کاچی شدم گه در اماج — ساعتی در کاک و روزی در کماج
در کلیچه یک زمان سرگشته ام — درمیان یکسمات آغشته ام
با عسل هرگه که تنها می شوم — همچو شبنم زیر و بالا می شوم
گاه از ماتم شوم در شب غریب — گه رسد از سفرهٔ سورم نصیب
گاه دارم با حریسه ماجرا — گاه در دست برنجم مبتلا
چنگ چنگالی مرا دارد بدست — گوشمالی میدهد هرجا که هست

ولہ

بهر نان از حال خود اظهار کرد — مرد معنی واقف اسرار کرد
گفت بودم گندم باغ بهشت — رسته از آب و گل عنبر سرشت
تا که افتادم بانبار جهان — بارها در چاه گردیدم نهان
بعد از آن در خاک راهم کاشتند — مدتی بی مونسم بگذاشتند
حق بلطفم روزی دیگر بداد — وز نوم فیروزی دیگر بداد
سرکشی آغاز کردم از غرور — دلبری میکردم از نزدیک و دور
باد قهرم بر سر سبزم وزید — شد جوانی نوبت پیری رسید
سر جدا کرد از تنم دهقان بداس — گاه پاشید و پوشیدم پلاس
پایمال گاو گشتم ناگهان — تا شدم القصه در بار خران
بر سرم گردید سنگ آسیاب — تا برآمد گردم از جان خراب
گه مقید در بن انبان شدم — گاه در غربال سرگردان شدم
مشتها خوردم بهنگام خمیر — تا نهادم پای بیرون از فطیر
بعد از آن در آتش سوزان شدم — نان شدم شایستهٔ هر خوان شدم
این زمان در چنگ چنگالم اسیر — میخورم مالش ز هر برنا و پیر
چنگ چنگالم مرا دارد بدست — گوشمالم میدهد هرجا که هست
با تو این ترکیبها هم هست این زمان — روح روغن نفس خرما جسم جان

مالشت داوند در لاک فلک　　شد مگس ران گرد بر خوانت ملک
آن مگس در آن زمان ابلیس بود　　گرد چنگال تو در تلبیس بود
قصد شیرینی کند دایم مگس　　زین مگس ایمان نشد چنگال کس
از عبادت رو مگس را پی بساز　　با مگس چون کودکان چندین مناز
از برای زاد راه آن جهان　　خیز و چنگالی بنه در توشه دان
باش چون بسحاق دایم چرم و نرم　　در میان آب سرد و نان گرم
نان گرم است شهوت حیوانیت　　آب سرد است حکمت انسانیت
سر انسان در میان نان و آب　　گفته شد والله اعلم بالصواب

زیاده ازین برین اوصاف خوان نعمت ابواسحق در اشتها حدتی پیدا می کند و مصلحت گرسنگان مفلس نیست اللهم ارزقنا بغیر حساب اما پادشاهزاده محترم اسکندر بن عمر شیخ بهادر بن امیر تیمور گورگان در شیوه مکارم اخلاق و مردانگی و کرم قصب السبق از اکران و اکفا ربوده و بعد از وفات صاحبقرانی بر فارس و عراق متولی گشت شهزاده معاشر و خوش طبع بوده لشکر آراسته جمع نمود و فارس را از تصرف برادرش پیر محمد میرزا بیرون آورد و در رمضان سنه سبع و ثمان مایه با معصوم و بسطام که امرای قرا یوسف ترکمان بودند در پل خروره مصاف داد و بعد از آن با آهنگ برادرش میرزا رستم لشکر به اصفهان کشید و شهر را محاصره کرد رستم بهادر از و گریخت و به آذربایجان رفت و او اصفهان را بگرفت و خواجه احمد صاعد را که بزرگ و قاضی اصفهان بود بقتل رسانید و در چهارم ذی الحجه سنه ثلاث عشر و ثمان مایه استیلای اسکندری در فارس و عراق عجم درجه اعلی یافت همواره بشکوه و مهابت خود نازان بودی و از روی تفاخر ابیات مهابت انگیز خواندی و از جمله ابیات که انشا نموده این است. بیت

یاجوج حادثات جهان را چه اعتبار　　با من که در شکوه چو سد سکندرم

چون آوازه استیلای آن شهزاده عالی مقدار بگوش شاهرخ سلطان رسید که اخوان و عشایر نزد او حقیر و بی مقدار شده اند و نیز داعیه تسخیر دار الملک اصلی دارد و خوغای سلطنت

بانفراد دماغ اورا مشوش میساز د شاهرخ سلطان در شهور سنه عشر ثمان مایه بقصد امیرزاده اسکندر لشکر بعراق عجم کشید امیرزاده رستم التجا بشاهرخ سلطان آورد و از حدود اصفهان اسکندر میرزا منهزم شده عاقبت بدست شاهرخ گرفتار شد و بسعی گوهرشاد آقا شاهرخ بدان رضا داد تا چشم آن شاهزاده که غیرت عیون حور العین بود همچون عین نرگس از نور عاری ساختند و دیده آن جوان جهان نادیده را از نور بینائی معزول گردانیدند و کان ذالک فی یوم الجمعه ثانی جمادی الاول سنه عشر ثمانمایه و از فضلا و شعرا که بروزگار سلطان اسکندر در عراق و فارس ظهور یافته اند از علما مولانا معین الدین نطنزی است که در علم سرآمد روزگار بوده مقامات و حالات اسکندری در تاریخ او در قید عبارت آوردی و از فضلا و شعرا مولانا حیدر بوده که در ترکی و فارسی اشعار ملیح و پسندیده و جواب مخزن اسرار شیخ نظامی بترکی امیرزاده اسکندر پرداخته ره۔

ذکر مولانا برندق ره

مردے خوش طبع و ندیم شیوه بوده و طبع او مایل بمطائبات و هزل بوده اشعار مضبوط و متین دارد و مداح و تربیت یافته شاهزاده عالی مقدار بایقرا بن عمر شیخ بن امیر تیمور گورگان است از بخارا و سمرقند در ملازمت آن پادشاهزاده بخراسان و عراق آمده و شعرا را با او جز طریق مدارا و مواسا چاره نبود چرا که مردے فصیح و تیز زبان بوده همگنان از و هراسان بودند او را استادی خطاب کردندی و در حق خواجه عصمت الله این بیت بدو منسوب است - بیت

در بخارا خواجه عصمت گرچه دارد شهرتے   در خراسان خواجه عصمت نیست بی عصمت است

و این غزل مولانا برندق فرماید۔

لب شیرین تو با تنگ شکرے ماند   در دندان تو با عقد گهرے ماند
قند با آن همه دعوی لطافت کو راست   یک حدیث ار شنود پیش تو سرے ماند
گر ببستان بخرامی پے ایثار رهت   گل خندان بدهن خرده زرے ماند
باد را در شکن زلف مسلسل مگذار   که سقیم است دران راه گذرے ماند

یادگار ار بگذارند کسان در عالم　　از برندق سخن فضل و هنر مے ماند

گویند بوقتیکه پادشاه زاده بایقرا در تخت بلخ جلوس یافت مولانا برندق را پانصد دینار انعام فرمود و پروانچی دویست دینار نوشت مولانا این قطعه نظم کرده بشاهزاده رسانید۔

شاه دشمن گداز دوست نواز　　آن جهانگیر کو جهاندار است
پیش یوز التون هر انمود انعام　　لطف سلطان ببنده بسیار است
سی صد از جمله غائبست کنون　　در برانم دو صد پدیدار است
یا مگر من غلط شنیدستم　　یا که پروانچی غلط کار است
یا مگر در عبارت ترکی　　پیش یوز التون دویست بنار است

چون شهزاده این قطعه را مطالعه کرد خندان شد و مولانا را تحسین کرد و گفت در عبارت ترکی پیش یوز التون را هزار دینار میگویند و فرمود در مجلس هزار دینار نقد تسلیم مولانا نمودند و این بیت برخواند:۔

بحر عمانست گویا خاطر فیاض شاه　　ابر نیسانست گویا دست گوهربار او

اما سلطان عالی مقدار عمر شیخ بهادر قرة العین صاحبقرانی تیموری بود و از فرزندان در نظر صاحبقرانی هیچکس را بدستور او جاه و اقبال نبوده و در اول ملک فرغانه را که اندکان گویند بدو ارزانی داشت و او از غایت شجاعت و مردانگی دمار از روزگار خان مغول برآورد و قمرالدین را منکوب ساخت و مغولان او را سر نهادند و دست تعدی از آن سرحد کوتاه کردند و از توهم او دم ابی باسائش سے خوردند روزگاری آن دیار را ضبط فرمود و چون حضرت صاحبقرانی در چنین عالم آرائش آئین سروری تفرس فرمود فارس را تا حدود بصره و خورستان بدو ارزانی داشت و آن سلطان عالی مقدار دوست پرور دشمن سوز از قضائے کردگار در جنگ قلعه از قلاع خورستان تیر خورده بدرجه شهادت رسید و حضرت صاحبقرانی را آتش فراق آن خلاصه دودمان دود از نهاد برآورد و این رباعی مناسب حال خود میگفت و مے گریست۔ رباعی

اے رانده بمیدان قضا از من پیش　　بر ریش دلم زده زمحنت صد ریش

گفتم که تو وارثم شوی در همه کیش   رفتی و مرا گذاشتی وارث خویش

و منصب آن شاهزاده مغفور را صاحبقرانی بفرزندان گرامی آن حضرت نامزد فرمود هر یکے ازان شاهزادگان بحکومت و سلطنتی مخصوص بودند چنانچه شطری از حالات امیرزاده اسکندر و امیرزاده رستم گذشت اما بیجز و خسرو فرسیاوش منظر بایقرا بهادر از جمله اولاد عمر شیخ بهادر بود یگانه و نازش اهل زمانه حسنے که یوسف در خواب ندیده و شجاعتے که رستم در هفتخوان او صاف آن نشنیده و این ابیات همانا اوصاف آن شاهزاده راست :-

در رزم رستمی تو و در بزم حاتمی   گردون ترا عنان قدح بهر آن دهد
تا بحر و بر زتیغ چو به پشت قدم نهاد   وز مهر کین کشتی چو بدست عنان دهد

و بایقرا میرزا بعد از واقعه برادران در فارس خروج کرد و لشکر جرار نیزه گذار جمع نموده دم استقلال و ملک گیری زد و در سخاوت و مروت داد مردی بداد و گویند در حسن صورت و سیرت مردانگی در خاندان صاحب قرانی مثل شاهزاده بایقرا ظهور نیافته شاه رخ سلطان بدفع او لشکر بفارس کشید در ثانی شعبان سنه ثمان عشر و ثمان مایه واد میخواست تا با شاه رخ سلطان مصاف دهد امرا خلاف کردند و از و روگردان شدند و او براه بیابان بطرف کیج و مکران افتاد و مدتے در صحاری و بیابانها میگردید و در حدود گرمسیر و غور بار دوم بر شاه رخ سلطان خروج نمود و علی الدوام شاه رخ از و ترسناک و اندیشه مند بوده در حدود سنه تسع عشر و ثمان مایه آن شاهزاده عالی مقدار بدست شاه رخ گرفتار شده میخواست تا او را هلاک نسازد و بر جوانی و جمال او بخشاید گوهر شاد بیگم سعی نموده آن دردانه شاهی را بدرجه شهادت رسانید حکایت که چون بایقرا بهادر را بحضور سلطان شاه رخ رسانیدند گفت تو بایقرا نیستی منکر شد گفت کسیکه خود را سلاطین مانند سازد کشتنی است و تجاهل اکفاف که شیوه شاعران و دروغ گویانست آن پادشاه عالی بر خود بست و آن کس بتحقیق شاهزاده بایقرا بود اما تدبیرے کرد که بدنامی برادرزاده کشتن بدان سلطان عاید نگردد القصه شیرینی ملک تا اعتماد زهر برادر را شکرے پندارد و دلبستگی این سرائے نا فرجام دل آدمی را خلوت خانه دیو غرور مے گرداند بیت

دنیا نیرزد آنکه پریشان کنی دلے | زنهار بد مکن که نکرده است عاقلے

این پنج روزه مهلت ایام آدمی | آزار مقبلان نکند هیچ مقبلے

درویش پادشه نشنیدم که کرده اند | بیرون زیک دو لقمه روزی تناولے

حق تعالی ذات ملک صفات این پادشاه اسلام را بر مسند خلافت و سلطنت متمکن دارد کہ چراغ دودمان تیمور گورگان از شرارہ تیغ گوہر فشان او روشن و خراسان از بہار عدل او گلشن بہشت چنانکه بایقرا بهادر و عمر شیخ بهادر در روضه جنان فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر درجات است این خسر غازی و فرزندان و عشایر و اقربا کرام او در بسیط زمین سلطنت و مملکت مستدام باد۔

ذکر ملک الشعرا خواجه رستم خوریانی ره

خوریان قریه ایست من اعمال بسطام و خواجه رستم ازان قریه است مردے خوش طبع و لطیف سخن بودی و احیانا عملداری کردی و معاشر بود و آنچه از عملداری بدست آوردی در وجه عشرت صرف نمودے گویند بوقت وزارت خواجه حافظ رازی که یکے از وزیران فاضل بوده در زمان امیرزاده عمر بن امیران شاه که کافی ملک مدبر دولت بود عمل دهستان بخواجه رستم فرمود و خواجه رستم پیرانه سال بلهو و طرب زندگانی مے نمود و خواجه حافظ او را درین طور ملامت کرد و او این بیت در جواب خواجه حافظ فرستاد۔

این خرقه که من دارم در رهن شراب اولی | وین دفتر بے معنی غرق می ناب اولی

واین غزل خواجه رستم راست:۔

گر ز هر گه ماه من بیرون رود | دود آه عاشقان از آسمان بیرون رود

آخر ای عاشق ز ظلم یار آہے بر مکش | باز ناید تیر هر گه کز کمان بیرون رود

می برآید هر زمانم آه دود از روئے یار | ترسم آخر در میان آه جان بیرون رود

گوئیا از آسمان منشور غم آمد بما | کی تواند کس که از مضمون نشان بیرون رود

رحم کن بر جان رستم پیش از آن روزیکه او | از میان گیرد کنار و از جهان بیرون رود

وخواجه رستم سمرقندی نیز هست مرد خوش گوست اما سخن او درین دیار شهرتے ندارد و دیوان

رستم خوریانی مشهور است مشتمل بر قصاید و غزلیات و مقطوعات اما شاهزاده عمر بن امیران شاه
گورگان بعد از واقعه پدرش در تبریز و فیروزکوه حکومت یافت پادشاه زاده مدبر بود و استراباد
را مسخر ساخت و با شاهرخ سلطان هم عصیان و خلاف ورزیده و از جرجان و استراباد و مضافات
لشکری جمع کرد و آهنگ سلطان شاهرخ نمود و در حدود ولایت جام با شاهرخ سلطان مصاف
داد و منهزم شد و کان ذالک فی شهور سنه تسع و ثمان مایه گویند سلطان عمر بوقت آنکه
بجنگ با سلطان شاهرخ می رفت در طوس بزیارت شیخ العارف قدوة المحققین شیخ محی الدین
غزالی طوسی علیه الرحمه رفت و گفت شیخا التماس می کنم که فاتحه در کار من کنی تا خدای تعالی مرا
بر شاهرخ ظفر دهد شیخ در جواب فرمود که هرگز من این فاتحه نخوانم زیرا که شاهرخ پادشاهی عادل
و خدای ترس است و تو بیباک و مشهوری و ترا بجای پدر است نخست و طلبیدن فتح تو از
طریقت و شریعت دور است و من این خود هرگز نکنم شاهزاده عمر از شیخ رنجیده بخشم بدو نگریست
و گفت مرا چون بینی گفت ترا مخلوقی می بینم بقوت از همه کمتر و بجهل از همه بیشتر و بمرگ با همه برابر
و بقامت از همه کمتر شهزاده می خواست تا شیخ را ایذا رساند باز اندیشه کرد که کاری ازین
او بزرگتر در پیش است اگر خدا مرا فتح دهد یقین دارم که همت درویشان اثر ندارد چرا که کار بالعکس
شد و اگر شکسته شوم خود از راستی چرا رنجیده شوم برخاست و از پیش شیخ بیرون شد اصحاب
شیخ و مریدان گفتند ای شیخ اگر این مرد را خدای فتح دهد ما در خراسان نتوانیم بود شیخ فرمود که فضای
خدا از خراسان افزون بلکه از هجده هزار عالم اگر در خراسان نتوانیم بود در عراق باشیم اما از ریا و سخط
خدای هیچ جا التجای نتوانیم برد خوش وقتی که مشایخ طریقت با سلاطین کلمه حق بدین منوال
میگفته اند و اندیشه نکرده اند بخلاف این روزگار که ابواب کلمه حق مسدود شده۔

ذکر مولانا بدر شیروانی

در شیروان و مضافات آن سالها بخوشگوئی روزگار گذرانید الحق شاعری کامل و خوشگوی
و متین طبع بوده مولانا کاتبی این قطعه در حق او گوید قطعه

لقب کاتبی دادوای بدر اما　　محرر سیاه اسم نان آسمانم

محمد مرا نام هست و بدرست　　　بانگشت سبابت بر فراخم

مولانا بدر الدین این بیت فرموده است

مستانه ز مرغ دل ساز کبابی　　　وز دیده گریان مکش زن نمکیابی

و بعضی مردم سخن مولانا بدر را از شعر کاتبی قزوینی فضل می نهند و این اعتقاد باطل است ۔

ذکر مولانای فاضل مولانا شرف الدین علی یزدی رہ

فضیلت او از شرح مستغنی است و در فنون علوم مشار الیه بوده و با وجود فضل و علم از مشرب بانصیب بوده و در تهذیب اخلاق صفاتی باطنی و ظاهری بیت یافته و بابسی از عارفان و محققان صحبت داشته و الفاظ او در اکثر علوم مشهور است بتخصیص در علم معما که خواص او ست و جهت تبرک از اشعار مولانا این قطعه درین تذکره ثبت افتاد و قطعه

اگر ابلق دهر در زین کشی　　　وگر خنگ چرخت بجنیبت کشد
وگر روضه عیشت از خرمی　　　خط نسخ بر گرد جنت کشد
مشو غره کین دور دون ناگهت　　　قلم بر سر حرف دولت کشد
جهان باره عمر و یکران ظلم　　　درین تنگ میدان بنوبت کشد
گهت بر نشاند بر رخش مراد　　　گهت زیر پالان نکبت کشد
زمانه چو باد است باد از نخست　　　نقاب از رخ گل بعزت کشد
پس از هفته در میان چمن　　　تنش را بخاک مذلت کشد
و با مرغ را دانه صیاد غدر　　　پیش در خم دام حیلت کشد
چه آنکس که در بزم شادی و بخت　　　می شادی از جام عشرت کشد
چه آنکس که در کنج دیوار درد　　　خمار غم از درد و محنت کشد
سر انجام دست اجل هر دو را　　　دوان بر سر کوی رحلت کشد
میناد کحل سعادت بچشم　　　که در چشم دل میل غفلت کشد
خلاصش ز دام مشقت مباد　　　که از بحر دنیا مشقت کشد

هر آنکس که زد سایبان رضا — عجب گر ز خورشید منت کشد
بیاسا اگر بهره‌مندی ز عقل — که دانا به بیهوده زحمت کشد
کسی یافت عزت که بگسست امید — رجا پیشه ناچار ذلت کشد
خوشا شیر مردی که پای وقار — شرف وش بدامان همت کشد

وبروزگار شاهزاده ابراهیم سلطان بن شاه رخ بهادر مولانا شرف الدین علی در فارس
و عراق مرجع اکابر بوده و شاهزاده مشار الیه همواره طالب صحبت مولانا شریف الدین بوده
و اعتقادے عظیم او را نسبت بمولانا بوده و از مولانا درخواست کرده تا تاریخ مقامات و حالات
صاحبقرانی را در عبارت آورد و مولانا در وقت پیری آن کتاب را بالتماس شاهزاده ابراهیم
تالیف نمود و بظفرنامه موسوم ساخت و فضلا متفق اند که مولانا داد فصاحت و بلاغت در تالیف
آن کتاب داده و آل و احفاد و ذریت صاحبقرانے را تا انقراض عالم ازین خدمت پسندیده
آن بزرگوار نام و آثر باقی خواهد بود و الحق صاف تر از ان تاریخ از فضلا هیچکس ننوشته و اگرچه
پرکارتر نوشته اند اما طرفه تاریخیست ظفرنامه و بر طبائع اقرب و از تکلفات زائد دور گویند که مدت
چهار سال مولانا روزگار صرف نمود تا آن تاریخ باتمام رسید و ابراهیم سلطان نیز مبلغی اموال صرف
کرد و تاریخی که روزنامه چیان و منشیان در روزگار امیر بزرگ ضبط نموده بودند از خزائن سلاطین
از ممالک جمع مے نمود و بعضے را از مردمان عدل و معتمر که در روزگار صاحبقرانی متکفل مهام
سلطان بوده اند و بر قول ایشان اعتماد بود تفحص و تحقیق مے نمودند و حق تعالی توفیق رفیق گردانید
و آن کتاب مبارک بر نهج و صدق و راستی باتمام پیوست اما شاهزاده ابراهیم سلطان بن
شاه رخ سلطان در رجب المرجب سنه تسع عشر و ثمانمایه بسلطنت فارس موسوم گشت
و بر تخت پادشاہے جلوس کرده پادشاه زاده هنرمند و هنرپرور و مستعد بوده و در ملک داری
و رعیت پروری یگانه بود و در شعر و خط سرآمد زمانه گویند قانون و دفاتر فارس بخط خود نوشته
و زیبائی خط بغایتے رسید که نقل خط قبلة الکتاب یاقوت المستعصمی کردی و فرستادی و فروختی
از ناقدان هیچکس فرق نیارستی کردن و درین روزگار کتبه هائے که بر عمارات و مدارس و مساجد
نوشته در فارس باقیست و در جهاد تعلیمها مزین بخط شریف اوست بین الکتاب الیوم مشهور است

درایام جوانی بامراض مزمنه مبتلا شد و روزگار غدار در روزنامه حیات او رقم عزل و خط فنا کشید بتاریخ سنه اربع و ثلاثین و ثمانمائه سمند حیات از میدان جهان جهانید و خود را بسر لے سرور رسانید و از تنگ این تنگ میدان وا رہانید ؎

رفت او و ماند اندر دور گیتی یادگار　　لطف خط و لطف طبع او برصفحے روزگار

ذکر مولانا علی دُرُزد استرآبادی

مردے خوش طبع و نیکو سخن بوده است و دیوان او در ساری و آمل شهرتے دارد و از اقران مولانا کاتبی است و چون سخن او ساده است زیاده از یک رباعی و مطلعے ثبت نشد۔ مطلع

فریاد ما ز دست نگار نقاره چیست　　با ما چو راه جنگ ندارد نقاره چیست

و در وبائے عام که در استرآباد در حدود سنه اربعین و ثمانمائه دست داده منکوحه او وفات یافته و در مرثیه او این رباعی گفت ۔ رباعی

زین واقعه چون دل بدو نیم است مرا　　از مردن خویشتن چه بیم است مرا
گم شد صدفے چنین بدر دزدی من　　دری دو سه در خانه یتیم است مرا

ذکر مقبول الابرار مولانا کاتبی رح

هدایت ازلی در شیوه سخن گذاری مساعد طبع فیاض او بوده که از بحر معانی چندین لالی خسروانی از رشحات کلک گوهر بار او ترشح یافته ذالک فضل الله یؤتیه من یشاء معانی غریبه صید دام او شده و توسن تند نکته دانی طبع شریف او رارام گردیده و باوجود لطافت طبع و سخنورے مذاق او را جامی از خمخانه عرفان چشانیده اند بلکه او را از وادی فقر بسرحد تقیبش رسانیده اند نام و شهرت دنیا در نظر همتش خسی نبودی و شاعر طامع نزد او ناکسی بودی و شاهد این حال در تجنیسات ده باب القلم دُر نثار او رسیده ۔

شاعر آید نام تو سنجر کند　　تا قماش و سیم و تو سنجر کند
رو حدیث بے ریا را مدح گو　　خاک ره بر فرق مرد مدح گو

نام او محمد است ابن عبداللہ مولد و منشا او قریہ طریق در او تش بوده من اعمال ترشیز و ما بین نیشاپور و ترشیز واقع شده است در ابتدائے حال به نیشاپور آمد و از مولانا یحیی خط تعلیم گرفتی تا در کتابت ماهر شد زیبا نوشتی و وجه تخلص کاتبی بدان سبب است و در علم شعر نیز وقوف یافت غزلهائے مصنوع و مطبوع گفتی و مولانا یحیی از روی حسد بارو دل گران شده بعداوت او برخاست او از نیشاپور قصد دار السلطنت هرات نموده و همواره بے تکلف و تعین گردیدی و بشعر و شاعری مشغول بودی اگرچه استحقاق تصدر داشت اما در صف نعال ظرفا بسرمے برد سلطان بایسنغر او را در جواب قصیده کمال الدین اسمٰعیل فرمود که مطلع آن این است :-

سزد که تاجور آید به بوستان نرگس که هست در چمن باغ مرزبان نرگس

واو جواب کمال را بروجہے بگفت که مقبول فضلا بود ہمانا از حسد اقران و اکفا شکستگی که سخنان او را امید اوند پادشاه زاده التفات بدو نفرموده او رنجیده از هرات بیرون آمد و با بیات ظهیر الدین متسلی گشت و همواره این شعر مناسب حال خود مے خواند :-

هنر نهفته چو عنقا بماند ازان که نماند کسے که باز شناسد همای را از خاد
هزار بیت بگفتم که آب ازان بچکید که جز ز دیده دگر آبم از کسے نکشاد
هزار دامن گوهر نثار شان کردم که هیچکس شبه در کنار من ننهاد

بدان عزمیت بجانب استرآباد و گیلان از انجا بدار الملک شیروان افتاد و ملک زاده اعظم امیر شیخ ابراهیم شیروانی او را نگهداشتی و تربیت کلی فرمودی و زر داد و سے واز غایت ناپروائی بکار دنیا باندک فرصتے آن مال تلف کردی از شیخ ابراهیم صله قصیده ردیف گل که بعد ازین تمام آن قصیده نوشته خواهد شد کاتبی را ده هزار دینار درم شیروانی بخشید و او در کاروان سرائے شماخی آن نقد بیک ماه پریشان ساخت و بشعرا و فقرا و مستحقان قسمت نمودی و بعضے نیز از وی دزدیدند روزے خادم را فرمود که طبخی کند از جمله آن نقدها یک من آرد موجود نبود این قطعه را گفت قطعه

مطبخی را دی طلب کردم که بغرانی پزد تا شود از آن شکار و همان ساخته
گفت لحم و دنبه گرباہم که خواهد داد آرد گفتم آن کو آسیائے چرخ گردان ساخته

بعضے احباب و مصاحبان او را ملامت کردند که پادشاه درین نزدیکی ترا ده هزار دینار داده

باشد تو اکنون بهای یک من نداری مباد اکه سلطان ازین حال منکر تو شود مولانا فرمود اگر من تحویلدار خزانچی سلطانم بدین زر تا بجواب محاسبه بگویم و الا که او احسانی بمن نمود که یک کس بودم و من بهزار کس این احسان قیمت نمودم هرگاه او از من احسان خود باز خواهد من نیز بدان کسان که داده ام حواله نمایم که او مستحقان را بر من دلالت کرده شما غم گنجینهٔ شیروان شاه را نخورید که بدین تهی نخواهد شد و نیز غم من ندارید و بر مفلسی من دل تنگ مباشید که گنج معانی من همراه دارم و از مایه مروت من مفلس نخواهد ماند مولانا از شیروان با آذربایجان افتاد و در مدح اسکندر بن قرا یوسف قصاید غرا انشا کرد و آن ترکمان جلف بغور سخن او نرسید و بدو التفاتی و احسانی ننمود و از ترا اکمه اسکندر ملول شد این قطعه در حق اسکندر گفت ۔

زن و فرزند ترکمان را گاو ۔۔۔ همچو مادر سکندر بدراستی

آنچه ناگاه مانده بود از وی ۔۔۔ داد گادن به لشکر جغتاستی

و از تبریز عزیمت اصفهان نموده بصحبت شریف فخر الفضلا خواجه صاین الدین ترکه مشرف شد و در علم تصوف پیش خواجه رساله ها گذرانید و تربیتها یافت و شناخت و کمالی دست داد و کاتبی از دنیا و ما فیها معرض بود و با جازت آن بزرگ دیگر باره عازم دار المرز گشت از سخنان او بوی فقر و قناعت بمشام صاحبدلان می رسید این غزل او راست ۔

ای خوش آن روز که از تنگ تن و جان برهم ۔۔۔ هر تعلق که بجز عشق بود زان برهم

درد سر تا بکی و محنت سامان تا چند ۔۔۔ ترک سر گیرم و از محنت سامان برهم

بر ده ای رشتهٔ جان سوزن عیسی بکف آر ۔۔۔ تا بدوزم دل و از چاک گریبان برهم

رسته ام از بد و از نیک مرا فیدی نیست ۔۔۔ جز نکویان و نخواهم که از ایشان برهم

کاتبی نیست خیالات جهان جز خوابی ۔۔۔ ناله کن که ازین خواب پریشان برهم

و انصاف آن است که در اقسام سخن پروری کاتبی صاحب فضل است و درین تذکره واجب نمود از قصاید و غزلیات او ثبت نمودن تا نموداری باشد و این قصیده در مدح شیروان شاه

گویند قصیده :-

باز با صد برگ آمد جانب گلزار گل ۔۔۔ همچو نرگس گشت منظور اولو الابصار گل

آب گل را شیشه و قندیل عرش اولی که هست   شبنم باغ جمال احمد مختار گل

گاه پوشد سرخ و گاهی سبز در فصل ربیع   چون گل شمشاد باغ حیدر کرار گل

بهر عزل عامل منصوب و نصب نامیه   آل تمغائیست از سلطان دربار گل

می رباید گل بعیاری ز بلبل نقد صبر   سرخ عیاریست پنداری زهی عیار گل

بیضها آورد بلبل تخم گل چون سرخ دید   تا کند آن نرگس بیمار را تیمار گل

در خوشی کاش بودی دسته بستر آفتاب   تا ندیدی داغهای سرخ بر رخسار گل

در چمن هر برگ گل روی عزیزی دیگر است   ای عزیز من روا نبود که داری خوار گل

خشتی از فیروزه دارد خشتی از یاقوت سرخ   همچو قصر خسرو خوش خلق نیکوکار گل

دوش بلبل این غزل میخواند بر سرو بلند   عرق شبنم شد بگلشن ز آب این اشعار گل

کای دهانت غنچه و خط سبزه و رخسار گل   سنبلت را دوست نرگس لالت را یار گل

از پر سوفار تیرت هست ترکی عشوه ساز   کو زده پر بر سر از شوخی و بر دستار گل

بر سر کوی تو بی بال و پرم تا رفته   باغ بلبل را قفس باشد چو بیند بار گل

زخم رخسارم بدور چشم مستت دور نیست   جز گلی می نشگفد در گلشن خمار گل

پای چون گل می نهی در باغ بر روی سمن   زان همی ترسم که یابد از سمن آزار گل

ای صبا نقش قدمهای سگ کویش مروب   خاک راه ما مشو از بهر ما بگذار گل

گشت گلشن همچو باغ از نوبهار عدل شاه   تا درو چون غنچه از هم پرده پندار گل

کعبه دین شاه ابراهیم کاندر بادیه   از نسیم خلق او آرد مغیلان بار گل

ای موالید از نبات باغ قدرت چو نسترنگ   وی عناصر از گلستان جلالت چار گل

در زمان نوبهار عدل و ابر رحمتت   باغ را از خار پر خس شد در و دیوار گل

وصف خلقت گر کند افسونگری افسون مار   مار شاخ گل شود ز افسون و نقش مار گل

حاسدت گر پا نهد بر روی گل در گلستان   ریزدش از زیر پای شیشه پای افگار گل

زهره ابریشم دهد از چرخ تا دوزد سهیل   مازداران ترا بر سله بلغار گل

تیر عدلت راست بر رغم کمان چرخ پیر   خار پیکان غنچه پر بلبل زن و سوفار گل

هر نفس دست صبا دانی ورق گردان چیست تا ❊ وصف خلقت همچو بلبل میکند تکرار گل
کاتبی در باغ وصف گلشن خلقت نوشت تا ❊ شد دواتش لاله و خط سنبل و طومار گل
خسروا بهر تو شاخ کلک گوهربار من ❊ کرده ام منظوم همچون گوهر شهوار گل
خاک این گلزارم و آورده ام رنگین گلی ❊ نیست آوردن عجب شاها بهار از خار گل
کلک من آورده همچون شاخ گل گلهای تر ❊ بلکه شاخ گل نیارد بار این مقدار گل
چون زند کلبانگ بر الفاظ رنگین معنیم ❊ هست گویا بلبلی کو راست در منقار گل
معنی رنگین و نازک بین در ابیات بلند ❊ این چنین پیوند کم گیرد بر اسفیدار گل
نوبهار نظم من قائم مقام گل بس است ❊ همچو وی از باغ اکنون گو بپس سر خار گل
همچو عطار از گلستان نشاپورم ولیک ❊ خار صحرای نشاپورم من و عطار گل
پیش ازین اهو ست خوانان قصه گل بر خطا ❊ زانکه تصدیع آورد چون نافهٔ تاتار گل
روزگاری باد عمرت را چنان با امتداد ❊ هر ربیعی از فصولش آورد صد بار گل

ولہ

دیدم بخرابات سحرگه من مخمور ❊ خورشید قدح پیش همی بر طبقی نور
سلطان خرابات بدر ان شده نزدیک ❊ نزدیک نشستان حرم صف زده از دور
عیسی نفسی بود در آن مجلس تجرید ❊ بگرفته هرا دست که ای عاشق مهجور
از گوش بکش پنبهٔ غفلت چو صراحی ❊ تسبیح شنو از دل هر دانهٔ انگور
در حشر که بی نور شود مشعل خورشید ❊ روشن شود آتشکده تا دم صور
منشور من ای کاتبی از عرش نوشتند ❊ اینک قلم و لوح گواه خط منشور

ولہ

روز وصل آمد که می جستم نشانش سالها ❊ غم کجا خواهد شدن ای من ضمانش سالها
شد بدل هجران بوصل و داغ غم دارد هنوز ❊ زخم خونش گرد و دلی ماند نشانش سالها
هر عزیزی کو براه کعبه زد طبل فنا ❊ شد نظرگاه عزیزان استخوانش سالها
کی شوند از لعل ساقی سیر مستان عشق ❊ گر شراب اینست نوشیدن توانش سالها

آبرو دایم از دوای کاتبی پاینده باد — بر سر ما سایهٔ سرو روانش سالها

وله

هزار آتش جان سوز در دمم پیداست — اگر نه لشکر عشق آمد این چه آتشهاست
برون ز گوش کسان عشق را بسی سخن است — کجاست گوش حریفان و این سخن ز کجاست
ز شهر عقل بصحرای عشق منزل گیر — که شیر چرخ سگ آهوان این صحراست
برون مرو ز سرا پردهٔ فلک ای ماه — مراد خواه که سلطان درون پرده سراست
شهید میکده چون شمع سالها سر خویش — فگنده دیده به تیغ و هنوز بر سر پاست
پر است گوش جهان از صدای نغمهٔ عشق — بپرس کاتبی از کلک خویش کین چه صداست

لطایف و اشعار مولانا کاتبی زیاده از آن است که این تذکره تحمل توان کرد و در مدایح ملوک قصاید غرای او مشهور است و بین الفضلا مذکور و یا ردوم از عراق عجم بدیار طبرستان و دار المرز رفت و در شهر استرآباد اقامت نمود بزرگان و حکام آن دیار بدو خوش بوده و در هنگام فراغت وانز وا بجواب خمسهٔ شیخ نظامی مشغول شده چنانچه مشهور است که اکثر از کتاب مخزن را جواب گفته بر وجهی که پسندیدهٔ اکابر است تا بروزگار فضل و اکتساب گردون ستمگار قصد ودیعت او نمود و در وبایی عام که در اطراف ممالک در شهور سنه تسع و ثلاثین و ثمان مایه واقع بود و آن فاضل غریب مظلوم در استرآباد دعوت حق را لبیک اجابت گفته ازین بیشهٔ پر اندیشه بمرغزار فرح بخش جنان رسیده و در وقت وبا و حدت طاعون این قطعه انشا کرد:—

ز آتش قهر با گردید ناگاهان خراب — استرآبادی که خاکش بود خوشبوتر ز مشک
وندر او از پیر و برنا هیچ تن باقی نماند — آتش اندر بیشه چون افتد نه تر ماند نه خشک

و مرقد مولانا کاتبی در خطهٔ استرآباد است در بیرون مزار امام زاده موسوم است بپنج گوران و بعد از غزلیات و مقطعات و قصاید او را چندین نسخهٔ مثنوی است مثل مجمع البحرین و ده باب تجنیسات و حسن و عشق و ناصر و منصور و بهرام گل اندام و غیر ذالک امانسب اسکندر پسر قرا یوسف است ولد قرا محمد و اصل ایشان از جبال غازقر و است من اقصای ترکستان و بعهد قدیم باذربایجان و دیلس افتاده اند مردم صحرانشین بوده اند سلطان اویس جلایر

ایشانرا گله بانی و چوپانی فرموده و قرا محمد بر ولد او سلطان احمد بغداد خروج کرده و تبریز را بگرفت
و باز از سلطان احمد منهزم شد سلطان احمد از ترا کمه در صحرائے خوی مناره ساخته و قرا یوسف آن
مناره را ویران ساخت و سرهائے اقربا را دفن کرده بر جائے آن لنگری بنا فرموده و سلطان احمد
بر دست قرا یوسف کشته شد و او استیلا یافت و صاحبقرانیے تیموری قرا محمد و قرا یوسف را بارها از
آذربایجان و مضافات رانده بروم گریخته اند و تا تیغ آبدار صاحبقرانی درمیان بود آتش فتنه آن
مخاذیل مشتعل نمے شد و همواره منکوب و گریزان بجانب روم و شام مے بودند اما بعد از وفات صاحبقرانی
باز قرا یوسف فتنه ظاهر کرده بنوعے که ذکر رفت امیران شاه گورگان را بشهادت رسانید سلطان عادل
شاهرخ بهادر بدفع او مشغول گشت و او درحین خصومت وفات یافت و بعد از او اسکندر رایت
سلطنت بے استحقاق برافراخت و بعد از پدر جلادت و مردانگی بجائے رسانید که با شاهرخ بهادر
مصاف داد و میمنه و میسره سپاه شاهرخی را در هم شکست اما حق بر باطل غلبه کرده و بالاخر مخذول و شکسته
شد و بجانب روم گریخت و کان ذالک فی یوم الاربعا تاسع عشرین رجب المرجب سنه اربع
و عشرین و ثمانمایه و شاهرخ سلطان هرچند مملکت آذربایجان را برادر اولاد و امرای بزرگ عرض کرد
از ترس اسکندر قرا یوسف هیچکدام آنرا قبول نکردند بالضرورت آن ملک را بے سالار گذاشته
بدار الملک اصلی معاودت کرده و عزیزی این بیت فرمود :-

سکندر لشکر مارا زده و جست　　شه ما مملکت بگرفت و بگریخت

القصه میان شاهرخ سلطان و اولاد قرا یوسف ترکمه سالها خصومت باقی بود و
بعد از آن دو نوبت دیگر شاهرخ بهادر لشکر گران بسر ترا کمه کشید و آخر الامر در شهور سنه
تسع و عشرین و ثمان مایه اسکندر بکلی منکوب و ضعیف شده التجا بقلعه النجق که در حوالی نخجوان
بود برده و سلطان شاهرخ جهان شاه بن قرا یوسف را با آذربایجان امیر ساخت تا قلعه النجق را
محاصره نماید و اسکندر را ولد او قباد نام که بر قمارے پدر عاشق بوده است در شب باتفاق
کنیزک هلاک ساخت و شر او را کفایت نموده ملک آذربایجان بحکم یرلیغ شاهرخ
بر جهان شاه بسلطنت قرار گرفت و جهان شاه و اولاد او بعد از این خواهد آمد
انشاء الله تعالی -

ذکر مولانا علی شهاب ترشیزی رہ

مرد صاحب فضل بوده و در علوم صاحب وقوف بوده و میان اکابر و اشرف حرمتی واشت و بروزگار خود یکی از مستعدان بوده و میان او و شیخ عارف آذری مشاعره و مناظره افتاد و شیخ این قطعه راست۔

سر دفتر ارباب هنر خواجه علی ای آنکه ترا لطف طبیعت از لیست
خواهی تو مرا پسند و خواهی مپسند واند همه کس که حمزه استاد علیست

و نام بندگی شیخ آذری حمزه بوده و مولانا علی شهاب این رباعی بجواب فرستاد۔

ای حمزه بدان که عرش حق جاری علیست بر کتف رسول از شرف پای علیست
استاد علیست حمزه در جنگ ولے صد حمزه بعلم و فضل لالای علیست

هر چند مولانا علی این رباعی را مستعدانه فرموده و در منقبت و شرف شاه ولایت اما کنایتا بشرکت اسم خود این شرف درین محل مضاف نموده از حرمت و در مینمایدو نیز علم و فضل خود را علما و فضلا بخود معترف نموده اند و این بیت درین محل مناسب است۔ بیت

چه حاجت بگفتن که زر مغربیست محک در میانست گوید که چیست

و این قصیده مولانا علی شهاب راست در مدح محمد جوکی انار الله برهانه۔ قصیده

چو پرده از رخ چون آفتاب برداری بجان و دل کندت مشتری خریداری
کند زلف چو بر بام آسمان فگنی ستاره را بزمین بوس خویشتن آری
غلام غمزه خونریز و چشم جادوی تو جهان بشعبده بازی فلک بخونخواری
فرو فشان خم آن زلف را که تو به کند سحر ز نامه کشائی صبا ز عطاری
بعزم عشق تو ام دست مخلیست که آن بخون دل بهم آورده ام بدشواری
طبق صحیفه رخساره و جرعه دان دل تنگ قنینه دیده باده سرشک گلناری
جفا و جور تو ز اندازه در گذشت مگر ز روزگار در آموختی جفاکاری
ز دوستان نصیحت شنو که لایق نیست چو دشمنان ز تو مه چهره جفاکاری

اگر بحضرت خسرو رسد شکایت من — تو این جفا که کنون میکنی کجا یاری
خدایگان جهان تاج بخش روی زمین — جهان لطف و کرم عالم نکوکاری
خدیو ملک محمد ستوده جوکی شاه — که ختم گشت بدو منصب جهانداری
شهی که جمله اقالیم معترف شده اند — که ختم گشته برو سروری و سالاری
مهندسان قضا این مغاک خاکی را — ز عدل شامل او می کنند معماری
کلاه دولتش از فرق خسروان جهان — ربوده افسر شاهی و تاج جباری
ایا شهی که اگر چرخ رتبتے طلبد — ورای پایه جاه است ز قدر نگذاری
سپهر برق عنان با براق نهضت تو — بچیره چیره برد لنگیش بر هواری
سم سمند ترا از هلال زیبد نعل — روا بود که کواکب کنند مسماری
درون پردهٔ کان صمیم خاره سیم — ز راز نهیب کف جود تست متواری
هزار نقش مروت بخامهٔ انعام — تو بر صحیفه حاجات خلق بنگاری
بدرگه تو ز حد خطا و چین و چگل — هزار ترک کمر بسته اند بلغاری
جهان پناها دارم که شعر من بنده — ز جنس این سخنان ضعیف نشماری
دبیر چرخ چو اشعار من کند تحریر — بجان کند ورق آسمانش طوماری
همیشه تا که سر زلف دلبران مانند — گهی بعنبر و گاهی بمشک تاتاری
ممهد از تو بعالم قواعد نیکی — مشید از تو بگیتی رسوم سرداری

حکایت کنند که مولانا علی همراه موکب ظفر پیکر سلطان جوکی بولایت قندهار افتاد و شهزاده مشارٌ الیه مولانا را در رکاب خانه ثاقی معین فرموده بود شبی پادشاه از فرط اشتیاق بمستقر سلطنت این بیت مے خواند:-

کنونکه باد صبا مشکبار میگذرد — دریغ عمر که بیرشے یار میگذرد

مولانا فی الحال پیش سلطان دوید که اے شاه عالم این بیت این چنین نیست شهزاده گفت که پس چگونه است مولانا بخواند:-

کنونکه باد صبا مشکبار میگذرد — دریغ عمر که در قندهار میگذرد

شهزاده گفت واقعا که چنین است و عنقریب کوچ کرده بایل به تخت هرات شد و همگنان
از شدت هوای عفین این محنت آباد متخلص شدند پادشاهزاده کامگار محمد جوکی بهادر بن شاه رخ
سلطان پادشاهی مردانه و صاحب تمکین و خردمند و بزرگ منش بود و پدر را بحال او نظر عنایت
دائما شامل بوده و در سر می خواست تا به ولیعهدی او را مفوض سازد و برائے مصلحت ظاهر
نمی ساخت و آن شاهزاده کامگار همواره بقوانین سلطنت مشغول بودے و در تیراندازی
و کمان داری این بیت شامل حال اوست۔

تیر تو چه مرغیست که چون شاه رباید   خال از رخ زنگی بشب تیره ظلما

حکایت کنند که بعهد شاه رخ سلطان چنان اتفاق افتاد که چهار رسول از جوانب ملوک
اطراف بدرگاه شاهرخی اجتماع کردند یکے از ملوک روم و یکے از ملک شام و یکے از ملک هرموز
و یکے از ملک شیروان روز عید این چهار رسول حاضر و پادشاه بعزم عیدگاه سوار شده پیش از ادا
سنت عید بتماشائے وارکد و مترصد بایستاد و فوج فوج امیرزادگان و تیرانداز و جوانان نامدار
که بنوک پیکان و خدنگ جان ستان عقده جوزاے فلک کشودندے و بضرب سهام عقاب نشان
پر از نسرین آسمان ربودندے بمیدان در آمدند بحدیکه تازیان تیزرو همچون بخت نامساعد
مدبران از کار فرو ماندندے و پیکان سیمین ساق تیر آور همچون پیکان بر زمین نشستندے۔

هیچکس بر خلاف تقدیرے   از قضا بر کدو نزد تیرے

علم خسرو سیارگان بلند شد و ترک سنت ناپسند میخمود پادشاه اسلام را ناموس [illegible]
دامنگیر شده بانگ بر امیرزاده جوکی زد که ورای آن شاه جوان بخت کمان سخت جلوه ساز تیرانداز
سمند خوش گام مرصع لجام برانگیخت۔

تیر اول زشصت رهگیرش   بر کدو زد که دو شد از تیرش

نفیر از نقارخانه بر آمد و آوازه زه از کمانداران بچرخ عالی رسید پادشاه روئے زمین
ازین جهت و خوشی همچون حلوائے عید لب شیرین کرده بوسها ستی لبهای باابروان مقوس آن خلاصه
چرخ مقرنس زد و مناسب حال این بیت خواند۔

ای محراب دو ابرو قبله مقصود من   در سجود تست دایم روئے گرد آلود من

و ولایت ختلان که از امهات اعاظم بلاد هیاطله است بشاهزاده جوکی بخشید و مقرر شد که از نه اسب که پیشکش بدرگاه شاهرخ آورند یک سر اسب شاهزاده جوکی را باشد و کان ذلک فی شهور سنه ثلث و ثلثین و ثمان مایه و الیوم آثار و امثال که از آن پادشاهزاده یادگار مانده در پایه تخت هرات و غیره نزد کمانداران مرتبه درجه عالی است و از شیوه بدمهری روزگار نافرجام و از غدر و ظلم شور اعوام آن پادشاه زاده بروزگار جوانی بامراض مزمنه مبتلا شد و چندگاه صاحب فراش می بود از دلالت مرض و اضطراب بتبدیل مکان نموده از شهر هرات بحدود سرخس نهضت فرمود و در شهور سنه ثمان و اربعین و ثمان مایه بجوار رحمت حق واصل گشت چهل و سه سال عمر یافت و شاهزادگانی که از صلب مبارک آنحضرت پشت و پناه اکابر روزگار بودند۔

دو عین مملکت بی حقد و بی مکر   محمد قاسم و سلطان ابوبکر

آفتاب اوج سروری و کوکب افق صلاحیت و صفدری بودند بر عادت مستمر بساط بوقلمون فرزین بکر و اجل بدستیاری فلک فیل روز بقصد آن شاهزادگان شاه رخی بازی داد تا باندک فرصتی از اسب مراد شان پیاده ساخته بشه مات فنا مقید مطمورهٔ مسطوره خاک گردانید۔ بیت

عجب نیست از خاک اگر گل شگفت   که چندین گل اندام در خاک خفت

شاهزاده محمد قاسم بموت طبیعی رخت بدروازهٔ فنا بیرون برد اما سلطان ابوبکر بدست خدیعه و مکر الغ بیگ گرفتار شد و آن جوان از صفای دل و اعتقاد درست بدو پیوست و آخر الامر الغ بیگ گورگان از آنکه مردم ولایت و لشکر همچون ذره هواخواه آن خورشید فلک مهتری میبودند اندیشه خلاف مردم نموده با وجود آنکه با او عهد مؤکد ساخته و سوگند بغلاظ و شداد خورده از غایت غلظت و قساوه با او قلبی نموده در شهور سنه اثنی و خمسین و ثمان مایه در ارک سمرقند بزندان کوک سرا آن سرو خرامان را ببوستان جنت الماوی فرستاد و دوستکانی آن جرعه را بکمتر از سالی و نیم چشید که کرد که نیافت و که خواهد کرد که نخواهد یافت گویند این رباعی در وقت قتل سلطان ابابکر نزد الغ بیگ فرستاد۔

اول که مرا بدام خویش آوردی   صد گونه وفا و لطف پیش آوردی
چون دانستی که دل گرفتار تو شد   بیگانگی تمام پیش آوردی

سلطان الغ بیگ از کردہ پشیمان شد و سوسے نداشت انگشت تحیر بدندان گزیدی و
شبہا ازین اندوہ واویلا کنان گردیدے واین بیت را خواندے۔

وقت در باب ہر باب کہ سودے ندہد   نوشدار و کہ پس از مرگ بسہراب دہند

پردہ غفلت پیش چشم اہل روزگار حایل است وطبع انسان برایذائے بیگناہان مائل خوشا وقت
اہل دلے کہ از غرور ونخوت پشیمانی وندامت وخجلت عزیزان گذشتہ عبرت گیرد و بنور یقین وسرمہ
تحقیق دیدہ را کحل ساز دوعنان توسن نفس تیز گام محنت انجام را از دست دیوان ہوا ستانیدہ
بدست قضائے خدا سپارد صاحب اخبار طوال آوردہ است کہ امام شعبے گفت کہ من در قصر
دار الامارت کوفہ پیش عبد الملک بن مروان نشستہ بودم کہ ناگاہ خلیفہ روئے بمن کرد وگفت اے
استاد از انچہ دیدہ واز پیشینگان شنیدہ حکایتے مناسب حال بیان کن گفت اے خلیفہ حاجت
بشنودہ نباشد ومن معاینہ درین قصر حالتے عجب دیدہ ام اگر اجازت فرمائی بیان کنم
گفت بگو گفت عبید اللہ بن زیاد را دیدم درین قصر نشستہ وسر مبارک امام حسین رض را
در طشتی پیش او نہادہ مختصر مدتے بران نگذشت مختار بن ابی عبیدہ ثقفی را دیدم نیز ہمان جا بشوکت
نشستہ وسر عبید اللہ در طشتی پیش او نہادہ وبعد از اندک مدتے مصعب بن زبیر را دیدم
ہم درین مکان قرار یافتہ وسر مختار پیش او افتادہ وامروز تو نشستہ ودرین منزل مشاہدہ میکنم
وسر مصعب اینک پیش تو ہست شنیدم عبد الملک گفت عجب وحشت انگیز سخنے گفتی گفت عجب
عبرت آمیز سخنے گفتم واین بیت برخواندا۔

اعتبر یا ایہا المغرور بالعمر المدید   این شداد بن عاد صاحب القصر المشید

عبد الملک ساعتے سر تفکر پیش افگند وآہ ندامت از درون دل برکشید واین بیت برخواند۔

بنوبت میستانند جان اجل ہر روز یاری را   دلا فکرم کہ این نوبت رسد روزی بجان من

ذکر شیخ العارف فخر الملتہ والدین آذری رہ

تا فت برار باب معنی نیر اقبال او   شاہباز اوج بینش بود وہمت بال او

عارفی مجذوب ومحققے عالی ہمت بود وبکار دنیا کم التفات نمودے وعلی الدوام طالب صحبت

اهل الله بودی چهل سال بر سجاده طاعت بفقر و قناعت روزگار گذرانید و خاطر شریف را به
نیل آرزوی نفس نرنجانید در فضیلت و علوم ظاهر و باطن آراسته و در طریقت و مجاهدت
صادق دم و راسخ قدم بوده هو علی حمزه بن عبدالملک الطوسی البیهقی والد شیخ از جمله سربداران
بیهق بوده و نسب او به معین صاحب الدعوات احمد بن محمد الزمجی الهاشمی المروزی تغمده الله بغفرانه
میرسد و پدر شیخ خواجه علی ملک بوقت سربداران در اسفراین صاحب اختیار بوده و شیخ بهنگام
جوانی بشاعری مشغول شد و شهرت یافت و همواره بمدح سلاطین و امرا مشغول بودی و در مدح
شاهرخ سلطان این قصیده در طور لغز که مطلعش این است بگفت۔

چیست آن آبی که تخم فتنه بر می افگند   خسرو گردون ز سهم او سپر می افگند

و درین قصیده داد سخنوری داده و خواجه عبدالقادر عودی بمعارضه شیخ برخاست و شیخ را و چند
قصیده خواجه سلطان امتحان کردند معارضه شده جواب شیخ بگفت که پسندیده اکابر بود و پادشاه
اسلام بتعریف شیخ مشغول شد و او را وعده حکم ملک الشعرائی فرمود و در اثنای آن حال نسیم جمال تحقیق
بریاض خاطر عاطر او وزیدن و آفتاب جهان تاب فقر بر روزن کلبه احزان او پرتو انداخت۔

او در طلب حکومتی می فرسود   حق سلطنت فقر بدو لطف نمود

و قدم در کوی فقر و فنا نهاد و [illegible] بصحبت شریف
شیخ الشیوخ قبلة العارفین شیخ محی الدین طوسی الغزالی قدس سره العزیز مشرف شد و از و اخذ طریقت
نمود و کتب احادیث بخدمت او گذرانیده و در خدمت شیخ مذکور عزیمت حج نمود و شیخ محی الدین
در محروسه حلب از دار دنیا رحلت نمود و بعد از آن شیخ رجوع بسید نعمت الله قدس سره
نمود و مدتی در خدمت سید بسلوک مشغول بوده و از آن حضرت اجازت و خرقه تبرک یافته
و بعد از ریاضت و مجاهدت و سلوک بسیاحت مشغول گشت و بسی اولیاء الله را دریافته
و خدمت کرده و دو نوبت پیاده بحج اسلام رفت و مدت یکسال در بیت الله الحرام مجاور شد
و کتاب سعی الصفا در حرم بنوشت و آن کتاب مشتمل است بر کیفیت مناسک حج و تاریخ کعبه معظمه
شرفها الله تعالی بعد از آن بدیار هند افتاد و چندگاه در آن دیار بسر برد حکایت کنند که ملک هند
سلطان احمد از جمله پادشاهان گلبرگه بود و شیخ را پنجاه هزار درم انعام فرمود که بعبارت ایشان

یاسا لک با هندو گویند که بطریق حمل آن را مقرر داشته اند شیخ را فرمودند که بشکرانه پیش ملک سر زمین نهاد شیخ آن مال را قبول نه کرد و منع آن سجده نمود و درین باب میگوید :-

ما ترک هند و جیفه و جنجال گفته ایم　　　باد بروت جو نه بیک جو نمی خریم

بعد از سفر هند پائے در دامن همت کشید و از ساحت عالم ملک بتماشائے عالم ملکوت سر بجیب تفکر در و بیشے فرد برد و سی سال بر سجاده طاعت نشست و بدر خانه هیچکس از ارباب دولت تردد نکرد بلکه اصحاب دین و دولت و ارباب ملک و ملت طالب صحبت او بودند و همواره بخدمت شریفش التجا کردندے گویند که سلطان محمد بایسنغر بوقت عزیمت عراق بزیارت شیخ آمد شیخ او را در قانون عدالت و رافت نصیحت فرمود و شاهزاده اعتقادے عظیم به شیخ دست داد و فرمود تا بدره زر پیش شیخ ریختند شیخ آن مال را قبول نکرد و این شعر خواند :-

زر که ستانی و بر افشانیش　　　هم به ازان نیست که نستانیش

مولانا مجاهد هندی که یکے از طالبعلمان آن روزگار بود و دران مجلس حاضر بوده یک مشت ازان زر بر داشت و گفت اے شیخ این مال تو بزور بر خود حرام کردے و خدا بر من حلال کرد و مجاهد آن زر بے مجاهده بیرون برد سلطان خندان شد و شیخ راست این قصیده در معارف و توحید قصیده -

ای برون از عقل ما عشق ترا رائے دگر	گفتگوی ما همه جائی و تو جائے دگر
صد هزاران گنج الا الله داری در وجود	اژدهائے لا است بر هر گنج آلائے دگر
گوهر ذات ترا غواص فکرت در نیافت	زانکه هست این تخم حیرت در دریائے دگر
هست در میدان میقات کمال کبریا ات	صد هزاران طور بر هر طور موسائے دگر
گر بقدر همت عشاق خود سازی مقام	بر تر از جنت بباید ساخت ماوائے دگر
هر کسی را از تو در جنت تماشائی بود	ما نمی خواهیم جز رویت تماشائے دگر
با خریداران بهاکن باغ جنت را که هست	مفلسانت را درین بازار سودائے دگر
نعمت خوان کرم بر هر که خواهی عرضه کن	صوفیانرا هست ازین خوان ذوق حلوائے دگر
نیست عنقائے خرد را در قدم آهیکه هست	در پس قاف قدم هر گوشه عنقائے دگر
گر چنین مستان بیا زار قیامت بگذریم	بر سر هر کو انگیزیم غوغائے دگر

کرده دست قدرت مشاطه صنعت بلطف | نو عروس خاک را هر روز آرایی دگر
پرده داران وصالت را برای امتحان | از پی هر وعدهٔ امروز و فردای دگر
قادرا پاکان بنور باطن آنها که هست | در رخ ایشان ز آب لطف سیمای دگر
خاصه آن شمع نبوت درة البیضای شرع | کز فروغش هست در هر ذره بیضای دگر
پس بچار ارکان دین آن چار یار با صفا | هر یکی در منزلت موسی و عیسای دگر
کافری را از جمال خویش برخوردار دار | در وو دارش نیست چون غیر تو دارای دگر

وله

نبد هنوز در خلوت ازل مفتوح | که دست عشق تو میزد در سراچه روح
خمار شام عدم در دماغ جانها بود | که ریخت مهر تو در جام می شراب صبوح
لب جسد نمک روح ناچشیده هنوز | که بود شور تو در سینه و دل مجروح
به آب میکده زان بیشتر که غسل کنیم | بدست عشق تو کردیم توبهای نصوح
گهی بیاد تو طوفان ز آذری برخاست | که بود غرقه بحر عدم سفینه نوح

وله

ما رخت دل بمنزل حیران کشیده ایم | خط در سواد خطه راحت کشیده ایم
باشد کلید مخزن حکمت بدست ما | در چشم حرص کحل قناعت کشیده ایم
ای دل متاع حادثه نقدیست کم عیار | بسیار و رترا زوی همت کشیده ایم
ترسم که بر سفینهٔ توفیق ما کشند | این خط که بر جریدهٔ طاعت کشیده ایم
فردا عذاب حشر نیاید بچشم ما | در جنب آن فتنه که ز فرقت کشیده ایم
قدر دیار خویشتن و وصل یار خویش | از ما شنو که محنت غربت کشیده ایم
مست آن می ایم که در مجلس ازل | با آذری ز جام محبت کشیده ایم

وله

بیا و چشم او هر جا که آید | من بدست را آنجا میاید
هر آگر زانکه روزی کشته باید | به تیر آن کمان ابرو میاید

دریں غم سوختیم اے مہرویان ‏ که ما را هر هم داغے کی آید
خدا را مطربا صوفی مارا ‏ بهای وهوی نی دریهی آرید
سماع آذری طوفان عام است ‏ دگر مطرب ببزم او نیارید

ولہ

زحکمت بیاموز مست نکتۂ ‏ که در هر دو عالم شوی سرفراز
لباس طریقت چو در بر کنی ‏ ز ذلت مرنج وز عزت مناز

ولہ

در انبساط نشاط بساط خاک نگر ‏ مثال رقعۂ شطرنج عرصه پندار
همان مشابه شطرنج وان مقابل هم ‏ دقیقهائے سیاه و سفید لیل و نهار
چنار سبان مشعبد نمائے شطرنجی ‏ زعقل و نفس دو شطرنج باز عیدار
بهوش باش که گردون شطل پرست دغا ‏ سپهر شعبده افزا حریف بس طرار
ز فیل بند حوادث پیادۂ توفیق ‏ کسے ببرد که گردد او تامل بسیار
گرت هواست که رخ بر بساط شاه نهی ‏ درین بساط چو فرزین مباش کج رفتار
ز کشت ماوشه آنکس که احتراز نکرد ‏ بباخت اسپ مراد خود آذری بقمار
زمانه با همه کس غائبانه مے بازد ‏ حذر کنید ز منصوبهائے او زنهار

حقایق و معارف که شیخ را از عالم غیب دست داده زیاده از تحمل این تذکره است ودیوان شریف او در اقالیم مشهور گشته زیاده ازین نوشتن باطناب مے انجامد و بعد از دیوان اشعار شیخ را چندین رساله هست نظم و نثر مثل جواهر الاسرار که مجموعه ایست از نوادر و امثال و شرح ابیات و غیر ذالک و سعی الصفا و طغرائے همایون و عجائب الغرائب و مرقد منور او در قصبه اسفراین است هشتاد و دو سال عمر یافته و در شهور سنه ست و ستین و ثمانمایه املاک خود را شیخ برقعه که ساخته و در انجا مدفون است وقف کرده بر صلحا و زهاد و فقرا و طلبه علوم والیوم بر سر روضه مطهر شیخ رونق و رسوم افادہ فرش و روشنائی مرتب و زوار را بدان مرقد التجا است و سلاطین و حکام بجهت حرمت روح پر فتوح شیخ احسان و شفقت بسیار در بارۂ مجاوران مے کنند تا از تکالیف

مسلم مے داشتند والسلام علی من اتبع الهدی و خواجه احمد مستوفی در تاریخ وفات شیخ این قطعه گفت

دریغا آذری شیخ زمانه — که مصباح وجودش گشت بی ضو
چو او مانند خسرو بود در شعر — از آن تاریخ موتش گشت خسرو
چراغ دل بمفتاح حیاتش — بانواع حقایق داشت پرتو

اما شاهزاده عالی قدر سلطان محمد بن بایسنغر انار الله برهانه. بیت

در صد هزار قرن سپهر پیاده رو — نارد چو او سوار بمیدان روزگار

پادشاهزاده کریم طبع و مستعد و سخن شناس و مردانه و شجاع و زیبا منظر بود و بعد از وفات
بایسنغر بهادر منصب اقطاع و مرتبه او برامیرزاده علاء الدوله متعلق شد و گوهرشاد بیگم بدو مایل
بودی و بر سلطان محمد و بابر سلطان جز اسم و رسمی نبودی و چون سلطان محمد بدرجه صفدری
و بهادری رسید و فر دولت از جبین عالم آرائش واضح گشته شاهرخ سلطان میخواست تا او را
بمرتبه سلطنت مرتقی سازد و طرفی از ممالک بدو ارزانی دارد و امرا و ارکان دولت بدین مهم
یک جهت بودند اما گوهرشاد بیگم امتناع مے نمود که سلطان محمد جوانی متهور است مبادا
سرکشی کند آخر الامر پادشاه اسلام عنایت کرده امرا سعی نمودند سلطنت قم و ری بها دند
و مضافات تا سرحد بغداد بسلطان محمد مقرر شد و آن شاهزاده بیرلیغ جد خود در آن دیار
سلطنت کردی آخر الامر تهور جوانی و نازش بحکومت و کامرانی بر جد بزرگوار عصیان ظاهر
ساخت و قصد همدان نموده و حاجی حسین را که والی آن دیار بود بقتل رسانید و بعد از فتح همدان
لشکر کشیده اصفهان را نیز مسخر ساخت و امیر سعادت بن امیر خاوندشاه را که حاکم اصفهان بود
مقید ساخت و چون خبر عصیان او بشاهرخ سلطان رسید با امرا درین امر اشارت کرد امرا صواب
ندیدند که پادشاه اسلام متوجه یکی از احفاد خود شود و گفتند که هیچکس بر ولایت عراق اولی تر از
سلطان محمد نیست مصلحت آنست که پادشاه رنجه نشود و چه از ناموس ملک دور مینماید که
قصد فرزند کند خلعت جهت شاهزاده باید و عراق را بدو مسلم داشت پادشاه را این مصلحت
ثواب افتاده مے خواست چنان کند گوهرشاد خاتون بدین مصلحت راضی نشد چه طرف
علاء الدوله میرزا را مرعی میداشت که بعد از سلطان ولیعهد باشد و میدانست که باقتضای

خداکوشش غیر مناسب است بارها سلطان عهد با خاتون گفتی که من پیر و ناتوان شده ام بیت

شعله کافورم از مشکم دمید   شد جوانی نوبت پیری رسید

لابد ملک از فرزندان نسبت بدو سه روزه پس و پیش چه مضایقه باشد و این بیت خسرو
مناسب این حال است. بیت

امروز میرم پیش تو تا شرمسار من شوی   بر تو چه منت جان من وزیکه فرمان در رسد

خاتون باز آن پادشاه را از طریق احسان بگردانید و باکراه پادشاه روی زمین عازم عراق
شد و بر قصد سلطان محمد نهضت فرمود و جهت ناموس چنان نمود که عزیمت دارالسلام بغداد
و قصد اسفندیار بن قرا یوسف دارد و آن یورش بلشکر بغداد شهرت یافت و عزیزی در اثنای
آن حال گفت. بیت

کوس دولت تا در بغداد باید کوفتن   چشم زخم خلق را اسفند باید سوختن

و در شهور سنه خمسین و ثمان مایه پادشاه روی زمین از دارالسلطنت هرات عازم عراقین
شده دران حین سلطان محمد بمحاصره شیراز مشغول بود چون خبر نزول شاهرخ سلطان
بقشلاق ری رسید سلطان محمد از شیراز برخواست و امیرزاده عبدالله بن امیرزاده ابراهیم
سلطان که حاکم فارس بود از استیلای عمزاده خلاص یافت و سلطان محمد از نواحی کوشک
زر ویران شده بجانب کردستان و نواحی بغداد فرار نمود و شاهرخ سلطان بحدود قم و ساوه
نزول نمود چنانکه ذکر شد بزرگان اصفهان را سیاست فرمود و در فشارود ری قشلاق معین
ساخت و سلطان محمد در شکایت اخوان و حسب حال خود نزد شاهرخ سلطان این غزل
انشا نموده ارسال داشت۔

منکه همچون ذره روی از آفتاب پنهان کرده ام   از جفای روزگار و جور اخوان کرده ام

داشتم من حرمت سلطان سپاهی دم بجنگ   نوکران خویش را هر سو پریشان کرده ام

رستم دستان نکرد آن جنگ با افراسیاب   آنکه با حاجی حسین در خاک طهران کرده ام

در عراق از نوکر خود امتحان میخواستم   شاه پندارد که من قصد سپاهان کرده ام

قصد من کرد آنچنان شاه و سپاه لشکرش   از کمینگه آن سپاه با خاک یکسان کرده ام

دیگر از عیش و مار ازرم میدان از رو بست   من بمردی زندگانی ہجو ایشان کرده ام
نقد سلطان بایسنغر خان ہم کاندر مصاف   بر سمند باد پا ہر لحظه جولان کرده ام
من محمد نام دارم بهر دین احمدی   جان خود را من فدای شاه مردان کرده ام

از قضاے خدا چنانچه ذکر شد شاه رخ سلطان بری بجوار رحمت حق پیوست و جوانان و امیرزادگان اغلب رغبت بسلطان محمد میرزا کردند و او پادشاهی باستقلال و عظمت سلطنتے بر کمال یافت و تمامی عراق عجم و فارس و کرمان و خوزستان تا بصره و واسط بقبضه ضبط در آورد و بعد از آنکه الغ بیگ گورگان بر علاء الدوله ظفر یافت گوہرشاد بیگم و ترخانیان و اکثر امرا و وزراء شاهرخے که از الغ بیگ خایف بودند رجوع بسلطان محمد میرزا نمودند و علاء الدوله میرزا نیز چون از جمیع جهات نا امید شد التجا باو نمود آفتاب دولت سلطان محمدی آهنگ صعود و ارتفاع کرد و بدان قدر که حد و هم باشد در باره همگنان شفقت نموده گوہرشاد بیگم را باعزاز و اکرام ملازمت نمود و امرا و وزراء نیز بدستور شاه رخ سلطان مراتب و منصب مقرر کرد - بیت

نشست آن خسرو روے زمین باستحقاق   فراز تخت سلاطین بدار ملک عراق

و چون اسباب جهانداری و مراتب کامگاری مهیا شد غرور و نخوت که آئین فرزندان آدم است دامنگیر دولت آن دو حه سعادت شد و بخلاف معاودات برادرش ابو القاسم بابر بهادر که بر تخت خراسان جلوس یافته بود مشغول شد و چندانکه ناصحان و امرا میخواستند تا رفع نزاع نمایند میسر نشد و در شهور سنه ثلث و خمسین و ثمان مایه سلطان محمد با لشکری گران سنگ از عراق بقصد برادر عازم خراسان شد و در حدود فراه جرد که از اعمال ولایت جام است میان برادران مصاف دست داد - بیت

گر افتادی سر یک سوزن از میغ   نبودی جای سوزن جز سر تیغ
نے شد در میان درعها تیر   چو بر برگ گل تر باد شبگیر

آخر الامر مبارزان عراق بر مجاهدان خراسان ظفر یافتند و سلطان بابر بطرف قهستان و نسا گریخت و سلطان محمد بر ملک سروری قرار یافته بدار السلطنه هرات بر تخت شاهرخے جلوس کرد و آن زمستان بکامرانی در هرات بسر برد و بفصل بهار بابر نیرو گرفته و از جلایر و ترا کمه استراباد لشکری

قوی بدو پیوست باز شهزاده سلطان محمد آهنگ برادر نموده وحاجی محمد قوته شیر را که یکی از امیر
زادگان شاهرخی بود ودر عهد دولت سلطان محمد انتهی یافته از حدود مشهد مقدسه رضوی علیه التحیة والثنا
بالشکری گران مایه بایلغار بجانب بابر سلطان روانه ساخت و بابر سلطان در مشهد با حاجی
محمد مصاف داده و لشکر او را بشکست و حاجی محمد را بقتل رسانید. بیت

چه کند بنده که گردن ننهد فرمان را   چه کند گوی که تابع نبود چوگان را

ذره را نزد خورشید قدرتی نباشد ومملوک در قبضه تصرف مالک چه وزن آرد چون سلطان محمد
از واقعه حاجی محمد وقوف یافت متردد گشت و از تدبیر غلط اندیشه مند شد و با جمعی از
پهلوانان وجوانان گزیده ودواسبه فی الحال بطرف برادر ایلغار نمود وبعد از روزی که سلطان بابر
حاجی محمد را بقتل رسانیده بود و فتح یافته و باطمینان تمام نشسته نماز دیگر پنجشنبه غره صفر سنه
اربع وخمسین وثمان مایه بر سر برادر راند با هفت صد مرد و سی هزار مرد که در معسکر بابری بودند
بشکست و بابر فرار نمود و غنایم بی حد و مر بر زمین ماند که آن مختصر مردم ضبط نیارستند کرد و از قضا
در آن حین امیرزاده علاء الدوله که از قبل سلطان محمد حاکم غور و گرمسیر و یکه النگ شده بود فرصت یافته
بهرات آمده بر تخت سلطنت جلوس کرده و اوزبق سلطان محمد که در حین ایلغار در رادگان گذاشته
بود و خواجه غیاث الدین پیر احمد وزیر را امیر اوزبق ساخته چون جهان بهم بر آمد و خبر امیرزاده علاء الدوله
شنیدند هر دو اوزبق یکدیگر را غارت کردند و ویران شدند و خبر ویرانی اوزبق بسلطان محمد رسید از مشهد زار
مضطرب شد بطرف رادگان آمده آثار اوزبق و تجمل او جمعی بر جای ندید و خبر جلوس علاء الدوله نیز بشنود
و متردد گشت چاره جز انصراف جانب عراق از راه چهار رباط ندید و آهنگ عراق نموده و در غیبت سلطان
محمد امیرزاده خلیل بن امیرزاده محمد جهانگیر بر فارس مستولی شده و شیخ اعظم ابو الخیر فرهی را بقتل رسانیده بود و بر
سلطان محمد عاصی شده و در حدود اصطخر سلطان محمد با او مصاف داده و او را بشکست و باز باستقلال در عراق
و فارس بسلطنت تمکن یافت و همان خصومت میان او و بابر سلطان قایم بود تا در شهور سنه خمس وخمسین وثمانمایه
باز بآهنگ خراسان و جنگ برادر از عراق لشکر بخراسان کشید و تا حد فیروزکوه دو افعان بیامد بابر سلطان
در حدود سلطان آباد بود و بزرگان سمرقند در میان ایشان باصلاح مشغول شدند و بسخن صلح برادر را
فریب داده عنصر بی نقص عهد نموده بخراسان مایل شد و بجوین نزول فرموده و از جوین باسفراین آمد بعضی

ازامرا عرض کردند که ای سلطان عالم نقض عهد نامبارک است یا بینی که چنین نشدی اما چون بود فی بود
حالا مصلحت نیست که بجانب بابر میرزا توجه نمائی صواب آنست که عزم سلطنت هرات کنیم و
چون بدولت تخت هرات بگیری کوچ و فرزندان مردم بابر سلطان جمع در هرات اند ضرورتا
مردم بابر فوج فوج بتو رجوع خواهند کرد سلطان محمد آن مصلحت نشنوده بابانگ بر امرا زد که دیگر پیش
من این سخن نگوئید مردم گمان برند که من از بابر ترسیدم زن بر من حرام باد که اگر با بابر صد هزار مرد
مسلح باشد من بصد سوار بر وی زنم چون امرا چند بار این سخن بر وی گردانیدند در غضب شد و او مردی
بود بدگمان و زبان بد داشت و فحش بسیار گفت و امرا را دشنام میداد و گویند در مستی
بر ریش شیخ زاده قوش رباطی که از امرای تربیت یافتگان او بود بول کرد و امرا از و نفور گشتند و
بمرگ خود راضی شدند و روز یکشنبه سیزدهم ذی الحجه سنه خمس و خمسین و ثمانمایه در حدود جناران که نزدیک
اسفراین و دربند شقان است میان سلطان محمد و بابر مصاف دست داد و امرای سلطان
تمامی روی گردان شدند و شیخ زاده حرام نمک نفاق پیش گرفته و امیر مرحوم نظام الدین بن فیروز شاه
حق نعمت ولی نعمت رعایت نموده حسب القدر در کوشش نموده از جانب بابر سلطان شیر احمد که
حاکم استراباد بود بقتل رسید و آخر الامر شکست بر جانب سلطان محمد افتاد و آن پادشاه
دلاور بعد از مردانگی و کوشش و از غدر امرای حرام نمک بدست بابر سلطان اسیر شد
اصبحت امیراً و امسیت اسیرا

جهانا ندانم چه آئین تست | نه این از سپهر کهن کین تست
گر از بهر این پنج روزه سپنج | با خوان چنین [illegible]
کسی گر بگردون لوا برکشد | نیرزد به بندان کو برادر کشد
ولیکن چنین گفت دانا حکیم | که شیرین بود ملک اما عقیم
اگر گفت دانا عقیم است ملک | تو گر تن درستی سقیم است ملک

و پرده پندار پیش نظر بابر سلطان حایل شد بالغ حسله رحم گشت و آب شفقت بقهور آتش
غضب گردید و عروس خوارزم در تتق قهرمان شوخی محجوب شد بقتل برادر رضا داد و سیاف قهر الهی
به تیغ بی دریغ اذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة و لا یستقدمون سلام علی محمد را بسیاستگاه

فنا رسانیده هذه الرباعیه لمؤلفه

ای همنفسان عجب سرائیست جهان　　　باشید ازین سرائے بد مهر جهان
اینست درین جهان ودون کار جهان　　　چون کار جهان چنین بود وائی کهان

حکایت کنند که سلطان محمد قبل از جنگ بیکروز در سر آب ریزی نعمان که از اعمال اسفراین است فرود آمد ونزدیکان وجوانان ومبارزان لشکر خود را دل مے داد که مردانه باشید و حق نعمت من فرو نگذارید سه هزار جوان بیکبار دستارها از سر بر داشتند وگفتند سرهای ما فدای راه تست روز دیگر شهزاده را بگذاشتند وبگریختند وگویند که ازان لشکر الآخون شاهزاده که ریخته شد بینی هیچکس خونی نشد تا معلوم رای اولوالابصار باشد که بر اطاعت وتملق عوام کالانعام اعتماد می نیست :-

ده خداوندے زعاریت بحق　　　تا خداوندیت بخشد منفق
این خداوندی که دادندت عوام　　　زود بستانند از تو هیچو دام

وفضلا وعلما وشعرا که بروزگار سلطان محمد بایسنغر ظهور یافته مولانا معظم قدوة الفضلا مولانا شرف الدین علی یزدی واز شعرا مولانا حسن ولی قلندر وبدیعی سمرقندیست -

ذکر مولانا سیمی نیشاپوری رہ

مردے مستعد وذوفنون اول در نیشاپور بودی وبعد ازان در مشهد مقدس رضوی علیه التحیته والثنا ساکن بودی ومکتب داری وادیبی مشغول بودی وبشش قلم نوشتے ودر علم کتابت وهنر شعر وعلم معما در روزگار خود نظیر نداشت ورنگ آمیزی کاغذ وسیاهی ساختن وافشان وتذهیب حق اد بوده ودرین علوم رسایل دارد ودر انشا وتالیف وترسل وغیر ذالک صاحب فن بوده واولاد واکابر در مکتب او متعلم بوده اند وبحسب تجربه مکتب او را مبارک یافته اند ومولانا عبدالحی که در خط سیاق ودبیری سرآمدست شاگرد سیمی بوده است واین مطلع سیمی راست :-

دل مسکین حاجتمند مشتاق　　　بعشق ابرویت شد بسته بر طاق
صبا برگ شگوفه پیش گل برد　　　که ای گل میرئی را خرده داری

ومولانا یمی از سخنوری بماند که مثل قناعت کردی و بنوعی که ذکر شد مطلعها گفتی اما معماهای
او بین الفضلا متداول است و این معما او راست ۔

برلب بام آمد آن مہ گفت باید مردنت کآفتاب عمرت اینک برلب بام آمدست

و درین معما چند اسم مختلف می گویند که اخراج می شود چون این ضعیف را درین علم
چندان وقوفی نیست والعہدۃ علی المستخرج و بعد شاہزادہ علاء الدولہ گویند مولانا یمی در یک
شبانہ روز سہ ہزار بیت نظم کردہ و نوشتہ در معرکہ کہ خواص و عوام مشہد جمع بودہ اند و دہل و
نقارہ میزدہ اند نہ بمقتضای حاجت برخواست و نہ طعام خوردہ و نہ خواب کردہ و آن ابیات سستی
بودہ کہ بامتحان نظم کردہ و نظم ابیات آن داستانہا بعضی روان و بعضی مصنوع بودہ و عقل درین
صورت عاجز می شود کہ این حال فوق [illegible] است [illegible] این سخن در افواہ عوام افتادہ [illegible]
والعہدۃ علی الراوی و عجیب تر از این نقل می کنند کہ در شبانہ روزی دوازدہ من طعام و میوہ خوردی
و بی ثقل ہضم کردی زہی اشتہای صادق و زہی طبع موافق ۔

کس بدینسان طعام تا نخورد کو بدین نوع نظم تا ند کرد

فائدہ :۔ یکی از حکمای ہند گوید کہ اگر ہمہ عالم یکسی نیک باشند و معدہ بد بود آنکس چہ کند ۔

جوی قوت ز طبع و صحت تن بہ است از ملک فریدون برمن

اما شاہزادہ علاء الدولہ بن بایسنغر پادشاہ نیکو منظر و خوش طبع سالہا بر مسند بایسنغری قرار
یافت و بعد از وفات جد در دار السلطنہ ہرات قایم مقام شاہرخی شد و گنج شاہرخی کہ سالہا جمع کردہ
بود دران بکشود و چون باد بہار کہ درم بر سر ساکنان بستان نثار کند دست جود برکشاد و بہرہ تمام
بلشکری و رعایا رسانید و گویند کہ گنج شاہرخی بدست جود علاء الدولہ صرف شد و بیست ہزار
تومان نقد نقرہ مسکوک بود سوای طلا آلات و جواہر و تجملات دیگر عاقبت از ان جود بہرہ جز مضائقہ
بخت ندید و از آن خلق عظیم جز عبوس از چہرہ اخوان و ابنای روزگار خود مشاہدہ نکرد ۔

حکمت :۔ پادشاہان جہان عزیزان را تخت توانند داد اما بخت نی و خسروان در مراتب
خدام توانند افزود اما عمر نی و ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم ۔

آنرا کہ نیک بخت ازل آفریدہ از بالش چہ حاجت است کہ افسر کہ مینہد

اگر پادشاه گنج و مال پادشاه بوفے بایستی که ملک مال پیوسته بدست پادشاه صاحب اقبالے که مالک این گنج شد برخورداری از دنیا و آخرت یافت :-

قوت از بخت طلب کنج زمیراث پدر   روزی خویش زحق دان نه زمزرع و شجر

و سلطان علاء الدوله بنوعے که ذکر شد از استیلائے الغ بیگ شکست یافت و مدتے متحصن شد بعد ازان بدست برادران هرچند گاه ذلیل شدی و هرجا که روی آوردی بخت تیره پشت باو کردی :-

هر روز بمنزلی و هر شب جائی   میکرد فراق بر سرم سودائی
بیچاره مسافران بحر عالم   چون زورق شکسته بهر دریائی
گاه در غور و گاه در ساری   نه مدد از کسے و نه یاری
گاه در دشت بود سرگشته   گه ز راه عراق برگشته

کو در از درشتی سخت ناهموار آن شاهزاده عالی مقدار دل خون میشد و سنگ حرمان بر سر میزد ابر را نیز بے حیائی طالع واژگون آن شاهزاده محزون رقتے در دل پیدا شدی و کوه سنگدل بزبان صدا و ابر با آب چشم معنی ندائے این بیت مناسب این حال مے خواند :-

نه زبختم رسیدے یاری نه ز یار امید لطف
آه من چون میزیم بخت آنچنان یار اینچنین

آه از جفائے روزگار و وا ز بوالعجبی این ملک غدار که فیے برو در دولت او اعتماد است و نه از نامه اقبال او هراو هرکس که ازین غدار هروانه گذشت شقی نیست سعید است :-

ایدل بکام خویش جهان را تو دیده گیر   در وی هزار سال چو نوح آرمیده گیر
هر گنج و هر خزانه که شاهان نهاده اند   آن گنج و آن خزانه بدست آوریده گیر
هر برده که هست ز بلغار و روم و چین   آن بردگان بسیم و زر و خود خریده گیر
هر اطلس و پینج که از روم و ششتر است   آنها برائے خویش قبا ها بریده گیر
ترکان تنگ چشم سهی قد خوش خرام   سیب ذقن گزیده و لبها مزیده گیر
با دوستان همدم و یاران همنفس   بنشسته و شراب مروق چشیده گیر

مال پیست چون مگس و تو چو عنکبوت — چون عنکبوت گرد مگس آرمیده گیر
درد او حسرتا و دریغا بروز مرگ — صد بار پشت دست بدندان گزیده گیر
سعدی تنست چون قفس و روح همچو مرغ — روزی قفس شکسته و مرغ پریده گیر

القصه نصیب جام علاء الدوله از خم فلک درد درد بود تا آخر از بی شفقتی برادرش سلطان بابر بجای سرمه اقبال جهان بین او را میل ادبار کشید اما حق تعالی بچشم عنایت بر نگریست مردم چشم او را از حادثه میل محفوظ داشت و چندگاهی بتکلف خود را نابینا می ساخت و عاقبت از مشهد مقدس فرار کرد و بعد از آن واقعه اعتماد بر جانب برادر و بهیچ آفریده نداشت روی بدشت قبچاق آورد و چندگاه وجود او چون وجود کیمیا معدوم و آوازه او چون آوازه عنقا بود و بعد از وفات بابر سلطان در شهور سنه احدی و ستین و ثمان مایه باز از طرف ازبک و دشت قبچاق بخراسان آمد و ولد او ابراهیم سلطان متصدی سلطنت خراسان بود باز بدستور سابق در دست فرزند مقهور و ذلیل شد و چند روزی چو نوروز در هنگام نوروز آن سال در دار السلطنه هرات حکومت شکسته بسته نمود و جهان شاه پادشاه را از طرفی میرزا احمد و سلطان سعید ابو سعید میرزا از طرف خود بیچو یاد سر از میانه برخواست که من آخر الامر عاجز وار در ملازمت پسر عازم جبال غور و غرجستان شد و غوغاء و تمنای مملکت را آن دو عاجز بدین دو پادشاه قوی گذاشته و در حدود غرجستان و آن دیار چند نوبت میان پدر و پسر منازعت و مصالحه افتاد و آخر هر دو متفق شده در حدود کولان که از اعمال بادغیس است با سلطان ابو سعید گورگان مصاف دادند و شکست یافتند و در آن فرار علاء الدوله میرزا بحدود رستمدار افتاد و شب و روز آن سلطان زاده محترم محروم دعا کردی که سرگردانی از حد گذشت و جفای فلک بی اندازه گشت تا در شهور سنه ثلث و ستین و ثمان مایه در حدود رستمدار ازین جهان غدار بروضه دار القرار تحویل فرمود:—

وارست شه از جفای اخوان جهان — شد سیر دلش ز نعمت خوان جهان
مانند جهان ز گلشن دهر گذشت — چون گل دو سه روز بود مهمان جهان

ذکر مولانا یحیی سیبک نیشاپوری رہ

مردے فاضل و در اکثر علوم صاحب وقوف بود و بروزگار خاقان مغفور شاہرخ سلطان بفضل و استعداد شہرت یافت و در علم شعر و خط صاحب فن بوده و چندده نامہ بنظم آورده و کتاب اسرارے و خماری تالیف نموده و سخنان اکابر و استادان بتضمین در آن نخستین سے آورده و این بیت از انجملہ است:-

مکن اسرار خالص را القند و زعفران معجون　　برنگ و بوی خال و خط چرا جنت و نہ بیمارا

و مولانا یحیی در صنائع شعرے مبالغہ دارد کہ پیے آن سخنورے نمی کند چون او مرد قانع و از ملازمت اہل دنیا مجتنب بوده سخن او زیاده شہرتے نیافت والا او از سخنوران معتبر است اشعار و مطلع ہاے او بین الشعرا مذکور و دیوان او درین دیار مشہور است و این مطلع او راست:-

آن ترک کہ صد خانہ کمانش بپی انداخت　　سوے فلکم گفت خدنگی و بینداخت

ولہ

ہمچو بلبل ہای ہوی کن کہ برخواہد پرید　　مرغ روح از شاخسار عمر تا ہی می کنی

ولہ

تو ای سر خیل مہرویان چہ نامے	ملک یا حور یا رضوان کدامے
چو در بستان خرامی سرو نازی	نہی ہرگاہ بہ بالاے بامے
مرا رخسار و زلفت ہست مطلوب	انیس وقت جان صبح و شامے
نسیما تگذری گر بر دیار ریشق	فبلغ عند معشوقے سلامے
مران از کوی او مارا رقیبا	فلا تترد مسایل عن کرامے
گل اندر غنچہ تر دامن بود لیک	دریده جامہ در نیکنامے
گدائے ہست قناعے مسکین	فحسبی عند اقران احتشامے

توفی مولی الفاضل نور مضجعہ فی حدود سنہ احدی و خمسین و ثمان مایہ۔

ذکر مولانا غیاث شیرازی نور الله مضجعه

مرد خوش طبع دانا و مورخ و حکیم شیوه و خوش طبع بوده و سرآمد و مقدم اهل طریق و از معرکه گیران فارس بوده و شاعر پهلوان است و در مناقب خاندان طیبین و طاهرین قصاید غرا دارد و اشعار او مشهور است اما مردی منصف بوده و در تعصب و تشیع مثل ابنای جنس خود نیست و اعتدال رعایت میکند و این قطعه او راست۔

نهتک در سخن گفتن زیان است	تأمل کن تأمل کن تأمل
بکار بد چو نیکان تا توانی	تعلل کن تعلل کن تعلل
بفضل و علم راه حق توانی یافت	تفضل کن تفضل کن تفضل
نکو فالی بود اقبال مردان	تفأل کن تفأل کن تفأل
ز اندیشه فرو شو لوح بینش	توکل کن توکل کن توکل
مکن ابن غیاث از کس شکایت	تحمل کن تحمل کن تحمل

گویند مولانا کمال مرد زیبا سخن و لطیف منظر بود و در شهر شیراز در میدان سعادت نماز دیگر بساط انگندی و بسخن گوئی و مناقب خوانی مشغول شدی و ترکیبها و یه فروختی و از کتاب جاماسب نامه و احکام خبر گفتی و مردم را بدو اعتقادی بودی و او را رعایت کردندی و هر روز او را ازین باب مبلغی در آمد بودی روزی ابراهیم سلطان مولانا را طلب داشت و پرسید که از مذاهب چهارگانه کدام بهتر است گفت ای سلطان عالم پادشاهی در درون خانه نشسته است و این خانه چهار در دارد و از هر در که در آئی درین خانه سلطان را توان دیدن تو چهار کن تا قابلیت خدمت سلطان حاصل کنی از در سخن گوی و از صدر نشینان جوی شاهزاده دیگر باره پرسید که ای مولانا متابعان کدام فاضل ترند گفت صالحان هر قومی و هر مذهبی سلطان را این سخن از مولانا خوش آمد و مولانا را انعام و اکرام فرمود هر آئینه کسی را که اندک وقوفی از عالم معنی است از قبول و رد خود را دور میدارد و یقین میداند که او را بجهت فضول نیافریده اند تخصیص در قبول و رد اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم فرمود که کفر طریقت و شریعت است الا همه را بزرگ و فاضل دانستن

و بحق داشتن و عطار درین باب فرماید:-

الا لے در تعصب جانت رفته ۔ گناه خلق در دیوانت رفته

مشو از ابلهی پر زرق و پر مکر ۔ گرفتار علی مانده و بوبکر

گهی این یک بود نزد تو مقبول ۔ گهی آن یک بود از کار معزول

گزین بهتر وران بهتر ترا چه ۔ که تو چون حلقه بر در ترا چه

همه عمرت درین محنت نشستی ۔ ندانم تا خدا را کی پرستی

یقین دانم که فردا پیش حلقه ۔ یکی گردند هفتاد و دو فرقه

چه گویم گر همه زشت ار نکویند ۔ چو نیکو بنگری جویای او یند

الهی نفس سرکش را زبون کن ۔ فضولے از دماغ ما برون کن

دل ما را بخود مشغول گردان ۔ تعصب جو یرا معزول گردان

ذکر مولانا بدخشی ره

از جمله فضلا است و در شهر سمرقند بعهد دولت الغ بیگ در سخنوری مرتبه عالی داشت و سرآمد شعرای روزگار بوده و سلطان و اکابران عهد او در سخنوری مسلم میداشتند و در مدایح پادشاه مشار الیه قصاید غرا دارد و دیوان او در آن دیار مشهور است و قصیده ردیف آفتاب بر قدرت و لطافت طبع او گواهی میدهد و این دو بیت از جمله آن قصیده است:-

اے زلف شب مثال ترا ابر در آفتاب ۔ از شب که دید سایه که افتد بر آفتاب

زاغیست طرهٔ تو همایون که آشیان ۔ بالای سرو دارد و زیر پر آفتاب

ذکر مولانا خیالی بخاری ره

از جمله شاگردان خواجه عصمت الله بخاریست مرد مستعد و خوش طبع بوده و سخنان درویشانه و پاکیزه دارد و دیوان او در بدخشان و ماوراء النهر و ترکستان شهرت عظیم یافته و این غزل او راست:-

هر که زین وادی بکوی بخت و دولت میرسد ۔ از ره و رسم قدم داری و همت میرسد

از خروش کوس شاهان این ندا آید بگوش — کین سرا هر پادشاهی را بنوبت میرسد
فرصت صحبت مکن فوت از پی مقصود خویش — حالیا خوش بگذران کاتهم بفرصت میرسد
آخر ای سرگشتهٔ وادی هجران بیش ازین — تشنه لب منشین که دریاهای رحمت میرسد
از رهِ غربت خیالی عاقبت جائی رسید — هر که جائی میرسد از راهِ غربت میرسد

امّا خیالی دیگر در سبزوار و خیالی دیگر در تون بوده اند و بدینها گفته اند فاما در جنب مولانا خیالی بخاری خیال ایشان محال است۔

ذکر ملک الشعرا بابا سودائی

طبع متین و سخن شاعرانه مضبوط دارد و اصل بابا سودائی از ابیورد است و او مرد ظریف و اهل دل بوده و سلاطین و حکام او را محترم میداشته اند و بعضی برآنند که بابا اهل ولایت بوده است داوّل خاوری تخلص میکرده در ثانی الحال او را جذبه رسیده سر و پا برهنه چند سال در دشت خاوران میگردید و بعد ازان بسودائی اشتهار یافته و بروزگار خود سرخیل شعرا بوده و این طائفه او را حرمت و عزت میداشتند۔

حکایت آورده اند که اهالی ابیورد از مردم جانی قربان بغایت در زحمت بودند و چند نوبت از ایشان شکایت نزد سلاطین روزگار بردند مفید نبود بسبب آنکه مردم بقوت و مکنت بودند و سرداران ایشان را نزد سلاطین مقدار بسی و جاهی بود و بابا سودائی در ابیورد دهی داشت سگان نام و حالا آن موضع مدفن اوست و تعلق باولاد او میدارد و مردم جانی قربانی در محصول آن ده خرابی میکردند بابا قصیده در باب آن مردم میگوید ابتدا بمدح شاهرخ سلطان و من بعد شکایت مردم جانی قربانی مینماید و شاهرخ سلطان بضبط آن مردم مشغول شده و بعضی ازان مردم را هر دو طوس برده پراگنده ساخته و این است بعضی ازان قصیده:—

ملکِ ویران شود از جانقی جانی قربان — ور قرلباسی بکند همسر محمد توقان
چشمِ ظالم نپسندد بسر دیهای گروه دون — کرده دزدی و دغا پیشهٔ بی نام و نشان
در دماغ همه شان فکر کلاب و خرسان — در خیال همه شان ذکر خروج و طغیان

نائب دست چپ نیست بگو سعد الملک ‌‌‌‌ بردم اسب گره ازچه زند تا بستان

هست دانا و دلیل همه مولانا قاسم ‌‌‌‌ خوش دلیلیست اذا کان غرابا برخوان

پادشاها بکن این قوم مخالف را دور ‌‌‌‌ یا بکن کوه کلات چو فلک را ویران

و در ختم قصیده در دعائے دولت شاہرخ سلطان این بیت نیکو گفته است۔ بیت

نیک خواهان ترا دولت برلاسی باد ‌‌‌‌ بدسگالان ترا محنت جانی قربان

حکایت کنند که بروزگار بابا سودائی در ابیورد چنان اتفاق افتاد که قاضی ابوسعید خر بود و خواجه جلال استرجانی قربان و صدر الدین سگ داروغه و محمد گله گاو محصل مال و مناسب این حال بابا سودائی این قطعه فرمود:—

بادر دلسان اسپائی است ‌‌‌‌ چرخش همه غصه است و غم ناد

داروغه سگست و قاضیش خر ‌‌‌‌ عامل شتر و محصلش گاد

تنها چه بود نصیب رعیت ‌‌‌‌ لت خوردن و زر شمردن و داد

گویند بابا قصیده در منقبت امیر المومنین و امام المتقین یعسوب المسلمین اسد الغالب علی بن ابی طالب انشا فرموده و در پایان قصیده مذمت سلاطین روزگار فرموده و سلاطین آن روزگار ترک بدعتها کرده متنبه شده اند و اینست بعضے ازان قصیده:—

بر لوح سیم صبح بکلک زر آفتاب ‌‌‌‌ بنوشته نام احمد و القاب بوتراب

یعنی دو بود اسم و مسمی همان یکے ‌‌‌‌ احول دو دید شان و یکے بود در حساب

برخوان حدیث لحمک لحمی و سر مپیچ ‌‌‌‌ بشنو رموز دمک دمی و رخ متاب

از خیل انبیا نبی الله هاشمی ‌‌‌‌ وز جمع اولیا اسد الله بوتراب

سخن شعرا در دل سلاطین اثر مے کند اگرچنانچه علمائے روزگار ما کلمه حق بجا آورند و زبان نصایح فرو نه بندند اثر خیر مید بدا اما این باب درین روزگار مسدود شده و این غزل اوراست۔

عنبرست خال و رخت ورد و خطت ریحان است ‌‌‌‌ دهنت غنچه و دندان در ولب مرجان است

گوهرت نطق و زبان طوطی و خندق انگشت ‌‌‌‌ زنخت سیب و برت سیم و ولت سندان است

پیش دندان تو در بحر بدرویشی در ‌‌‌‌ گوش بگرفت که درویشی درویشان است

فرقت روئے تو ز اندازه طاقت بگذشت　　پیش ازین صبر ندارم کرم از مردان است

میده ام جان بیکے بوسه و دل سودائی　　گفتمش دل ندهی گفت که دل سلطان است

قصاید غرا که بابا در جواب شعراء بزرگ گفته مشهور است و لطایف و ظرایف او بین الخواص والعوام مذکور هر که از زیاده شوق اشعار بابا باشد رجوع بدیوان او کند و بابا عمر دراز یافت از هشتاد سال سن او تجاوز کرد توفی فی شهور سنه ثلث و خمسین و ثمان مایه و دفن فی سگان من اعمال ابیورد۔

ذکر طالب جاجرمی

غزل رانیکو میگوید و از خدا زادگان جاجرم بوده و شاگرد شیخ آذری است در اوّل حال سفر اختیار کرده در دار الملک شیراز اقامت ساخت و آنجا قبول تمام یافت و اشعار او در ملک فارس شهرت کلی گرفته و در جواب شیخ سعدی اشعار دارد و غزل شیخ را مطلعش اینست۔

دیده از دیدار خوبان برگرفتن مشکل است　　هر که ما را این نصیحت میکند بیحاصل است

طالب در جواب این تتبع کرده :-

ایکه بے روئے تو ما را زندگانی مشکل است　　تلخی داغ فراقت همچو زهر قاتل است

حاصل عمرم تو بودی اے نگار لاله رخ　　تا تو رفتی از برم عمر من بیحاصل است

در غمت بگریستم چندانکه آبم سر گذشت　　از پیت زانرو نمی آیم که پایم در گل است

اے نسیم صبحگاهی با من بیدل بگوی　　کین زمان آرام جانم در کدامین منزل است

اے همای دولت از ما سایه خود برمگیر　　نیر اقبال تو بر هر که افتد مقبل است

ما ز آب دیده خود غرقه بحر غمیم　　از غریق آنکس چه داند کو بروئے ساحل است

یار رفت و با من طالب حدیثے هم نگفت　　وه که تا روز قیامت این شمارم بر دل است

و طالب مناظره گو و چوگان در شیراز بنام عبدالله بن ابراهیم سلطان نظم کرده شاهزاده او را صله داد و نوازش فرمود و او مردے معاشر و ندیم شیوه بود و همواره بجوانان و ظریفان اختلاط نمودی و یا ندک فرصتے آن مال برانداخت مدت سی سال در شیراز بدل خوشی و ظرافت و عشرت روزگار گذرانید در حدود سنه اربع و خمسین و ثمان مایه وفات یافت و در پهلوے خواجه حافظ شیرازی در مصلاے

شیراز مدفون است اما شاهزاده عبدالله بن ابراهیم سلطان شاهرخ پادشاهزاده کریم طبع و زیبا منظر
خوش خلق بود و بعد از وفات پدر در مملکت شیراز و فارس بحکومت نشست از واقعه شاهرخ
سلطان محمد بایسنغر او را از فارس اخراج نمود و او التجا بعم خود الغ بیگ آورده او را تربیت کلی
نمود و دختر خود را بدو داد و او را همراه بسمرقند برد و بعد از قتل عبداللطیف خزانه الغ بیگ که عبداللطیف
از غایت خساست و بخل دست بران نکرده بود سلطان عبدالله همچون باد بهار بر ساکنان آن دیار
نثار نمود گویند تا صابون بخش کرد قیاس اموال دیگر بدین توان کرد. بیت

درین خرابه مکش بهر گنج غصه و رنج　　چو نقد وقت تو شد فقر خاک بر سر گنج

روزگار دون که خسیس نواز است و کریم گداز سنگ تفرقه در اوقات مجموع آن شاهزاده
انداخت و سلطان ابوسعید برو خروج کرد و بمددگاری ابوالخیر خان در شهور سنه اربع خمسین
وثمان مایه در نواحی شهر سمرقند بدو مصاف داد و سلطان عبدالله بر دست سلطان ابوسعید شهید شد
از باد هوا آمد و بر خاک فنا شد۔

طبقهٔ هفتم

ذکر منظور عنایات نامتناهی امیر شاهی سبزواری نور مرقده

فضلا برانند که سوز خسروی و نازکیهائے کمال و لطافت حسن و صفائی سخن حافظ در کلام امیر شاهی
جمعست و همین لطافت او را کفایت است که در ایجاز و اختصار کوشیده که خیر الکلام ما قل و دل۔

یک دسته گل دماغ پرور　　از خرمن صد گیاه خوشتر

مولد و منشا امیر شاهی سبزوار است و هو آق ملک بن ملک جمال الدین فیروزکوهی است و اجداد او
از بزرگان سربدار بوده اند و از جمله خواهرزادگان خواجه علی مؤید است بعهد سلطان شاهرخ که کار
سربداران تراجع افتاد و او رجوع بشاهزاده بایسنغر نموده و شاهزاده را بدو نسبت و التفاتے
بودی و بعضی اسباب و اموال و املاک موروث که در تصرفات سربداریه در دیوان افتاده بوده

بایسنغر میرزا پدر و را کردند و او را منصب ندیمی و تقرب آن حضرت دست داد گویند ملک
جمال الدین پدر امیرشاهی یکی از سرداران را کارد زده و کشته بود بروز جانور انداختن شاهزاده
بایسنغر روزی در النگ کهدستان جانوری انداخت چنان اتفاق افتاد که پادشاه
و امیرشاهی تنها به یک جائی ماندند و سواران در عقب جانور تاختند در آن حال شاهزاده روی
با امیرشاهی کرد و گفت پدرت در پیش برون کارد و هلاک دشمن مثل امروز فرصتی رعایت
کرده و مردانه رفته امیرشاهی متغیر شد و گفت «وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی» مقرر است
که پسر که بکار پدر مشغول نباشد او را با ولیاء پدر نتوان گرفت و من بعد از خدمت سلاطین
اعراض نموده سوگند یاد کرد که تا زنده ام خدمت سلاطین نکنم و بعد الیوم روزگار
بفراغت گذرانیدی و در شهر سبزوار املاکی داشت بعیش و خوش دلی بزراعت مشغول
شدی و دایما با فضلا و اهل استعداد مصاحب بود و سلاطین و امرا و حکام او را حرمت داشتندی
و امیرشاهی مردی بود هنرمند زمان خود و انواع هنر داشت و بی‌نظیر بود و کاتبی در کتابت
استاد بود و در تصویر بکیفیتی که این بیت مناسب حال اوست. بیت

گر به چین نسخه تصویر ز پیش تو برند تا چها رید بهد در فن خود مانی را

و در علم موسیقی ماهر و عود را نیک نواختی و در آئین معاشرت و حسن اخلاق و ندیمی مجالس
اکابر قصب السبق از اقران و اکفا بود و این قطعه را بعضی بدو منسوب می دارند بوقتی در مجلس
یکی از سلاطین او را موخر بر جمعی نشانده بودند. قطعه

شاها مدار چرخ فلک در هزار سال چون من یگانه ننماید بصد هنر
گر زیر دست هر کس و ناقص نشانیم اینجا لطیفه ایست بدانم من اینقدر
بحر است مجلس تو در بحر بی‌خلاف لؤلؤ بزیر باشد و خاشاک بر زبر

و چون غزلیات امیرشاهی بسیار مشهور است و او را جز طور غزل از اصناف سخنوری
اختیاری نبود و از غزلیات جدید او که بعضی از آن در دیوان او مسطور نیست سه غزل ثبت
شد غزل

نه کنج وصل تمنا کنم نه کنج حضور خوشم بخواری هجر و نگاه دورا دور

بسعی پیش تو قدرے نیافتم چکنم　　کہ شرمسارم ازین جستجوئے نامقدور
تنے چو موئے شدہ زرد و زار و نالانم　　ز تاب حادثہ ہمچون بریشم طنبور
بگرد کوئے تو گشتن ہلاک جان منست　　چو پر کشودن پروانہ در حوالی نور
سروش غیب بشاہے خطاب کرد مرا　　ببندگی تو در شہر تا شدم مشہور

واین غزل در شہر استراباد گفت بوقتیکہ شہزادہ ابو القاسم بابر بہادر او را بجہت تصویر کوشک گل فشان از سبزوار استراباد بردہ بود۔

تو شہریار جہان ما غریب شہر توئیم　　وطن گذاشتہ بے خانمان ز بہر توئیم
دوائی دل نشود نوش جام جم را　　کہ ناز پرور پیمانہائے زہر توئیم
ز لطف بر سر ما دست رحمتے می نہ　　کہ پائمال حوادث ز تاب قہر توئیم
چو لالہ خون چکد از نو بہار عارض تو　　چو غنچہ چاک دل از لعل نوش بہر توئیم
نثار از وفائے تو مشہور عالمی شاہی　　بس است شہرت ما کز سگان شہر توئیم

ولہ

باز این سر بے سامان سودائے کسے دارد　　باز این دل ہرجائی جائی ہوسے دارد
از کنج غمش دیگر در باغ مخوان دل را　　کان مرغ کہ من دیدم خو با قفسے دارد
ہر کس بمراد دل دارد بجہان چیزے　　با ہم دو دل ویران آن نیز کسے دارد
شبہا سگ کویش را رحمے نبود بر من　　خوش وقت اسیرے کو فریاد رسے دارد
از کوئے بتان شاہی کم جو رہ برگشتن　　کین بادیہ ہمچون تو آوارہ بسے دارد

ولہ

در جمع خوبرویان ہم صحبتست مارا　　کاسباب خرمی را صد گونہ ساز کردہ
از بادہ ہائے وصلش ہر کس گرفتہ جامے　　چون دور ما رسیدہ بنیاد ناز کردہ
لب بر لبش نہادہ خلقے بکام و شاہی　　از دور چون صراحی گردن دراز کردہ

عمر امیر شاہے از ہفتاد سال تجاوز کردہ بود کہ در بلدۂ استراباد بعہد دولت بابر بہادر وفات یافت و نعش او را ببلدۂ فاخرہ سبزوار نقل کردند بخانقاہے کہ آبا و اجداد او ساختہ اند کہ بیرون شہر سبزوار است

بجانب نیشاپور وکان ذالک فی شهور سنه سبع وخمسین وثمان مایه وشیخ آذری وخواجه فخر الدین
اوحدی مستوفی ومولانا یحیی سیبک ومولانا حسن سلیمی معاصر امیر شاهی بوده اند ره گویند بایسنغر
سلطان یک چند تخلص شاهی کردی چون دید تخلص شاهی بر امیر اقملک قرار گرفت ودر شرق
وغرب شهرت پذیرفته ترک نموده قسام ازل هرچه رقم کرد عدول از ان محال است بعضے را
شاهی صورت مے دهند وبعضے را شاهی معنی هر کرا هرچه داده اند مزید بے متصور نیست بیت

ندانم تا رقم چون رفت در رد قبول ما
همه از انتها ترسند ومن از ابتدا ترسم

اما سلطان عالی رائے عالم آرائے ابو القاسم بابر

کلک او بد کلید مخزن جود
تیغ او کار ساز ملک وجود

رایت جهانداری در عهد او بذروه عیوق رسید لشکری داشت آراسته جوانان بیدل نوخاسته
تجملی که چشم اسکندر در جهانداری بخواب ندیده وسپاهی که فریدون آوازهٔ آن نشنیده. بیت

آنچه شهرخ بجهد وکوشش ورنج
جمع آورد در صد چل و پنج

از سلاح دستور واسب وغلام
آن چه بردی توان نهادن نام

پیش بابر جنید بو بدل زاد
چرخ آن جمله بر طبق بنهاد

حق سبحانه وتعالی او را سروری وباوجود کهتری بر برادران مهتری کرامت فرمود مع هذا خسرو
درویش دل بود وصفدر حقیر نواز دوا زباطن مردان باخبر ودست عطاے او ناسخ ابر آذار بود دل
صاف او مختار اخیار وابرار اما بجهت آنکه او پادشاهے بود موحد عارف وکم آزار وسهل البیع امرا و
ارکان دولت او مستقل شدند ورعیت از ان معنی منضرر شدن ملک را شاه ظالم به چل به ز مظلوم
عاجز عادل حکایت کنند شاه رخ سلطان در وقتے که در رے بجوار رحمت الٰهی پیوست شاهزاده
بابر در معسکر شاهرخ بود ومیل استرآباد نمود وامیر هندو یاقوت را که بعهد شاهرخ سلطان زیاده
منصبے ومرتبه نداشت ومفلوک بود ودر ان حین استرآباد بملازمت شاهزاده شتافت و
محل وارتفاع یافت بر نحوای آیه والسابقون السابقون اولئک المقربون هندو که
امیر الامرا شد وچون او مردے مسن روزگار دیده ومبارز بود وشاهزاده برای تدبیر او کار کردے نوبتے
با شاهزاده گفت اے سلطان عالم برادران وابنائے اعمام تو در ممالک مستقل اند گنج وسپاه بدست

ایشان افتاده و بزرگ زادگان این دولت ملازم آن جماعت اند اگر سخن مرا گوش کنی و تحمل
که ملک بتو انتقال کند و الا با وجود این مردم همانا که تو از ملک محروم خواهی بود شاهزاده گفت
کدام است آن مصلحت گفت آنکه مردم دون و بد اصل را تربیت مکن که بزرگ زادگان
بتو سر در نیاورند دوم بخشندگی با فراط مگیر تا آوازه جود تو مردم بتو رجوع کنند سوم آنکه یساق
سخت مکن که مردم ایذا رسد و از تو امن باشند چهارم آنکه لشکر را از غارت و دست اندازی
منع مکن تا بجهت جمع شوم خود کار تو از پیش برند و چون کار تو از پیش رود و ملک بر تو مسلم گردد زنهار که این
کارهای مذموم را ترک کنی و خلاف این قاعدهای بد نمائی که این ما همه جهت تو ضرور است شاهزاده چون
دانست که جهت بنای دولت او این سخنها میگوید از و پذیرفت و چنان کرد و سلطنت بدو
استحکام یافت اما چون بدعتے و قاعده مستمر شده بود فجاة دفع آن میسر نشد مسلمانان از
تدبیر خطای هندو چند گاه در پریشانی تمام گذرانیدند حقا که تدبیر آن ظاهر بین غلط محض بود چه
خداوند تبارک و تعالی دولت در عدل تعبیه کرده نه در اراده لشکری و رعیت پروری و نام نیکو و ذکر
جمیل و نشر رافت ببندگان خدا آفریده نه در کوشش و توفیر خزاین

پاری چو فسانه میشوی ای بخرد   افسانه نیک شو نه افسانه بد

القصه شاهزاده بابر پانزده سال بکامرانی سلطنت راند و هر جای که روی آوردی دولتش
مساعدت نمودی و بخت و اقبال یاوری کردی سرداران او دم پادشاهی میزدند و امرای
او اساس سلطنت داشتند حاتم طی اگر زنده بودی سجل سخاوت و جود سطے کردی و از معنی
او معن بن زائده زیاده نبودی و بعد از واقعه برادرش سلطان محمد عازم فارس و عراق عجم شد و
آن ملک را مسخر ساخت و در اکثر ایران زمین خطبه بنام او خواندند و هر جای و هر ملک که روی
آوردی تاب او نیاوردندی و مطیع رای جهان آرای او شدندی و در عهد دولت او عراق
از دست تصرف آل تیمور بیرون رفت و ترکمانان بر آن بلاد مستولی شدند در شهور سنه خمس و خمسین
و ثمانمایه و آن استیلا از جهت بی تدبیری شاهزاده بابر بود که بعد از قتل برادرش سلطان محمد
بتعجیل بی یراق بعراق نهضت نمود و جهان شاه و ولد او بی یراق فرصت یافتند و شاهزاده
بابر را فرصت آن نبود که بتدارک مشغول گردد عراق را بازگذاشت و ایشان بر عراق حاکم شدند

وبعد ازان سلطان بابر جهت دفع جهان شاه ولشکر ترکمان یراق کلی ولشکر بی قیاس جمع نموده
ومتوجه عراق وآذربایجان گردید دران حال سلطان ابوسعید در شهور سنه سبع وخمسین
وثمانمایه از ماوراء النهر لشکر کشید وپیر درویش هزار اسپه برادر میرزا علی را که والی بلخ
بود بقتل رسانید وشاهزاده بابر بعزیمت جانب استرآباد را فسخ کرده از اسفراین بسلطان آباد جرجان
بقصد سلطان ابوسعید لشکری بجانب سمرقند کشید از پنج آب جیحون گذشت ودر شهور ثمان وخمسین
وثمانمایه بلده محفوظه سمرقند را محاصره کرد ودو ماه دیگر از طرفین قتال ومصاف بود
چون زمستان در رسید از جهت صعوبت سرما وتلف چهارپایان ومشقت لشکریان سلطان
بابر بصلح راضی شد بزرگان درمیان آمده اصلاح نمودند وشاهزاده بابر بطرف خراسان مراجعت نمود
ودران سفر مشقت بسیار مردم بابر کشیدند وبرگشت مجموع گرسنه وبرهنه بوطن رسیدند وآن چشم زخمی
بود دولت بابری را وبعد ازان نهضتی نکرد وبفراغت وخوشدلی وعشرت روزگار گذرانیدی
وسلطان بابر باکرم شامل خواص وعوام در افت وتواضع بالا کلام بوده وطبعی موزون وسخنی
چون در مکنون داشت واین غزل بابر راست غزل

در دور ما ز کهنه سواران یکی می است | وانکو دم از قبول نفس میزند نی است
این سلطنت که ما ز گدائیش یافتیم | دارا نداشت هرگز وکاوس را کی است
دانی کمان ابروی جانان سیه چراست | کز گوشه اش دود دل خلق در پی است
دارد بزلف او دل زنار بسته ما | سودای کفر وکافری وهرچه در وی است
بابر ز سیل ناله زارست بر آسمان | لیلی وقوف یافت که مجنون درین حی است

در شیوه سخاوت وجود بابری حکایات فراوان منقول است از انجمله حکایت کنند که چون بابر
سلطان قلعه عماد را که تخت گاه اصلی بود مسخر ساخت بدره های جواهر نفیس پیش او آوردند بدره ازان
بیکی از مخصوصان خود بخشید وجیه الدین اسمعیل که وزیر آن حضرت بود گفت ای سلطان عالم
اول سر بدره بگشای شاید خراج اقلیمی را جواهر درین بدره باشد گفت ای خواجه مقرر است
که درین بدره جواهر نفیس خواهد بود الا غرض این است هرگاه که سر بدره بگشایم جواهر دلپذیر باشد
دل مرا مفتون سازد واز گفته پشیمان شوم همان بهتر است بیت

از شمع رخش دیده همان به که بدوزیم   چون فائده نیست نه بینیم و نه سوزیم

بزرگان و حکما مقرر داشته اند که بهترین سیرتی در بنی آدم کرم است و این شیوه پوشنده معایب است:—

اما کرم را نیز طرفین است چون بتفریط رسد آدمی از مرتبهٔ انسانیت بطریقهٔ شیطنت مبدل می شود إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ هر آئینه که صراط مستقیم که اوسط امور است اختیار حکما و فضلا است حکایت آورده اند که معاویه بن ابی سفیان روزی میگفت که الهاشمی جواد والمخزومی متکبر والتیمی شجاع والاموی حلیم این حکایت بعرض امام البررة وقاتل الکفرة اسد الله الغالب علی بن ابی طالب ع رسانیدند آن حضرت فرمود که عجب مردی مدبر و مکار است معویه درین سخن مقصودی دارد مدار کار قبیلهٔ قریش برین چهار فرقه است آنکه هاشمی را بسخاوت تعریف کرد مقصودش آنست که هاشمیان باین نام نیک غره شوند و هرچه دارند بافراط و تفریط بخشند و محتاج و درویش شوند و هیچکس در عالم بدرویشان خوش نیست و اطاعت فقرا مردم کمتر می کنند و بدین جهت از حکومت و خلافت معزول شوند و آنکه مخزومیان را متکبر وصف کرده میخواهد که آن مردم برین خصلت مذموم مشهور شوند و مبغوض طباع خلایق گردند و آنکه تیمی را شجاع گفته غرض آن است که آن فرقه بهمت اسم و رسم خود را در معارک خوف و خطر اندازند که مردم ایشان را پهلوان و شجاع گویند و بکلی مستاصل شوند و آنکه قوم خود را حلیم نامید حلم چیزی است که هیچ خوف و خطر ندارد و محبوب خلایق است میخواهد او و خاندان او در نظر مردم محبوب و مقبول باشند از خطرات دور و بامر خلافت نزدیک والسلام اما چون آفتاب دولت بابری باوج صعود رسید و مسالک مشید و قوانین ملک ممهد شد عین الکمال آن خورشید اقبال را بهبوط و زوال کشید بوقتی که دلهای خلایق بر دور دولت او قرار یافته بود و بنیانها بشکر آبادی و نعم او جاری گشته در آغاز تباشیر صباح جوانی و تنعم و کامرانی شاهزاده از منزل زندگانی بمحل بقای آنجهانی تحویل فرمود و تمام رسیدگان آن ناگاه خاک درگاه آن خسرو گردون پناه را بر سر کرده بخروش و شیون و زاری کنان در خواندن بیت میکوشیدند بیت

که فلک آهسته رو کاری نه آسان کرده   ملک ایران را بمرگ شاه ویران کرده

آفتابی را فرود آورده از اوج خویش　　بر زمین افگنده و با خاک یکسان کرده
نیست کاری مختصر چون نا حقیقت میرزی　　قصه خون و بال خلق و قلع ایمان کرده

چون شاه بابر درویش دل و عارف و موحد بود چندان تعلقی باین خاکدان غدار نداشت مانند اولیاء الله آگاه رفت۔ بیت

عاشقانی که با خبر میرند　　پیش معشوق چون شکر میرند

بهنگام رحیل همگنان را از رفتن خود آگاهی داد و وصیت فرمود و فرزندش شاه محمود را با امرا و ارکان دولت سفارش کرد و از مردم مشهد مقدس بجلی حاصل و شاهد جمال معشوق بوده بکلمهٔ توحید تمسک جست و این بیت میخواندا۔

جان بحق واصل شد و من در پی حق میروم　　گرچه دشوار است ره من لیکن آسان میروم
دوستی گفت رفتن اندر پیش من نهید بگفت　　من چو دیدم روی او زان روی خندان میروم
صرصر مرگم برفتن می کند تعجیل و من　　از خفی چون صبا افتان و خیزان میروم

نعش ارجمند آن خسرو سعادتمند را امرای نامدار بر دوش گرفته در روضهٔ منور سلطان الاولیا علی بن موسی الرضا علیه التحیة و الثنای برده نماز بر نعش شاهزاده با قامت رسانیدند و بجوار مرقد رضا بعد از رضای خادمان رضوان مآب در مدرسهٔ شاهرخی بر قبه طرف قبله مدفون ساختند و هیچکس را از سلاطین نامدار بعد از رحلت از دنیا این قدر و منزلت دست نداد۔

گر دو روزی بتو اضع بسر آری دنیا　　بعد رفتن کنف روضه مقامت باشد
حق تعالی روح پر فتوح آن خسرو دنیا را　　در آخرت مسرور دارادو بالنبی و آله

الامجاد تاریخ وفات بابری عزیزی گفته۔

شاه بابر شهی که از عدلش　　عدل نوشیروان شدی ناسخ
بود راسخ چه در سخا و کرم　　گشت تاریخ فوت او راسخ

واین تاریخ دیگر روشن تر است۔

ناگاه قضا ز قدرت سبحانی　　بر خاک فگند تاج بابر خانی
در هشت صد و شصت و یک ز تاریخ رسول　　در سادس عشرین ربیع الثانی

وازاکابر علما و شعرا کہ بعہد بابری ظہور یافتہ اند از مشایخ طریقت شیخ الشیوخ الفاضل العارف صدر الحق والدین محمد الرواسی الکاشی است رہ و از علما مولانا فاضل العلامہ مولانا محمد جاجرمی و از شعرا مولانا طوطی ترشیزی و خواجہ محمود بریسہ و مولانا قنبری زہ ناب نیشاپوری رہ۔

ذکر مولانا حسن سلیمی رحمۃ اللہ علیہ

مردے سلیم و نیکو نہاد و اہل دل بودہ و در شاعری طبع قوی داشتہ و در منقبت امیر المومنین و یعسوب المسلمین علی و اولاد بزرگوار و ائمہ معصومین قصاید غرا دارد و لایت نا ہمارا چون او دیگرے از مداحان نظم نکردہ گویند اصل او از تونست و در سبزوار متوطن بودہ ابتدائے حال عملداری کردی روزے برائے بر بیوہ زنے بنوشت و آن عجوزہ فریاد کنان روئے بدو کرد و گفت اے مرد این برات نا موجہ بحکم کہ تو برمن نوشتہ سلیمی گفت بحکم سید فخر الدین کہ وزیر ملک است پیرزن گفت اے ظالم اگر در روز عرض اکبر دامنت گیرم و تو گوئی کہ من بحکم سید فخر الدین بر تو ظلم کردہ ام ایا خدائے تعالی دارند و این سخن از تو قبول کند یا نی درے نہاد سلیمی از سخن عجوزہ بیداشد فریاد برزد کہ نہ واللہ نہ واللہ و ہمان ساعت دوات و قلم بشکست و سوگند خورد کہ بدت العمر گرد سحر اخواری و عملداری نگردم و بقول و عہد خود وفا کرد و حق تعالی کہ مقلب القلوب است انشاء اللہ کہ دلہائے سخت عملداران خونخوار نابکار این روزگار کہ شیوۂ ایشان طمع بمال مسلمانانست و کیش ایشان دروغ و بہتان است ازین کردار بدبرگرداند و راستی و شفقت بدیشان ارزانی دارد۔ بیت

تاکی این فعل سگی انسان شوای ہمنائے دو   تاکی آزار مسلمان ای مسلمان شرمدار

متلف مال مسلمانی و نام اکفی الکفاہ   وزد اموال شہانی و لقب امن الدیار

و بعد از ان مولانا سلیمی براہ حق درآمد و در لباس صلحا و فقرا سیاحت کردی و بزیارت حج الاسلام و بخیتیہ بوسی مرقد ائمہ مشرف شد و او را قصاید غرا است در توحید و منقبت و درین تذکرہ قطعہ ثبت شدہ۔ قطعہ

الٰہی باعزاز آن پنجتن   نبی و ولی و دو فرزند و زن

کہ در دین و دنیا مرا ہیچ کار   برآری بہ فضل خود ای کردگار

بیکے حاجتم رہنمائی بکس   برآرندہ آن تو باشی و بس

دویم روزی من ز جائی رسان | که منت نباید کشید از خسان
سویم چون بمرگم اشارت بود | بآن لا تخافوا بشارت بود
چهارم چنانم سپاری بخاک | که باشم ز آلودگی جمله پاک
به پنجم چو تن بگسلانند کفن | رسانی تنم را بآن پنجتن

یارب العالمین وارحم الراحمین بفضل خود و بآبروی مردان که همگنان را بدین دولت سرافراز گردان و وفات مولانا حسن سلیمی در ولایت جهان ارغیان بوده بوقت زیارت مشهد مقدس در شهور سنه اربع و خمسین و ثمان مایه و جسد او را نقل کرده اند بسبزوار وانجا مدفون است ره۔

ذکر مولانا محمد بن حسام ره

بغایت خوش گویست و باوجود شاعری مرد اهل فضل بوده و قناعتی و انقطاعی از خلق داشته از خوسفست من اعمال قهستان از دهقنت نان حلال حاصل ساختی و صباح که بصحرا رفتی تا شام اشعار خود بر دستهٔ بیل نوشتی و بعضی او را ولی حق شمرده اند و در منقبت گوئی بعهد خود نظیر نداشت قصاید غرا دارد و این قصیده در نعت حضرت رسول اوراست که بعضی ازان ثبت کرده میشود:—

ای رفته آستان تو رضوان بآستین | جاروب فرش مسند تو زلف حور عین
باد صبا ز نکهت زلف تو مشکبوی | خاک عرب ز نزهت قبر تو عنبرین
از لعل آبدار تو ارواح را شفا | وز زلف تابدار تو حبل المتین متین
موی تو سایبان قنادیل آفتاب | لعلت خزانه دار لبت گوهر ثمین
ذات تو همچو نام کریم تو مصطفی | حسن تو همچو خلق عظیم تو نازنین
ماه منیر مملکت آراسته طه و ها | شاه سریر مسند اعلای یا و سین
چابک سوار شب رو اسری بعبده | کاندر رکاب او ترسد شهپر امین
عیسی نه سر قصه دنی در مقام قرب | مهدی مهد مهتر نخستین و آخرین

بابا ستی مهربان نبی آدم و شفیع — فرزند آدم از همه لیکن خلف ترین
ای بر سریر کنت نبیاً نهاده پای — آدم هنوز بوده خمیر بما و طین
ای رهروان راه حریم آله را — شرع تو تا بروز ابد شارع مبین
ای نقل کرده رایت رایت آفتاب — وی نقل بوده رویت رویت ز ناظرین
ای مالک ممالک ایاک نعبد — وی سالک مسالک ایاک نستعین
رویت بر آستان لعمرک مه تمام — در باغ فاستقم قد تو سرو راستین
یک جاریه ز حضرت با احترام تست — ترک چهار بالش قصر چهار رین
فیروزی ممالک لا ینبغی نیافت — تا کرده نقش خاتم لعل تو بر نگین

توفی ابن حسام فی شهور سنه خمس و سبعین و ثمان مایه۔

ذکر مولانا عارفی الهروی نور مضجعه

مردی خوش طبع بوده و مدایح ملوک روزگار و امرای نامدار بسیار گفته و در شیوهٔ مثنوی مایه بوده آنچه مشهور است ما لا بد حنفی مذهب را نظم کرده و ده نامه بنام وزیر با استحقاق خواجه پیر احمد ابن اسحاق گفته و غزلهای دلپذیر و مقطعات ملائم در آن کتاب درج نموده و این غزل او راست۔ غزل

از غمزهٔ جادوی تو چون شد پدا اشارت — نقد دل و دین چشم تو بر بود بغارت
ای خسرو خوبان بگدایان نظری کن — درویش نوازیست گل نخل امارت
دیرینه سرائیست جهان دور ز شادی — این کهنه رباطیست میرا ز عمارت
گلگونهٔ رخسار ز خوناب جگر ساز — در مذهب عشاق جز این نیست طهارت
گر عارفی بیدل شده را بنده شماری — از صدق دعاگوی بود روز شمارت

ذکر مولانا جنونی علیه الرحمة

مردی خوشگوی و ظریف بوده از اندخود است اما در دار السلطنت هرات ساکن بوده

امرائے نامدار و ابنائے روزگار بدو خوش بوده اند و امیر مرحوم غیاث الدین سلطان حسین ابن امیر کبیر فیروز شاه بدو گوشهٔ خاطرے مرعی میداشت و طبع او بر جانب هزل مایل بودی و بیشتر شعرا را هجو گفتے و حافظ شربتے را هجو هائے رکیک گفته که نوشتن آن طریقهٔ ادب نیست و این غزل او راست :-

گفتمش عید است و آن رخسار و ابرو ماه عید ۔۔۔ گفت آرے و شنست انتحال پیش اهل دید
گفتمش از چیست ماه نو چنین مشکل نما ۔۔۔ گفت تا بگرد و ز شرم ابروے من ناپدید
گفتمش غوغا بشام عید از ان ابرو چه راست ۔۔۔ گفت هر کس دید این غوغا دگر خود را ندید
گفتمش در وعده وصل تو اشکم سایل است ۔۔۔ گفت بسیار این گدا در کوئے ما خواهد دوید
گفتمش تا ماه دیگر بر جنونی بگذری ۔۔۔ گفت اگر صبرے کنی این هم بسر خواهد رسید

ذکر مولانا یوسف امیری رح

از جملهٔ شعرائے متعین است بروزگار شاهرخ سلطان او را شهرت دست داده و همواره با ناموس زندگانی میکرده و امرا و ارکان دولت او را نگاهداشت مے فرمودند و قصاید غرا در مدح خاقان کبیر شاهرخ میرزا و اولاد عظام و امرا اراده و این قصیده در مدح بایسنغر میرزا او راست ۔ قصیده

بتی که رونق مهر بروئے رخشانش ۔۔۔ زلیسته تنگ شکر ریخت لعل خندانش
شکست رونق یاقوت و آب لؤلؤ برد ۔۔۔ رواج تیزی بازار درّ و مرجانش
صبا بطبلهٔ عطار از ان سبب ماند ۔۔۔ که مایه وار دوازان زلف عنبر افشانش
بگرد آن لب چون نوش خط او خضر یست ۔۔۔ نشسته بر طرف جوئے آب حیوانش
میان آن رخ خورشید فرق نتوان کرد ۔۔۔ چو سر برآورد از مشرق گریبانش
ز دست نرگس مستش اگر دلے بجهد ۔۔۔ کند بسلسلهٔ زلف بند زندانش
دلم مشوش و عالم چنین پشولیده ۔۔۔ ز چیست از شکن طرهٔ پریشانش
ز دست او بجهان داستان شوم گرنے ۔۔۔ چگونه باز رهم من ز مکر دستانش
دلم بدرد گرفتار گشت در غم او ۔۔۔ مگر کند شه عالم بلطف درمانش

خدایگان سلاطین مظفر دولت و دین — که بر ملوک جهان نافذست فرمانش

سپهر مهر و عطا بایسنغر آن کز طبع — کشیده غاشیه بر دوش مهر و کیوانش

بسا که زیر و زبر گشت هفت طاق سپهر — ز رشک رفعت خرگاه طاق ایوانش

ز آسیای فلک در تنور گرم اثیر — نماز هی پزد از قرص مهر و مه نانش

حمل بر آتش خورشید میشود بریان — بدان امید که روزی نهند بر خوانش

میان صف جنیبت کشان موکب اوست — هزار بنده چو افراسیاب و خاقانش

ایا شهی که همی زیبد از لطائف حق — نثار بارگه رحمت فراوانش

بچشم باصره تشبیه کائنات رواست — چو هست ذات شریف تو عین انسانش

ز شوق کف تو گوهر همی نبارد بار — هوای مولد دریا و مسکن کانش

جهان اگر ز عناصر شود تهی سازند — ز چار پایه تخت تو چار ارکانش

جهان پناها در مدح تو مرا شعریست — که صدره از ره تحسین ستود حسانش

هم از لطافت معنی هم از جزالت لفظ — گذشت بنده بصد مرتبت ز اقرانش

کسیکه کسوت شعرش بود چنین خوش نیست — بجز ثنای تو باشد طراز دیوانش

همیشه تا که بطومار آسمان باشد — گهی ز ماه سجل گه ز مهر عنوانش

مباد ملک ترا تا بدامن محشر — ز انقلاب حوادث زوال و نقصانش

ذکر ملک الفضلا خواجه فخرالدین اوحدی مستوفی سبزواری

حکیمی صاحب فضل بوده و در فنون علوم صاحب وقوف تخصیص در علم نجوم و احکام که درین فن بروزگار خود نظیر نداشت و در علم شعر و شاعری سرآمد عصر بود و در خط و انشا و استیفا و طب و تواریخ مشار الیه مستعدی بجامعیت او بروزگار او نبود و خواجه از اعیان سبزوار است و خاندان ایشان را مستوفیان خوانند و ذکر آن مردم در تاریخ بیهقی مذکور و مسطور است و خواجه فخرالدین اوحدی را با وجود حکمت و فضل و کمال مشرب فقر و درویشی حاصل شده بود و همیشه در صحبت جمعی از ظرفا و مستعدان با فاده و استفاده علوم مشغول می بودند و یک هزار جلد کتاب خواجه جمع نموده از عربی و فارسی و غیر ذالک

وکتب را بخط مبارک خود اصلاح و تنقیح و مقابله نموده و در جهان فانی بغیر از صید نکته دانی کالای نداشت و بجز ذکر خیر و کتابی چند یادگاری و میراثی نگذاشت امرای اطراف و وزرای اکناف خدمات پسندیده جهت خواجه روان کردندی و آن مال را خرج جلیسان و مستعدان نمودی و الیوم منزل و مکان آن نادرهٔ زمان مقصد فضلا است جناب فضایل مآب حکمت آیات قدوه ارباب الفضلا و الحکمای مولانا غیاث الدین محمد ادام الله فضایله که اگر جالینوس زنده بودی در حکمت از او استفاده نمودی الیوم حق گذاری بجای آورده و صلهٔ رحم مرعی میدارد و جانشین خواجه او حد است و در منزل شریف آن بزرگوار بر قاعده زندگانی شریف او بلکه باضعاف آن درس و افاده منتظم و مهیا است. بیت

زنده است کسیکه در دیارش ماند خلفی بیادگارش

و چون باوجود فضایل خواجه از جملهٔ شاعران کمل است و دیوان شریف او مشتمل است بر قصاید و مقطعات و غزلیات مختار را واجب نمود قصیده و یک قطعه درین تذکره ثبت نمودن و این قصیده خواجه راست در منقبت امام الانس و الجن ابوالحسن علی بن موسی الرضا علیه افضل التحیة و الثنای چرخیات زیبا فرموده است و آن قصیده این است:—

گردون فراشت رایت بیضای آفتاب وز پردهای دیده شب شست کحل خواب
صبح چمن عذار چو خوبان شوخ چشم پرده ز رخ فگنده برون آمد از حجاب
نظارگی ز منظر این کاخ زرنگار صد لعبت سمن سلب سیمگون ثیاب
مصباح صبح چهره فروز آمد از ظلام چون نور شیب شعله زنان در شب شباب
سیمین طراز گشت چو خرگاه خسروان پرده سرای چرخ که بد عنبرین طناب
هر کوکبی نمونهٔ صفریست فی المثل حیران شده محاسب عقل اندر آن حساب
جوی مجره بین چو بفردوس جوی شیر طفلان چرخ از و شده فارغ بشیر ناب
کیوان که گوی برد برفعت ز همسران میل غروب کرد بآهنگ اغتراب
برجیس را زده غم رامی ره شکیب آری چگونه صبر کند رعد بی رباب
رفته بغرب برق براق ترک چرخ چون تیغ تهمتن بنهان در خانهٔ غراب

یوسف رخی چو مهر گرفتار دلو چاه　　یونس وشی چو تیر ز ماهی در اضطراب
از بزم زهره تا بثریا همی رسید　　افغان عود و بانگ نی و نالهٔ رباب
ناچیده مه ز گلشن نیلوفری گلی　　ناگه سپر فگند چو نیلوفرش در آب
کف الخضیب رایت نصرت فراشته　　بر اوج آسمان چو دعاهای مستجاب
عقد پرن ز نور چنان مینمود راست　　کاندر میان سلک گهر لؤلؤ خوشاب
عیوق از آن عنان عزیمت براوج تافت　　کاندر طلوع هست ثریاش در رکاب
همسلک باهم از پی آنند شعریان　　کین سیم ناب باشد و آن گوهر مذاب
قلب الاسد گره زده بر جبهه خشمناک　　با طرفه هر دم از طرفی دیگرش عتاب
ببریده غفر رشته پیوند از بدان　　زان رو درست گشته به یکتاش انتساب
رامی کمین کشا نشده بر کرگسان چرخ　　وز بهر دام حوت رشا گشته رشته تاب
طفل سها چشیده لبن از بنات نعش　　کرده شهاب پهلوی شیر زیان کباب
گر با ذنب قرین نشود راس دور نیست　　واجب بود ز صحبت نااهل اجتناب
ظلم ظلام تا کند از روی شام دفع　　هر گوشه گشته برق زنان بیرق شهاب
در پرده سخن نگر اجرام راستی　　چون شاهدان که جلوه نمایند در نقاب
گشته فلک ز گوشه پروین گهرفشان　　بر روضهٔ مقدس سلطان دین مآب
سرخیل اصفیای بکرم که ذات او　　ایزد ز خاندان کرم کرد انتخاب
شاهنشه کلام کلیم خلیل حق　　مکی طالبی سیر هاشمی خطاب
سلطان جعفری نسب موسوی گهر　　گو بود در سراب جهان مالک الرقاب
علام علم دین علی موسی رضا　　خضر سکندر آیین شاه فلک جناب
در راه شرع قافله سالار جن و انس　　در باب علم مسئله آموز شیخ و شاب
افعال کاملش همه بی عیب و اختلال　　و اقوال صادقش همه بی شک و ارتیاب
بر باد داده خاک درش آبروی بحر　　و آتش فگنده خاکرهش در دل سحاب
گردون بطوع چاکریش کرده اختیار　　و آتش ز شوق دشمن جاهش در التهاب

آب از حیای ابر نوالش در ارتعاش | اختر بطبع بندگیش کرده ارتکاب
با حلم او زمین نتند لاف از درنگ | با عزم او زمان نکند دعوی شتاب
با یاد او ز نسیم ولایت دماغ جان | آری دهد هر آینه بوی گل از گلاب
سلک سخن گوهر او یافت انتظام | بحر کرم ز فیض کفش دید آن شعاب
شاهان نهند رفعت را دون پایه پرورش | خیزد ز عرش نعره طوبی لمن اناب
از تاب قهرش اطلس نه توی چرخ را | حاصل همین بود که قصب را ز ماهتاب
پیر و بیر چون ز فصاحت کند سؤال | مفتی کلک او انا افصح دهد جواب
بر امر و نهی اوست مدار جهان شرع | زین خوبتر چگونه توان کرد احتساب
هر سفله نیست در خور آداب حضرتش | نبود نعیم باغ جنان لایق دواب
خواهد دلم تنها بطریق خطاب گفت | بشنو بگوش جان که خطابیست مستطاب
ای قهرمان کشور عصمت باصل و نسل | وی والی جهان ولایت چو جد و باب
حرف محبت تو هم از ابتدای کون | کلک قضا رقم زده بر تخته تراب
ایزد بدست لطف رسانید سایه | آنجا که نه رسد قدم سعی اکتساب
ملک کمال و کشور قدر تو ایمن است | از دستبرد حادثه و پایۂ انقلاب
در علم انبیا و در اسرار اولیا | هم وافر النصیبی هم کامل النصاب
لعل از حیای گوهر ذات مبارکت | هر دم بخون چهره کند چهره را خضاب
گاه از نسیم خلد دهد گوهر صدف | گاه از سموم قهر تو دریا شود سراب
صافی دلان ز مهر تو در عین انتباه | سرگشتگان ز کین تو در تیه التهاب
گر خصمت از معالجه رنج حادثه | غافل مشو که ماده هست اندر انصباب
گشته عقاب عنف تو چون تیر چارپر | بدکیش را عقوبت و بدخواه را عقاب
نمرود وار پشه کین تو خصم را | بر هم ز غصه دست زنان ساخت چون ذباب
رنج حسد هلاک کند حاسد ترا | آری پر عقاب بود آفت عقاب
در جنب روضه تو چه باشد ریاض خلد | پهلوی شاخ سدره چه جولان کند سداب

باشیر مردی تو چو تاب آورد کسی　　کز بیم شیر نره شود زود توان و تاب

در دین کسی که غیر تو دانست پیشوا　　گویی گناه باز نمیداند از ثواب

افلاک را مدار از آن شد زمین که هست　　یک مشت خاک در کف اولاد بوتراب

گاه شدن جناب رسالت شعار را　　بود آخرین سخن سخن عترت و کتاب

دریا دلا سپهر جنابا تویی که هست　　بحر محیط با کف جودت کفی خلاب

ما بنده ضعیف و تو سلطان کامران　　ما خادم کمین و تو مخدوم کامیاب

اوحد که تافت از همه عالم رخ امید　　زین آستانه رخ نتابد بهیچ باب

مپسند کاسمان کندش خسته ستم　　و اخترت بجای شربت عذبش دهد عذاب

این خاک را ز جام رضا بخش جرعه　　آندم که دست ساقی لطفت دهد شراب

وخواجه را مدت العمر بعد از آن که بهشتاد و یک سال رسید دامن عصمت ز غبار این خاکدان پر محنت در چیده بمعموره جاوید خرامید در سنه ثمان و ستین و ثمان مایه و خواجه مجرد گذرانید و از برکت اولاد و احفاد محروم بود بلکه از غصه سعادت و شقاوت این جماعت مصون۔ بیت

غم فرزند و نان و جامه و قوت　　بازت آرد ز سیر در ملکوت

وقال سنائی فی الحدیقه:۔

کدخدائی که مایه هوس است　　کد رها کن ترا خدای بس است

وخواجه را جمعی تاهل دلالت میکردند در معذرت یکی از ایشان این قطعه انشا کرده:۔

همدمی میگفت با اوحد ورا شاه سخن　　کای تو آگاه از رموز چرخ و راز آسمان

هم باستحقاق ملک فضل را مالک رقاب　　هم باستعداد اقلیم سخن را قهرمان

مریم طبع گهر زایت چرا کردست قطع　　چون مسیحا رشته پیوند از وصل زنان

مرد را هرگز نگیرد چهره دولت فروغ　　تا بنور زن نه پیوند و چراغ خانمان

حیف باشد غنچه سان بر جان خود بستن گره　　چند روزی کاندرین باغی چو گل مهمان

گفتمش ای یار نیکو خواه میدانم یقین　　کز نکو خواهان نمیشاید بجز نیکی گمان

وصل آن هر چند باشد پیش مرد کامجوی　　روح را راحت کفیل عیش و عشرت را ضمان

لیک با او شمع صحبت فرمگیرد از اتک   من سخن از آسمان میگویم او از ریسمان

ذکر امیر امین الدین نزلابادی رہ

انواع فضیلت و حسب با نسب سیادت ضم داشت و نزلاباد از اعمال بیهق است و امیر امین الدین مرد ظریف و خوش طبع بوده با کاتبی و خواجه علی شهاب در شاعری دعوی میکند گویند جمعی از فضلا و شعرا تحسین قصیده شتر حجره کاتبی میفرمودند و در بدیهه این قطعه گفت۔ قطعه

اگر کاتبی در سخن گه گهی   بلغزد بر دوق نگیرد کسی
شتر حجره را گر نکو گفت لیک   شتر گربها نیز دارد بسی

و امیر الدین را در مثنوی گوئی طبع فیاض بود و چند کتاب مثنوی پرداخته مثل خطاب شمع و پروانه که آن را مصباح القلوب نام کرده و داستان عقل و عشق که آن را السلوة الطالبین موسوم ساخته و قصه فسخ و فتوح و غیر ذالک و این غزل او راست۔ غزل

دیده چون آئینه روئے تو دیدن گیرد   از تحیر زهره آب چکیدن گیرد
دل من در سر آن زلف سیه مضطر بست   مرغ در دام چو افتاد طپیدن گیرد
باز نگر بخت خیال تو ز چشم بیخواب   میرود اشک که او را بدویدن گیرد
لرزه بر تن فتد آن لحظه که من آه کشم   شاخ لرزد چو سحر باد وزیدن گیرد
گر رسد شادی وصلت بامین یک نفسے   جسم چبود که در او روح پریدن گیرد

ذکر درویش قاسم تونی رہ

مردے اہل طریق بوده و شاعری متین گوئے و خوش سخن است و بجهت انقطاع و تفقر ترددے بجوانب اہالی مناصب نمے کرد و در بند نام و شهرت نبود بتحقیق دانسته بود که الشهرة آفتة والخمول راحة در توران معیشت کردے که نام اصلی آن گلخن است و از بوستان دونشان فراغتے داشتے که نزد محققان ناش گلخن و پیش تن پروران اسمش گلشن است

و در این باب گوید:-

از همت بلند نیا شد که قاسمی	شهر هری گذارد و قانع بتون شود

و این غزل قاسمی راست. غزل

با زم بجعد زلف تو دل پائی بند شد	مرغ هوا بدام اسیر کمند شد
گلنار چهره چون که برافروختی بنار	خالت بگرد آتش سوزان سپند شد
ایام هجر روی خود از ما مکن سوال	دیوانه را مپرس که از ماه چند شد
دل را که بود معدن عقل و محل هوش	راهش پری و شی زد و جائی گزند شد
این قدر و منزلت نه بخود یافت قاسمی	از قدر یار پایه قدرش بلند شد

ذکر ملک الشعرا مولانا صاحب بلخی المشهور شریفی

مرد مستعد و صاحب فضل بوده است و در فنون علوم شرع دا شت مثل طب و موسیقی و غیر ذالک و مع هذا در شاعری مکمل بود و در مدایح شاهان بدخشان و سادات عظام ترمذ قصاید غرا فرموده و او راست این مطلع قصیده که در مدح سلطان علی اکبر ترمذی گفته:-

در وقت تبسم لب جان پرور دلبر	چون رشته آلیست در وسی و دو گوهر

و له

وصل یار ما ز عمر جاودانی خوشتر است	لعل جان بخشش ز آب زندگانی خوشتر است
زلف او چون سر فتنه است در دور قمر	بارخ او عشق ورزیدن نهانی خوشتر است
در تعلق هر رگ جان را بدوانی بود	پاکبازان را بدلبر میل جانی خوشتر است
گرچه پیغام از نسیم صبح با یاران نکوست	درد دل با دلبران گفتن زبانی خوشتر است
عاقبت کانیست باقی جمله اینها در بسر	ای شریفی گر تو اینها را ندانی خوشتر است

و این مطلع نیز بار و منسوب است:-

توئی کان نمک ما شور بختان	خدا این داد ما را و ترا آن

اما ملوک بدخشان خاندان قدیم و پادشاهان کریم بودند بعضی نسب ایشان را با سکندر

فیلقوس مے رسانند کہ بذی القرنین مشہور است از بزرگان سلاطین ایران و توران ہموارہ ایشان را
توقیر و احترام بودہ و پادشاہان ولایت بدخشان بہ ملازمت و تردد ی ذالنع بودہ اند و آن حال از
زمان سلاطین ماضیہ استمرار یافتہ بود سلطان ابوسعید گورگان چون نزہت و لطافت ولایات
بدخشان معلوم کرد خواست تا آن مملکت نیز داخل تصرف او شود بہ استیصال شاہان بیگناہ
مشغول شد لشکر فرستاد و آن ملک را مسخر ساخت و بقصد شاہ سلطان محمد و اولاد و اقربائے او
اشارت فرمود در شہور سنہ احدی و سبعین و ثمان مایہ آن خسروان مظلوم بحکم سلطان ابوسعید
بدرجہ شہادت رسیدند و خاندان قدیم آن پادشاہان کریم ویران و نسل ایشان منقطع گشت
و قصد آن خاندان مبارک بر سلطان ابوسعید میمون نبود بسالے درست نکشید کہ او نیز جرعہ
کہ چشانیدہ بود چشید شعر

مکن بد بمردم کہ کیفر بدست — نہ چشم زمانہ بخواب اندر است
برایوانہا نقش بیژن ہنوز — بزندان افراسیاب اندر است

ذکر منصور قرابوغہ نور مرقدہٗ

مردے خوش طبع بود و غزل رانیکو گفتے و در روزگار شاہرخ سلطان بملازمت شاہزادہ
علاء الدولہ اشتغال داشت و از دیوان شاہزادہ اورا بعلمداری بولایت بزرگ فرستادندے
و او شعرا و فضلا را نگاہداشت نمودے و ہموارہ با خوش طبعان اختلاط کردے و مردِ ندیم شیوہ بود
و از اعیان ولایت طوس است و اصحاب دیوان شاہرخی وا ایما از حساب بر سمے گرفتند
و این غزل اوراست :-

اے چشم خوشت بلائے مردم — در دیدہ تو ئی بجائے مردم
مردم تو بچشم در نیاری — چیز دگرے ورائے مردم
از بہر نشست سرو قدت — چشم آب زدہ سرائے مردم
چیندم بکشی و زندہ سازی — آخر نہ تو ئے خدائے مردم
منصور ز غم بمرد و وارست — از جور تو از جفائے مردم

وگویند خواجہ منصور این غزل را پیش مولانا الفاضل عبدالوہاب طوسی کہ سرخیل فضلائے روزگار بود برخواند مولانا را بدو طریق مطایبت ومباسطت بودے بگفت من نیز بیتے براین غزل الحاق میکنم واین بیت گفت۔

یارب تو مرا حکومتے دہ   تا من بدہم سزائے مردم

واین بیت مولانا مشہور گشت وبسمع سلاطین اورسید وچون خواجہ منصور بسوء النفس شہرتے داشت امراوفضلا چون اورا بدیدندے این بیت را برو خواندے وخواجہ منصور را بدین جہت سوء المزاج با مولانا دست داد واین بیت در حق مولانا بگفت :۔

قاضیا بر سر یتیما نے   خونشان میخوری بکر پشتی
گفتہ آفتاب شرع منم   آفتابے ولے یتیم کشتی

وفات خواجہ منصور در شہور سنہ اربع وخمسین وثمان مایہ بودہ واو بعد از واقعہ شاہرخ صاحب دیوان محمد خدایداد شد وشروع در مہمات مشار الیہ نمود واختیارے زاید الوصف اورا دست داد وچون محمد مذکور مرد بے بیباک ومجنون طور بود در ثانی الحال بخواجہ منصور متغیر شد واورا بند فرمود وبلغے از وبمصادرہ ستانید ودر زجر وتعدی عوانان متہور خواجہ مظلوم بہ بیماری صعب مبتلا شد ودر وقت سکرات موت نزد محمد بن خدایداد واین بیت فرستاد۔ بیت

رمقی بیش نماندست زبیمار غمت   قدمے رنجہ کن ایدوست کہ در میگذرد

امیر محمد ببالین او حاضر شدہ عذر خواست وبیرون رفت وصباح از برادر مؤلف این تذکرہ امیر رضی الدین علی طالب ثراہ پرسید کہ آیا حال خواجہ منصور چون شد واو دران شب فوت شدہ بود امیر رضی الدین علی این بیت برامیر محمد خواند۔ بیت

منصور ز غم بمرد ووا رست   از جور تو وجفائے مردم

حقا کہ خواندن این بیت درین محل از گفتنش مقبول تر افتادہ باشد وامیر رضی الدین علی جوانے فاضل بود وہموارہ نزد سلاطین مقدارے داشتی ودر شجاعت ومردانگی منظور ومخبر یگانہ بود وشعر فارسی وترکی نیکو گفتی واین غزل اوراست :۔

میکنی جور وجفا جانا نکر باش گو   آخر این غم بر سر غمہائے دیگر باش گو

ناوکم در سینه و در دست تیغ آنی بقتل | سهل باشد جان من این نیز بی‌سر باش گو
عاشقان را چون میسر نیست در عالم مراد | دولت وصل بتان هم نامیسر باش گو
با خیالش ساعتی در منظر جان خلوتیست | نیست جز جان محرمی آن نیز دربر باش گو
حاکمی تا آب و باد و خاک را باشد دوام | سلطنت بر شاه بابر خان مقرر باش گو

ذکر مولانا طوسی علیه الرحمة

از جملهٔ شاعران چون او کسی در شعر گویی شرع ننموده امثال عوام را نیکو گفتی مرد خوش طبع و معاشر بود اما چون قیمت عوام را در نظر خواص نیست مثل ایشان نیز مثل ایشان باشد اعتبار سخن عام چه خواهد بودن و مولانا طوسی بعهد شاهزاده بابر سلطان شهرتی عظیم یافت پادشاه مذکور او را نوازش فرمودی و قصیده ردیف سرو در مدح آن حضرت او راست مطلعش این است :-

ایکه باشد بندهٔ آن قامت چون شمشاد سرو | در چمن چون بگذری بر پا چه آزاد سرو

وهم این غزل او راست :-

آنکه هر رشته چو مو زلف دو تا می‌آرد | عاقبت بر سر این شهر بلا می‌آرد
وانکه چون سرو قدش از چمن روح نما | بر من دلشده بنگر که جفا می‌آرد
عالمی را بسخن سوخت ندانم که آن شمع | این همه تیر زبانی ز کجا می‌آرد
همره باد صبا سرمهٔ خاک در تست | مهر با باد خوش و نور صفا می‌آرد
بخیال خم ابروی تو دایم طوسی | رشتهٔ اخلاص بمحراب دعا می‌آرد

وله

موی است با خیال میانت بچشم ما | ای سرو راست گوی میان تو و خدا

مولانا طوسی در قصیده و قطعات و مثنوی کوشیده و دیوان با بر این قطعه گوید :-

من چو طبع لطیف خواهی کال | غزل بیستی توانم گفت
گر نگویم قصیده باکی نیست | من هزاران چنین توانم گفت

ومولانا طوسی بعد از واقعهٔ شهزاده بابر با ذربایجان و عراق افتاد و امیر جهان شاه و پیر بداق او را
تربیت فرمودند و درین مدت دران دیار بسر برده در خطهٔ شیراز بودی و تا این روزگار در حیات
بوده والیوم معلوم نمی نماید که درگذشته است. بیت

او نیز گذشت ازین گذرگاه — وآن کیست که نگذرد ازین راه

اما امیر جهانشاه بن قرا یوسف پادشاهی قاهر و صاحب دولت بود ولیکن مردی نا اعتماد
و بدخوی سرداران را بهر بهانه محبوس کردی و حبس او زندان ابدی بودی چنانکه ذکر شد شاهرخ
سلطان در سنهٔ تسع و ثلاثین و ثمان مایه حکومت آذربایجان به او تفویض کرد و او بعد از واقعهٔ شاهرخ
و نکبت سلطان محمد بایسنغر بعراق و آذربایجان و اکثر ایران زمین مسلط شد و عراقین را از
تصرف اولاد شاهرخ بیرون آورد و سی و پنج سال باستقلال حکومت کرد و تا آنکه بعهد او مسلط شدند
و جباری و قهاری او مرتبهٔ عالی یافت و فضلا بر آنند که در روزگار اسلام از وی بد اعتقاد تر
پادشاهی ظاهر نشده اسلام را ضعیف داشتی و فسق و فجور اقدام نمودی و در سنهٔ احدی و
ستین و ثمان مایه بعد از واقعهٔ بابر بهادر میل خراسان و استراباد نمود و با میرزاده ابراهیم بن علاء الدوله
در بیرون شهر استراباد مصاف داد و ظفر یافت و اکثر امرای نامدار الوس جغتای در آن حرب
بر دست جهان شاه به قتل رسیدند و آن حال الوس جغتای را چشم زخمی و شکستی عظیم بود و جهان شاه
تخت هراة مسخر ساخت و قریب هشت ماه در دیار خراسان حکومت کرد و در اثنای حال
بر فحوای کلام معجز نظام وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ نسیم اقبال از مهب آمال
وزیدن و سلطان السلاطین ابوالغازی سلطان حسین که امروز مسند سلطنت بمقدم میمون
آن حضرت آراسته است از خطهٔ مرو شاهجهان خروج کرده راه نسا و باورد لشکر
بجانب استرآباد کشید و با امیر حسین ساعتلو که از جملهٔ شهزادگان و عشایر جهان شاه والی استرآباد
بود مصاف داد و در همان دست برد که جهان شاه با الوس جغتای بجا آورده بود بضرب شمشیر
جهانستان خسرو جمشید صولت از لشکر ترکمان انتقام حاصل ساخت و اکثر مردان کاری و
سرداران نامی جهان شاه از تیغ گوهر بار این خسرو نامدار منشور عزل و فنا خواندند و حسین بیگ
اقربای او را عوض قصاص امرای جغتای بشمشیر قتال [illegible] پیمانه زندگانی ایشان را [illegible] سزاوار

است که درباره مساعی جمیله خود این خسرو عالی بدین ابیات شاهنامه پیشه

اگر من نرفتی بمازندران   بگردن برآورده گرز گران

که کندی جگرگاه دیو سپید   کرا بد ببازوی خود این امید

و سلطان عادل الغازی در آن حال متوجه تسخیر جهانبانی شد و مملکت عراق جهان شاه
ازین صورت منکوب و ملول شد و ضعف در او اثر کرد و از دار السلطنه هرات با نکبت تمام آهنگ
عراق کرد و بضرورت با سلطان ابوسعید صلح کرده بازگشت و سلطان الغازی بدولت در استرآباد
بمستقر کامرانی قرار یافته و جهان شاه از دامغان می گذشت و بخون اقربا و متعلقان ملتفت
نمی گشت و شاه عالم ابو الغازی سلطان حسین او را کالعدم تصور میکرد ه

زهی نهایت دولت زهی مراتب جاه   که داد حضرت عزت بفر دولت شاه

خدا که بر فقیر و غنی و تهیدستی دعای دولت این خسرو عالی تبار واجب و لازم است
که اگر نه مساعی جمیله و کوشش او بودی کدام کس از خاندان سلطنت رفع شر و فساد ترکمان نمودی
و در خاتمه این تذکره شطری از حالات و مقامات این خسرو جمشید دولت نموده انشاء الله تعالی
و چون جهان شاه مخذول بعراقین رسید جهانی او در دلها مکرر شد و از غایت حرص غلظت
قلب با ولد خود پیر بوداق دشمنی ظاهر ساخت و او بر پدر عاصی شد و از شیراز بدار السلام بغداد
نهضت نمود و جهان شاه بر قصد فرزند عزیمت بغداد نمود و یکسال و نیم محاصره کرد بغداد را و در
حین محاصره این بیت بفرزند نوشت :-

شاه منم ملک و خلافت مراست   تو خلفی از تو خلافت خطاست

ای خلف از راه خلافت متاب   سایه میفکن که منم آفتاب

غصب مکن منصب پیشین ما   غصب روا نیست در آیین ما

پیر بوداق در جواب فرستاد :-

ای پدر دل و دولت بلقای تو شاد   باد ترا شوکت و بخت و مراد

تیغ مکش بر رخ فرزند خویش   رخنه مکن گوهر دل بند خویش

پخته یکی و هم خام هر دو   من نه آدم نه تو ادریس زمن

شاخ کهن علت بستان بود — نخل جوان زیب گلستان بود

خطهٔ بغداد بمن شد تمام — کی دهم از دست بسودای خام

چون تو طلب میکنی از من سریر — من ندهم گر تو توانی بگیر

پیر بوداق جوان پر دل و کریم بود و جهان شاه مدبر و مکار و فهیم بود مشرب میان پدر و پسر واقع بود و بهیچ صورت اتفاق دست نداد۔

گر زند جوان گرچه باشد دلیر — نیارد زدن پنجه با پیر شیر

جهان شاه از سر ستیزه در فرط گرمای نواحی بغداد و ماحول بر زبر دستان و رعایا و لشکری را معذب یا سیداشت کار بجای رسید که فرزندان طفل لشکریان که در گهواره بودند از گرما ضایع می شدند و مردم سردابها در زمین کنده در آن جا سر خزیدند و درون شهر بغداد نیز از امتداد محاصره قحط خواست و با کوارث و زیادی از اهل شهر تمام شد پیر بوداق عاجز شده بصلح راضی شد و در اثنای صلح محمدی که ولد جهان شاه بود از خلاصی پیر بوداق و تسلط او دیگر باره اندیشه مند شده پدر را بر آن آورد که در قتل پیر بوداق بخاموشی رضا داد و بهنگام پیشین روز سه شنبه چهارم ذی الحجه سنه احدی و سبعین و ثمانمایه آن مدبر با جمعی امرای جهان شاهی بقصد کشتن بدار الشهر بغداد درآمدند بوقتیکه پیر بوداق در نیمروز غافل نشسته بود بسرای او درآمدند و آن معدن احسان و سماحت را بدرجهٔ شهادت رسانیدند :—

خاک بر سر جهان فانی را — که ز مهر دور و زه سست بنیاد

قصد خون پسر کند والد — در فنای پسر پدر دلشاد

وآن برادر که قاصد جانست — ملک الموت و انسی نه همزاد

از قرابت غرض نیست بدی — بود خویش حسین پور زیاد

آبای علوی و امهات سفلی که موثران موالیدند با وجود شفقت پدری و مهر مادری بنگر که موالید را اول در مهد عزت نه لبان حسن می پرورانند و آخر بذبول حرمان پایمال حوادث می گردانند فریاد ازین پدران فرزندکش و داد ازین برادران برادرسوز که نه در قلب غلیظ این آبا آزرم هست و نه در دل بی رحم این برادران شهر اخوان الصفا نیست پدر را از بیرون برده اند

و این شهر نیکو را به برادران حسود سپرده اند. بیت

عجب در ماندهٔ نیکو بیندیش ‌‌ ‌‌ میان این همه بیگانه سان خویش
نهادی نام قصه را نام خواهر ‌‌ ‌‌ حسودی را لقب کردی برادر
برادر خیز از اینها چیز مطلب ‌‌ ‌‌ چراغ کو همه از وی مطلب
خودی را یک طرف کن زود برخیز ‌‌ ‌‌ تو خویش خویش باش از خویش بگریز

چون پیر بداق رنگینی بود ارکان سلطنت جهان شاه را قصد فرزند نمودن تخصیص جهان فرزند رشید در بنیاد بی نقص دولت جهان شاهی شد و بر و آن فعل مبارک بنیاد دولتش برگردید و از غایت حرص و آز با وجود فرصت ممالک وسیع بدیار بکر که مستقر آبا و اجداد امیر کبیر ابوالحسن بیگ است نموده لشکر بدان دیار کشید و امیر حسن بیگ در وقت مراجعت از طریق تدبیر احتیاط او را غافل ساخته ناگهان بدره کوسپه در حدود دیار بکر به سر جهان شاه راند و او را با اکثر فرزندان و امرا و ارکان دولت بقتل رسانید و از دودمان قرا یوسف دود نکبت بر آمد و زمان دولت تراکمه سر آمد. کان ذالک فی شهور سنه اثنی و سبعین و ثمان مایه و جهان شاه هفتاد ساله بود که وفات یافت سیزده سال نیابت شاهرخ سلطان در آذربایجان سلطنت کرد و بعد از وفات آن حضرت بیست و دو سال در عراقین و آذربایجان و فارس و کرمان باستقلال پادشاهی راند و جهان شاهی یکی بجز رسانید تا عاقبت بسزا جهان شاهیش بجز رساند شاهی جهان خورسندی وفا نکشت خوشا دلی که این حرفه اش بضاعت است. —

گیرم که روزگار ترا امیر رسی کند ‌‌ ‌‌ آخر بگیر که نامهٔ عمر تو طی کند
گیرم فریدون شوی ز سلیمان به ملک و مال ‌‌ ‌‌ با او وفا نکرد جهان با تو کی کند

ذکر سید شرف الدین رضا سبزواری ره

مرد صاحب حسب و نسب بود طبع لطیف و اشعار دلپذیر بر داشت و لعهد سربدار خواجه علی موید آبا و اجداد و وزرا بوده اند و در عهد خاقان شاهرخ بهادر امیر شرف الدین کفیل مهمات

سلطانی بود و منصب مقتدایی و پیشوایی ناحیت سبزوار که از اعاظم نواحی خراسان است
بدان سید شریف متعلق بوده و از سادات عریضی است در صحت نسب عریضیان اکابر متفق اند
گویند بوقت وزارت دستور الوزرا شمس الکفاة خواجه غیاث الدین پیر احمد خوافی [illegible] شده
سید را جهت تقصیری متهم گردانیده بودند و سید در بند بود و شعری از روی اخلاص بر سبیل اعتذار
آن سید خاص نظم بود بصدر رفیع وزیر این رباعی انشا کرد و فرستاد - رباعی

ای آصف جم مرتبه کیوان قدر مانند هلال حلقه در گوش تو بدر
بسیار خنک نشسته است در شهر هرات زنجیر من و کلاه نوروزی صدر

و امیر اویس صدر مردی خنک بود و در شصت سالگی و هفتاد روز پیش از حمل کلاه نو
روزی بر سر نهادی و آن کلاه سفید بر سر او چون برف نمودی که بر قلل الوند نشسته بودی
و امیر شرف الدین را غزلیات مختار بسیار است و اما جوابی که قصیده امیر خسرو است که مطلعش
این است ذکر کرده میشود -

ما بسته دردیم دوا را نشناسیم تا تشنه دردیم صفا را نشناسیم

و این جواب که سید فرموده -

تا چند ز مستی سر و پا را نشناسیم خود را نشناسیم و خدا را نشناسیم
از آب و هوا تن با روح ملولست حکمت نبود کآب و هوا را نشناسیم
با یوسف جان مانده در بند قلب غریبیم معذور همه دار بهارا نشناسیم
نه مفتی دینیم نه قاضی ولایت ارباب صف صدر و ریا را نشناسیم
میریم و سلام امرا را نگزینیم سوزیم و فریب وزرا را نشناسیم
در ملک فنا ما و تو موجود نباشد ای خواجه عارف تو و ما را نشناسیم
ای خواجه در این کوی که ما را طلبی تو مطلب که بجز کوی رضا را نشناسیم

و سید شرف الدین بروزگار حکومت امیر بابا حسن قوچین بر دست موکلان او که مهلت
نداد و بران سید مظلوم تحمیل شده بود بدرجه شهادت رسید و در حدود سنه است
خمسین و ثمان مایة -

ذکر حافظ حلوائی نور مرقده

بروزگار دولت شاهرخ یکی از شعرا متین بوده سخن او شهرتی دارد و این غزل اوراست :-

ای بدو چشم تو نظر بازیم　　از نظر خویش نه اندازیم
ای ز قدرت جمله سرافرازیم　　وقت پیشت باز که بنوازیم
چند براستی چو سگ از در مرا　　من سگ کوی تو ولی تازیم
مرد رقیب تو چو دیدم ترا　　کشته شد آن کافر و من غازیم
چند چو چنگم بدهی گوشمال　　وقت شد ای شاه که بنوازیم
باخته بودم بتو نرد مراد　　واو رقیب تو دلی بازیم
حافظ حلوائیم و از کمال　　معتقد سعدی شیرازیم

ذکر مولانا طوطی علیه الرحمه

شاعری خوشگوی بوده و اصلا ترشیزی است و بروزگار دولت سلطان الاعظم ابوالقاسم بابر ظهور یافت و شهرت گرفت و قصیده را متین می گوید و مدایح سلطان مشار الیه قصاید غرا دارد و ازانجمله در جواب خاقانی قصیده بردیف ریخته اوراست :-

شب بر افق باز از شفق یاقوت احمر ریخته　　گردون ز انجم بر طبق لولوی لالا ریخته

و افاضل قصاید او را بر قصاید اقران او ترجیح می نهند و مولانا طوطی مردی ظریف و نیکو منظر بوده و باوجود شاعری در فضایل دیگر وقوف در علم طب شعوری داشته و این بیت را در حق مولانا بدیعی بخاری گوید و از ظرایف بدیهیات اوست :-

هر بیهوده بیتی بدیعی نگاریست　　طوطی منم و ترا عجب منقاریست

و در عهد دولت سلطان حسین [illegible] طوطی روح مولانا بدار السلطنت هرات از قید قفس حواس پریده و به اوج عزت طیران نمود وقت رفتن این غزل گفت و وصیت نمود تا بر قبر او کتابت نمودند :-

وقت آن شد که دل از دام هوس باز رهد | طوطی روح ز بیداد قفس باز رهد
تا بکی جور رقیب و ستم یار کشد | وقت شد کز ستم ناکس و کس باز رهد
بحریم حرم وصل برو محمل تن | از بیابان غم و محبس تن باز رهد
طوطی روح رسد در شکرستان وصال | بازشاهیست ز غوغای مگس باز رهد

دو سه روزی بعاریت درین محنت آباد در کشاکش طبایع و اضداد بسر بردن و آخر بناکامی و دو سه شکای ساقی اجل خوردن چه عشرت حقا که طوطی روح را که مرغ باغ ملکوت است مجلس دنیا قفسیست و روزگار زندگانی نزد عاقل و دانا قفس است. بیت

مرغ باغ ملکوتم نیم از عالم خاک | دو سه روزی قفسی ساخته اند از بدنم

ذکر قنبری نیشاپوری رح

مرد عالمی بود و استاد شاعری ها است و بخشش یافته بود و قصاید را محکم و پر معانی میگوید و بعضی افاضل در کار او حیران بودند و در جواب قصاید اکابر امتحان میکردند و سخن او را محکم می یافتند و در آخر عمر در مشهد مقدس رضویه ساکن بود و بعضی او را استاد در دار السلطنه هرات بوده و در مدح سلطان بایقرا قصیده گفته است...

این گهرها بین که در دریای اخضر کرده اند | زین مشاعل آتش نورین که چون بر کرده اند
کشتی سیماب گون در بحر قلعی رانده اند | بیضهٔ کافور در طشت معنبر کرده اند
آتشین اجرام را چون مهر سیاره پایه | اندرین بحر زمرد گون شناور کرده اند
بر مجره بدر بر گرد انجم را سایه بود | کش مجوز از سهم حسام و کفه از زر کرده اند
شمعها بر چرخ از انجم برافروخته عرش | اندرین باغ از عرض قسام مجمر کرده اند
این سخن مجمر سحاب گون بین که نارد | صد هزاران اخگر از اجرام اختر کرده اند
وین معنبر کشتی ظلمت پر از سیماب نور | بادبان کز بادش از افلاک لنگر کرده اند
شاهدان مطربان چرخ زنگاری نقاب | این غزل را در مدیح شاه از بر کرده اند
در ازل کین طاق مینائی مدور کرده اند | شکل در مطبوع او نقش مصور کرده اند

لمعه از پرتو اقبال جهان افروز تست　　آنکه نامش پیش شان خورشید انور کرده اند

وله

بوی از زلف دلاویز تو تا چین برده اند　　خون دل در نافه آهو معطر کرده اند

نخل بالای ترا در خلد جان طوبی لهم　　قدسیان سرو کنار حوض کوثر کرده اند

قنبری مولای شاه و بندهٔ فرمان تست　　قابلان زآتش غلام شاه اکبر کرده اند

تاج بخش سلطنت سلطان نشان تاج و تخت　　کش ندا از آسمان شاه مظفر کرده اند

شهریار مشرق و مغرب ابوالقاسم کزوست　　هر حکایت کز سلیمان پیمبر کرده اند

با بر آن سلطان عالی کرده تعظیم و قدر　　خادمانش را لقب فغفور و قیصر کرده اند

بندگانش اعدای دولت را هم از پشت پدر　　اولین منزل گهی صحرای محشر کرده اند

یک طرف یاجوج ظلم و یک طرف ملک امان　　تیغ شه را در میان سد سکندر کرده اند

چون نبوت مصطفی را پادشاهی شاه را　　در دو عالم این هدایا را میسر کرده اند

تیغها نصر من الله بر سواعد کنده اند　　نیزها انا فتحنا جمله از بر کرده اند

در همایون موکب شاهنشه آخر زمان　　فتحها را آشکارا و کسر مضمر کرده اند

ای سلیمان رفعتی کز روی قدرت بندگان　　ملک جمشید و افریدون مسخر کرده اند

سایه حقی و از ظل ظلیل ذات او　　آفتاب سلطنت را سایه گستر کرده اند

ملک همت را سلیمانی و خنجر خاتم است　　خاتم ملک ترا از جوهر خنجر کرده اند

تا ثنا و مدحت خواند خطیب چرخ پیر　　پایه های چرخ عالی هیچ منبر کرده اند

خسروا آن بادهم من بنده کز اشعار من　　در مدیحت قدسیان صد جلد دفتر کرده اند

ملک عالم شاه را و ملک مداحی مراست　　شهریاران بوده اند و مدح دیگر کرده اند

حلقه در گوشم چو دولت بر در شاهی ترا　　حلقه دارم از درت چون حلقه بر در کرده اند

خاک راهم یک نظر بر حال زار من فکن　　سنگ را خورشید و مه از نور گوهر کرده اند

بندگان را پرورش در رحمت شاهنشهست　　رحمت شاهنشهی را بنده پرور کرده اند

تا جهان باشد جهان داریت بادا جاودان　　کین حوالت جاودان بر شاه مقرر کرده اند

ذکر طاہر بخاری نور مرقدہ

واو موسوم است بشیخ زادہ طاہر مردے خوش طبع بودو بروزگار سلطان بابر قصبہ دار السلطنہ ہرات کردہ با فضلائے پایۂ تخت اختلاط کردہ و اشعار دلپذیر لطیف دارد خصوصاً در غزل گوئی عدیم المثل روزگار خود بودہ و در دار السلطنہ ہرات نیز غزلے از گفتار او شہرت یافت و پادشاہ روزگار بسیار آن غزل را پسند نمود و از فضلا و شعرا اکثرے جواب گفتہ اند و آن غزل این است ہذہ الغزل :-

تا آرزوئے آن لب میگون کند کسے	بسیار غنچہ وار جگر خون کند کسے
منعم مکن کہ ہیچ بجائے نمے رسد	سعیے کہ در نصیحت مجنون کند کسے
خلقے ملامتم کند و من برا این کہ آہ	از دل چگونہ مہر تو بیرون کند کسے
دل مے برند و یا د اسیران نمیکنند	یارب بدلبران جہان چون کند کسے
گفتی کہ طاہر ابی خوبان دگر مرد	دیوانہ را علاج با فیون کند کسے

و طاہر ابیوردی نیز بودہ و بروزگار سلطان بایسنغر شاعری زیبا سخن است این مطلع غزل او راست :-

از چمن بگذرد آن سرو سہی قد راوان	نیست غیر از تو درین باغ کسے خور داوان

ذکر مولانا ولی قلندر

غزل را نیکو میگوید و از جملہ شعرا سلطان محمد بایسنغر بودہ و بعد از واقعہ آن خسرو جمشید اقتدار از ملک عراق بایل بخراسان شدہ از جملہ اشعار او یک غزل درین تذکرہ ثبت شد :-

ساقی بیا کہ غم شد و آثار غم نماند	جامی بدست گیر کہ دوران جم نماند
در عرصہ جہان غم سود و زیان مخور	چون در بضاعت فلکی بیش و کم نماند
از تیر کمان غمزہ شوخ ستمگرت	جان ماندہ بود در تن و وان نیز ہم نماند
تا کے دہم دہی کہ سوز درون من	مسدود شد راہ نفس و جائے دم نماند

ریش دلی ولی زغمت یافت التیام　　چون زخم دید راحت مرهم الم نماند

ذکر سلالة الامرا امیر یادگار بیگ

از جملهٔ امیرزادگان صاحب قرانی بود و امیر جهان ملک امیر بزرگ امیر تیمور گورگان بوده و بروزگار شاهرخ سلطان نیز منصب و مرتبه داشت و امیر یادگار بیگ مردے خوش گوی و لطیف طبع بوده و بروزگار شاهرخ امارت موروث بفضل مکتسب مبدل و بعهد بابر سلطان از غوغاے امارت براحت قناعت و مسکنت راضی شد و روزگار برفاهیت گذرانیدی و با اهالی فضلا اختلاط نمودے و بعضے اشعار او را بر اشعار اهل روزگار او فضل مے نهند و انصاف آن است که بسیار خوش گوے است این مطلع او راست :-

آماری اے شمع و مجلس را چو گلشن ساختی　　پائے بر چشمم نهادے خانه روشن ساختی

و این غزل نیز او راست :-

آن پری روئے که دیوانه خویشم خواند　　کاش باز آید و دیوانه ترم گرداند

وقت آن شد که زلیخاے جهان از نو　　دولت یوسف نوروز جوان گرداند

از شگوفه درم افشاند چمن بر سر گل　　عیش را باد صبا سلسله می جنباند

نعره بلبل خوش خوان بسحر دانی چیست　　سرخوشان سوی چمن رو که ترا میخواند

عاقل آنست درین دور که سیفی ماند　　چون بویرانهٔ غم گیرد و خود را داند

ذکر خواجه محمود برسه ره

مردے لطیف طبع و خوشگوئے بوده و در شاعری مرتبه و قدرے یافت که بوصف درنیاید بروزگار امیرزاده علاء الدوله در نیشاپور بودے و بعد از آن رجوع به مشهد مقدسه کرده مرید ے خود پیشه بوده و فضلا و شعرا بدین جهت با او احیانا از جاده حرمت پاے بیرون نهادند و زبان بهجو او میکشادند از خراسان غربت اختیار کرده به بدخشان افتاد و شاه سعید سلطان محمد بدخشانی چون مرد فاضل و اهل بود و اندیشه مند و از شعر و شاعری با خبر محمود را تربیت کلی کرد

و آن اموال که شاه بدو بخشیده بود به دست او شد و بدین جهت مالدار و تاجر و خواجه بزرگ گردید تا جایکه بروزگار سلطان ابوسعید بمالداری شهره بود و ده نامه بنام علاء الدوله میرزا گفته و در صنعت تجنیس و رعایت قافیه تیز کرد و محمود الحق نیکوست و ما یک بیت از آن ده نامه بیاوریم تا وزن و صنعت آن معلوم شود و این است آن بیت در نعت رسول الله صلعم -

عرش پروردگار میداندش   همچو کوثر هزار میداندش

و در حدود سنه احدی و ستین و ثمانمایه در دار السلطنه هرات در باغ زاغان حرسها الله عن الحدثان سلطان ابوسعید جشنی فرمود که در عظمت و شوکت نقصانی نداشت و شعرای اطراف در تهنیت آن جشن اشعار گذرانیدند و خواجه محمود نیز این قصیده در آن حال می‌گوید:-

ای سدهٔ رفیع ترا سدرهٔ آسمان   از چار طاق قدر تو یک طاق آسمان
صحن طرب سرای ترا نزهت کرم   کریاس کبریای ترا رونق جنان
گیتی شبیه منظر گردون مثال تو   با صد هزار دیده ندیده است در جهان
از فوق عرش فرق بود تا بتحت فرش   از غرفهای قصر تو تا فرق فرقدان
قصرت نگارخانهٔ چین یا خورنق است   کز لطف و زیب غیرت باغست و بوستان
فراش بارگاه ترا ز بیدار کشد   بالای هفت خرگه افلاک سایبان
از ساخت که روضهٔ رضوانست یا بهشت   رضوان و حور هر دو فتادند در گمان
بهر نثار بزم تو آورده است دهر   هر گوهری که خازن کان داشت در دکان
بخشد بمطربان نواساز تو از نشاط   اقصی القضاة محکمهٔ چرخ طیلسان
خنیاگران بزم ترا شاید ار بود   در روف بروز جشن جلاجل ز اختران
از ابتدای خلق جهان تا بنفخ صور   سوری بدین صفت ندید هیچکس نشان
امروز هست زهره و خورشید را شرف   و امروز هست مشتری و ماه را قران
این قصر جنت است در و صد هزار حور   هر یک بحسن ماه ده و عمر جاودان
شمشاد قامتان سمن چهره در چمن   در سایهای سرو صنوبر شده چمان

واین قصیده در صفت جشن سلطان ابوسعید طولی دارد و خواجه محمود از سلطان نوازش و تحسین یافت و بعد از تحسین و احترام نوبت او با خشتام رسید و در شهور سنه اثنی و سبعین و ثمانمایه کوکب حیات او از صعود بقا به هبوط فنا سیلان نمود و مالے که اندوخته بود به چشم حرص و طمع که بران عظام دوخته نوبت زندگانی چون گل بباد داد و خورده ها را بر خاک نهاد و عزیزی این دو بیت را زیبا فرموده :—

دنیا چه کنی جمع که مقصود ز دنیا است | دلق کهن و نانے و دیا فی همه فاضل
ناکامی و رنجست همه حاصل دنیا | ورکام شود حاصل از آن نیز چه حاصل

اما سلطان اعظم ابوسعید گورگان از احفاد و کرام امیران شاه بن امیر تیمور است پادشاهے دانا و قاهر و توانا بود و صاحب شوکت و رعیت پرور و عدلے و رائتی تمام و هیبت و سیاستی مالا کلام داشت در شهور سنه اربع و خمسین و ثمان مایه بر سلطان عبدالله بن ابراهیم سلطان بن شاهرخ بهادر در دار السلطنه سمرقند خروج کرد و بر و ظفر یافت و سلطان عبدالله را بقتل آورد و سلطنت سمرقند باستقلال بدست تصرف او در آمد و هشت سال بر فاهیت سلطنت سمرقند و ماوراء النهر و ترکستان نمود و در شهور سنه ثمان و خمسین و ثمان مایه شاهزاده عالی قدر اویس که از احفاد بایقرا بود و عمزاده پادشاه اسلام ابوالغازی سلطان حسین بهادر است که امروز ممالک ایران و توران بوجود شریف و عدل لطیف او آراسته است خروج کرد و لشکر ترکستان و امرائے ترخان و سرکشان دوران جمله دوست صفت میل آن قرة العین سلطنت نمودند و آن شاهزاده خسروی بود زیبا منظر و ستوده مخبر مرد دانا و شجاع و صاحب کرم و خیر اندیش - بیت

گوئی ثریای تابسران منظر لطیف | فرهاسته و سایه لطف خدائے بود

افراسیاب وار تمامی ولایت ترکستان را بتخت حکم در آورد و سلطان ابوسعید از غایت پر دلے و شیر دلهائے امرا و سرداران را که از آن شاهزاده بودند بدست آورد تا همچون گردون ستمگار با او بدغا بازی مشغول شدند و او بدست سلطان ابوسعید افتاد و آن خسرو نا اتقیاد آن شاهزاده مظلوم را شهید ساخت و بعد از آن بر تخت ملک سمرقند نشست و جهایت و نام و شهرت او در اقالیم اشتهار یافت و بعد از واقعه بابر سلطان بطمع ملک خراسان نموده و از جیحون عبور کرده ببلخ قرار گرفت

وبعضے امرائے امیرزادہ بابر کہ بنواحی بلخ ومضافات آن بودند رجوع بسلطان ابوسعید نمودند ودر سنہ احدی وستین وثمان مایہ بآہنگ تسخیر دار السلطنہ ہرات از بلخ متوجہ خراسان وہرات را گرفت وگوہرشاد آغا را بقتل آورد وعنقریب از جہت تسلط اولاد امیرزادہ عبد اللطیف کہ بنواحی بلخ خروج کردہ بودند شہر ہرات را گذاشتہ بجانب بلخ قشلاق نمود وہنگام بہار آن سال جہان شاہ ترکمان ہرات را مسخر ساخت وسلطان ابوسعید لشکرے بقصد او مستعد با کماندارن وپہلوانان از ممالک ماوراء النہر وختلان وبلخ ومضافات آن جمع کردہ متوجہ ہرات شد وجہان شاہ از جہت تسلط سلطان العادل ابو الغازی سلطان حسین در استرآباد وقتل کردن او حسین بیگ ترکمان را سخت شکستہ دل شدہ بود وبا سلطان ابوسعید صلح نمود وخراسان بوے گذاشت وبطرف عراق روانہ شد وسلطان ابوسعید باستقلال در خراسان بسلطنت نشست وہابت او در دلہا قرار گرفت ورعایائے خراسان با او خوش بودند ودر اوایل سنہ ثلث وستین وثمان مایہ علاء الدولہ میرزا وولد او ابراہیم سلطان وامیرزادہ سنجر کہ از ابنائے ملوک تیموری بودند ہر سہ پادشاہ اتفاق کردند بدفع سلطان ابوسعید لشکر کشیدہ ودر کولان بادغیس حربے عظیم میان ایشان وسلطان ابوسعید دست داد ونزدیک بآن رسید کہ ظفر یابند آخر الامر بفرمان رب الارباب سلطان ابوسعید ظفر یافت وشاہزادہ سنجر را بقتل رسانید وسلطان علاء الدولہ وابراہیم سلطان فرار نمودند واز عجایب حالات آنکہ در ثانی الحال کہ مملکت خراسان بر سلطان ابوسعید قرار گرفت شاہ محمود ولد بابر میرزا وسلطان علاء الدولہ وابراہیم سلطان فرزند او کہ یکے در سجستان وقندہار بود ویکے بر ستمدار ویکے در شہر زار کہ از اعمال بادروست در عرض دو ماہ این سہ سلطان عالی قدر وفات یافتند وکشتہ شدند وممالک صافی بتصرف ابوسعید درآمد؀

چنین است رسم سرائے غرور یکے جائے ماتم یکے جائے سور

وبعد از واقعہ سلاطین مذکور سلطان ابوسعید فارغ البال پادشاہ ملک خراسان وماوراء النہر وبدخشان وکابل وخوارزم شد وآفتاب دولت او بآہنگ صعود واوج نمود ومدت ہشت سال خراسان را ضبط وسلطان الغازی سلطان حسین از جہت حرمت داری بابا او

مقاومت نکرده ملک باو گذاشت امّا سلطان ابوسعید همواره از این پادشاه ستم دل
سهراب منش اندیشه‌مند بوده آب بآسایش نمی‌خورد تا چندگاه که فلک بدین کردار بازی
کرد و سلطان ابوسعید دو نوبت از خراسان بدفع امیرزاده جوکی بن عبداللطیف بسمرقند و
شاهرخیه لشکر کشید و عاقبت آن شاهزاده را بالقتل رسانید و حالات سلطان الغازی سلطان حسین
که با سلطان ابوسعید واقع شده در ذیل حالات همایون سلطان الغازی در خاتمه کتاب خواهد
آمد انشاء الله تعالی و سلطان ابوسعید رعایای خراسان را که از انقلاب بابری و ظلم غارت
جهان شاهی ویران و بی آب شده بودند بسایه معدلت و رافت در آورده و با رعیت نوازشها
نموده بار عنتها برانداخت و بعد از واقعه جهان شاهی تمام ارباب عراق عجم و کرمان و مضافات
رجوع بدو کردند و او شحنه و داروغها باسپ یام می‌فرستاد و رعایا بطوع حکومت او را قبول
میکردند تا از حدود کاشغر تا تبریز بقبضه حکم او و تسخیر امرا در آمد و طغیان و غرور دامنگیر آن پادشاه نامدار
شد و از خراسان در حدود سنه ثلث و سبعین و ثمان مایه لشکر بی پایان جمع نموده آهنگ عراق
و آذربایجان کرد و اولاد جهان شاه و لشکر ترکمان نیز رجوع بدو کردند و در اقطار آفاق دست
بالای دست خود ندید پای از دایره انصاف بیرون گذاشت و از ثقاة و عدول استماع افتاده
که بارها بر زبان میرانده که معموره عالم جای یک کدخدا بیش نیست و ندانسته که
همه اولاد آدم میراث عالم اند۔

گدا را کند یک درم سیم سیر　　فریدون بملک عجم نیم سیر

آخر چون بحدود آذربایجان رسید امیر کبیر ابوالنصر حسن بیگ نوهر قدر بسیار با او در صلح
کوفت میسر نشد آخر چون از صلح نا امید شد بمردانگی و کوشش پای همت فشرده و بتدبیر روز
بروزگار سلطان ابوسعید را ضعیف میساخت و لشکر ابوسعید از مشقت راه دور و دراز
که رفته بودند و از گرسنگی و سرما ستوه شدند و مرگ را باسیری راضی گشتند از ثقاة یکی نقل کرد
که من شبی در پهلوی یکی از مقربان پادشاه سعید بگذشتم آواز مناجاتی بگوش من آمد.
احساس کردم آن مرد دعای گفت که الهی حسن بیگ را توفیق ده تا ظفر یابد و زن و فرزند ما را
اسیر کند و ما را بیرونگی برد چون این شنیدم متحیر شده پیش او در آمدم و آن مرد را ملامت کردم که چه

کفران وناسپاسی است که نسبت باولی نعمت خود میکنی همه اگر این گویند تو نیز این گوئی که پرکشیده
وتربیت یافتهٔ این درگاهی چنین مگوی وشرمی بدار آن مرد در جواب من گفت
راست میگوئی اما من این مناجات از اضطرار مسلمانان وخام طبعی این پادشاه
میکنم آیا تو معلوم نداری که حق تعالی بیک نظر لطف از فارس تا بغداد واز سیستان تا روم بدار زانی
داشته که نصف عالم توان گفت البته میخواهد که تمامی دنیا را بیک ماه مسخر کند وشفقت بندگان
خدا را خوار می پندارد و من آن مرد را چون محق یافتم روی از ملامت برتافتم وبخواندن این
بیت پرداختم۔ بیت

کار آسان گیر بر اطباع زان کز روی طبع   سخت میگیرد فلک بر مردمان سخت کار

القصه چشم زخم روزگار بر آئین سلطنت آن خسرو نامدار راه یافت ولشکری بدان انبوهی و
آراستگی از جمعی ترکان منهزم شدند وسلطان سعید نه از حقارت لشکر وسپاه بلکه از قدرت اله بهم برآمد
تیر تدبیر بر هدف صواب نیفتاد وشمشیر جلادت در غلاف بطالت محجوب ماند۔

قضا چون زگردون فرو هشت پر   همه زیرکان کور گشتند وکر

خسروی که در عرصهٔ کاردانی پرویز را اسپ طرح دادی در غریبی وندامت ذلیل شد و
جمشیدی که با رابعهٔ فلک رابع در رتبت همسری میجست مقید دام ضحاک بلا گردید۔

آن مصر مملکت که تو دیدی خراب شد   وآن نیل مکرمت که تو دیدی سراب شد

القصه امرای خراسان که از آن پادشاه هراسان بودند [illegible] که از نامداران سمرقند
در دل داشتند عزم خدمت یاغی کردند وآن پادشاه نامدار را ضائع گذاشتند وفلک بزبان
حال بدیشان گفت۔

ای دوست بیهوده میازار دل دوست   ترسم که پشیمان شوی وسود ندارد

راصد آنساعت منحوس چنین نمودند که روز دوشنبه بیست ویکم رجب المرجب سنه ثلث
وسبعین وثمانمایه را دولت سلطان ابوسعید معکوس وباب دولت آن خسرو سعادت مسند
مدروس گشت وعلی الصباح روز مذکور چون پادشاه مغفور بر غدر امرا اطلاع شد بدانکه تدبیر از دست
وتیر قضا از شست رفته چاره جز انهزام ندید با معدودی چند خواست تا از آن گرداب

بساحل امان رسد ترکمانان درپے او افتادند و بدست زنبیل ولد امیر حسن بیگ آن خسرو نامدار گرفتار شد:-

ازجفائے گردش دوران بے انصاف عاق   ماه گردون جلالت شد گرفتار محاق

امیر ابو النصر حسن بیگ از غایت احسان بخواست که آسیبی بدان خسرو عالی مرتبت رساند و حق خلاص قدیم که آبا و اجداد او را بخاندان صاحبقرانی تیموری مؤکد بود رعایت داشت کہ متغیر گرود و بعضے از امرائے ترا خند که جهت خون گوهرشاد آغا آن پادشاه کریم را کینه در دل داشتند امیر حسن بیگ را از راه صواب بگردانیدند تا بقتل آن پادشاه کامگار رضا داد و بعد از چند روز از تاریخ مذکور در صحرائے موقان آن شاه سعید را بدرجه شهادت رسانیدند۔

ماتم سرائے گشت سپهر چهارمین

روح القدس بتعزیت آفتاب شد

اکابر الوس جغتائے که مدت عمر بعزت و کامگارے بسر برده بودند بذلت و ادبار گرفتار شدند اما امیر کبیر حسن بیگ پادشاہے خردمند و پیش بین و اصیل و اہل ناموس و صاحب کرم بود از روئے انصاف و الطاف بعزیزان و اکابر نظر فرمود و ہیچ آفریده را الا انعام و اکرام آسیب زحمت نرسانید و باخود اندیشه کرد که حق تعالی او را فتحے بزرگ چنین ارزانی داشت شکر آن بر مقتضائے کلام بزرگ مہمت و دولت خود واجب دانست و نیز از شمشیر کین سلطان الغازی ظل اللہ خلد ملکه و ابد احسانه اندیشه مند بود که اگر با بوس چغتائے آسیبی رساند شمشیر آبدار خسرو عالی تبار با نتقام باو رساند که باتباع جهانشاه در استرآباد رسانید حمایت لطیف و رعایت منیف حضرت پادشاه اسلام از خراسان دستگیر اسیران شد بیت

گر نه در سایه اقبال تو دارند پناه   از بد حادثه گردند همه خلق تباه

حق تعالی سایه دولت رفیع این پادشاه صاحب توفیق را بر سر بیچارگان خراسان ممدود دارد و خسرو شهید را بچنان که در دار دنیا محبوب و لها بود در آخرت نیز مشهور شهدا مسعود سعد گرداند و سلطنت سلطان ابو سعید در خراسان هشت سال و در ماوراء النهر هشت سال که مجموع شانزده سال و یک سال دیگر از حد بغداد تا نواحی فرغانه و ترکستان و از دیار سند تا حدود خوارزم

خطبه وسکه بالقاب شریفش مزین گشت و در عدل و داد و سیاست آیتے بود و عمر شریفش از چهل و دو سال تجاوز کرده بود که بدرجه شهدا و سعدا مرتقے گشت والیوم اولاد عظام کرام او که قرة العین سلطنت و خلافت اند در دیار ماوراء النهر و تخارستان و کابل بسلطنت متمکن اند و پادشاه جهان را با ایشان طریق شفقت و رافت ثابت است و ایشان را حقوق اخلاص بدرگاه عالی مؤید و محکم و از اکابر و مشائخ علما و شعرا که بعهد سلطان ابوسعید ظهور یافته از مشائخ سلطان الطریقت خواجه عبید الله و از علمائے قاضی القضاة مولانا قطب الدین احمد امام الهروی و از شعرا مولانا عبد الصمد بدخشی و خواجه محمود برسه رحمهم الله علیهم اجمعین ❊

خاتمه

دربیان حالات و مقامات اکابر و افاضل که الیوم بوستان خرد بنور فضل ایشان پیراسته و قانون ملک بوجود عدل‌شان آراسته است مد الله تعالی ظلال فضایلهم حقیقتے است که مدبران سپهر مدور و مهندسان کارخانه اخضر بفرمان رب داور بهر دور و از قران و عصر و زمان طائفه را ملحوظ انظار عنایت و فرقه را مستوجب شمول عاطفت مے گردانند و خاطر ادراک و آئینه ادراک آن زمره را صیقل هدایت منور مے سازد و این هدایت البته بعنایت صاحب قرانے منوط و مربوط است که اصحاب فضل و استعداد و ارباب صلاح و رشاد را بواسطه مددگاریئے الطاف و تربیت و اعطاف بمحل و مراتب اشراف رساند و بے شائبه ذات شریف این پادشاه کامگار و فریدون جم اقتدار را بتبت الله تعالی ارکان مملکته اسالیب فضل و بلاغت حاصل است و جوهر ذات ملک صفاتش بتربیت اهالی فضایل مایل لاجرم روزگار که تابع فرمان قضا جریان اوست به تبعیت ذات شریفش همواره بتربیت اهالی فضایل اقبال مینماید و شیخ نظامی درین باب میگوید:۔

بدانش چو شه باشد آموزگار ۔۔۔ همه اهل دانش کند روزگار

فائده: حکم حکما است و به بدیهه عقل ثابت و درست که طبایع سلاطین بهر شغل که مشغول

گردد اہالی آن روزگار تتبع او نمایند را امام غزالی مے فرماید کہ بروزگار عمر بن عبد العزیز چون بیکدیگر رسیدندے از نماز و روزہ و نوافل و ذکر و اوراد پرسیدندے و بروزگار سلیمان ابن عبد الملک از نکاح و عشرت و الوان طعام و عشق بازی و ہر آئینہ مثال این حکایات مطابق این حدیث نبوی است کہ الناس علی دین ملوکہم چون سیرت و اخلاق اعلیحضرت خلافت پناہے جم جاہے غزالنصار دولت القاہرہ بر ہنرمندے و ہنرپروری دانست بیشک اکابر دولت و اعوان حضرت بار فعتش در اکتساب فضایل قصب السبق از اقران و اکفا ربودہ اند و ہر یکے در فنون فضایل ید بیضا نمودہ اند :-

سعی سلطان ہنرپرور خورشید محل دایم از ہمت عالی بہ فضایل کوشید
دین امیر الامرا و دین حامی ملک بر عروس ہنر از مرتبہ زیور پوشید

حمایت عنایت ازلے و رعایت ہدایت لم یزلی ارباب فضل را بعدا زانکہ از نوایب روزگار و حوادث گردون غدار پائمال حرمان بودند بطراوت ہدایت این امیر کبیر مسرور و بعنایت این صفدر شہیر مشہور ساخت :-

آنکہ در بیشہ دین صولت او شیرے کرد فضل را ز نرہ عنایات علی شیرے کرد

ہرچند ہمین الطاف این بزرگوار اطراف آفاق را مستعدان و فضلا بہ تیغ زبان مسخر ساختہ اند و ہر انجمن و بزن سخن فضیلت و ہنر درمیانست اما حالات و تذکرہ فضلا و مستعدان این روزگار را قلم ضعیف این نحیف از عہدہ تحریر و تسطیر بیرون نمیتواند آمد و نیز عنان مرکب قلم از دست رفتہ است سعی بندہ بران جملہ است کہ این سرکش بدلجام را رام گرداند و از ہرزہ روی و ترک تازی منع نماید۔ بیت

فریاد ز دست خامہ تیر اندود کو راز دلم بدشمن و دوست نمود
گفتم ببرم زبانش تا گنگ شود ببریدم از ان فصیح تر گشت کہ بود

القصہ مصلحت آن است کہ این شغل حوالہ بدیگرے رود کہ درین راہ بسعی خویش بپوید سرگشت فضلا این روزگار بگوید :-

افسانہ چند ما بعالم گفتیم گو ہر گوید فسانہ بہ یکبار دگر

شش جهات را ما حوالہ بدیگران کردیم و وجود شریف شش فاضل را کہ خلاصہ ہفت اقلیم اند برگزیدیم کہ طبع سلیم ہر یکے گنجینہ معانی و فضایل است و این اشراف عظام امرد برگزیدہ پادشاہ ایام و ستون عرش اسلام اند با وجودیکہ متکفل مہمات مسلمانان و معتمد و مؤتمن حضرت سلطان اند انواع فضایل و علوم را حیازہ کردہ اند و در ہنر پروری و ہنر مسند نوازی سنت اکابر ماضیہ را تازہ مے دارند و عجایب آنست کہ اشتغال دنیا و فضایل ضد آن لا یجتمعان اند و این جماعت بتوفیق حق بدین دو امر منیع موفق و مسعود شدہ شک نیست کہ ہمت کیمیا خاصیت پیر طریق دستگیر این قوم است۔

پیر باید راہ رو تنہا مرو — از سر عمیا درین دریا مرو

لاشک پیر طریقت این قوم نیست الا محقق واصل و مدقق فاضل و موحد کامل۔ بیت

حافظ مرید جام می است اے صبا برو — و ز بندہ بندگی برسان شیخ جام را

چون بتقریب شمہ از اوصاف کمال بندگی مولانا بتحریر پیوست واجب باشد شطرے از محاسن اخلاق آن حضرت نمودن و از بدایع کلام شریفش شمہ بیان کردن ہر چند مقام این بزرگوار مدا اللہ فضایلہ و برکاتہ عالیست و شعر و شاعری دون مراتب بزرگوارش خواہد بود بدو اسنا دکردن آن چنان است کہ شیخ بزرگوار مے فرماید۔

گل آورد سعدی سوئے بوستان — بشوخی چو فلفل بہندوستان

اما گاہ گاہے ہمائے ہمت عالیش از فراز اوج عرفان بنشیب دامگاہ شاعران میلانے مے نماید ازین جہت از روئے تبرک و تیمن ذکر حالات و مقامات و تحریر اشعار آن حضرت خواہد پیوست۔

ذکر مولانا عبدالرحمٰن جامی

ساقی جان جام معنی پر شراب ناب ساخت — بعد از انجا مے حریفان را ازمی سیراب ساخت

در مصطبہ جامی تا کشادہ شد مجلس رندان نامی درہم شکست عروس فکر تا نامزد این مرد معنی شد

مخدرات حجرات دعوی عقیم شدند طوطیان شکرشکن هند را سواد دیوان و منشآتش خاموش ساخته و شیرین زبانان و فارسان مملکت فارس تا شهد اشعارش نوشیدند دیگر انگشت بر نمکدان بلیغ گویان نزدند :-

جام جان افزاے جامی جرعهٔ توفیق یافت　　شورش او برد ذوق از شعر شیرین کمال

کوکب سعدی آمد ثانی سعدی بنور　　کرد نجم طالعش با سهم خسرو اتصال

حالیا او خسرو وقتست و ماضی دیگران　　پیش دانایان ماضی هست و الحق فضل حال

اصل و مولد مولانا مخدوم ولایت جام است و مسقط راس مبارکش قریه خرجرد و منشا مبارکش دار السلطنت هرات و ابتداے حال بتحصیل علم و ادب مشغول بود تا سر آمد علماے روزگار شد با وجود علم و فضل مقام برتر طلب میداشت تا درد طلب دامنگیر همت عالیش گشت و دست ارادت بجناب عرفان مآب شیخ الاسلام و المسلمین سعد الملة و الدین الکاشغری قدس سره العزیز زد که آن مرد معنی از مریدان و خلفاے خاندان مبارک حضرت شیخ الشیوخ بهاء الحق و الدین بود و بندگی مولانا مدتے در قدم مولانا سعد الملة را مقام عالی در تصوف و فقر پیدا شد هر آیینه نظر کیمیا خاصیت مردان خدا کبریت احمر است :-

تا نیفتد بر تو مردے را نظر　　از وجود خویش کی یابی خبر

و بعد از روزگار مولانا سعد الدین مولانا خلف الصدق و جانشین مسند طریقت آن مرد خدا است و برکت انفاس شریفه مردان طریقت جناب مولانا امروز مقصد طلاب معانی و مقر سعادات جاودانیست سلاطین اطراف عالم از علو همت بندگی مولانا استفاده میگیرند و فضلاے اقالیم مجلس فسیح او توصل میجویند دیوان شریفش زیور مجالس فضلاے روم است و منشآت لطیفش دیباچه بدایع اهل شام و ما از اشعار لطیف آن حضرت چندے ایراد کنیم تا زیور این کتاب گردد و من وارداته ادام الله برکاته :- غزل

از خار خار عشق تو در سینه وارهم خارها　　سر دم شکفته بر زخم زان خارها گلزارها

از بس فغان و شیون چنگیست خم گشته تنم　　اشک آمده تا دامنم از هر مژه چون تارها

رو جانب بستان فگن کز شوق تو گل در چمن　　صد چاک کرده پیرهن شسته بخون رخسارها

تا سوی باغ آری گذر سرو و صنوبر را نگر عمرے پے نظارہ سر برکردہ از دیوارہا
زاہد بمسجد بردہ پی حاجی بیابان کردہ طے آنجا کہ باشد نقل و می بیکاریست این کارہا
ہر دم فروشم جان تر ابوسہ ستانم در بہار دیوانہ ام باشد مرا با خود بسے بازارہا
تو بودہ یار ہر خسے من مردہ از غیرت بسے یکبار میرد ہر کسے بیچارہ جامی بارہا

و در آخر حال کہ جہان را از دبدبہ چاوش سلطان عشق پر شور گردانید دماغش از بوئے ریاحین گلزار حقایق و معارف معطر و چشم جانش از عالم ملکوت منور گردید بیش ذوق گفت و گوئے غیر ندارد و قلمش از تحریر حروف مجاز بتفسیر آیات حقایق جاریست و درین باب گوید۔ رباعی

جامی دم گفت و گو فرو بند دگر دل شیفتۂ خیال پسند دگر
در شعر مدہ عمر گرانمایہ بباد انگار سیہ شد ورقے چند دگر

و بندگی مولانا اشعار و قصاید اکابر را در حقایق و معارف اجوبۂ شافیہ بسیار فرمودہ و ایراد این مجموع درین تذکرہ مشکلست۔

بحر اعظم چون نگنجد در غدیر

حالا بندگی مولانا مستغرق بحر معانیست و ہر چند گاہے تصنیفے چون عقد گوہر شاہوار منظوم و منثور از آن بحر لا متناہی بساحل وجود مے رسد و جوابے کہ مولانا در قصیدہ بحر الابرار خواجہ خسرو فرمودہ بتمامی بخواہیم آورد و اینست آن قصیدہ:—

کنگر ایوان شہ کز کاخ کیوان برتر است رخنہا و آن کش بدیوار حصار دین در است
چون سلامت باشد از تاراج نقد این حصار پاسبان در خواب ہر رخنہ زدوے دیگر است
چیست زرناب نگین گشتہ خاکی ز آفتاب ہر کہ کرد افسر ز زرناب خاکش بر سر است
گر ندارد سیم و زر دانا منہ نامش گدا در بر ش دل بحر و انش او شہ بحر و بر است
کیسہ خالی باش بہر رفعت یوم الحساب صفر چون خالیست از ارقام عدد بالاتر است
زر نہ مردی کن و دست کرم بکشا کہ زر مرد را بحر کرم زن را برائے زیور است
عاشق ہمیان شدی لاغر میانش کن ز بذل حسن معشوقان رعنا در میان لاغر است

نیست سرخ از اصل گوہر تنگہ زر گو بیا | بہر داغ بخل کیشان گشتہ رخ از آذر است
مرد کاسب گر مشقت میکند کفر او رشتنا | بہر ناہمواری نفس و غل سوہان گر است
طامعان از بہر طعمہ پیش ہر خس سر نہند | قانعان را خندہ بر شاہ و وزیر و کشور است
ماکیان از بہر دانہ مے برد سر زیر پر کاہ | قہقہہ بر کوہ و بر در شیوہ کبک در است
ہر کرا خر ساخت شہوت نیم خردل گو بعقل | خود بفہم خوردہ بنیان نیم خردل ہم خر است
دستہ یاران را در قطع پیوند ہائے طبع | بے عصا مگذر کہ در راہ تو بس چیئے و جر است
چون کند اہل حسد طوفان طریق حلم گیر | گاہ موج آرام کشتی را ز ثقل لنگر است
باحسودان لطف خوش باشد ولے نتوان بآب | کشتن آن آتش کہ اندر سنگ آتش مضمر است
ہست مرد تیرہ دل در صورت اہل صفا | چون زن ہندو کہ از جنس سفیدش چادر است
طعنہ از کس خوش نباشد گرچہ شیرین گو بود | زخم نے بر دیدہ سختست ار ہمہ نیشکر است
نیست از مردے عجوز دہر را کشتن زبون | زن کہ فایق گشت بر شوہر بمعنی شوہر است
نکتہائے پست کامل ہست طالب را بلند | نقطہائے پائے حیدر تاج فرق قنبر است
چارہ در دفع خواطر صحبت پیر ست و بس | رخنہ ہر یاجوج بستن خاصہ اسکندر است
در جوانی سعی کن گر بے خلل خواہی عمل | میوہ بے نقصان بود گر از درخت نوبر است
عالم عالی مقام از بہر چہ خواہد علو | چون علی معنی استعلا و کار او جر است
جامی احسنت این نہ شعر است باغ رضوان روضہ ایست | کاندرو ہر حرف ناظر فے بسر ایکوثر است
لجۃ الاسرار گر سازم لقب او را سزاست | زانکہ از اسرار دین بحر لبالب گوہر است
سال تاریخش اگر فرخ نویسم دور نیست | زانکہ سال از دولت تاریخ او فرخ فر است

آن چہ از تصنیفات بندگی مولانا حالا از قوت بفعل آمدہ و محبوب و مطلوب اکابر و افاضل است نفحات الانس است در بیان حالات اولیائے عظام در نثر و جواب چند نسخہ منظوم شیخ نظامی مثل مخزن الاسرار وغیرہم و نسخہ معما و چند کتاب در تصوف و بہ عنایت ازلی و ہدایت لم یزلی بعد الیوم ہموارہ از امواج این بحر حکمت و معرفت درو انہا بساحل وجود خواہد ریخت انشاء اللہ وحدہ العزیز :-

ای نیر حقایق دین قرنها بتاب   وی عنصر کمال یقین سالها بمان

ذکر ملک الامراء و مربی الفضلا امیر الکبیر نظام الدین علی شیر

القاب شریفش زیب و زینت فاتحهٔ این کتاب بلکه دیوان سعادت فصل الخطاب است

تا ذات خیر خیزش کند از لامکان ظهور   ایسکه روزگار درین روزگار کرد

واهب العطایا روزگار را چنین مظهری سرافراز گردانید و گردون قرنها چنین سروری

بر سریر عزت ننشانید بیت

سالها باید که تا یک سنگ اصلی ز آفتاب   لعل گردد در بدخشان یا عقیق اندر یمن

تعریف نمودن آفتاب بزرگی عقل است و در فضیلت مشک تاب اطناب علامت جهل است

ذکر میمون و مدایح این امیر کبیر در ربع مسکون سیار و طیار است و در بدیه فضیلت و کمال و

علو همتش در اطراف آفاق منتشر و هر چه درین تذکره گفته شود تحصیل حاصل باشد اما بر طریق

معهود این کتاب شمه از فضایل این امیر کبیر و شطری از بیان مقامات شریفش درین تذکره ثبت

نمودن واجب بود والد بزرگوار این امیر نامدار عالی مقدار از مشاهیر روزگار بود و از جمله صنادید

الوس چغتایی در روزگار دولت سلطان الاعظم ابوالقاسم بابر بهادر مدبر ملک و کافی

دولت و معتمد علیه و مشار الیه گشت و با وجود ترکیت فضایل ترک فضایل نمود و غایت

همت عالیش بر آن مصروف بود که فرزند سعادتمندش بزیور فضل متحلی و بانوار هدایت

متجلی گردد بیت

خدا ضایع نمیگرداند اجر نیکوکاران را   درین هر ربع نیکوکاری بود الحق نکوکاری

سعی آن بزرگوار ضایع نشد و از آن سلف خلفی چنین نادره روزگار پدید آمد و تمکین قرار یافت

و بروزگار پادشاه مغفور مذکور این امیر کبیر با وجود احتشام و حکومت و امارت در فضیلت کوشیدی

و با ارباب فضل صحبت داشتی و طبع کریم و ذهن مستقیمش بگفتن اشعار و شنیدن ابیات آثار و اخبار

مولع بودی و در آوان شباب ذو اللسانین شد و در شیوه ترکی صاحب فن گردید و در طریق فارسی

صاحب فضل و مؤلف رسالت بطریق طمع در حق امیر کبیر

ترکیا سین گورو پ قیلورلا ایروی ترک توبهم — کو تیرکی بولسه لارا ایر رودی نطقی ترک

باوجود فارسی درجنب شعر کا ملش — چیست اشعار ظهیر و کیست بارے انوری

بابر سلطان پادشاہے بود سخن شناس وہنرور و ایما بر لطف طبع و قاد این امیر کبیر آفرین کردے و احیانا در ترکی و فارسی شعرے از منشآت این امیر کبیر مطالعہ نمودے و در قدرت طبع و شیرینی مستفید و بدعائے خیرش مدد فرمودے۔

پاکبازان نظر از رہ گذری یافتہ اند — توتیائے بصر از خاک دری یافتہ اند

الیوم این امیر کبیر حامی دین و دولت او پشت و پناہ شرع و ملت است خسرو روزگار از نصایح مفیدش مستفید و اصحاب مناصب و ارباب مراتب از صحبت شریفش مشکور و راضی مجلس منیعش مقصد فضلا ست و درگاہ رفیعش مرجع ضعفا و فقرا خوان نعمتش برائے مہجوران نعمت مہیا نہادہ و باب کرمش بر رخ نیازمندان دایما کشادہ۔

جرأت چنین لطف خدائی باشد — کے از سر شہوت ربانی باشد

صاحب نظرے کہ سیرتش خیر و عطاست — باللہ کہ ہدایتش عطائی باشد

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ طبع شریف و عنصر لطیف این امیر کبیر باوجود تقرب حضرت سلطان و تکفل مہام مسلمانان و رونق شرع و ملت و تدبیر ملک و دولت دایما بفضل و علم اشتغال دارد و جلیس او جز نیکوی طبع و فاضلے نیست و انیس خاطرش جز اہل دلے با اہل نہ گرانان بخشش سبک مے نماید بلکہ نااہلان مجلس شریفش در نمی آیند۔ بیت

ما در بروے مردم نااہل بستہ ایم — ورنہ ہیچ باب دری بالکار نیست

اشعار ترکی و فارسی خلاصہ طبع شریفش و گفتن و شگافتن معما خاصہ فکر لطیفش و ہر چند بوزن موج دریائے دانشش عقد در منظوم و منثور بر میفشاند و اہل عالم در گوش میگیرند بلکہ زیور گوش اہل ہوش مے کنند۔

چشم گردون با ہزاران دیدہ آخر کور نیست — تا ترا بیند بدست دیگرے ندہد عنان

آنچہ تا امروز از ان طبع لطیف صادر شدہ در ترکی جواب خمسہ شیخ نظامی کہ قبل از این امیر خبیر ہیچکس نگفتہ الحق داد معانی دران داستان دادہ و دو بیت از داستان لیلی مجنون باشتہا

بیاوردیم که در بهاریات و تشبیهات و خیالات بلند درین دو بیت و باقی ابیات دیگر دران
کتاب مندرج است:—

هزرا و رزه گیارسه برکه جوشن   شش پر گونزد ربا شنعه سوسن
لاله ورقین بیربیت صباغه   بعزی قراو یک اوچار هواغه

طبع لطیف صنایع و بدایع باقی ابیات از این دو بیت معلوم کند در خانه اگر کس است
یک حرف بس است و بر سبیل عادت که درین تالیف جاریست از روئے گستاخی از کلام ترکی و فارسی
این امیر کبیر چندے خواهیم آورد تا پیش فضلا نموداری باشد و از آن حضرت بعد الیوم
یادگارے باشد و در جواب قصیده بحر الابرار خواجه خسرو دهلوی این امیر کبیر را قصیده غرا است
و گمان مؤلف چنان است که این جواب براجوبه دیگران فضل دارد۔

آتشین لعلے که تاج خسروانرا زیور است   اخگری بهر خیال خام پختن در سر است
شه که یاد مرگ نارو ز دست ویرانی ملک   خسروی بے عاقبت خسرو بلاد کشور است
قیاز زینت مسقط فر و شکوه خسرویست   شیر زنجیرے ز شیر بیشه کم صولت تر است
لازم شاهی نباشد خالی از درد سرے   کوس شه خالی و بانگ غلغلش در سر است
باد هان خشک و چشم تر قناعت کن از انک   هر که قانع شد بخشک و تر شه بحر و بر است
تخم رسوائی دهد بر دانه تسبیح زرق   اری اری دانه جان خویش را بار آور است
رهروان بارکش را سهل دان آشام فقر   در دهان ناقه خار خشک خرمائے تر است
گنبد خضرا که خون ریز است فعلش و زیست   برگ حنا اخضر آمد لیک رنگش احمر است
نیش تر دامن بود هر موسے مرد گرم رو   جان بط را هر پرے از بال شاهین خنجر است
مرد را حرز نجات امواج خونابه دلست   رند را حرز قدح از قادم دو سنا غر است
مرد را یک منزل از ملک فنا دان تا بقا   مهر را یک روزه ره از باختر تا خاور است
بیگنه را ساختن آزرده از تیغ زبان   ناتوان کردن رگ بے رنج را از نشتر است
خاکیان در پایه بالاتر ز جباران که مور   بر خراید بر منابر گرچه از شیر احقر است
ظالم و عادل نه یکسانند در تعمیر ملک   خوک دیگر در شیار ملک دهقان دیگر است

ای لسان الغیب کز رفعت ترا [illegible] / جوهر [illegible]

ره سوی حق بهترین راهیست اقرب از فقر / بهر آنکه الفقر فخری گفته پیغمبر است

اندرین ره آنکه دارد گام بر گام رسول / عرش پروازیست کو همراه و همره رهبر است

جامی دین نبی جامی که جام فقر را / داشته بر کف لبالب از شراب کوثر است

روضه های منبرش گلشنی وان گلشن ز لطف / قطره رخساره هر برگ مهر انور است

عاجز از تعداد اوصاف کمال اوست عقل / انجم گردون شمردن کی طریق اعور است

دین پناها اهل دوزخ را چو امید بهشت / جان خاکی را هوای وصل آن خاک در است

ژاله سان کاندر درون غنچه افتد [illegible] / کار زرین درد فقرم در دل غم پرور است

ز التفات خاطرت این نکته شیرین مراست / همچنان کز پرتو خورشید لطفت اخگر است

تحفة الاذکار اگر سازم لقبش او را رواست / تحفه چون نزد شما ز بحر فکرم این گوهر است

گشت روز یوم عاشر شهر رجب تاریخ این / طرفه ترکیبی روز و ماه اتمام آن اظهر است

طالبان ربع مسکون را ز ظل عالیت / فیض بادا تا مقام مهر چارم منظر است

اگرچه خواجه شهرت مقدم و صاحب فضل است و دیگر الابرار معارف و حقایق خیالات دقیقه او نزد عارفان کرم و مقرر است اما این امیر کبیر داد معانی داده و در شاعری و سخن پروری و نمودن خیال خاص تقصیری نکرده۔

این بهشت جاودانی که از گفته خسرو / یا کمی بوده سخن خوب تر از یکدگر افتاد

دو دیوان ترکی امیر کبیر زیور مجالس سلاطین و انجا بر است و غزلهای از آن قانون عشاق بی نوا را براه راست می آورد و غزلیات فارسی [illegible] شهر و آهنگ خسروانیش محبوب سلطان حسینی زهی آوازه که از دیار ترک تا حد حجاز برفت و زهی دبدبه که از پنجاب تا اصفهان رسید گوشهای اهالی دیار عجم از این صدا پرست و گوشهای عالم از این بحر پر در و پیک صبا از این خبر بعراق رسانید و اوراق طوبی را فلک شعبات این نهال گردانید۔

پیرو دانش اهل فضل هر مقام / باد باقی ظل جاهش والسلام

و اما از دیوان این امیر کبیر غزلی به گزیدیم که در مشرب فقر موافق حال این کمینه بود چنانکه

سخنهائے مصنوع یافتم اما جراحت دل این مستمند دردمند را این غزل نمک پاشید بلکه جگر
مجروح را خراشید۔ غزل

یار با اول ای حبیبی اهل فهمغه نامفهوم قیل بیله موجوم ایچا سنکا قل مینی معدوم قیل
بولسه عشقیم وا قصوی کونکلی نی مندین سارون عشقیم ایریا کا ولسه تاش کونکلی اینک واموم قیل
بر چه توردین نیم کوزومنی ابلا محروم ایلادنیا بر چه کوزنی اول پریوش یوزی دین محروم قیل
قیل سا ظلم اول ظالم اهل غمه تعلیمین یارب بون چون تظلم دوراشیم دائم مینی مظلوم قیل
تا کوزدم قوتلوق نوردین اوزکا ساری توتموشون سرنی کوز کورکی بیناک تخم غذائی شوم قیل
تا بزنک عشق حرفی دوراحیم واای رفیق اولسه ای ادق فرام تاشی وا مرقوم قیل
دیکا کیم یار بویکین محرم نوائی کونکلی دا اندا بین سیبین بزتامل ابله بن معلوم قیل

یک چندے سخن از کمال وفضل این امیر خیر رفت واکنون از صدقات جاریه وآثار خیرات او رقمے
بروجه صواب رود خلاصه سخن آنکه مرد پیش بین وزیرک وعاقل در کار دنیا بنظر عبرت نکرد و درین
دار عمل از کار دار جز اغافل وذاهل نباشد این تامل دامنگیر همت این امیر خیر شده وهمگی همت
وتمامی نهمت ارجمندش بکار آخرت مصروف گشته وقاعده هائے صالحان پیش گرفته وتوشه آخرت را
از پیش فرستاده۔ بیت

کار این جا کن که تشویش است در محشر بسے آب اینجا خور که در دریا بسے شور وشر است

رائے صواب نمایش اقتضا کرد که فواضل اموال را صرف خیرات ومبرات نماید ودست تطاول
میراث خواران ازان کوتاه گرداند پس بر فحوائے کلام ملک علام مَا عِندَکُم یَنفَدُ وَمَا عِندَ اللّٰہِ
بَاقٍ از خالص اموالش که در راه خدا بر غم ریا وهوا درین ممالک بمدارس ومساجد ورباطات
وبقاع خیر ودار الشفا صرف وخروج کرده واوقافیکه بر آن بقاع مقرر نموده تخمیناً پانصد تومان
رائج کپکی باشد۔ بیت

ذکر خیرت میرود در خافقین اے علی شیر خدا ذکرت بخیر

اگر بتفصیل ذکر اعداد خیرات ومستحدثات این امیر کبیر رود کار بتطویل واطناب انجامد چندے که
در دار السلطنه هرات وبعضے از مشاهیر منازل ومراحلست مجملاً ذکر خواهد شد اولاً عمارت دار السلطنه

هرات است از مدرسه و مسجد جامع و خانقاه و دار الشفا و حمام جمله در یک محل بر کنارهٔ جوی انجیل که سلسبیل و انهار جنت از غیرت آن دیده تر دارند و مسافران در تمامی ربع مسکون بدین نزهت و محل عمارتی نشان نمی دهند دیگر احداث رباط عشقست و ذکر آن سابقا درین تذکره ثبت شد دیگر عمارت رباط سنگ بست است و ذکر آن نیز بمحل خود مرقوم شد و حالا چند محل دیگر عمارات عالیه احداث می فرماید مثل عمارت سر روضه حضرت سید عارف قاسم انوار قدس سره در باط دیراباد بنواحی نیشاپور که ثانی رباط ایاز خاص است بلکه از ان عالی تر و سنگین تر بعنایت الٰهی چند وقتست که همت عالی بر خیری گماشته که آب چشمه گل را که از مشاهیر عیون خراسانست و از متنزهات جهان و در اعلیٰ ولایت طوس واقع است بمشهد مقدسه رضویه آورد و مجاوران و مقیمان مشهد مقدس را از جور بی آبی خلاص کارد درین کار مدد همت اهل الله شامل حال این امیر کبیر است چه احسانیست که جباران و سلاطین درین کار عاجز اند و قریب ده فرسخ شرعی است منبع این آب که مجموع در ناهموار بیها و سنگلاخها آب می باید آورد و این خیر بر جمیع خیرات شریفه اش شرف دارد و مشهد مقدس از این جوی آب رشک بهشت برین و غیرت نگارخانه چین خواهد شد ان شاء الله تعالیٰ قال النبی صلعم افضل الاعمال سقی الماء و باقی عمارات خیرات این امیر را بتفصیل نمی توان آورد چه از شمار عدد افزون است حرس الله تعالیٰ معالیه و شکر مساعیه و این کمینه مؤلف را بمدح این امیر خیر قصیده ملمع است در ترکی و فارسی چون سخن سخنوران که درین تذکره گذشته بنده را یارای آن نیست که در اعداد فضلا خود را مندرج سازد اما بتقریب در مداحی این امیر کبیر شروع می نماید و این قصیده بعرض می رساند :-

صبحدم اولدی دین پردهٔ نیلوفری   جلوه بروی حق نه مینا عروس خاوری

اژدهای شب بید بیضای موسی آشکار   بوالعجب کاران شب را رفت سحر سامری

بولدی ظاهر نور ایمان کفر ظلمت پیشه دین   شاه خاور دین هزیمت قلدی ظل بربری

آتش خور عود شب را سوخت دیهای صبح   آسمان کوی هیئت کرده شکل مجمری

دهر ظلمت دین اخلاص اولدی زلیخا کوزی تک   هر نظر لطفا ملادی یوسف تمنا نیک ساری

دیو ظلمت شد گریبان از سلیمان سحر   صبح از یاقوت خور نموده تا انگشتری

یوسف مه مهر چاه مصره اولدی عزیز　　هر نظاره آگهاه را انکا هزاران مشتری
از طلوع شمس خاور جهان پر نور شد　　وز نوالی زهره در گوش آماسی ز روزی
کای جهالو تنک قبله صاحب نظر لا منظری　　عارضینک برگ سمن دیر برگ گلبرگ طری
تا الایک پدر و همت سپهر هاتی شکر کرد　　عکس رخسارت چو پنهان گشت پنهان شد پری
ای فراقی کور لاینک سر شکسته دور قمر　　کاکل مشکین لاریننک بولدی بلائی بر سری
چون کلامت منطق طوطی ندارد حالتی　　یا لبت شکر تری جیبو د تو چوان شیرین تری
طینتینک یارب الایک قیس بن ہو دو رکیم بیاد　　بولدی ظاهر نسل دین سیناک دیک سروری
لعبه کر در خط اقتدار نور عاقبت　　بشکند نقاش چینی خامه صورت گری
بو جهان و حسن قبله مسلم دور سنکا　　کیم فضیلت تاپتی دور ثبات اجها اندا هنری
آسمان معرفت خورشید دین بحر شرف　　انکه خورده گوشمالش گوش چرخ چنبری
مظهر دولت علی شیر اول که شیر حق ایرود　　هر دیارکا اینک فتح و اسعادت شد بری
آن چنان کز مقدم سید شده یثرب عزیز　　کشته دار الفضیل عالم از وجود او هری
بحر حکمت دور انینک زیبا ضمیری روشنی　　لولوی منظوم اول بحر شرف ننک گوهری
ای بمین همت آباد ملک از عدل و داد　　دی پدور دولت تا گشته قوی دین پروری
برخصایل هر که حاصل قیلیو تنک اول عالی مقام　　کیم کو یار اناق مقام و اروح نینک لوی
قیلسا کر هر نظامی نظامی البوری دیوانی نی　　شامل عالم غدور کامل بو سوز نینک ظاهری
آسمان در کشتی عمرم کمند و اهم دو کار　　وقت شادی بادبانی کاه اندولنگری
هر نظر بر لجهٔ بحر نا لیت دین جهان　　نوح دعوت سابن بلی طوفان و تعجیل یاوری
تا بیرین ایوان مینا حلقه بیم بلال　　میکند گوش فلک را هر سحر زیوری
بولسه ای حاکم سنکا محکوم دوران فلک　　یا اقبال و جلالینک حسن نقصان دین بری

حق سبحانه و تعالی ذات شریف این امیر کبیر را سالها بر مفارق شکسته حالان مستدام دارد بالنبی واله -

ذکر امیر فاضل نظام الدین شیخ احمد سهیلی ره

و این نامدار عالی مقدار در الوس جغتای خانواده بزرگست و اجداد کرام او از زمان دولت صاحبقران
تیموری صاحب جاه و امرا بوده اند و بعهد دولت شاهرخی متکفل معظمات امیر سلطانی و این امیر
نیکو اخلاق از اقران و اکفا ممتاز شده و در قبا از اهل عبا گشته و همواره با درویشان در مقام
خدمت و با علما در مرتبه حرمت زندگانی کرده تا بکار و کیمیا خاصیت مردان خدا بدولت دنیا و دین
امروز مشرف و ممتاز است و نزد سلطان عالم محترم و بنظر همگنان معزز و مکرم. بیت

تو سهیلی تا کجا تابی و کی طالع شوی — عکس تو بر هر که می افتد نشان دولت است

حالا این امیر فاضل صاحب دیوانست نگین خاتمش مزین دیوان ترکی سلطان عجم است و سیکی
قلمش محرر دیوان اشعار که سفینه بحر دقایق و گنجینه رموز حقایق است.

خاتمش کار جهانی بدست راست کند — قلمش گنج معانی بدست افشاند

و من بنده از این امیر فاضل شنیدم که فرمودند که من در عنفوان جوانی ایام شباب بملازمت
شیخ العارف آذری علیه الرحمه رسیدم و از همت آن حضرت دریوزه کردم و طبیعتم بر گفتن اشعار قادر بود
و تخلصی چنانکه مناسب باشد نمی یافتم التماس کردم که شیخ مرا بتخلصی مشرف سازد و بندگی شیخ مجلدی
در دست داشتند و فرمودند که این مجلد کتاب را بتفأل بگشاییم شاید لفظی که مناسب باشد بیرون آید
چون بر گشادیم بر اول صفحه لفظ سهیل بر آمد بغایت مستحسن شمرده بجهة من سهیلی رقم کرد و بعد الیوم الواب
معانی بر رخ من گشاده شد و فیض همت مردان بمن رسید لا شک همت مردان کمتر از طلوع سهیل نیست
که در بدخشان سنگ را لعل و در یمن چرم را ادیم میکند اگر چه بتفصیل جلد دیوان سهیلی از ادیم سازند و لعل
بدخشانی بر گفتهای رنگین او افشانند هنوز از حق انصاف بیرون نیامده باشند بتخصیص مطلعی که
این فاضل را دست داده و آن مطلع اینست.

بروز غم بغیر از سایه من نیست یار من — ولی او هم ندارد طاقت شبهای تار من

اما از دیوان ترکی و فارسی این امیر فاضل دو بیت اختیار نموده ثبت افتاد.

ای مهی جور و جفا بالی و امقدادا بیلاکان — اورکالار بیر او قاقصری بیلے بنیادا بیلاکان

نباشد خانهٔ زرکاری شاهی هوس مارا — که این دیوار محنت خانهٔ اندوه بس مارا

گمان مؤلف آن است که اشعار این نامدار درین دو زبان لطیف و مصنوع افتاده است و در مطلع اول و المعنی خاص بوقوع پیوسته که در دواوین استادان متقدم کم دیده ام همانا از وار دات طبع لطیف اوست و انوار و اسرار او شهرت اشعار سهیلی چون نور سهیل از حد بدخشان تا ملک یمن تابان و سیار است حق تعالی فیض انوار هدایت نصیب روزگار این نامدار کناد و بر عمر و جوانی و فضیلت و کامرانی او برکت بخشد۔

ذکر وزیر کامل فاضل افضل الدین محمود عز نصره و مرقده

بیت :۔

بعهد مملکت تیمم گر آصف او بودے — بنوفتادی خاتم ما رست اهرمن

فلک تا صدر وزارت بار یاب استحقاق مے سپارد و زمانه تا مسند عزت بوجود بزرگان میآراید الحق باستحقاق فضل و کمال و علو همت و آثار کفایت مثل این وزیرے بمنصّه ظهور نیاورده۔

گر جمع کنند سپهر اعلیٰ — فضل فضلا و فضل افضل

از هر ملکے بجائے تسبیح — آواز آید که افضل افضل

والد بزرگوار این وزیر نامدار صاحب مغفور خواجه ضیاء الدین احمد طاب ثراه از صناوید کرمان کرمان بود و آبا عن جد منصب متقدمے و پیشوائے ملک کرمان بلکه وزارت سلاطین آنجا موروثی خاندان این وزیر باستحقاق است حسب مکتسب نسب شریف این بزرگوار را باوج عیوق رسانید۔

چون حسب با نسب افضل و هنر یار شود — آدمی زین دو صفت افضل احرار شود

منصب وزارت تا بیمن قدم مبارکش آراسته شد کار مملکت رونقی تمام و حال رعایا انتظام مالاکلام یافت قلم عطارد القاب او را اکفی الکفاة نوشت و وزیر اعظم با اوشمس الوزرا خطاب کرد سخاوت و الطاف این نامدار کرم بزرگان برمک را لاشیئ کرد و جود بے دریغش سجل سخاوت حاتم را طے فرمود صاحب رائے اگر از کفایت و کاردانیش رمزے شنیدی بیشک از محاسبان دفاترش گردیدے۔ بیت

چنان او انتظامی حکمتش کار خراسان را　　که درگاه سکندر داد ارسطو ملک یونان را

فایدہ - خواجہ جہان نظام الملک الحسن طوسی تغمدہ اللہ بغفرانہ بجہت فرزند خود فخر الملک در نصیحت نامہ نوشتہ کہ مملکت پادشاہ را حکما بشابہ خیمہ تصور کردہ اند و رعایا مثل اوتاد خیمہ اند کہ بے اوتاد قیام خیام محال باشد و امرا بطور طنابہائے خیمہ اند کہ بقوت اوتاد کہ رعایا اند خیمہ را برپائے دارند و عملہ و کارداران بر ہیأت طنابہائے کوچک اند کہ آن را شرح مے نامند از خیمہ کہ ملک است قوتے حاصل مے سازند و دست بدامن امرائے کہ طنابہائے بزرگند زدہ و بحمایت قوت ایشان درآمدہ و وزرا بر مثال ستون خیمہ اند کہ بار خیمہ و طناب و شرح و ما فیہا ہمہ بر ستون است چہ وزیر را گویند و وزیر بارکش لاشک بار دل ہمہ ملک و ولایت و لشکر بر دل وزیر خواہد بود پس ستون خیمہ را چہار صفت باید کہ شائستگی و صلاح ستون بدرگاہ ملک او را حاصل باشد و آن صفت چہارگانہ راستی است و رفعت و صفائے ظاہر و باطن و ثبات قدم پس وزیر باید کہ با خداو خلیفہ خدا و بندگان خدا راستی ورزد و وجود خود را در خویشتن داری و ناموس ملک مرتفع دارد و بصفائے ظاہر و باطن آراستہ باشد و تحمل و ثبات را شعار و دثار خود سازد و از خبث باطن و اعوجاج دور باشد کہ چوب کج شائستگی ستونی نداشتہ باشد غرض از تحریر این حکایت آنکہ این صفات در ذات این وزیر موجود است و با وجود ملازمت درگاہ و ملک و ولایت محنت تکرار مطالعہ بسیار را بر خود آسان کردہ لیلاً و نہاراً بکسب فضایل و علم و حکمت مشغول است و بحل مسایل علمی دایماً مے کوشد و عروس الفاظ را کسوت معانی مے پوشد و اوقات شریفش دایماً بنشر علوم و صحبت علما مقتضی است و در شاعری خواجوی کرمانی از گلزار اشعارش نخلبندی تواند بود و از دیوان او سلمان ساوجی علمدار یست در مدح پادشاہ اسلام قصاید محکم و غزا دارد کہ اگر بر کوہ برخوانی لرأیتہٗ خاشعاً متصدعاً و خسرو روزگار را در تحسین این وزیر نامدار مبالغتے تمام است و ما از واردات آن دستور عالی مقام مطلع غزلی خواہیم آورد کہ در حالت زہد فرمودہ و بس نازک و مخیل است و از معنی خاص بانصیب -

نگوئی چشم خود بستم برائے دفع آزارش　　خیال روئے آنجا بود پوشیدم ز اغیارش

حق تعالی اعین الزوال را از روزگار این وزیر با اقبال دور دارا و ظل ظلیل او را بر رعایا ممتد گر

دانا دو دولت او را امتداد تا یوم التناد و بمحمد و آله الامجاد۔

ذکر مفخر الصدور والعظام و نتیجۃ الاکابر خواجہ شہاب الدین عبداللہ مروارید

حق سبحانہ و تعالیٰ آنچہ اشراف بایدو بکار آید از علم و فضل و طہارت باطن و لطافت ظاہر و اخلاق حمیدہ و ہنر پسندیدہ بدین ذات ملک صفات ارزانی داشتہ خطش در رعنائے کجناح الطاؤس و انشائیش در زیبائی کنشاۃ النفوس است سخنش در متانت ناسخ با قوت کفایتش دیوان صدارت بقانون ساختہ و قانونش دلہائے عشاق رابے قانون کردہ لاجرم طبع سلطان روزگار کہ معیار فضیلت است تربیت این فاضل مایل شدہ و بزرگان کہ ہنر شناسان روزگار بلکہ خلاصہ لیل و نہار اند ہموارہ خواہان صحبت و جویان مواصلت این معدن فضیلت اند:۔

باش تا این اصل و ہمت رانماید برگ و شاخ باش تا این طایر دولت کشاید پر و بال

والد این خواجہ فاضل دستور اعظم خواجہ شمس الدین محمد مروارید ادام اللہ تعالیٰ اقبالہ سالہا باستحقاق وزیر سلاطین بودہ و از صنادید اعاظم کرمانست بزرگے نیکو اخلاق و خداترس و صاف اعتقاد بود و درویش نفس است و الیوم از تشویش ملک پائے ہمت بیرون بردہ و باختیار از شغل وزارت استعفا خواستہ ہموارہ بخیرات و مبرات مشغولست و از صحبت شریف اہل حق و علم و فقر محظوظ و با نصیب جزاہ اللہ خیراً و این وزیر زادہ را تقرب درگاہ سلطان گیتی پناہ حاصل است و مناصب عالیہ بدو مفوض و مخصوص است امید کہ پایہ قدرش بذروہ عالی رسد و شام شبابش بصبح الشیب نوری پیوند وانہ علی ما یشاء قدیر و چون طبع کریم این بزرگ نامدار بگفتن اشعار مایل است و شعرش در متانت ثانی شعر انوری ست و عنصر طبعش دوم عنصری واجب نمود درین تذکرہ مطلعی از اشعار مختارش بایراد رسانیدن و بندگی مولانا نور الملۃ والدین عبدالرحمٰن جامی راست:۔

نوبہاران کہ دمد از شاخ گلی از گل من غنچہ ہالیش بود آغشتہ بخون دل من

و خواجہ شہاب الدین عبداللہ در تتبع مولانا این مطلع فرماید۔ بیت

آہ کز ہر کہ وفا بود امید دل من غیر نومیدی از و ہیچ نشد حاصل من

و مؤلف این تذکره بنا بر حکم این بزرگ زاده فاضل این گستاخی نموده جواب این غزل گفته بحکم المامور معذور و این است آن غزل مذکور غزل

دیگری را مکش از غمزه بر غم دل من | هر زمان قصد هلاکم مکن ای قاتل من
می کشی خنجر و خون میخورم از حسرت آن | که شود رنجه دم تیغ تو از بسمل من
قابل دولت غمهای تو آیا دل کیست | نیست مقبول تو باری دل ناقابل من
یار بگذشت و رقیب از اثر او برسید | آه از بخت بد و دولت مستعجل من
سر بنه بر سر آن کوی علائی زان رو | تا دم حشر در انجاست چو سر منزل من

ذکر وزیرزاده مکرم خواجه اصفی ره

و این بزرگ زاده نیز از خاندان وزارتست و پدرش دستور اعظم خواجه نعیم الحق والدین نعمت الله کساه الله بلباس الغفران بروزگار خاقان سعید ابوسعید انار الله برهانه وزیری باستقلال و استحقاق بوده از جمله وزرای روزگار چون او بکار دانی و حساب شناسی و کفایت وزیری نبود و پدر خواجه نعمت الله خواجه مولانا علاء الحق والدین علی بروزگار حضرت صاحبقرانی کفیل مهمات سلطان بوده مشرف خزانه عامره مرد خفافی و با مروت و از او آثار اولیا الله دیده اند گویند که علماء و باقی داران راکه بر درگاه صاحبقرانی با یذاء و عقوبت مبتلا میدید بعضی راکه تکلیف مالایطاق بود براتی از خزانه بدیشان میداد و ایشان را از زجر خلاص میکرد و بدان مردم میگفت که نوبت مروت من گذشت و نوبت مروت شما مانده است نه بی توفیق که عملداری نیز با یل بندگان خدا است بهر صفتی که باشد رضای خدا بهانه می طلبد :-

گر طاعتی جهان نه کنی کان سزای اوست | باری بقدر خویش که رحمت بهانه جوست

و این بزرگ زاده در شاعری مرتبه عالی و در فضیلت درجه وافی دارد و الیوم امرای این روزگار اکرام این بزرگ زاده باقصی الغایة میدارند و حسب شرافت نسب منیف اسلاف عظام او شایار عدلست و ما از سخنان خیال پرور ایهام اندیش او که در صدف معانیست مطلعی ثبت خواهیم کرد :-

بسی خون در آب دیده چون ماهی وطن دیدم | که تا قلاب زلفش را بکام خویشتن دیدم

حق سبحانہ ابواب فیض بر طبع کریمش بازدارد و بر کردار اسلاف عظامش در روزگار اورا سرافراز گرداند منہ لانبی بعدہ وعترتہ۔

معذرت در ختم کتاب نکات تاریخ مقامات حضرت سلطان حسین بہادر رہ

سرکشی توسن ادہم قلم از حد گذشت خوف تطویل و اطناب بعد ہذا در حساب است اما اصحاب اشغال را بعد از تردد روزے در شبہا استراحتے مفید است و با افسانہ الفتے واجب ہمانا این افسانہا مد خواب است :-

آنہا کہ محیط فضل و آداب شدند　　در حل دقیقہ شمع اصحاب شدند
رہ زین شب تاریک نبردند بیرون　　گفتند فسانہ و در خواب شدند

ای عزیزان حال عالم و عالمیان فسون و فسانہ پیش نیست و دو روزہ مہلت زندگانی ناپایدار مستعار زیادہ نہ از افسانہائے حریفان گذشتہ عبرت باید و از خواب گران فنا اندیشہ باید کرد۔

ای از می فریب چو نرگس بخواب ناز　　بگذشت روزگار خوشی چشم باز کن

مریدے گستاخ نزد حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر قدس سرہ از کیفیت دنیائے دون سوال کرد شیخ بزرگوار آہے برکشید و این شعر بر مرید خواند۔ شعر

حال دنیا باز پرسیدم من از فرزانہ　　گفت یا خواب است یا باد است یا افسانہ
گفتمش ہر کس کہ دل بر وی ببست دل　　گفت یا غول است یا دیو است یا دیوانہ

حق تعالیٰ عیون اولو الابصار را بسرمہ توفیق مکحل سازد و در راہ تحقیق ہمگنان نماید۔

ذکر مقامات و حالات پادشاہ اسلام ابو الغازی سلطان حسین بہادر خلد اللہ ملکہ و سلطانہ

ہر چند ذکر این مقامات و شرح این درجات در قدرت بشری و طاقت انسانی در نہادہ اگر مثلاً محمد جریر طبری و حمزہ اصفہانی و اصطخری کہ مورخان دانا و حکمائے توانا اند زندہ بودندی از عہدہ عشر عشیری از ذکر مقامات و حالات این خسرو رستم دل سہراب ہیبت بیرون نتوانستنے آمد قلم

ضعیف این نحیف چگونه درین شغل خطر جاری گردد فاما از هزاران یکی و از بسیار اندکی نمودن و کتاب را
بر ذکر مقامات این خسرو عالی منقبت ختم کردن اولی است؎

رسم ترنجست که بر شاخسار　　پیش دهد میوه پس آرد بهار

روزگار شریف لطیف حضرت اعلی بهار زندگانی است لابد افعال و کردار و مقامات او
شگوفه دریا ریاحین این نوبهار باشد عادت مورخان و مؤلفان تاخیر در تقدیم لایح است پس برین
نسق تتبع اکابر ماضی نموده کتاب را بر حالات حضرت اعلی خاقانی ختم کردیم و از مشاهیر جنگها و مصافها
که آن حضرت را دست داده که عقل عقلا دران عاجز است بر سبیل پیشکش یک تعوذ گذرانیدیم
بباید دانست که این خسرو نامدار کریم الطرفین است و از احفاد و ذریت صاحبقرانست که
هیچکس را این شرف و منقبت حاصل نیست و از جانب پدر و مادر این خسرو بزرگوار صاحبقران است
و پیوستگی با سلاطین قدیم ماوراء النهر نیز دارد از طرف ام و درین تذکره شرح دادن آن وصلت که
صاحبقرانی را با شاهزاده میرزا میرک که پادشاهزاده ماوراء النهر بوده است حاجت نبود
چرا که آن قضیه اظهر من الشمس است و در ظفرنامه مذکور و چون این خسرو نامدار بسن شباب رسید آثار
جهانداری و انوار فضایل و بختیاری در جبین عالم آرایش واضح و لایح بود و بعد از وفات پابر
سلطان در مرو شاهجهان رایت جهانداری برافراشت و در شهور سنه خمس و ستین و ثمان مایه
بر تخت شاه جهان که ام الممالک خراسان است جلوس کرد - بیت

ای در اول کرده از یاری رجی همچو مرو　　دعوت دین آشکارا چون ابو مسلم ز مرو

و بعد از جلوس و خروج او اول قضیه فتح استرآباد است و کشتن حسین بیگ سعدلو و شطری
از ان سمت رقم یافته و آن مصارف را جهانداران اقرار دارند که از سلاطین ماضی هیچ آفریده
چنان مصافی نکرده و فتحی نیافته دوم مصاف سلطان محمود میرزا بنواحی استرآباد و فتح آن مملکت
در شهور سنه خمس و ستین و ثمان مایه سلطان ابوسعید ایالت استرآباد بفرزندش سلطان محمود
بهادر داد و خود بدفع میرزا جوکی و امیرزاده عبداللطیف عزیمت سمرقند و شاهرخیه نمود و امیر
شیخ حاجی جاندار را که از امرای شاهرخی و مرد کاردیده و مبارز بود بملازمت شاهزاده سلطان محمود
نصب کرد حضرت خلافت پناهی فرصت غنیمت شمرده با اندک لشکری از جانب خوارزم

و دشت قبچاق عنان عزیمت بصوب استرآباد معطوف فرمود سلطان محمود و امرائے عظام او جلادت
نموده با لشکر سنگین در مقابله استادند و در مقامی که آن را جوزولی گویند بقریب استرآباد حربے
عظیم دست داد و در آخر حضرت اعلیٰ را ظفر رفتے نمود و مخالفان مقهور و رایت رفیع خسرو عالی
منصور شد و سلطان محمود منهزم گردیده بهرات گریخت و امیر شیخ حاجی بقتل رسید و حضرت
خلافت پناہے بریاقی حشم و لشکر رحم نمود و جمله را در حرم امن امان حمایت داد و مملکت خراسان
بعد ازان حضرت اعلیٰ را میسر شد سوم مصاف ترشیز است و کیفیت چنان بود که بوقتے که سلطان ابوسعید
باستقلال تمام فارغ البال در تخت هرات نشسته بود و دوران حین حضرت خلافت پناہے
از طرف دشت قبچاق و خوارزم عنان عزیمت بجانب خراسان معطوف فرمود و قطعاً مجابا
نکرده به نیشاپور آمده و مخیم نزول اجلال گشت سلطان ابوسعید بهم برآمد و خواست تا بنفس نفیس
خود متوجه گردد باز اندیشه کرد که مبادا بے ناموسے است و بدو دست برد حضرت اعلیٰ خاقانی دیده
بود واکثر امرائے نامدار خود را مقدمهم امیر محمد علی بخشی را بحرب حضرت اعلیٰ بجانب ترشیز و نیشاپور
بایلغار فرستاد و دو شهور ثمان و ستین و ثمانمایه در نواحی ولایت ترشیز حضرت اعلیٰ را با آن لشکر حرب
واقع شد و با وجود آنکه مرد مسلح با حضرت اعلیٰ زیاده نبودند و لشکر خصم ده هزار مرد مسلح و مکمل بیاده بلطف
حضرت آله آورده اندیشه نمود و رستم وار بران لشکر بزرگ زده و بار از نهاد آن قوم برآورد و بیکبار لحظه
آن حشم مشتر ظاهر کرد و محمد علی بخشی بطرف خداوند خود گریخت و حضرت پادشاه اسلام از سر جریمه
باغیان لشکر در گذشت و جمله را عفو فرمود و از ترشیز میخواست تا عزیمت حرب سلطان ابوسعید نماید
امرا و ملازمان صواب ندیدند و باز بمقتضائے العود احمد بطرف دار الملک خوارزم معاودت نمود چهارم
فتح ملک خراسان و جلوس آن خسرو کامگار بر تخت دار السلطنه هرات و این قضیه در نوروز او دمیل
بود و بماه مبارک رمضان سنه ثلث و سبعین و ثمانمایه بیت

خدا بخواست رونق ملک دین و شرع ایمان را
که ارزانی بسلطان داد اقطاع خراسان را

چون واقعه سلطان ابوسعید بر وجہے که شطرے ازان بقلم آمده بوقوع پیوست در آذربایجان
دران حین آن خسرو نامدار او طرف دشت قبچاق بهاعیہ تسخیر ملک آذربایجان بسرحد خراسان

آمده بود وکار بدان نزدیک رسیده که خراسان را فتح کند خبر شکست سلطان ابوسعید خود سبب
شوکت این خسرو عالی مقدار شده و در شهر رجب سنه مذکور به دولت و سعادت از حدود ابیورد عزم
مرو شاهجهان نموده امیر کبیر شجاع الدین ولی بیگ بهادر را بجهت تسخیر مشهد مقدسه و نیشاپور
و باقی ملک خراسان نامزد فرموده بدین طرف گسیل کرد و بیمن الطاف خداوندی دولت پادشاهی
از دحامی برامیر جمع شده فتح این طرف میسر شد و دران حین شاهزاده سلطان محمود از طرف
آذربایجان منهزم بدیار خراسان رسید و جمعی کثیر از لشکر سلطان ابوسعید در راه بدو ملحق شدند و
آن شاهزاده در نواحی جام با میر ولی بیگ مصاف داده شکست یافت و چون منهزم بهرات
رسید خبر توجه حضرت اعلی استماع نموده ثبات نیافت و از اضطرار فرار نموده راه حصار شادمان
پیش گرفت و دران حین چهل دختران و باغ نفیس مضرب خیام عساکر ظفر پیکر بود و از عنایت الهی
والطاف نامتناهی سروران سلطان ابوسعید فوج فوج دولت صفت روی بحضرت
خاقانی آوردند و شرف دست بوس میافتند کما قال الله تعالی یدخلون فی دین الله افواجا
و حضرت اعلی نیز عنایت پادشاهانه شامل حال همگان نموده از ماضی گذشت و همه را بدستور سلطان
ابوسعید مراتب و مناصب مقرر داشت و از کمال عاطفت و اخلاص که ذات این پادشاه را
جبلی فطریست بارها بر زبان مبارک جهت سلطان ابوسعید تاسف جاری ساختی و فرمودی
که آن حضرت مرا بجای پدر و اعمام بود کاشکی این نکبت بدان سلطان عالی قدر
نرسیدی و من از نیل مرام سلطنت محروم بودمی این سخن می گفت و قطرات عبرات بر چهره
مبارکش از فواره عیون جاری می شد زهی شفقت و انصاف و زهی اخلاص و الطاف
لاجرم حق تعالی ملک مکتسب صاحبقرانی را موروث این خسرو عالی منقبت نموده سریر
سلاطین مقدم را بنور وجود شریف او آراسته است تمکین این پادشاه فرشته اخلاق درین
سلطنت باستحقاق قرنهای بیشمار باد و فرزندان کامگار و اتباع نامدارش را سلطنت و
خلافت تا قیام قیامت باقی باد پنجم مصاف نوبت اول با میرزاده یادگار محمد بن سلطان محمد
بایسنغر و این مصاف آن بود که چون بتوفیق یزدانی و سعادت آسمانی سلطنت خراسان پادشاه
اسلام را میسر شد و امرای کبار و اعیان دیار جملگی مطیع رای همایون گشتند امیر ابوالنصر حسن بیگ

امیرزاده مذکور را که وارث ملک مذکور بود از زمان ماضی نشو و نما درمیان ترا کمه یافته بود نامزد ایالت این دیار نموده لشکر جرار و سواران نیزه گذار با او همراه کرده بطرف خراسان فرستاده امرائے نامدار خراسان و سرداران سلطان ابوسعید را در مصاحبت و ملازمت آن شاهزاده بدین صوب فرستاد و امیرزاده یادگار محمد بقوت حسن بیگ و سپاه ترا کمه و دلگرمی وارثیت ملک امرائے نامدار را از حدود عراق بجانب خراسان نهضت نمود و اول میل استرآباد کرده آن حدود را بگرفت و امیر شیخ زاہد طارمی را که از قبل حضرت پادشاه روزگار حاکم آن دیار بود منهزم گردانید و چون این خبر در تخت هرات بسمع اشرف همایون رسید فی الحال باحضار لشکر ظفر پیکر مثال داد و بر عزیمت حرب یادگار محمد عنان عزیمت بجانب استرآباد معطوف فرمود. بیت

درآمد ز ورکه غو کرّنا ے ز مین چون زمانه درآمد ز جا ے

بعضے امرائے نامدار که بایلغار پیشتر از موکب همایون آمده بودند از استیلائے دشمن ستوه گشته ملتجی بکوه شده بودند که بنواحی جبال سیلاق خوار زمے مرغزار که بنواحی دربند شقان است تا بخت مدد کرد و اقبال روئے نمود و در شهر صفر اربع و سبعین و ثمانمایه پادشاه اسلام از طرف مستقر دولت بامرائے نامدار رسید و امراء از بهجت این ابیات می خواندند :-

زہے با مدنت بخت مرحبا کرده بروئے خواب تو دولت نظر صفا کرده

ستاره خیل ترا دیده و ثنا کرده فرشته روے ترا دیده دعا کرده

و روز دیگر که دشمن در کوه شقان نزول نمود خسرو جوان بخت بآئین لشکر و بیچار مشغول گشت و از قله کوه چون لشکر انبوه خصم در نظر آمد سرداران متوهم شدند و بعرض رسانیدند که مصلحت آن است که این جبال مستحکم از دست ندہیم که لشکر خصم انبوه مے نماید پادشاه بانگ بر امرائے نامدار زد و این بیت خواند :-

که گر من ز دشمن هراسان شوم همان به که با خاک یکسان شوم

و در دم میمنه و میسره را ترتیب داد -

روز دیگر کین سپهر لاجورد نصب کرد از جرم خود منجوق زرد

پادشاه اسلام بعزم رزم دشمن بر سمند دولت راکب گشت و در نواحی بند شقان حربے

و در پیوست که هفت خوان در پیش آن تا غایتی بیش نبوده و نبرد اسفندیار بدیار زابل در مرتبه
آن جولانی زیاده. بیت

برات مرگ بیامد بدست قابض ارواح — بصد زاری همی ارواح می‌موئید بر اشباح

نسیم فتح عاقبت از مهب آباء و امال این خسرو صاحب اقبال وزیدن گرفت و روح القدس
آیات فتح خواندن بنیاد کرد و لشکر بیرنیامده که رایت خصم معکوس و دولت دشمن مغلوب و منکوس
گشت و امیرزاده یادگار محمد بصد حیله جان بسلامت از آن گرداب بلا بیرون برد و بعضی از
امرای ترکمن و جغتای که در مصاحبت و ملازمت شاهزاده مذکور بودند مقید طناب
مالک الرقاب پادشاهی گشتند و خسرو جمشید دولت نامدار عصر آن روز در حصار آن بدولت
نزول فرموده فتح نامه باطراف ممالک روان ساخت و جهت تقدیم سیاست از امرای
ترکمن و جغتای دو سه تن را طعمه سباع و طیور گردانید و بر باقی اسیران بچشم مرحمت نظر
فرمود. بیت

رو بپای اسیران سوی خانمان — بمن تان دعا باد تا جاودان

تمامی اسیران و صنایع و سپاهیان که بمواطن خود رسیده بودند فارغ البال بدعای
دولت پادشاه اسلام گویان از راه اسفراین متوجه دارالسلطنت هرات و ولایت خراسان شدند
و خسرو عالی مقدار منصور و مظفر عازم دارالسلطنه هرات گشتند و این فتح در سنه اربع و سبعین و ثمانمایه
بود موافق پارس ییل ششم قتل امیرزاده یادگار محمد راست و فتح دارالسلطنه هرات کرت
دوم و درین کار که بدست خسرو نامدار بر آمد عقل عقلا عاجز است و این دست برد از رستم
دستان نشان نداده اند و در رزم بهرام گور با خاقان بدین دستور نبوده چه در تاریخ مذکور است
که بهرام گور خاقان را با سی صد نفر زده و بکشت در حالتی که نود هزار مرد با خاقان بود و آن
شبیخون در صحرائی بوده و این کار که این خسرو نامدار نموده در مستقر سریر سلطنت بوده با وجود چندین
دربند و چندین پاسبان و حفظ و حصر جامع القدر و العظمه الله تبارک و تعالی و سبب این قضیه
آن بود که چون آن شاهزاده یادگار محمد شکسته و منکوب شده و باستقامت با امیر کبیر ابوالنصر
حسن بیگ آورده او دیگر بار لشکر گرانمایه جهت او ترتیب نموده و در مصاحبت امیرزاده مذکور

ازجمله قرابتان خود یوسف بیگ را با چند از امرای ترا کمه مقدم‌ایشان یعقوب بیگ بود بطرف خراسان
فرستاد و آن لشکر بیادگار محمد ملحق شدند و بصوب خراسان روانه گشتند و ولایت سبزوار و اسفراین
و جوین را مسخر ساختند و چون اعلی حضرت خلافت پناهی خبر قدوم یادگار محمد بدین نواحی استماع
نمود از دار السلطنت هرات عازم حرب ترا کمه و یادگار محمد شد و در حدود جاجرم قراولان هر دو
سپاه ما بین جاجرم و جوین ملاقات کردند بعد از حرب و کوشش بسیار قراول یادگار محمد
شکست یافت و غنیمت خوارزمی که از مستغنیان روزگار و بهادران لشکر یادگار محمد بود با چند نفر
از خاصان امیرزاده مذکور گرفتار شدند و حضرت اعلی آن جمعیت را با اکثری از گناهکار سیاست فرموده
بیاسا رسانید و یادگار محمد و لشکر ترا کمه ازین معنی متوهم شده شبی از قصبه جاجرم فرار نمودند و حضرت اعلی
مظفر و منصور مراجعت فرموده حسن شیخ تیمور را بایالت استرآباد تفویض فرمود و بنفس مبارک
در النگ رادگان قرار گرفت و احشام ترا کمه خراسان گرد کرده بخود جمع نمود و یادگار محمد بعد از انهزام
باز استقرار کرده از جنا [illegible] که از اعمال بسطام است آمد شد با حسن شیخ تیمور در میان آورد و آن روباه
با زنگین صفت یادگار محمد میرزا را با خود خواند و در ظاهر گرگان بدو پیوست و آرزوی حضرت اعلی را
از میان برداشت و بایزید شیخ علی پرناک که از اعاظم امرای ترا کمه و قرابت حسن بیگ بود بدو
پیوست رونقی و شوکتی تازه روی بیادگار محمد آورده عزیمت خراسان درست کرد و در شهور
ذوالقعده من شهور سنه اربع و سبعین و ثمان مایه با اهل فتح از فیروز غند عازم خراسان شد حضرت
صاحبقرانی حرب را اکمل و مستعد شده انتظار ورود او کان میخواست تا پذیرا شود و لشکریان و جوانان و بعضی
امیرزادگان نافرمان بادیده شوخ چشمی این خسرو فیروزبخت بنیاد روگردانی و بلغا بازی مشغول شدند
خاطر مبارک اعلی ازین معنی متاثر شده روی به تخت هرات آورد و هر روز از معسکر ظفر پیکر فوج
فوج روگردان شده بخصم می‌پیوستند حضرت اعلی معاینه میدید که این نادان تبر بر پای خود
میزنند و این شوربختان خطا از صواب نمیدانند اما بارادهٔ عوام کالانعام جز قدرت ذوالجلال
والاکرام هیچکس بر نمی‌آید رای رزین خسرو نیکو سرانجام چاره جز آن ندید که یک چندی تخت را
بگذارد تا بخت بر سر مدد گاری آید بدین عزم از دار السلطنت هرات آورد و احمال خاصان
و یکجهتان را همراه داشته متوجه قیصار و میمنه و صوب بلخ شد و یادگار محمد با جمعی ترا کمه بشهر هرات در آمد

ودست بظلم ناشایست بدر آوردند و بندگان خدا بظلم و دست انداز لشکر بیگانه و بے فهمی پادشا
گرفتار شدند و ترکمانان جلف بدزبان به بیداد دست بر آوردند و فسوق و فجور آشکارا کردند و آن
مظلوم کج فهم بداد هیچکس نمے رسید بلکه یارائے پرسش نداشت عجزه و رعایا فریاد بر آوردند
که اغثنا یا غیاث المستغیثین و چون این خبر بسمع شریف حضرت اعلیٰ رسید غیرت و حمیت اسلام دامنگیر
پادشاه ایام شد و با امرائے دولت فرجام گفت روا باشد که جائے که من زنده باشم در دیار اسلام
این بیداوی رود حضار مجلس باتفاق هزار جان با فدائے پادشاه اسلام باد این را با جهاد اکبر
برابر میدانیم فی الحال از میمنه قلب و جناح لشکر ترتیب داده به عزم دار السلطنه هرات با هزار
مرد کار دیده دو اسپه بر نشست۔

شد روان از میمنه سلطان فرخ روزگار فتح و نصرت بر یمین و بخت و دولت بر یسار

القصه سه شب و سه روز راه و بے راه مے پیمودند نماز دیگر روز چهارشنبه ماه مذکور در نواحی
بادغیس در باغی از لشکر باغی معدودے چند یافتند تفتیش احوال و تفحص قضایا نمودند آن مردم
گفتند یادگار محمد مسرور و فارغ البال بعشرت مشغول است و امرا همچنین هر یکے با شاهد سے
خفته و هر کس با حریفے نهفته حضرت اعلیٰ چون خبر مخالفان برین نهج استماع نمود مسرور گشت و گفت

ای دل و دلدار چو نیت یافتم

فی الحال مردان کار را دلداری مے نمود و حیا خانه عالی را بر جوانان قسمت فرمود و هر یکے را
از امرائے عظام بگرفتن یکے از سرداران شهر تعیین کرد و به تعجیل از کوه کیون فرود آمده نیم شب بنواحی
تربت عنبر سرشت مقرب باری عبد الله الانصاری علیه الرحمه رسید و از روح پر فتوح خواجه دریوزه
همت کرده صبح کاذب بخیابان هرات در آمد و به تعجیل بدر باغ زاغان دوانید و بعضے دربانان
و مستحفظان کوشش نمودند بجائے نرسید بضرب تبرزین قفل دروازه را درهم شکسته حضرت اعلیٰ
بفتح و فیروزی بباغ در آمد قضا را آن شب یادگار محمد مست و در بر محبوبه خفته بود آواز عربده
بگوشش رسیده سراسیمه بر جست و آن شب را روز قیامت دید اشفته وار میخواست تا خود را
بگوشه باغ متواری سازد و جمعے خاصان حضرت اعلیٰ او را گریبان گرفته پیش سلطان آوردند شاهزاده
قالب از روح تهی شده از روئے سراسیمگی در بین مے نگریست پادشاه روزگار روئے بدو

کرده گفت ای بی‌حمیت از ما عارت آمد و شرم نکردی ترا کمه که همیشه مطیع و فرمان بردار آبا و اجداد ما بوده اند که بگماشتگی ترا کمه بر تخت شاهرخ سلطان جلوس می نمائی و جمعی ظلمه را بر رعایای ملک موروث ما بظلم و بیداد مسلط میسازی

ای سیه روز زرد گردی روی سرخ آل را

فی الحال اشارت کرد تا سیافان بسیاست آن شاهزاده را بگذشتگان قبیله ملحق گردانیدند و کان ذالک فی لیلة الاربعا سابع عشر من صفر سنه خمس واربعین وثمان مایه علی الصباح لشکر ترا کمه که فزون از قیاس بودند فوج فوج فرار می نمودند و پوست بر اعضای ایشان از حیثیت هیبت و سطوت پادشاهی خشک شده بود و امرای عظام بهر جا که نامزد شده بودند مخالفان را بدرگاه عالم پناه می آوردند و حضرت اعلی امیر علی جلال برا از روی سیاست بیاساق رسانید و ذیل عفو بر جرایم جمیع مجرمان پوشیده و بمقتضای ارحم ترحم و بحیات و سروری که از عنایت حق سبحانه و تعالی واصل بروزگار این خسرو نامدار شده بود زیور عفو بر صفحات اعمال همگان مرتسم گردانید۔ لمؤلفه

کیست از شاهان که داده بود زخل فاریاب ... ره نورد خویش را از چشمه مرغاب آب
تاختن آورده تا تخت هری وقت سحر ... همچو خورشید او فرو شسته ز چشم خصم خواب
اینچنین دولت کرا گردد میسر در جهان ... وین چنین کامی که یابد غیر شاه کامیاب
یا رب از لطف و کرم این دولت جاوید را ... دور داری دایما از انتقال و انقلاب

هفتم فتح اندخود است و مصاف شاهزاده سلطان محمود و حقیقت این قضیه آن است که شاهزاده مذکور شکست از جانب هرات بطرف حصار و ان ملک رانده و را تا که فرصت حشمت و شوکت یافت و هنگامی ملک گیری لشکری آراسته جمع نموده بلخ را مسخر کرد حضرت اعلی در آن حین به تلافی خرابی که لشکر ترا کمه در خراسان نموده بودند مشغول بودند چون خبر استیلای شاهزاده مشار الیه بشرف اعلی رسید همگی همت بر دفع شاهزاده مصروف فرمود و از صاحب جهان و مازندران تا نواحی مرغاب لشکر و سپاه بر شمار گروه گروه بمقدار جمع شد و آغاز کار بنصایح مکاتیب بشاهزاده فرستاد مضمون آنکه ای قرة العین سلطنت و ای ثمره شجره خلافت خلاف مکن و انصاف پیش آر و آزرم گوش کن امروز

پشت لشکر و روی دولت منم و بمقام برادری و بمرتبه فرزندی قناعت نمایی و لیکن بدانکه دشمنان
قدیم در کمین اند و مدعیان دولت گوشه نشین اما آن نصائح مفید نیامد شاهزاده سلطان محمود
بمدعای ملک از راه انصاف تجاوز نموده استدعای حرب و قتال کرده حضرت اعلی چون از نصائح
نا امید شد شمشیر کین از قراب غیرت مکشوف ساخت ۔

بران باش تا جنگ باز افگنی　　اگر خود بدانی که می بشکنی
در آید که چاره نباشد ز جنگ　　جگر باید انجاد لختی درنگ

پادشاه اسلام لشکر و احتشام را از روی اقتشام جمع نموده در نواحی اندخود بموضعی که آن را
چکمن سرای خوانند صفهای مصاف راست کردند ۔

گهی افتید و گه جوشید و گه تابید و گه رخشید　　سمر و درگ خون و سمر سرخ و تن خنجر

و خسرو صف شکن تهمتن صفت بر سمند کوه پیکر سوار شده یلان و مبارزان را بر حرب تحریص می کرد
و دل میداد من بنده مولف دران مصاف در رکاب ظفر مآب بودم بعینه احساس کردم آواز تکبیری که
دران روز آن تکبیر نه مردم لشکر می گفتند یقینم شد که رجال الله الغیب اند گمان مولف آن است که
بعضی آن روز دران مصاف حاضر بوده اند این حال را مشاهده کرده اند ۔ بیت

آن را که عون عصمت یزدان بود　　اجرام جمله عدت و اوتاد لشکر است

القصه بیک لحظه نسیم فتح وزیدن گرفت و رایت سلطان مسعود و لشکر خصم مغلوب گشت و
این مصاف را مبارزان روزگار از مصافهای نادره شمارند بلکه صعب ترین جنگها میدانند
و جلدوی این مصاف را حضرت خاقانی بهیچکس از امرا نسبت نداد و مبارزان روزگار نداد
که این کار من بنفس خود کرده ام و امرا و پهلوانان درین صورت سلطان را مسلم داشتند و این
بیت بر خوانند ۔ للمؤلف

ای منزل ماه علمت اوج ثریا　　رفته ظفر از آئینه رخشنده تو پیدا

و حضرت پادشاه کامگار بعد از آن فتح نامدار بلخ و مضافات را بحوزه ضبط آورده احمد مشتاق
که از میرزایان عراق بود بایالت بلخ مقرر کرده خود بدار السلطنه هرات معاودت فرمود و کان ذلک فی محرم
سنه ست و سبعین و ثمانمایه هجریه محاصره بلخ و فتح آن جا است و این قضیه از غرایب و عجایب

حالا تست بباید دانست که بلخ شهر قدیم و بنائے اول است در دنیا بزعم اکثر ارباب تاریخ و بعضے گفته اند و باو بنا اقدم هست و بعضے بابل را قدیم گفته اند بعضے مے گویند بنائے بلخ بلاخ بن اخنوخ نهاده و بعضے برانند که کیومرث بانی بلخ است که گشنده هوشنگ را دران مقام بکشت و شادی حاصل کرد بناے شهر آنجا نهاد و بالجمله در عظمت و شوکت ملک بلخ هیچکس را سخن نیست حکما بلخ را ام البلاد نام نهاده اند و قبلة الاسلام و جنة الارض و خیر التراب گفته اند چنانکه حکیم الدین انوری مے فرماید۔ بیت

آسمان گر طفل بودی بلخ کردی دایگیش زانکه داند کرد معمور این جهان را مادری

واین قلعه و شهر بند که اکنون معمور است آن حصار را هندوان نام است و بعد از تخریب شهر قدیم بلخ بدست احنف ابن قیس و قتیبه بن مسلم الباهلی نصر بن سیار که بروزگار هشام بن عبدالملک مروان امیر خراسان بود فرمود که این قلعه را غلامان هندوی او عمارت کرده بودند و حمزه اصفهانی از محمد جریر طبری روایت کند که نصر را غلام هندوی زر خرید بود و خمس غنیمت او دوازده هزار بود القصه فتح بلخ امرے متعذر است چرا که خندق این حصار آب خیز دارد و تقلب بر و نمیرود و پادشاه اسلام بلخ را مسخر کرده ایالت آن دیار و کوتوالی حصار را با احمد بن مشتاق مقرر داشت و بعد از اندک مدتے آن ترکمان طبع دون با پادشاه روزگار غدر ظاهر کرد و با ولی نعمت کفران نمود بطرف او لا عظام سلطان ابوسعید میل نمود و دم عصیان زد و این صورت بر خاطر خطیر آرای منیر پادشاه گیتی شاق آمد و رکاب همایون را بمحاصرۂ بلخ سبک گردانید لشکر گران بدر بلخ کشید و چند وقت بمحاصره مشغول گشت و فتح میسر نے شد و قتال و جنگهائے پیوسته روے مے نمود مبارزان عساکر ظفر آثار مجروح میشدند بعضے از امرائے اکابر بعرض پادشاه رسانیدند که فتح بلخ کارے بزرگ است و روزگار ضائع کردن بدین امر بے فایده اگر خسرو روی زمین از تسخیر این ویرانه درگذرد همانا که صلاح دولت ابد پیوندش این است۔ بیت

بشادی در خیابان جام مے گیر تو بلخ کهنه را مانند رے گیر

حضرت پادشاه اسلام جمشید ایام

بداد اردوار نده سوگند خورد بروز سفید و شب لاجورد

که این باره با خاک پست آورم — واین دون نسب را بدست آورم

مثال واجب الامتثال باطراف مملکت فرستاد که تا استادان منجنیق ساز چرخ انداز بعراده
ومنجنیق وکشکنجیر ومار از نهاد سکان بلخ آرند و دیگهائے عالی ساختند وخرقها وسایر نقب زنان
از ممالک روی بصوب بلخ نهادند چون آن جماعت در آن حوالی با حمد مشتاق رسیدند بلخ از تلخی
زندگانی مشتاق اجل موعود گردید و چاره جز آن ندید که استغفار نماید و در قلعه بر روے آن خسرو
کامگار بگشاید بشفاعت امرائے دولت واخوان حضرت آورد تا جرمیه اورا از خسرو کامیاب
درخواستند پادشاه اسلام بطریق معهود شیوه مروت که در جبلت این مظهر الطاف عفو واحسان
عزیز بیست از جرائت وجرایم آن جرام نمک در گذشت وشهر بلخ کرت ثانی داخل قلمرو ومعمور گردید
وکان ذالک فی شهور سنه ثمان وسبعین وثمان مایه نهم مصاف وفتح امیرزاده ابابکر است پسر سلطان
ابوسعید وواقعه شاهزاده مذکور با جمعی از امرائے ترکمه واین قضیه چنان بود که والده شاهزاده ابابکر از
نژاد پادشاهان بدخشان است وسلطان ابوسعید بزندگانی خود این شاهزاده را در طفولیت سلطنت
بدخشان مفوض ساخته بود بعد از واقعه پدر حشمت وشوکت وشهرت یافت واین شهزاده بود زیبا
منظر وشجاع وپرتهور وعالی قدر بملک بدخشان قناعت نمود وعلی الدوام وهم از تسخیر ممالک زدی
واین شعر از شاهزاده است :-

چو سنجد ورنگین من بدخشان — زچینم تا بدخشان ورنگین باد
بکوهستان سمندم را چو جولان — هرا میدان همه روے زمین باد

شاهزاده که طبع لطیفش دری بدین منوال مے سفت وسخن را بدین سلیقه مے گفت منظرش
آفتاب درخشان ومنشائش کان بدخشان بهاے این جوهر که داند سخن گفتن در فضیلت اوکه
تو اثار القصه شاهزاده مذکور را کرات با اخوان عظام محاربت ومصالحت افتاد وآخر بر شاهزاده محمود
مسلط شد وحصار شادمان ومضافات را مسخر کرد وبعد از مدتے دیگر از سلطان محمود منهزم شده
رجوع بپایه سریر همایون آورد وپادشاه اسلام مقدم اورا باعزاز واکرام تلقی نمود وانواع مرحمت
وشفقت بدو نمود ومنصب امادتش مشرف ساخت وآن شاهزاده مدتے دولت صفت ملازمت
رکاب ظفر انتساب همایون بود اما مفسدان اورا از راه بدر برده بدگمان ساختند تا فکر غلط نموده از

آستان ملک آشیان پادشاه روزگار فرار برقرار اختیار کرده بهانهٔ امیر سپاه مرید ارغون را بیگناه بقتل
رسانید و بر نسب سیادت و خدمت دیرینهٔ آن سید مظلوم نه بخشید و از نواحی ترمذ بقصد ملک خراسان
و عزیمت مرو نمود پادشاه اسلام فوجی از امرای عظام و سرداران کرام را بظفر فرستاده و در مرو با
پادشاهزاده ابابکر مصاف دادند و شاهزاده مذکور شکست یافته منهزم شده بعزیمت بدخشان
رفته نمود و ثباتی انجا هم نیافته بطرف کابل و هند رکاب گرانمایه را سبک ساخته از حدود
آب سند گذشت و کرانه هیل کریان کرد و دران حال ولی پیر علی لشکر ترکمان بدو ملحق شده شاهزاده
تحریص مملکت عراق کرد لشکر امیر کبیر یعقوب بیگ که امروز والی عراقین و آذربایجان و دیار بکر
و فارس و مضافات است و خلف صدق امیر کبیر ابو النصر حسن بیگ است شاهزاده مذکور نمودند
و دیگر بیشتر کریان از لشکر ترا کمه منهزم شده باز قصد خراسان نمود چون منهیان این خبر بپادشاه اسلام
رسانیدند که شاهزاده مشارالیه از سیستان عزیمت خراسان دارد پادشاه روزگار بدولت و ایلغار
در پی شاهزاده افتاده و شاهزاده از فراه سیستان براه بیابان عزیمت ترشیز و سبزوار نموده پادشاه
اسلام نیز بهمراه شتافته مرکب که او سوار میشد عساکر سلطان هم گشته تا از حدود ولایت
فراه تا چهار فرسخی استرآباد پادشاه اسلام در عقب شاهزاده بایلغار راندند جماعتی که دران سفر ملازم رکاب
خداوند سلطنت شعار بودند نمودند که در بیرا اسب مخالفان پادشاه اسلام را سقط و ضایع
و مجروح و مانده شده از قضا است حق تعالی مخالفان روزی در کنار آب جرجان بنواحی استرآباد
فرود آمده بودند و بیخبر نشسته که ناگاه صولت رایت همایون خسرو رشته زبان سپاهی لشکر ظفر پیکر
پیدا گشت مخالفان روز فزع اکبر معاینه دیده سراسیمه بر اسبان سوار شده کر و فر میکردند
و حرکت مذبوحی می نمودند سرانجام پای ثبات زیر سنگ نکبت و دست تعدی بسته
ریسمان محنت گشت. بیت

اگر بود خصم تو همیده برابر باشد　　مثل گنجشک و همای پشه و صرصر باشد

آخر چون دریای امواج عساکر پادشاه اسلام برگرد ایشان محیط شد راه گریز نیافتند
بالضرورت خود را در آب جرجان انداختند چندی در آن آب تلف گردیده اکثری از آن سپاه
مخذول بکمند دشمن خسرو دولتمند گرفتار گشتند منهم همه پیر علی شکر و ابراهیم برادر او و آن دو ترکمان را

خسرو صاحب قران بحضور شریف طلب داشت و خطاب کرد که ای برگشته دولتان بدبخت چه می‌خواستید از این کودک خودپسند نادان که او را نیز همچون خود بدین بار روز گردید آخر شما معلوم دارید که اقبال از شما رخ برگردانست و ظلم چندین ساله را مکافات در میان ـ مصرع

یک روز بخر انچه فروشی یک سال

و فی الحال حکم سلطان نفاذ یافت که آن مخاذیل را با جمیع مفسدان از شهر بند حیات بدروازهٔ ممات بیرون فرستادند ـ بیت

رخنه گر ملک سرافگنده به　　لشکر بدعهد پراگنده به

و شاهزاده بهزیمت از جنگ گاه بیرون رفت تا شب بیگاه در صحاری می‌رفت و شب اسب و لباس را بدل کرده بیل خراسان نمود بخت روگردان و اقبال دول کنان از تنهائی و ضجرت فریادکنان نجیمه نشان رسید و راه خراسان سراغ کرد آن ضعفا راه بدو نمودند تا بحد فیروزغند رسید و از جمعی مردم چیزی طعام می‌خواست جوانی بفراست از صفای ظاهر و باطنش دریافت و دانست که این شاهزاده ابابکر است بر اثر شاهزاده روان شد و بدو رسید که ای شاهزاده معلوم کرده‌ام که شمایل تو گوهر کان سلطنت است بدان آمده‌ام که معین و دلیل شوم و ترا ازین ورطه خونخوار بساحل امان رسانم شاهزاده گفت ای مرد اگر بقول خود وفا نمائی از جملهٔ سرداران گردانمت آن شخص چند قدمی با پادشاهزاده برفت و آخر ازین قصد برگردید شاهزاده را بدست مردم احتشام باز داد و آن مردم نیارستند چنان گنجی را پنهان کردن و چنین گوهر مستور داشتن ـ بیت

در مرتبهٔ عالیه حقا که نگنجد　　شهباز سلاطین بنهان خانهٔ عصفور

و چون رایت نصرت شعار بعد از فتح دیار و قتل اشرار بحد فیروزغند رسیده بود آن مردم خبر شاهزادهٔ مذکور را بسلطان رسانیدند فی الحال حضرت سلطان باحضار شاهزاده ابابکر مثال داد و آن قرة العین سلطنت را بحضرت حاضر کردند سلطان کامیاب پادشاهزاده را خطاب کرد که ای نوبادهٔ چمن سروری هنوز بوی شیر از شکرت می‌آید در خون بیگناهان خصوصاً کسیکه او را بخاندان طیبین و طاهرین نسبتی باشد چرا ارحصت می‌کنی و تقریب دادن ترکمانان جلف

نمے دانی کہ سبب زوال دولت او خسرو فیروز طبع این بیت بر شاہزادہ خواند :-

عاقبت سر رشتۂ کارش بویرانی رسد　　ہر کہ از نیکان بر آید با بدان ہمسایہ شد

وگفت دریغا کہ بر قول تو اعتمادی نیست و این ہمہ کہ من با تو نیکی کردم جز از تو بدی ندیدم این سخنان بر زبان پادشاہ اسلام مے گذشت و از عیون مبارکش سیلابہ سرشک بسیاری مے گشت رو با مراے ارکان دولت کرد کہ میخواہم کہ بدین نہال روضہ اقبال آسیبی نرسانم کہ دلم از ہمراہ او بے قرار است وجانم در سلسلہ رحم او استوار امرا یک بار فریاد برآوردند کہ اے سلطان عالم - بیت

ترا ایزد چو بر دشمن ظفر داد　　بکام دوستانش سر جدا کن

وگر خواہی صواب نیک مردان　　طمع از جان برادر را رہا کن

خسرو صاحبقران دانست کہ بقاے او سبب فناے دولت ہست باکراہ واجبار بقتل شاہزادہ ابابکر رضا داد -

ملک آرزم بر نمے تابد　　خواہ بیگانہ گیر و خواہے خویش

قضاے خداے نہال عمر آن نوجوان را از بیخ برکند و روضہ امید دوستان را چون بخت تیرہ دشمنان ساختہ صاحبقران مظفر و منصور از نواحی فیروز غند براہ مشہد مقدس منور متوجہ دار السلطنہ ہرات گشت وکان ذالک فی شہر صفر سنہ خمس وثمانین وثمانمایہ کہ روز دولت این پادشاہ جم اقتدار را ہر سال فتحے و ہر ماہ فتوحے وخواہد بود -

ہر فتح کاسمان زندش نشہاے کما　　چون بنگری مقدمہ فتح دیگر است

لاجرم ازین قبیل کارہا مہابت وصولت پادشاہ اسلام در دل مبارزان قرار یافتہ وملوک اطراف وسلاطین اکناف پیوستہ درین درگاہ گردون اشتباہ توسل میجویند و با پادشاہ در مقام اخلاص وطاعت زندگانی مے کنند و فقرا و رعایاے خراسان در ظل حمایت وکنف رعایت این حضرت مرفہ وآسودہ و ذات ملک صفات خسرو نامدار ہموارہ براعتلاے اعلام دین و رواج شریعت مایل است وکار علماے اسلام بر در دولت او برونق و معاش غربا و فقرا و انتہا مفسدان وظالمان وقطاع الطریق در دولت او مخذول و بد منشان وبداندیشان بکلی

متأصل اند خراسان و خراسانیان را حق سبحانه بنظر لطف برداشته که بحمایت عدل و رأفت این
خسرو شریعت پناه بفراغت اند در مراحل و منازل که همواره دزدان و قطاع الطریق بودند
حالا مستحفظان و شادمان در رابطه و بقاع در خدمت اهل سلوک و مسافران مشغول اند قنواتی که
از عهد هجوم چنگیز خان چون باب کرم بخیلان مسدود و مدروس بود اکنون سفره کریمان جاریست
و رباطی که از عهد محمود غازی ویران بود اکنون چون روزگار اهل دولت معمور شده دهقنت
و زراعت بمرتبه رسیده که کیوان برتر نشین فلک هفتمین بر جمع دهاقین روی حاسد است
و بانبار خرمن سنبله از رشک این مزارع کاسد۔

هر جا که بی عنایت و لطف تو در جهان   تابوت دار بود کنون تخت و منبر است
دار الامان تخت هری با وجود تو   رشک بهشت و شمع اقالیم و کشور است

حق سبحانه و تعالی اقبال این خسرو خجسته آمال را که واسطه امن و امان و پناه اهل ایمان است
بر سالهای ممدود و مخلد دارد و شاهزادگان عالی مقام را که هر کدام شمع شبستان دولت و سرو
حشمت اند در پناه ظل این خسرو دولت پناه قرنهای پاینده و مستدام داراد و تا قیام قیامت
سلطنت و خلافت در خاندان این خسرو صاحبقران ثابت و مقرر باد و هر روز فتحی تازه و دولتی
بی اندازه نصیب این خسرو خجسته لقا باد

از آن پیشتر کاوری در ضمیر   ولایت ستان باش و آفاق گیر

خادم بتالیف و تحریر هذه التذکره اقل عباد الله دولتشاه بن علاء الدوله بختیشاه
الغازی السمرقندی اصلح الله شأنه فی ثامن عشرین شوال سنه اثنی و تسعین و ثمانمایه
الهجریة النبویة المصطفویة الخاتمیه۔

اللهم اغفر لمؤلفه و لکاتبه و لقاریه و لسامعه و لمن قال آمینا